مُلتانی زبان

اور اُس کا

اُردُو سے تعلّق

از

ڈاکٹر مہر عبدُالحق

ایم اے (پی ایچ ڈی)

اُردُو اکادمی، بہاولپُور

ملتانی زبان

اور اس کا

اردو سے تعلق

ڈاکٹر مہر عبدالحق
ایم - اے (پی - ایچ - ڈی)

اردو اکادمی بہاول پور

جملہ حقوق محفوظ

بار اول ۱۹۶۷ء

قیمت: چودہ روپے

ناشر: مسعود حسن شہاب
معتمد عمومی، اردو اکادمی بہاول پور

طابع: رشید احمد چودھری
مکتبہ جدید پریس - ۴ کوئینز روڈ - لاہور

مندرجات

پہلا باب — صفحات ۱ تا ۹

زبان کی ماہیت اور اس کی عالمی تقسیم

زبان کی تعریف - زبان کیونکر پیدا ہوئی - زبانوں کی گروہ بندی - یک لفظی زبانیں - جڑواں زبانیں - اشتقاقی زبانیں - تحلیلی زبانیں السنہ عالم کے آٹھ بڑے بڑے خاندان - ہند یورپی خاندان - ہند ایرانی خاندان - پراکرتوں کے مختلف ادوار ارتقا -

دوسرا باب — صفحات ۱۰ تا ۲۴

آریاؤں کی ہندوستان میں آمد اور ہند آریائی زبانوں کی گروہ بندی

آریاؤں کی آمد سے متعلق پہلا نظریہ - دوسرا نظریہ - تیسرا نظریہ - چوتھا نظریہ - پانچواں نظریہ - سنسکرت زبان کی عمومیت ہندوستان میں آریائی زبانوں کا داخلہ - گریرسن کا نظریہ - گریرسن کے نظریے پر تنقید - گریرسن کی گروہ بندی - ڈاکٹر زور کی گروہ بندی - شمال مغربی اور وسطی گروہ کی زبانیں - مغربی ہندی

تیسرا باب — صفحات ۲۵ تا ۳۵

پراکرتیں

پراکرتوں کی ماہیت - سنسکرت اور پراکرت کا تعلق - میکس ملر کا اصول ارتقا - پراکرتوں کا ارتقا - تت سم تد بھو اور دیسج قسم کے الفاظ - جان بیمز کے مقرر کردہ تین دور - چیٹرجی کی گروہ بندی - مشہور پراکرتیں - چند اہم نتائج

چوتھا باب — صفحات ۳۶ تا ۷۰

ہند آریائی زبانوں میں پنجابی لہندا اور ملتانی کا مقام

پنجابی کی اصلیت - گریرسن کی حد بندی - پنجابی اور لہندا کی حد فاصل - پنجابی کی مزید گروہ بندی - سندھی کا تعلق وسطی گروہ کی زبانوں سے - شمال مغربی گروہ کی بولیوں پر دردی اثرات

لہندا کی بولیاں ۔ لہندا اور ملتانی کا فرق ۔ تلفظ کا فرق ۔ ذخیرۂ الفاظ کا فرق ۔ افعال و مصادر کی تصریف کا فرق ۔

پانچواں باب صفحات ۷۱ تا ۱۲۶

ملتانی زبان کے علاقے کے جغرافیائی اور تاریخی حالات

ملتانی زبان کے علاقے کی قدیم تاریخ ۔ ملتانی زبان کے علاقے سے کیا مراد ہے ۔ وادیٔ سندھ ہند سے الگ ملک تھا ۔ موہنجودارو کی تہذیب مہروں کے نقوش ۔ ملتان کے قلعہ سے برآمد شدہ ٹھیکریوں کے نقوش ۔ مسلمانوں کی آمد کے وقت کی تاریخ ۔ بک قدیم جغرافیہ کی کتاب کا خلاصہ ۔ جغرافیائی شواہد کی بناپر چند نتائج ۔ وادیٔ سندھ کی زبان پر دردی زبانوں کے اثرات ۔ لہندا اور سندھی کا مآخذ ۔ دردی زبانیں ۔ بحث کا خلاصہ ۔ ملتانی زبان کی پیدائش ۔ ۱۱۱ ہجری کی اہمیت ۔ وادی سندھ کی سیاسی تاریخ ۔ ہجری سے ۴۱۸ ہجری تک ۔ وادیٔ سندھ کی زبان کا دوسرا دور ۔ بحث کا خلاصہ ۔ ملتانی زبان کے علاقے کا رقبہ ۔ مستشرقین کی کچھ متضاد باتیں ۔ غلط فہمی ۔ سرائیکی ۔ سرائیکی کی حقیقت ۔ ابوالفضل کی فہرست ۔ ملتان کی تاریخ ۔ تاریخی نتائج ۔ بلوچ اقوام ۔ انگریز حکمرانوں کی رائے ۔ ملتانی زبان پر اس کے علاقے کی بس افتادگی کے اثرات ۔

چھٹا باب صفحات ۱۲۷ تا ۲۳۶

ملتانی زبان

ملتانی زبان ۔ ملتانی کے مختلف نام ۔ ملتانی کی اصلیت ۔ قدرتی حد بندی ۔ ملتانی کے حروف تہجی ۔ قوت ادغام ۔ ملتانی کے ضرب الامثال ۔ ملتانی کے محاورات ۔ دعائیں اور بد دعائیں ۔ مواضعات قصبات اشخاص اور پیشوں کے نام ۔ ملتانی کا ذخیرۂ الفاظ ۔ ملتانی کے خاص الفاظ ۔ ذخیرۂ الفاظ کی وسعت ۔

ساتواں باب صفحات ۲۳۷ تا ۲۶۹

ملتانی زبان میں فارسی اور عربی کے الفاظ

چوتھی صدی ہجری میں وادیٔ سندھ کی زبان کیا تھی ۔ عرب سیاحوں کی شہادتیں ۔ عربی اور فارسی کے اثرات ہند آریائی

زبانوں پر - عربی اور فارسی کے اثرات وادیٔ سندھ کی زبان پر- عربی اور فارسی الفاظ کی مختصر سی فہرست - عربی ماخذ کے مصادر - ملتانی زبان کے لاحقے - ملتانی زبان میں جملے کی بناوٹ -

آٹھواں باب صفحات ۲۷۰ تا ۳۲۰

ملتانی اور اس کی ہمسایہ زبانیں

ملتانی کی ماہیت سے متعلق چند توضیحات - ملتانی اور سندھی کے اشتراکات - ملتانی اور سندھی کے اختلافات - ملتانی اور بلوچی کے اشتراکات - بلوچی سندھی اور ملتانی کے کچھ الفاظ - فارسی بلوچی اور ملتانی کے کچھ الفاظ - ملتانی اور بلوچی کے اختلافات - ملتانی اور لہندا کی بولیاں - ملتانی لہندا سے بالکل الگ زبان ہے - ملتانی کا لہندا کی بولیوں سے تقابلی مطالعہ - ملتانی کا تعلق پنجابی سے - پنجابی کا ضلع ضلع کا فرق - پنجابی اور ملتانی کے اختلافات - ملتانی اور پنجابی کی بولیوں کا تقابلی مطالعہ - ملتانی زبان کی شاخ نہیں - ہیر وارث شاہ - مختلف زبانوں کے چند خاص الفاظ کی فہرست

نواں باب صفحات ۳۲۱ تا ۳۱۲

ملتانی لٹریچر

ملتانی کا قدیم لٹریچر - نور نامہ - ۷۵۲ھ کا ایک نمونہ - تاریخ فیروز شاہی کا فقرہ - حضرت جہانیاں جہاں گشت کا قول - حضرت راجو قتال کے الفاظ - حضرت گنج شکر کی زبان - ۱۰۲۵ھ میں ملتانی زبان - ۱۰۳۳ھ کا نمونہ - ۱۰۴۴ھ کا نمونہ ۱۰۷۴ھ کا نمونہ - ملتانی کے مغربی پنجاب کی زبان پر چھا جانے کا ثبوت - فقہ ہندی - اخبارآلاخرۃ ۱۱۰۴ھ کی تصنیف - ۱۰۸۶ھ کا نمونہ - نجات المومنین - قدیم درسی رسائل - ملتانی کا رسم الخط - حفظ الایمان - ایک ریختہ کا نمونہ - معراج نامہ - میت نامہ ۱۱۴۰ھ ہماری زبان علامہ طالوت کی نظر میں - سیف الملوک میاں لطف علی یوسف زلیخا ہندی عبدالحکیم - لیلیٰ مجنوں گل محمد شیروی - موجودہ دور کے شعرا کا کلام - لوک گیت - حضرت خواجہ غلام فرید کا کلام - خواجہ صاحب کے ٹھیٹھ ملتانی الفاظ - ملتانی زبان کی ادبی حیثیت -

دسواں باب صفحات ۳۱۳ تا ۳۹۴

قواعد ملتانی زبان

ملتانی زبان کے اصول و قواعد - حروف تہجی - قدیم رسم الخط خط نسخ کا استعمال - سندھی اور ملتانی کے حروف - خط نسخ کا نمونہ - اعراب - اسم خاص خطاب ، لقب ، عرف ، تخلص - اسم عام اسمائے کیفیت - افعال و مصادر سے بنائے جانے والے اسمائے کیفیت اور ان کے بنانے کے طریقے - صفت سے بننے والے اسمائے کیفیت - دو لفظوں کے ملانے سے ، اسم سے بننے والے اسمائے کیفیت - اسم ظرف - بعض خاص الفاظ - ظرف کی علامتیں - فعل سے اسم ظرف - اسم اور فعل مل کر دو اسموں سے مل کر بننے والے - اسم آلہ - فعل سے بننے والے - اسم سے بننے والے - دو اسم ملا کر - خاص علامات والے - مرکب اسمائے آلہ - اسم جمع اور اس کے خاص قواعد - بیجان کی تذکیر و تانیث - اسمائے کیفیت کی تذکیر و تانیث - حروف تہجی کی تذکیر و تانیث خاص صورتیں - تعداد اور حالت کے قواعد - ملتانی زبان کا تذکیر و تانیث کا خاص قاعدہ - تصریف اسم کے قاعدے - تصغیر و تکبیر کے قاعدے - اسمائے مکبر - جانوروں کے بچوں کے نام - جانوروں کی بولیاں - مختلف اصوات - صفت - صفات کا مقابلہ - صفات ذاتی - صفات نسبتی - خاص اسمائے صفت - صفت عددی - تعداد غیر معین تعداد معین صفت ترتیبی - صفت اضافی - صفت مقدار - صفت کی تذکیر و تانیث صفات کی تصغیر - ضمیر - ضمائر شخصی - ضمائر موصولہ - ضمائر استفہامیہ - ضمائر اشارہ - ضمائر تنکیر - صفات ضمیری - افعال و مصادر - عربی اور فارسی ماخذ کے مصادر - امدادی فعل کے لگانے سے مصادر بنانے کا قاعدہ - ہندی اسما و صفات سے مصادر بنانا - انگریزی الفاظ سے مصدر بنانا - ملتانی کے بعض مصادر - ملتانی مصادر کی گردان مجہول بنانے کا قاعدہ - حالیہ کا بنانے کا قاعدہ - ماضی معطوفہ - مضارع - مضارع کی گردان - فعل امر - فعل حال مطلق - حال ناتمام - حال تمام - فعل متعدی - فعل لازم - احتمالی - ماضی مطلق - ماضی نا تمام - ماضی تمام - ماضی احتمالی - ماضی شرطیہ یا تمنائی - دعائیہ - مستقبل مدامی - فعل جاریہ - خاص صورتیں ملتانی میں

ہونا مصدر کی صورتیں ۔ تمیز ۔ وقت کے لیے سمت کے لیے ۔ طور و طریقہ کے لیے ۔ تعداد کے لیے ۔ ایجاب و انکار کے لیے ۔ سبب اور علت کے لیے ۔ مرکب تمیز ۔ حروف ۔ حروف ربط ۔ حروف علت ۔ حروف تخصیص ۔ حروف فجائیہ ۔

گیارھواں باب صفحات ۴۹۳ تا ۵۳۲

ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق

زبانوں کے رشتے ۔ الفاظ کی ہئیت کذائی ۔ تقابل السنہ کا اصول ۔ ملتانی اور اردو کا پہلا تعلق ۔ برج بھاشا اور اردو ۔ برج کے علاقے کی بولیوں کے نمونے ۔ اردو اور برج کے اختلافات ۔ ہریانی میواتی ملتانی اور اردو ۔ لہندا سندھی اور وسطی گروہ کی زبانوں میں ۔ ہونا مصدر کی گردان ۔

بارھواں باب ۵۳۳ تا ۵۶۶

اردوئے قدیم اور ملتانی

امیر خسرو کے کلام میں ملتانی الفاظ و تراکیب ۔ خلق باری کی مثالیں ۔ بھگت کبیر کے کلام کا نمونہ ۔ گورو نانک کا کلام ۔ میر جعفر زٹلی ۔ محمد افضل جھنجھانوی ۔ عبداللہ قطب شاہ ۔ شیخ جنید ۔ محمد امین دکنی ۔ قدیم دکنی شعرا ۔ سلطان قلی قطب شاہ ۔ ظل اللہ ۔ وجہی ۔ غواصی ۔ جنیدی ۔ امین ۔ غلام علی ۔ ابراہیم عادل شاہ ۔ علی عادل شاہ ثانی ۔ شاہ میراں جی ۔ لطیف ۔ ابوالحسن تانا شاہ ۔ ولی دکنی ۔ دھلوی زبان ۔ مبارک شاہ آبرو ۔ مرزا جان مظہر ۔ میاں سعادت علی ۔ محمد شاکر ناجی ۔ مرزا رفیع سودا ۔ محمد یار خاکسار ۔ محمد فقیہہ دردمند ۔ محمد قائم ۔ میر تقی میر دریائے لطافت میں سید انشا کے مقرر کردہ اصول ۔

تیرھواں باب صفحات ۵۶۷ تا ۶۲۰

ملتانی اور اردو کے اصول و قواعد کا تقابلی مطالعہ

ملتانی اور اردو کی صرف ونحو کے اشتراکات اور اختلافات ۔ مصدر ۔ تذکیر و تانیث ۔ اسما و صفات کی تصریف ۔ فعل کی تصریف اضافت ۔ ماضی مطلق ۔ حال تمام ۔ ماضی بعید ۔ ماضی احتمالی ۔

مضارع - فعل امر - دعائیہ - لازم اور متعدی - کلمات و حروف - اعداد ذخیرۂ الفاظ اسمائے کیفیت - ضمائر تمیز - مشتق اور مرکب الفاظ - سابقے اور لاحقے - جنس - بے جان اشیا کی تذکیر و تانیث جمع اور واحد کے قاعدے - الفاظ کی تصریف - فاعلی حالت - ندائی حالت - مفعولی حالت - اضافی حالت - طوری حالت - صفت - صفات عددی - ضمائر - آپ اور اپنا - افعال و مصادر - مصدر کے مختلف استعمال - حالیہ - حالیہ معطوفہ - اسم فاعل کی بناوٹ - امر - مستقبل - حال - ماضی - ماضی احتمالی - افعال مجہول - تکرار الفاظ کے قواعد - نحو ترکیبی —

چودھواں باب صفحات ۶۲۱ تا ۶۷۸

کچھ دلچسپ الفاظ کا مطالعہ

دونوں زبانوں کا ذخیرۂ الفاظ - لفظ ہندی کا اطلاق کون سی زبان یا زبانوں پر ہوتا ہے - امیر خسرو کی تقسیم السنہ - ابوالفضل کی تقسیم - کچھ دلچسپ الفاظ - ملتانی کے ذخیرۂ الفاظ - سر چشمے - ہ اور س کا بدل - ب اور و ، کا تبادلہ ر اور ل ج اور گ د اور ڈ کی آوازیں - اردو کے دو لفظوں میں ڈ کی آواز اردو کے بعض الفاظ کا لسانی تجزیہ - مشتق اور مرکب الفاظ - اسمائے کیفیت بنانے کے طریقے - اسم فاعل کی بناوٹ - اسمائے آلہ - اسمائے ظرف - اسم کی تصغیر کی علامتیں منفی معنوں کے سابقے - مرکبات کی حالت باعتبار ترکیب لفظی - مرکبات تابع کی مختلف اقسام - توابع مہملہ - بعض اردو مرکبات -

پندرھواں باب صفحات ۶۷۹ تا ۶۹۴

ملتانی زبان کی حقیقت

علامہ شیرانی کا نظریہ - سید سلیمان ندوی کی رائے - پیر راشدی صاحب کا خیال - ملتان اور اُچ کی علمی مرکزیت - پروفیسر سینتی کمار چیٹر جی کا بیان - ڈاکٹر سید محی الدین زور کی رائے - چند مشترک امور - ہمارا نظریہ - کیا ملتانی محض ایک ملوان زبان ہے - ملتانی زبان کی حقیقت - اردو کا پنجابی پن - شیرانی کے نظریے سے ہمارا اختلاف اور اتفاق

کتابیات صفحات ۶۹۵ تا ۷۰۸

پہلا باب

زبان کی ماہیت اور اس کی عالمی تقسیم

زبان کی تعریف: زبان کی واضح تعریف بالفاظ ڈاکٹر سید محی الدین صاحب زور اس طرح کی جا سکتی ہے کہ ''زبان انسانی خیالات اور احساسات کی پیدا کی ہوئی ان تمام عضوی اور جسمانی حرکتوں اور اشاروں کا نام ہے جن میں زیادہ تر قوت گویائی شامل ہے۔ اور جن کو ایک دوسرا انسان سمجھ سکتا ہے اور جس وقت چاہے اپنے ارادے سے دہرا سکتا ہے''۔[1]

انسان کو حیوان ناطق کہا گیا ہے۔ زبان کے ذریعے خیالات، جذبات اور احساسات کے ظاہر کرنے کی قوت صرف انسان میں موجود ہے۔ اور یہی وہ خصوصیت ہے جو انسان کو باقی مخلوقات سے ممتاز کرتی ہے۔ دوسرے حیوانات خواہ ان کی ذہانت اور استعداد کتنی ہی ترقی یافتہ کیوں نہ ہو اس خصوصیت سے محروم ہیں۔ مگر انسان کے جاہل سے جاہل افراد اور وحشی سے وحشی قبیلے بھی گفتگو کر سکتے ہیں۔

زبان کیونکر پیدا ہوئی: یہ مسئلہ کہ زبان کیونکر پیدا ہوئی، اس کے ارتقا کے مدارج کیا ہیں یہ مختلف ممالک اور مختلف اقوام میں مختلف النوع کیوں ہے بہت ہی معرکۃ الآرا مسئلہ ہے۔ دنیا کے اہم لسانی خاندانوں کے آغاز پر تحقیق کرنے کے لئے آج ہمارے پاس بہت کم مواد موجود ہے کیونکہ زمانہ

۱۔ ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور طبع ثانی ۱۹۵۰ء شائع کردہ مکتبۂ معین الادب، اردو بازار، لاہور ص ۲۶۔

قبل از تاریخ کی باتوں پر تاریکی کا ایک ایسا پردہ پڑا ہوا ہے جس کا دور کرنا قریب قریب ناممکن ہو چکا ہے۔ تاہم یہ قیاس کرنا غیر حقیقی نہیں کہ دنیا کی تمام زبانوں کا سرچشمہ ابتداً ایک ہی تھا۔

زبان چونکہ خیالات اور احساسات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ اس لئے نت نئے الفاظ کا پیدا ہونا تعجب خیز نہیں۔ قومیں اقتصادی اور معاشی یا مذہبی اور روحانی لحاظ سے جوں جوں ارتقا کی منازل طے کرتی جاتی ہیں زبانوں میں وسعت پیدا ہوتی جاتی ہے۔ اور الفاظ میں کاٹ چھانٹ اور ترمیم تنسیخ ہوتی رہتی ہے۔ علما جہاں اپنی علمی ضروریات کے پورا کرنے کے لئے اصطلاحات وضع کرتے ہیں وہاں عوام اپنے لسانی اصولوں کے ماتحت غیر شعوری طور پر الفاظ کی تراش خراش کرتے رہتے ہیں۔ لہذا بقول ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب یہ کہنا نہایت صحیح ہے کہ ''زبان نہ کسی کی ایجاد ہوتی ہے اور نہ کوئی اسے ایجاد کر سکتا ہے۔ جس اصول پر بیج سے کونپل پھوٹتی پتے نکلتے شاخیں پھلتی پھول پھول لگتے ہیں اور ایک دن ننھا سا پودا ایک تناور درخت ہو جاتا ہے۔ اسی اصول کے مطابق زبان پیدا ہوتی ہے، بڑھتی اور پھلتی پھولتی ہے۔''[1]

زبانوں کی گروہ بندی: اس وقت دنیا میں جتنی زبانیں بولی جاتی ہیں ماہرین لسانیات نے ان کی گروہ بندی دو طرح سے کی ہے۔ ایک لفظی اور صرفی خصوصیات کے لحاظ سے اور دوسری نسلی اور تاریخی تعلقات کی بنا پر۔ لفظی اور صرفی خصوصیات کے لحاظ سے زبانوں کی دو جماعتیں بنائی گئی ہیں ''پہلی جماعت ان

۱۔ قواعد اردو از ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب، شائع کردہ انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن۔

زبانوں کی ہے جو یک لفظی ہوتی ہیں اور جن کے اساسی الفاظ شکلی تبدیلیوں کے ذریعہ سے اپنے مفہوم میں تغیر و تبدل اور اضافہ نہیں کرتے۔ اس قسم کی زبانیں سر زمین چین، ہندوستان کے مشرقی ممالک اور انہی اطراف و اکناف کی آبادیوں میں رائج ہیں۔ ان زبانوں میں تمام الفاظ بالعموم آزاد ہوتے ہیں اور ان میں سابقوں اور لاحقین کا استعمال نہیں کیا جاتا۔"[1]

دوسری جماعت میں دنیا کی باقی ماندہ زبانیں شامل ہیں جن میں الفاظ کی شکل و صورت کے ساتھ ساتھ ان کا مفہوم بھی بدلتا رہتا ہے اور ان کے معنوں میں سابقوں اور لاحقوں کے استعمال سے نئے نئے پہلو پیدا کئے جا سکتے ہیں۔

اس دوسری جماعت کی مزید گروہ بندی ضروری ہے۔ کیونکہ یک لفظی زبانوں کو چھوڑ کر باقی ماندہ زبانیں سب کی سب ایسی نہیں جن میں سابقے اور لاحقے استعمال ہوتے ہوں یا جن کے الفاظ میں جوڑ اور پیوند لگائے جا سکیں۔ جان بیز نے کسی قدر تفصیل سے کام لیا ہے اور السنۂ عالم کو لفظی اور صرفی خصوصیات کے لحاظ سے اس طرح تقسیم کیا ہے۔

یک لفظی زبانیں: "پہلی قسم[2] میں تو وہ یک لفظی زبانیں آتی ہیں جو غیر نمو پذیر ہیں اور جن کے الفاظ اپنی جگہ پر تنہا مکمل ہوتے ہیں۔ نہ ان کی شکل تبدیل ہوتی ہے اور نہ ان سے کوئی لفظ یا کسی لفظ کا جزو جوڑ سکتے ہیں اور نہ

۱۔ ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور طبع ثانی ۱۹۵۰ء شائع کردہ مکتبۂ معین الادب، اردو بازار، لاہور ص ۴۸۔

۲۔ ہندوستانی لسانیات کا خاکہ از سید احتشام حسین، مارچ ۱۹۳۸ء دانش محل، لکھنؤ ص ۲۵ - ۲۶۔

ان سے کوئی لفظ مشتق ہوتا ہے۔ ان کی گردان نہیں کی جا سکتی۔ اس قسم کی سب سے مشہور مثال چینی زبان کی ہے۔

جڑواں زبانیں: دوسری قسم ان زبانوں کی ہے جو بنیادی لفظ میں دوسرے الفاظ جوڑنے سے بنتی ہیں۔ ان کے یہ جوڑ الگ الگ کئے جا سکتے ہیں۔ ہر جوڑ اپنی اپنی جگہ الگ معنی رکھتا ہے اس کی سب سے زیادہ واضح اور معروف مثال ترکی ہے۔

اشتقاقی زبانیں: تیسری قسم سب سے عام اور سب سے زیادہ وسیع الذیل ہے۔ اسے اشتقاقی کہتے ہیں۔ اس زبان کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں بنیادی لفظ یا مادہ میں الفاظ یا اجزائے الفاظ جوڑ کر نئے الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔ یہ نئے الفاظ حالت اور زمانے کے تعلق کو پیش نظر رکھتے ہوئے نئی معنوی ضرورتیں پوری کرتے ہیں۔ اس میں اکثر سامی اور آریائی زبانیں شامل ہیں۔ لیکن پھر دوسرے اختلافات ایسے ہیں جن کی وجہ سے آریائی اور سامی زبانوں میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا ہے اور دونوں اپنی ساخت کے اعتبار سے بالکل دو مختلف خاندانوں میں رکھی جاتی ہیں۔

تحلیلی زبانیں: چوتھی قسم تحلیلی کہی جاتی ہے۔ یہ اشتقاقی زبان کی ایک بہتر اور ترقی یافتہ شکل ہے۔ جس میں اشتقاق یا مشتق جزو اصل لفظ میں اس طرح گھل مل جاتا ہے کہ اس کے الگ وجود کا پتہ نہیں چلتا۔ جو سابقے یا لاحقے اشتقاقی شکل میں نمایاں ہوتے ہیں وہ تحلیلی منزل میں پہنچ کر صوتی تغیرات اور دوسری وجہوں سے اس طرح غائب ہو جاتے ہیں کہ کسی لفظ میں جوڑے ہوئے اجزا کو ڈھونڈھ

نکالنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ اکثر زبانیں ارتقا کی اسی منزل میں ہیں یعنی ترکیبی سے تحلیلی کی جانب قدم بڑھا رہی ہیں۔''

صوتی کیفیات الفاظ کی ساخت اور ان کی جملوں میں ترتیب کو دیکھتے ہوئے زبان کو کئی قسموں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔ جن میں مندرجہ بالا چار قسمیں اہمیت رکھتی ہیں۔ چنانچہ زبانوں کے ارتقا کا اندازہ کرنے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ فلاں زبان ارتقائی مدارج میں سے کس زینے پر ہے یا کون کون سی منازل طے کر چکی ہے ۔ یہ ارتقائی مدارج یا زینے بقول جان بیز یہ ہیں :—

پہلا نحوی یا ترکیبی جیسے چینی Collacational or syntactical

دوسرا جوڑنے والا طریقہ جیسے ترکی Agglutinating

تیسرا اشتقاقی یا تعریفی جیسے سنسکرت یونانی سامی وغیرہ Inflectional

چوتھا تحلیلی جیسے جدید انگریزی اور فرانسیسی[1] Analytical

السنۂ عالم کے آٹھ بڑے بڑے خاندان: تاریخی اور نسلی اعتبار سے دنیا کی زبانوں کو آٹھ بڑے بڑے خاندانوں میں تقسیم کیا گیا ہے :—

۱۔ سامی ۔ ۲۔ ہند چینی ۔ ۳۔ ڈراوڈی ۔ ۴۔ مونڈرا ۔ ۵۔ افریقہ کی بانتو ۔ ۶۔ امریکی ۔ ۷۔ ملایا ۔ ۸۔ ہند یوروپی[2] ۔

بر عظیم ہند و پاکستان کو ''زبانوں کی کٹھالی'' کہا گیا ہے ۔ کیونکہ اس خطے میں جہاں ہند یوروپی خاندان کی زبانوں کی اکثریت ہے وہاں ڈراوڈی ، ہند چینی اور مونڈرا

۱۔ ہندوستانی لسانیات کا خاکہ از سید احتشام حسین مارچ ۱۹۴۸ء دانش محل لکھنؤ ص ۹۲ ۔

۲۔ ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور طبع ثانی ۱۹۵۰ء شائع کردہ مکتبۂ معین الادب ، اردو بازار، لاہور ص ۴۹ ۔

خاندان کی زبانوں کے اثرات بھی کچھ کم نہیں۔ ہمارے موضوع کا تعلق چونکہ ہند یوروپی خاندان کی ایک شاخ ہند ایرانی یا ہند آریائی سے ہے اس لئے ہم باقی خاندانوں کو زیر بحث نہیں لاتے۔

ہند یوروپی خاندان کا نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ بعض اہم زبانوں کا ایک دوسرے سے کیا تعلق ہے :—

ہند یورپی خاندان

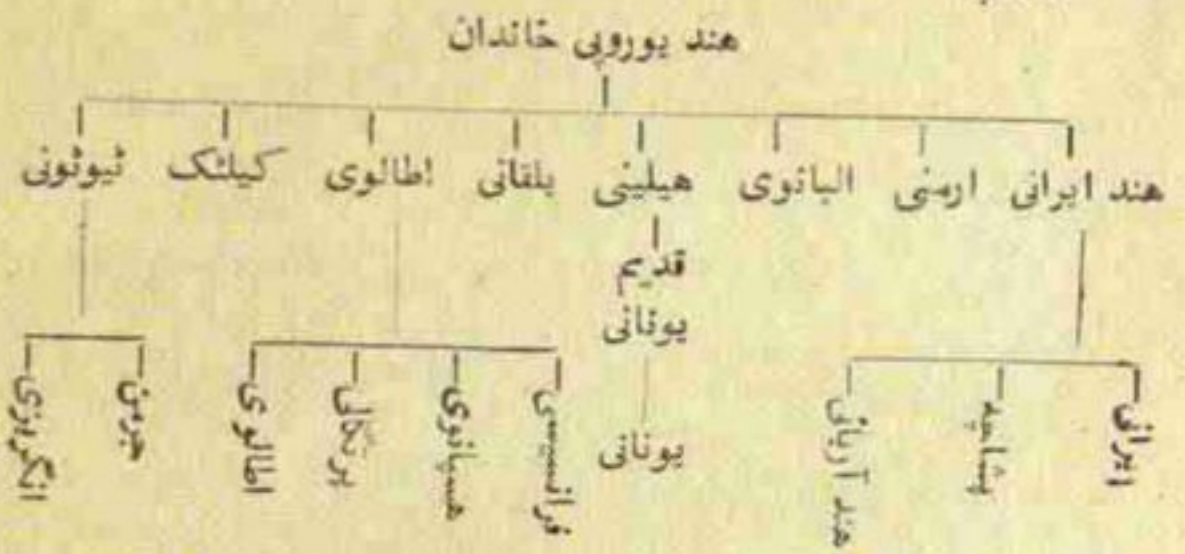

ہند ایرانی خاندان کی تین شاخیں ہیں۔ اور ہر ایک شاخ کی متعدد بولیاں۔ مشہور بولیوں کی تقسیم اس طرح ہے :-

ہند ایرانی خاندان

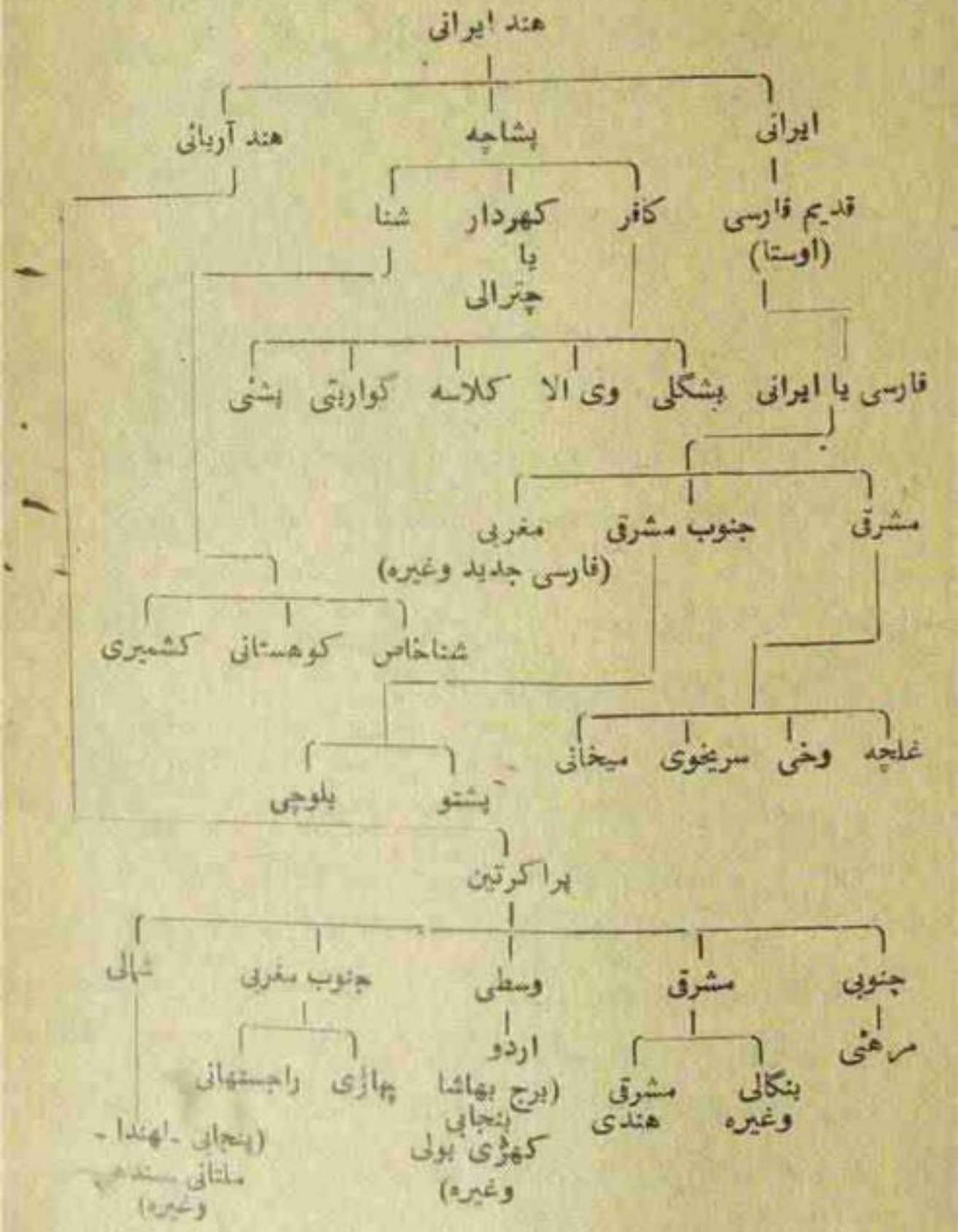

پراکرتوں کے مختلف ادوار ارتقا : اس سے پہلے کہ ہم وسطی اور شمالی پراکرتوں پر بحث کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پراکرتوں اور اُن کے مختلف ادوار ارتقا پر کچھ روشنی ڈالی جائے سید محی الدین قادری صاحب نے ہند آریائی زبان کی تاریخ کو لسانی اور صوتی مدارج ارتقا کے لحاظ سے تین دوروں میں تقسیم کیا ہے :-

۱- قدیم ہند آریائی جب کہ زبان آوازوں اور لفظی شکلوں کے لحاظ سے نہایت وسیع تھی -

۲- درمیانی ہند آریائی جب کہ حروف صحیح کے قدیم گروہوں میں آسانیاں پیدا ہو رہی تھی اور گرامر کے صیغے کم اور آسان ہوتے جاتے تھے - یہ دور پھر تین ذیلی عہدوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے : الف - ابتدائی - ب - ثانوی - ج - آخری -

۳- جدید ہند آریائی جب کہ دور ثانی کا عمل تسہیل مکمل ہو چکا تھا اور گرامر وغیرہ میں اس حد تک تبدیلیاں ہو گئی تھیں کہ زبان کا نہج ہی بدل گیا اور ہندوستان کی موجودہ بولیاں وجود میں آئیں - [1]

پہلے دور کی زبانیں ویدی اور سنسکرت ہیں - دوسرے دور میں وہ پراکرتیں ہیں جو اشوک کے کتبوں میں محفوظ ہیں نیز پالی اور وہ پراکرتیں ہیں جن میں ادب موجود ہے -

دوسرے اور تیسرے دور کے درمیانی زمانے میں ادبی اپ بھرنش زبانیں ملتی ہیں جو عام بول چال کی اپ بھرنش زبانوں پر مبنی ہیں - یہ زبانیں ختم ہوئیں تو ان کے ساتھ قدیم پراکرتیں بھی ختم ہو گئیں اور ان کی جگہ جدید ہند آریائی بھاشاؤں نے لے لی -

۱- ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور- طبع ثانی ۱۹۵۰ء ایڈیشن مکتبہ معین الادب اردو بازار - لاہور ص ۵۵ -

ہند آریائی زبانوں کے ارتقا کے مذکورہ بالا تینوں دور بہت وسیع اور اہم ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک پر بہت کچھ تحقیقات کی جا چکی ہے۔ ان زبانوں سے متعلقہ مسائل یعنی آریاؤں کے وطن، ان کی ہندوستان میں آمد، ہندوستان کے اصلی باشندوں کی زبانوں اور آریاؤں کے مختلف قبیلوں کی زبانوں پر مختلف نظریات قائم کئے گئے ہیں۔ ذیل کی سطور میں ان نظریات میں سے چند ایک پیش کئے جائیں گے۔

دوسرا باب

آریاؤں کی ہندوستان میں آمد
اور ہند آریائی زبانوں کی گروہ بندی

آریاؤں کی آمد سے متعلق پہلا نظریہ : آریاؤں کی ہندوستان میں آمد سے متعلق محققین نے مختلف نظریے قائم کئے ہیں۔ ان میں سے چند ایک ذیل میں دیئے جاتے ہیں:-

پہلا نظریہ : آریا قوم دریائے جیحون کے شمال میں زمین کے اس چھوٹے سے قطعہ میں بحالت چوپانی قیام پذیر تھی جو جنوب و مشرق میں دریائے جیحون کے شمال اور سمرقند و بخارا کے مشرق میں چینی علاقہ سے محدود ہے۔ وہاں سے اس قوم نے دریائے جیحون کو عبور کر کے کچھ عرصہ صوبہ بلخ کی حدود میں قیام کیا۔ وہاں سے صوبہ کابل و صوبہ سرحدی کے پہاڑوں میں ہوتی ہوئی جب دریائے سندھ کو عبور کر کے موجودہ علاقہ پنجاب میں داخل ہوئی ہے تو چوپانی سے ترقی کر کے کاشتکار بن چکی تھی۔ اور پھر بتدریج غیر آریاؤں یعنی ہندوستان کے قدیم ترین باشندوں کو سامنے سے بھگاتی، قتل کرتی اور غلام بناتی ہوئی وادئ گنگا کی طرف بڑھی اور ہندوستان کے اکثر حصوں میں پھیل گئی۔

دوسرا نظریہ : آریائی قوم کا اصلی وطن جب کہ وہ چوپانی کی حالت میں زندگی بسر کرتی تھی بحیرہ خضر (بحیرہ کاسپین) کا مشرقی ساحل تھا (ہنٹر صاحب کا یہی خیال تھا) وہاں سے یہ قوم علاقہ مَرو میں جو مشرق کی جانب تھا بڑھی۔ مرو سے

جنوب کی جانب متوجہ ہو کر کچھ دنوں صوبہ ہرات میں قیام پذیر ہوئی اور اس لئے اس صوبہ کا نام آریانہ مشہور ہوا جو بعد میں ہرات کے نام سے موسوم ہوا ۔ اور ہرات سے کابل و غزنی کی طرف متوجہ ہوئی ۔ یہاں سے درہ خیبر اور درہ بولان کے راستے پنجاب و سندھ میں داخل ہوئی ۔ سندھ اور پنجاب میں داخل ہونے سے پہلے افغانستان کے علاقے میں وہ چوپانی سے ترقی کر کے کاشتکاری کا پیشہ اختیار کر چکی تھی ۔ لیکن بھیڑ بکری گائے وغیرہ کے ریوڑ بھی اس کے ہمراہ موجود تھے ۔ سندھ و پنجاب سے پھر مشرق کی طرف غیر آریاؤں کو مغلوب کرتی ہوئی صوبہ بہار تک پہنچ گئی اور شمالی ہند کے تمام سرسبز و شاداب علاقوں پر قابض ہو گئی ۔

تیسرا نظریہ : آریا قوم قدیم زمانے میں بحیرہ کاسپین کے مغربی و جنوبی علاقہ میں جو طہران ہمدان وارومیہ کے درمیان واقع ہے آباد تھی ۔ وہاں سے مشرق کی جانب متوجہ ہو کر اصفہان اور وسط ایران میں پھیل گئی ۔ وہاں سے قندھار ہوتی ہوئی دریائے سندھ کے کنارے پہنچی اور سندھ کو عبور کر کے ملتان اور صوبہ ملتان سے پنجاب ہوتی ہوئی دوابہ گنگ و جمن اور وہاں سے بہار تک پہنچی ۔ اس سفر میں اس کو مختلف علاقوں کے اندر سینکڑوں سال قیام کرنا پڑا ہوگا ۔ رگ وید پنجاب و ملتان کے قیام کی حالت میں تصنیف ہوا ۔

چوتھا نظریہ : آریا قوم قدیم زمانہ میں وسط ایران، شیراز اور اصطخر کے علاقے میں رہتی تھی وہاں کسی بات پر آپس میں جنگ ہوئی ۔ اور اس قوم کے دو حصے ہو گئے ۔ زبردست جماعت نے کمزور جماعت کو مار کر نکال دیا ۔ مغلوب جماعت اپنے اصل

وطن سے بے دخل ہو کر افغانستان و بلوچستان ہوتی ہوئی ہندوستان میں فاتحانہ داخل ہوئی۔ اور غیر آریاؤں کو پہاڑوں اور جنگلوں کی طرف بھگا کر میدانوں پر خود قابض و متصرف ہو گئی۔

پانچواں نظریہ: آریا قوم کا قدیم وطن چین کا ملک تھا۔ وہاں سے اپنے مویشیوں کے ریوڑ لئے ہوئے ترکستان پہنچی کچھ عرصہ دریائے جیحون کی وادی میں گزار کر صوبہ بلخ اور بلخ سے کشمیر و کابل ہوتی ہوئی پنجاب اور پنجاب سے دوابہ گنگ و جمن میں پہنچی۔ یہاں کسی بات پر آپس میں نزاع ہوا۔ دو گروہ ہو کر ایک دوسرے سے جنگ آزما ہوئے۔ مغلوب گروہ کو ہندوستان کے قابل زراعت میدان چھوڑ کر سندھ کی طرف بھاگنا پڑا۔ سندھ میں بھی طاقتور گروہ نے قدم نہ جمانے دیئے۔ لہٰذا مغلوب گروہ قندھار ہوتا ہوا ایران پہنچا اس نے ایران میں اپنی حکومت قائم کی اور ایران کو اپنا وطن بنا کر ایرانی مشہور ہوئے۔ ان ایرانیوں کا ایک گروہ صوبہ کاکیشیا اور وہاں سے یورپ کی طرف گیا۔[1]

ان کے علاوہ ایک نظریہ یہ بھی ہے کہ آریا تبت سے آئے اور کوہ ہمالہ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہوئے

سنسکرت زبان کی عظمت: یہ نظریات اگرچہ باہم متناقض ہیں تاہم ان میں سے ہر ایک کچھ نہ کچھ حقیقت پر مبنی ہے۔ ہم کسی ایک کو نہ تو قطعاً غلط قرار دے سکتے ہیں اور نہ بالکل

۱۔ مقدمہ تاریخ ہند جلد اول مصنفہ اکبر شاہ نجیب آبادی۔ مدینہ پریس بجنور۔ جولائی ۱۹۳۳ء ص ۶۹ تا ۷۱۔

صحیح - کیونکہ زمانہ قبل از تاریخ پر تاریکی کے اس قدر دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں اور آج ہمارے پاس مواد اس قدر کم ہے کہ حقیقت اپنے پورے خد و خال کے ساتھ جلوہ نما نہیں ہو سکتی۔ اتنی تحقیقات بھی جو اب تک کی گئی ہے صرف سنسکرت زبان پر غور و فکر کا نتیجہ ہے۔ بقول ڈاکٹر محی الدین زور "یہ صرف سنسکرت ہی پر غور و فکر کرنے کا نتیجہ تھا کہ ماہرین لسانیات کو اس امر کا انکشاف ہوا کہ زبانوں کے علیحدہ علیحدہ خاندان بھی ہیں ہند یوروپی خاندان کی تمام اہم زبانوں کے متعلق جس قدر معلومات سنسکرت کی تحقیقات سے حاصل ہوتی ہیں کسی اور زبان سے نہیں ہوتیں۔ اس زبان کے بیش قیمت ڈرامے اور فلسفیانہ تصانیف انسانی تخیل کی تاریخ پر غور کرنے کے لئے ہمیشہ خضر راہ کا کام دیتی رہیں گی۔ لیکن لسانیات کے لئے اس دور کی سب سے بیش قدر یادگار مذہبی ارشادات کے وہ مجموعے ہیں جو وید کہلاتے ہیں"۔[1]

"جارج گریرسن فرماتے ہیں[2] "کہ اس عہد کے ہند آریائی لوگوں کی زبان کا اولین تحریری نمونہ جو ہمیں مل سکتا ہے وہ ہے جو ویدوں میں موجود ہے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ یہ لوگ ابھی تک انہی دیوتاؤں کو پوجتے تھے جن کے نام ان کے "منڈا" میں بسنے والے بزرگوں نے رکھے تھے۔" چنانچہ ویدوں کی زبان کا مقابلہ قدیم ژند اور اوستا سے کیا گیا تو بہت

۱۔ ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ شائع کردہ مکتبہ معین الادب اردو بازار لاہور۔ طبع ثانی ۱۹۵۰ء ص ۵۷۔

2. *Linguistic Survey of India*, Volume I, Part I (Introductory) Indo—Aryan Branch - Printed by Superintendent Government Printing India - Calcutta - 1919. Compiled by George Greirson, page 115.

سی مشترک رسموں، میلوں اور تیوہاروں اور دوسری باتوں کا انکشاف ہوا ۔ بعض یورپی علمائے سنسکرت کا قول ہے کہ وید ک گیت کا ہر ایک مصرع اوستا کی زبان میں اور اوستا کا ہر ایک جملہ وید ک زبان میں ذرا سی تبدیلی سے متبدل ہو سکتا ہے ۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جو مفہوم اوستا میں منتر کا ہے وہی مفہوم وید کے منتر کا ہے ۔ اوستا میں جس چیز کو ہوما کہا گیا ہے وہی چیز وید میں سوما کے نام سے موسوم ہے ۔ رگ وید منڈل سوکت ۱۳۶ رچا ۲ میں ارمین دیوتا کا ذکر موجود ہے اور وہ ژند و اوستا کا فرشتہ ایریمن ہے ۔ وایو نام دیوتا رگ وید ژند واوستا دونوں میں موجود ہے یماخشایتا (جمشید جم) ژند و اوستا میں ہے ۔ اوریماراجہ رگ وید میں ۔ خشائتا کے معنی راجہ کے ہیں ۔ کیکاوس اور کاویہ اشانس دونوں کے حالات ژند، اوستا اور رگ وید میں یکساں ہیں ۔ اوستا میں پہلے حاکم کا نام تھری تا بیان کیا گیا ہے ۔ رگ وید اور اتھرو وید میں بیماریوں کے اچھا کرنے والے دیوتا کو تریتا کہا گیا ہے ۔ اسی طرح یہاں کا کوئی سہرو وہاں کا کیخسرو اور یہاں کا کوئی کوات وہاں کا کیقباد ہے بلکہ ابراہیم ۔ ابراھم اور برھایہ سب تلفظ کی تھوڑی تھوڑی تبدیلی کے ساتھ ایک ہی ذات گرامی کے نام ہیں ۔ جس کے لئے مصنف مقدمہ تاریخ ہند قدیم نے متعدد دلائل دیئے ہیں ۔۱

ہندوستان میں آریائی زبانوں کا داخلہ : ہندوستان میں آریائی زبان ایک تنہا اور معین زبان کی شکل میں داخل نہیں ہوئی بلکہ متعدد بولیوں کی حیثیت سے آئی ہے جو متفرق آریا قبیلے مختلف اوقات میں اپنے ساتھ لائے ۔ ان بولیوں میں سے صرف ایک ابتدائی بولی ویدوں

۱۔ مقدمہ تاریخ ہند قدیم جلد اول ۔ مصنفہ اکبر شاہ خان نجیب آبادی ۔ مدینہ پریس بجنور، جولائی ۱۹۳۳ء

میں محفوظ ہو جانے کی وجہ سے باقی رہ گئی ہے ۔ تاہم دوسری بولیاں بھی ضائع نہیں ہوئیں بلکہ ان کی تبدیل شدہ صورت ہمیں ہند آریائی بولیوں میں دکھائی دیتی ہے ۔ ہند آریائی زبانوں میں جو اختلاف ہے گمان غالب ہے کہ یہ اختلاف آج سے تین ہزار سال پہلے بھی کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا ۔

ویدوں کی تصنیف کا زمانہ ۱۵۰۰ ق م سے پہلے کا ہے ۔ اس زمانے تک آریا قبائل مختلف اوقات میں ہندوستان میں داخل ہوتے رہے ۔ ان کا ہندوستان میں داخل ہونے سے پہلے افغانستان میں ٹھہرنا اور تازہ دم ہونا مسلمہ امر ہے ۔ ''جو آریا ایران میں رہ گئے ان میں سے بعض سامی ، بابلی اور اشوری عناصر سے متاثر ہو کر اپنا ایک عالی شان تمدن بنا سکے ۔ جو آج قدیم ایرانی تمدن کہلاتا ہے اور ان کے جو قبیلے ان اثروں میں نہ آسکے اور اپنا کوئی جدا تمدن نہ بنا سکے وہ آج بلوچی اور افغانی کہلاتے ہیں[1]'' ان کے ایک تیسرے گروہ نے ہندو کش کے مشرق جنوب میں (علاقہ پامیر میں) اقامت اختیار کی ۔ ان کی بولیاں آج درد یا پشاچہ کی شاخیں کہلاتی ہیں چونکہ ان زبانوں کا تعلق پنجابی ، ملتانی ، لہندا اور سندھی سے ہے ۔ اس لئے ان پر علیحدہ بحث کی جائے گی ۔

گریرسن کا نظریہ: جارج گریرسن نے جو لسانی نظریہ پیش کیا ہے ۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہندوستان میں آریاؤں کے دو گروہ آئے ۔ ایک پہلے آیا ۔ ایک بعد میں ۔ پہلا گروہ وسط ہند یعنی دوابہ گنگ و جمن میں مقیم تھا کہ دوسرا گروہ وارد ہوا ۔ اس دوسرے گروہ نے پہلے گروہ کو شمال جنوب اور جنوب

1. *Linguistic Survey of India*—George Greirson—Superintendent Government Printing—Government of India, Calcutta 1919 - Volume I, Part I, Introductory Chapter XXXI - Pages 115 to 117.

مغرب کی طرف دھکیل دیا۔ اس طرح نئے آنے والے "اندرونی آریا" بن گئے اور دھکیل دیئے جانے والے "بیرونی آریا" کہلائے۔ اندرونی دائرے والوں کی زبان بیرونی دائرے والوں کی زبان سے الگ تھلگ رہی۔ یہ ویدوں اور برھمنوں کی زبان تھی جو اندرونی دائرے میں پرورش پاتی رہی گویا زبانوں کے دو گروہ ہو گئے یعنی (۱) اندرونی دائرے کی زبانیں (۲) بیرونی دائرے کی زبانیں۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور کی رائے اس نظریے کے متعلق یہ ہے کہ "گریرسن اور ان کے متبعین کا یہ نظریہ زیادہ وقیع نہیں معلوم ہوتا۔ انہوں نے جس مواد سے کام لیا ہے وہ نسبتاً بعد کا ہے اور ثابت نہیں کر سکتا کہ اندرونی اور بیرونی دائرہ کی زبانیں دو جدا جدا نسلوں اور گروہوں کی پیداوار ہیں[1]"

گریرسن کے نظریے پر تنقید: گریرسن نے اپنے نظریے کی بنیاد ان لسانی اختلافات پر رکھی ہے جو وسطی گروہ (اندرونی دائرہ) کی زبانوں اور شمالی مغربی جنوب مغربی، مشرقی اور جنوبی گروہ کی زبانوں میں ہے یہ اختلافات یا خصوصیات یہ ہیں:—

(۱) اندرونی[2] دائرے کی زبانوں میں ہر Sibilants (سون سون کی آواز والے حرف) کا تلفظ سخت دندانی س کا سا ہوتا ہے جب کہ بیرونی دائرے کی زبانیں س کی آواز صاف طور پر نہیں نکال سکتیں۔ (فارسی اور یونانی میں س ہ سے بدل جاتی ہے۔)

(۲) اندرونی دائرے کی زبانیں (Analytic Stage) تحلیلی درجے کی ہیں۔ ان میں اصلی تصریفات (Inflexions) غائب ہو گئی

۱۔ ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور۔ شائع کردہ مکتبہ معین الادب۔ اردو بازار۔ لاہور طبع ثانی ۱۹۵۰ء ص ۵۹۔

2. *Linguistic Survey of India*—George Greirson ملاحظہ ہو Volume I, Part I—Introductory—Printed by Superintendent Government of India Press—Calcutta - 1919, pages 117, 118.

ہیں۔ اور ان کی جگہ امدادی الفاظ نے لے لی ہے جو ابھی اصل الفاظ کا جزو نہیں بنے۔ (جیسے ہندی کے کا، کے، کو، سے وغیرہ)۔ بیرونی دائرے کی زبانیں لسانی ارتقا کے سلسلے میں اور آگے بڑھ چکی ہیں یہ پہلے ترکیبی (Synthetic) تھیں پھر تحلیلی (Analytic) درجے سے گزریں (بعض ابھی گزر رہی ہیں۔ مثلاً سندھی اور کشمیری) اور اصل الفاظ کے ساتھ امدادی الفاظ کے لگانے سے ایک دفعہ پھر (Synthetic) ترکیبی بن گئی ہیں۔

(۳) افعال کی گردان بھی اس قسم کی خصوصیات پیش کرتی ہے مثلاً موجودہ زبانوں میں سنسکرت قدیم کے دو افعال (Tenses) اور تین مطلق (Participles) ابھی تک جوں کے توں چلے آ رہے ہیں۔ یہ فعل حال اور فعل مستقبل ہیں اور حال معروف اور ماضی اور مستقبل کے مجہول مطلق (Passive Participles) نیز سنسکرت قدیم کا فعل ماضی ہر جدید زبان میں زندہ ہے۔ صوتی نشو و نما کا خیال نہ کیا جائے تو یہ فعل صورت کے لحاظ سے بھی ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ اگرچہ اس کے معنی اکثر بدل گئے ہیں مثلاً کشمیری میں یہ مستقبل اشاریہ Future Indicative بن گیا ہے اور ہندی میں یہ اس جگہ استعمال ہوتا ہے جہاں فعل حال (Present Subjunctive) استعمال کرنا چاہئے۔ قدیم فعل مستقبل بھی زندہ رہا ہے مگر کہیں کہیں۔ بالخصوص مغربی ہندوستان میں ملتا ہے۔ باقی زبانیں اس کی جگہ ایک خاص پیچیدہ صورت (periphrasis) استعمال کرتی ہیں جو سنسکرت کے قدیم مستقبل مجہول مطلق پر مبنی ہے اور جب کہنا ہوتا ہے ''میں ماروں گا'' تو کہنے والے فی الحقیقت کہتے ہیں ''اس نے مجھ سے مارا جانا ہے'' اصلی فعل ماضی تمام زبانوں سے غائب ہو چکا ہے اور تمام جدید

زبانیں اس کی جگہ اس قسم کی خاص پیچیدہ صورت (Periphrastic Form) استعمال کرتی ہیں ۔ جو قدیم ماضی مجہول مطلق سے بنائی گئی ہے اور یہ کہنے کی بجائے کہ ''میں نے اسے مارا'' یہ سب زبانیں کہتی ہیں ''وہ مجھ سے مارا گیا'' اور یہی وہ مقام ہے جہاں اندرونی اور بیرونی دائرے کی زبانوں میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے ۔ ان افعال میں جو مجہول مطلق سے بنائے گئے ہیں فعل کا فاعل مفعول لہ (Ablative) میں لگا دیا گیا ہے (اسے فعل کی فاعلی حالت کہتے ہیں) اور میں ''مجھ سے'' بن گیا ہے ۔ قدیم سنسکرت میں ''مجھ'' کو دو طرح سے ظاہر کیا جاتا تھا ۔ یا تو ''میا'' کہہ سکتے تھے ۔ جو بالکل ایک علیحدہ اور واضح لفظ تھا ۔ یا ایک جزو (Syllable) ''مے'' استعمال کر سکتے تھے جو علیحدہ کوئی انفرادی وجود نہ رکھتا تھا ۔ بلکہ اپنے ماقبل کے ساتھ جوڑا جا سکتا تھا ۔ بالکل اسی طرح ضمائر شخصی کے دونوں صیغوں کے لئے جڑنے والی (Enclitic) اور نہ جڑ سکنے والی (Non-enclitic) دونوں صورتیں موجود تھیں ۔ اب جدید ہند آریائی زبانیں نہایت واضح طور پر ظاہر کرتی ہیں کہ بیرونی دائرے کی زبانیں سنسکرت قدیم کی کسی ایسی بولی سے نکلی ہیں جو مجہول مطلق سے جڑ سکنے والی صورت کو بڑی آزادی سے استعمال کرتی تھی ۔ اور بخلاف اس کے اندرونی دائرے کی زبانیں ایسی بولی یا بولیوں سے ماخوذ ہیں جو اس صورت کو استعمال نہ کرتی تھی اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ اندرونی دائرے کی زبانیں ہر صیغے کے لئے خالص مطلق بغیر صورت کی تبدیلی کے استعمال کرتی ہیں ۔ اور اس طرح لفظ ''مارا'' کا مفہوم میں نے مارا بھی ہو سکتا ہے ۔ اور تو نے مارا ۔ تم نے مارا ۔ میں نے

مارا - ہم نے مارا وغیرہ بھی - بیرونی دائرے کی زبانوں میں جڑ سکنے والی صورت (Enclitic) مطلق کے ساتھ مستقل طور پر مل چکی ہے - اور ترقی کرکے اب شخصی خاتمۃ اللفظ (Personal termination) بن چکی ہے - جیسا کہ لاطینی اور یونانی زبانوں میں ہے - ان زبانوں میں فعل ہی سے فاعل معلوم ہو جاتا ہے -

گریرسن کی گروہ بندی : گریرسن کے پیش کردہ ان دلائل کو تسلیم نہ بھی کیا جائے اور اس کے اندرونی بیرونی دائرے کے نظرئے کو غلط بھی سمجھ لیا جائے تو بھی یہ ماننا پڑے گا کہ وسطی گروہ کی زبانیں باقی گروہوں کی زبانوں سے ان خصائص کے لحاظ سے جن کا ذکر سطور بالا میں گریرسن نے کیا ہے بالکل علحدہ ہیں اور منفرد ہیں - گریرسن نے اپنے نظرئے کے تحت جدید ہند آریائی زبانوں کی جس طرح تقسیم کی ہے وہ منسلکہ نقشے میں دکھائی گئی ہے (یہ نقشہ گریرسن کی کتاب ''لنگواسٹک سروے آف انڈیا'' جلد اول حصہ اول سے نقل کیا گیا ہے) ان زبانوں کی گروہ بندی کا جدول اس طرح ہوگا :-

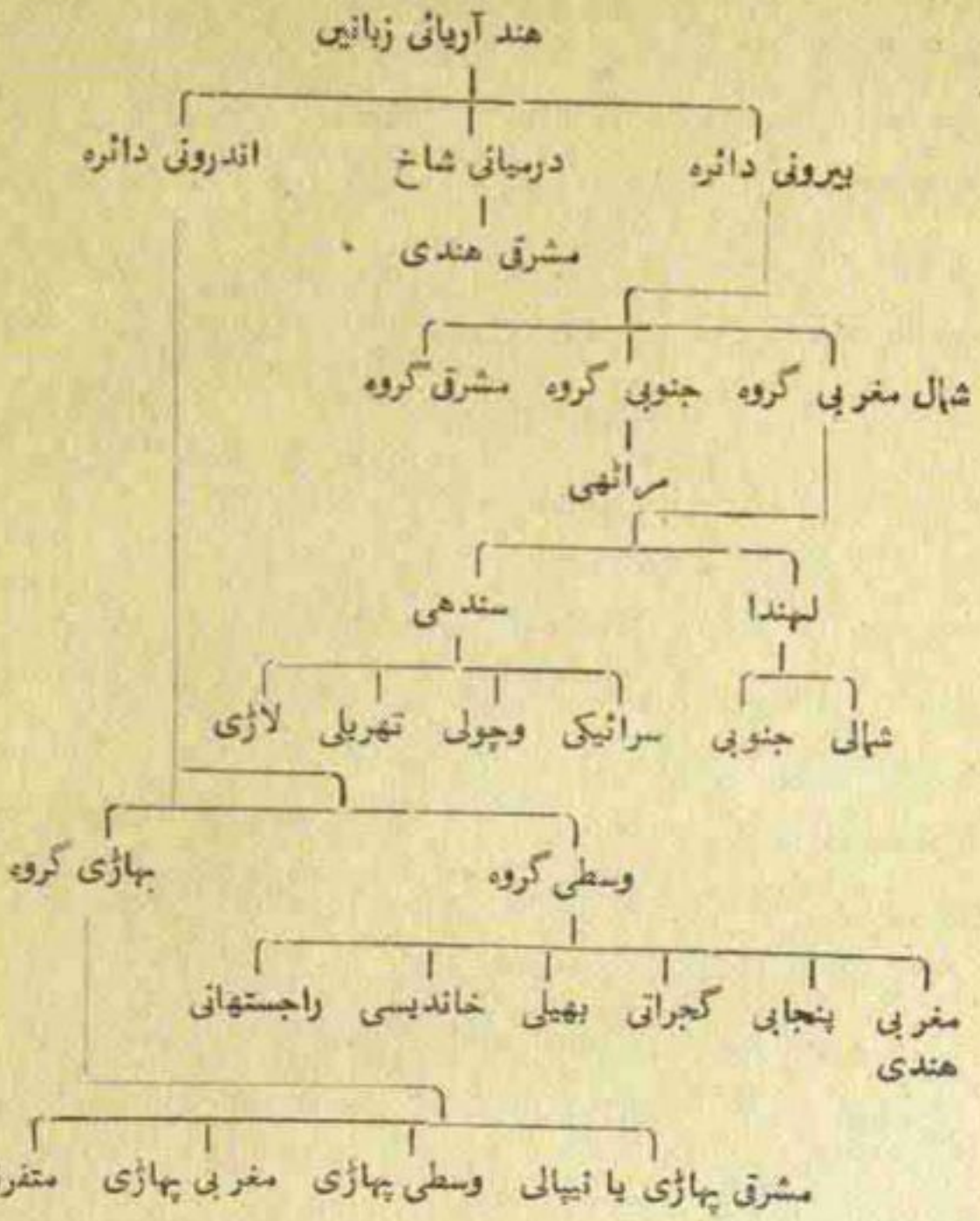

اس جدول میں دو باتیں دلچسپ اور قابل ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ زبانوں کی گروہ بندی میں پنجابی کو اندرونی دائرے کے وسطی گروہ میں دکھایا گیا ہے۔ دوسری یہ کہ بیرونی دائرے کے شمال مغربی گروہ میں جنوبی لہندا اور شمالی سندھی یعنی سرائیکی کو ملا دیا گیا ہے۔ چونکہ یہی دو باتیں ہماری بحث میں مرکزی حیثیت رکھتی ہیں۔ اس لئے ان پر علیحدہ باب میں تفصیل سے لکھا جائے گا۔

ڈاکٹر زور کی گروہ بندی : اب زبانوں کی گروہ بندی کی دوسری صورت پیش کی جاتی ہے - جسے ویبر اور چیٹر جی اور ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور وغیرہ ماہرین لسانیات نے تسلیم کیا ہے۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور فرماتے ہیں کہ "ہماری[1] نظر میں ویبر اور چیٹر جی کا یہ خیال درست ہے کہ موجودہ ہند آریائی زبانوں کو ان کی لسانی اور ترکیبی خصوصیتوں کے لحاظ سے حسب ذیل پانچ شاخوں میں تقسیم کرنا چاہئے :—

۱- شمال مغربی - ۲- جنوب مغربی ۳- وسطی - ۴- مشرقی - ۵- جنوبی -"

ان شاخوں کی مزید تقسیم اس طرح کی گئی ہے :—

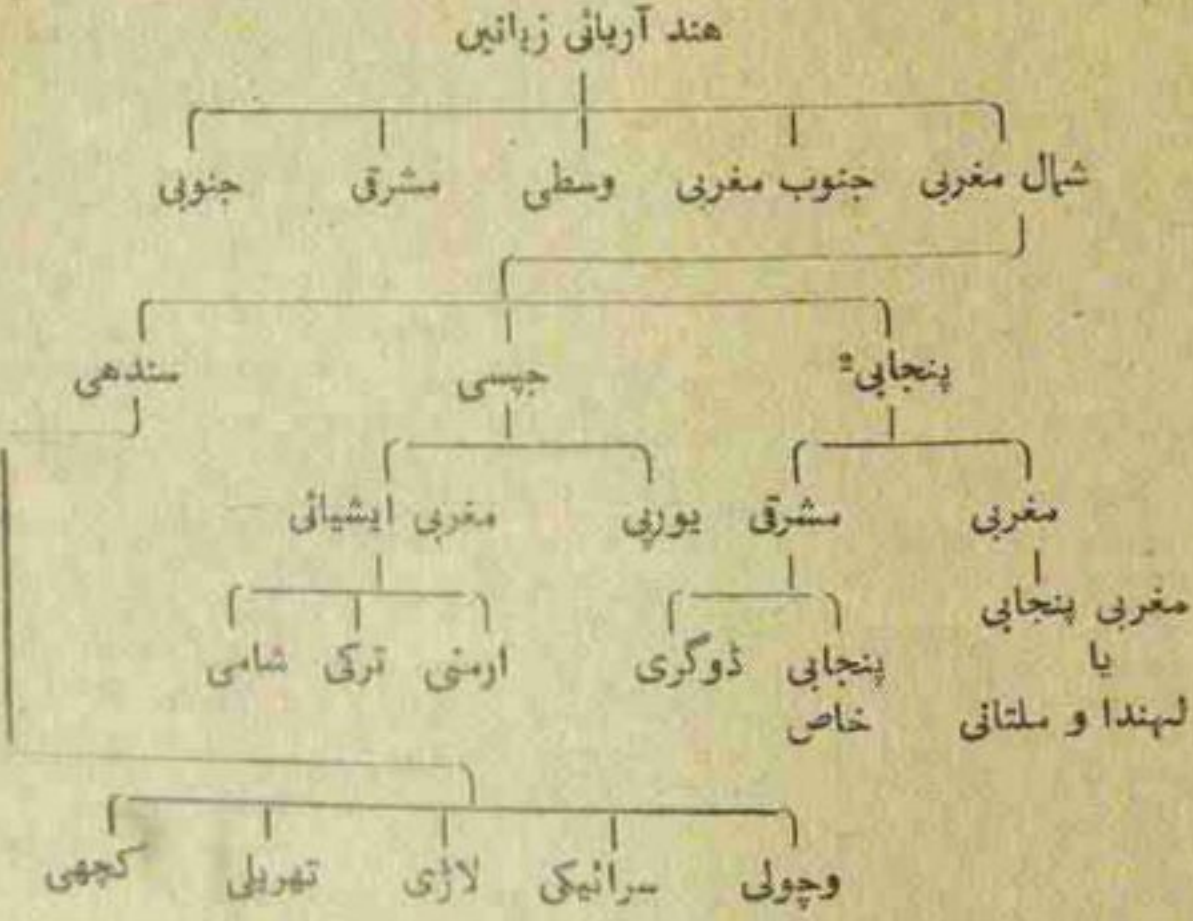

۱- ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ایم - اے - پی ایچ - ڈی شائع کردہ مکتبہ معین الادب، اردو بازار، لاہور طبع ثانی ۱۹۵۰ء ص ۶۰ -

۲- ایضاً ص ۶۴ -

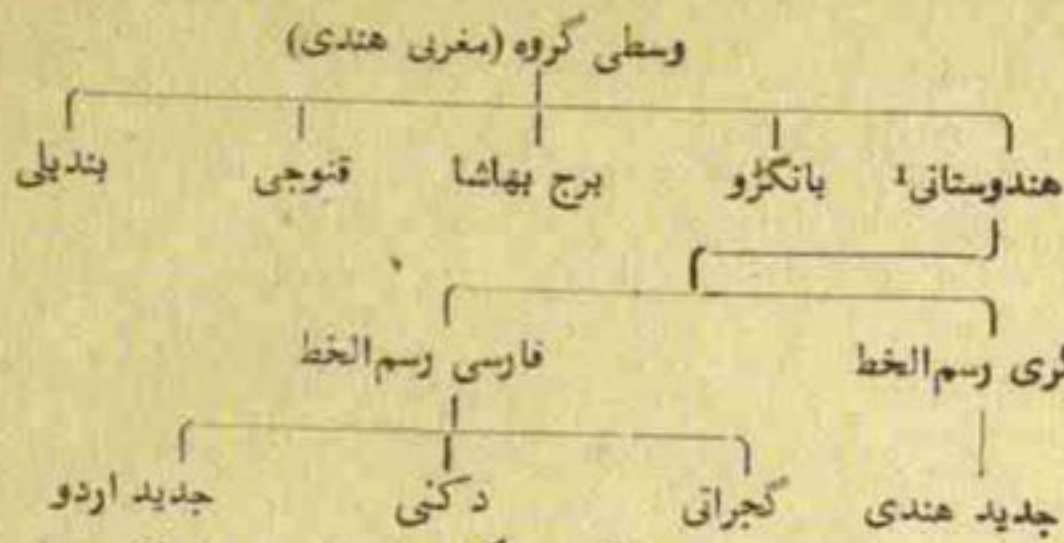

شمال مغربی اور وسطی گروہ کی زبانیں: چونکہ ہمارے موضوع کا تعلق صرف شمال مغربی اور وسطی گروہ کی زبانوں سے ہے۔ اس لئے باقی گروہوں[2] کی مزید تقسیم کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مندرجہ صدر جدولوں سے ذیل کے اہم حقائق ظاہر ہوتے ہیں:

۱۔ شمالی مغربی گروہ میں پنجابی کو دکھایا گیا ہے اور اس کے دو حصے بنا دیے گئے ہیں، ایک مشرقی پنجابی جس میں پنجابی خاص اور ڈوگری شامل ہیں، دوسرا مغربی پنجابی جس کا نام مغربی پنجابی یا لہندا و ملتانی رکھا گیا ہے۔ لہندا اور ملتانی کے درمیان واؤ عطف یہ ظاہر کرتی ہے کہ یہ دونوں علیحدہ علیحدہ بولیاں ہیں اور انہیں مغربی پنجابی بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی یہ دونوں بولیاں (لہندا اور ملتانی) دراصل پنجابی ہی کی شاخیں ہیں۔ اس تقسیم کے لئے کوئی دلائل پیش نہیں کئے گئے اور ہمیں اس سے اختلاف ہے۔ جس کی وضاحت بالتفصیل کی جائے گی۔

۱۔ ہندوستانی لسانیات از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور، ایم۔ اے۔ پی ایچ۔ ڈی۔ شائع کردہ مکتبۂ معین الادب، اردو بازار لاہور طبع ثانی ۱۹۵۰ء ص ۷۰۔

۲۔ اس کے لئے ملاحظہ ہو منسلکہ نقشہ جو ہندوستانی لسانیات سے نقل کیا گیا ہے۔

۲- جدید اردو ، جدید ہندی ، دکنی اور گجراتی کو ہندوستانی سے ماخوذ دکھایا گیا ہے اور ہندوستانی ، بانگڑو ، برج بھاشا ، قنوجی اور بندیلی کو ایک گروہ مغربی ہندی یا وسطی گروہ میں شامل کیا گیا ہے۔

مغربی ہندی : مغربی ہندی کی اس تقسیم سے گریرسن بھی متفق ہے۔ اگرچہ وہ پنجابی کو اسی وسطی گروہ یعنی اندرونی دائرے کی زبانوں میں شامل کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ ''مغربی ہندی[1] اس اپ بھرنش سے ماخوذ ہے جو سوراسینی پراکرت کے مطابق تھی (سوراسینی سب پراکرتوں سے زیادہ سنسکرتی ہے) مغربی ہندی اس رقبے میں بولی جاتی ہے جہاں سے آریائی تہذیب نکل کر ہندوستان کے باقی حصوں میں پھیلی ہے، اور اس کی بولیوں میں سے سب سے بڑی بولی برج بھاشا کا صدر مقام متھرا ہے۔''

مغربی ہندی کا علاقہ تقریباً وہی ہے جو قدیم سنسکرت کے جغرافیہ دان کے نزدیک مدھیہ دیس (Mid-land) تھا—اور جو مغرب میں سرسوتی اور مشرق میں آجکل الہ آباد کے درمیان واقع تھا۔ اس کی شمالی حد کوہ ہمالیہ تھی اور جنوبی حد دریائے نربدا۔ یہ علاقہ برہمنیت کی مقدس سرزمین تھی اور ہندؤں کی تہذیب کا مرکز۔

اس تفصیل کے بعد ہماری بحث کے لئے تین موضوع رہ جاتے ہیں :—

۱- 'پنجابی' وسطی گروہ میں شامل ہے یا شمال مغربی گروہ میں ؟

۱- لنگواسٹک سروے آف انڈیا— گریرسن ، شائع کردہ گورنمنٹ آف انڈیا ۱۹۱۹ء ، جلد نہم ، حصہ اول، ص ۲۰۔

۲۔ لہندا اور ملتانی پنجابی ہی کی شاخیں ہیں یا اس سے الگ ہیں؟

۳۔ لہندا اور ملتانی کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟

اس سے پہلے کہ ان سوالوں کے جواب دینے کی کوشش کی جائے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ پراکرت زبانوں کی اصلیت اور ماہیت پر روشنی ڈالی جائے۔ یہ مسئلہ چونکہ تفصیل طلب ہے اس لئے اس کے لئے علیحدہ باب قائم کیا جاتا ہے۔

تیسرا باب

پراکرتیں

پراکرتوں کی ماہیت : [1] "جب آریہ قوم کے لوگ ہندوستان میں آنے شروع ہوئے اس وقت یہاں مختلف نسلوں کے لوگ آباد تھے جو آریوں سے پہلے ہندوستان میں آ کر بس گئے۔ ان میں افریقہ سے آئے ہوئے نگرائڈ بھی تھے جن کے نشانات اب جزائر انڈمان میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے بعد فلسطین سے پروٹو آسٹرائڈ آئے اور سیلون، برما، ملایا اور آسٹریلیا میں پھیل گئے۔ پھر آسٹرک آئے اور شمالی ہندوستان کے بعض حصوں میں آباد ہو گئے۔ یہ لوگ غالباً بحیرۂ روم کے علاقے سے آئے تھے اور انھوں نے عراق کے راستے سے یہ سفر طے کیا تھا۔ انھوں نے اپنا ایک تمدنی ڈھانچہ کھڑا کر لیا اور انہیں میں کے بعض گروہ ہند، چین اور انڈونیشیا کی طرف چلے گئے۔ آسٹرک گروہ کے لوگوں کی زبانیں بعض غیر متمدن قبائل میں آج بھی پائی جاتی ہیں۔ اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد یعنی تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح دراوڑی نسل کے لوگ ہندوستان میں وارد ہوئے۔ یہ لوگ بھی بحیرۂ روم اور ایشیائے کوچک سے آئے اور ہندوستان میں پہنچ کر انھوں نے ہڑپا اور موہنجو دارو (پنجاب اور سندھ) میں تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح ایک زبردست تمدن کی بنیاد ڈالی۔ یہ لوگ شمالی ہند میں پھیل کر کسی حد تک آسٹرک لوگوں سے مخلوط ہو گئے

۱- ہندوستانی لسانیات کا خاکہ۔ جان بیمز۔ ترجمہ سید احتشام حسین، شائع کردہ دانش محل۔ لکھنؤ مارچ ۱۹۴۸ء ص ۳۰ تا ۳۱۔

اور جب آریہ ہندوستان میں آئے تو دونوں نے ایک دوسرے کا اثر قبول کیا۔ آج ہندوستان میں ہند آریائی کے بعد دراوڑی زبانیں سب سے زیادہ اہمیت رکھتی ہیں۔ ان میں اعلیٰ درجہ کا ادب موجود ہے اور برابر ترقی کر رہا ہے۔ ان کے علاوہ منگول نسل کے لوگ بھی ہندوستان میں آئے۔ ان کی یادگار آسام اور نیپال کی پہاڑی بولیاں ہیں۔"

جیسا کہ پیشتر ازیں ذکر کیا گیا ہے "ہندوستان کی قدیم ترین آریائی بول چال کا نمونہ ہمیں رگوید میں ملتا ہے۔ اس کتاب کے اکثر گیت بلا شبہ اس زبان میں ہیں جو ان کے مصنفین کی بول چال کی حقیقی زبان تھی۔ بمقابلہ اس زبان کے جو بعد میں برہمنوں کے مکاتب میں مصنوعی طور پر ترقی پاتی رہی اور کلاسیکی سنسکرت کہلائی۔"[1]

سنسکرت اور پراکرت کا تعلق: بالفاظ دیگر سنسکرت ویدک عہد کی وہ پراکرت ہے جو بعد میں علمی ادبی اور مذہبی زبان کی حیثیت اختیار کر گئی۔ یہ حیثیت دوسری پراکرتیں حاصل نہ کر سکیں۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنسکرت عالموں اور پنڈتوں کی تہذیب یافتہ زبان بن گئی اور پراکرتیں عام لوگوں کی فطری بول چال کی بولیاں بنی رہیں۔ قدیم ترین ڈراموں میں یہ فرق نمایاں طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ برہمن اور بادشاہ وزیر اور امیر سنسکرت بولتے ہوئے دکھائے گئے ہیں اور عورتیں اور عوام پراکرتیں بولتے ہوئے یہ خیال کہ پراکرتیں سنسکرت سے نکلی ہیں اسی طرح غلط ہے جس طرح یہ کہنا کہ

۱۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا از جارج گریرسن، جلد اول، پہلا حصہ مطبوعہ سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ گورنمنٹ آف انڈیا پریس ۱۹۱۹ء، ص ۱۲۱ تا ۱۲۴، باب دوازدھم۔ ہند آریائی زبانوں کا ارتقا۔

یہ سنسکرت کی بگڑی ہوئی شکل ہیں۔

میکس ملر کا اصول ارتقا: میکس ملر صاحب زبانوں کے ارتقا سے متعلق بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ''جسے ہم زبانوں کا ارتقا کہتے ہیں یہ دو طرح کے عملوں کا نام ہے۔ اور ان میں احتیاط سے تمیز کرنی چاہئے (ہوسکتا ہے کہ یہ دونوں عمل بیک وقت جاری ہوں) پہلا عمل Dialectional Regeneration بولیوں کی احیائے جدید ہے اور دوسرا Phonetic Decay صوتی انحطاط ہے۔''[1]

آگے چل کر فرماتے ہیں کہ ''یہ خیال کرنا کہ پراکرتیں (بولیاں) ہر جگہ ادبی زبان کی بگڑی ہوئی شکل ہوتی ہیں سخت غلطی ہے۔''[2]

''بولیاں اپنے آپ ترقی کی منازل طے کرتی ہیں اور جتنا زیادہ پیچھے کسی زبان کی تاریخ پر نگاہ ڈالی جائے تعداد کے لحاظ سے اتنی ہی کم بولیاں (پراکرتیں) دکھائی دیں گی اور اتنی ہی کم واضح ان کے خد و خال ہوں گے۔ کثرت تعداد ایک اصل منبع سے تدریجاً پیدا ہوتی ہے۔''

پراکرتوں کا ارتقا: ان اصولوں کو سامنے رکھ کر ہند آریائی زبانوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو بات بالکل صاف ہو جاتی ہے ''اشوک کے کتبوں سے (۲۵۰ ق م) اور مشہور قواعددان پاتنجلی کی تحریروں سے (۱۵۰ ق م) معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی ق م تک ایک آریائی زبان (جس کی متعدد

1. Lectures on the Science of Languages delivered at the Royal Institute of Great Britain in April, May, June 1861 by Max Muller, M.A.,—II Edition-London-Longman Green, Longman and Roberts—1862, page 41.
2. *ibid.*, page 5.

بولیاں تھیں) ہندوستان کے شمالی حصے میں رائج تھی۔ ویدوں کی تصنیف کے زمانے کی بول چال کی زبان سے آہستہ آہستہ ترقی پا کر ایک عام بول چال کی زبان بھی رائج تھی۔ اس زبان کے بالکل متوازی اسی زبان سے پیدا ہو کر کلاسیکی سنسکرت بھی ارتقا پانے لگی۔ اور برہمن اسے ثانوی زبان کی حیثیت سے ترقی دیتے رہے۔ ہندوستان کی عام بول چال کی زبانیں صدیوں تک پراکرت کہلاتی رہی ہیں۔ (پراکرت = غیر مصنوعی فطری زبان) اور برہمنوں کی خاص زبان کا نام سنسکرت (سنسکرت=صاف شدہ پاکیزہ بولی) رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ویدوں کی تصنیف کے زمانہ میں عام بول چال کی زبان یہی پراکرتیں تھیں نہ کہ سنسکرت۔ ان پراکرتوں کو ''ابتدائی پراکرتیں'' کہنا چاہئے۔ اور ان پراکرتوں کو جو ان ابتدائی پراکرتوں سے نکلیں اور سنسکرت کے ہمدوش ترقی کرتے کرتے موجودہ سنسکرتی ہند آریائی بولیوں کی شکل اختیار کر گئیں ثانوی پراکرتیں کہنا چاہئے اور ان کی آخری ترقی یافتہ شکل کو (جیسی کہ یہ ہمارے سامنے گذشتہ نو سو سال سے ہے) (Tertiary Stage) تیسرے درجے کی پراکرت کہنا چاہئے ان تینوں قسموں کی پراکرتوں کے درمیان کوئی حد فاصل قائم نہیں کی جاسکتی۔ لسانی لحاظ سے ان کے خصائص یہ ہیں کہ ابتدائی حالت میں پراکرت زبانیں (Synthetic) ترکیبی تھیں اور (Consonants) حروف صحیح کے سخت جوڑوں پر انہیں کوئی اعتراض نہ تھا۔ ثانوی حالت میں بھی یہ زبانیں ابھی (Synthetic) ترکیبی ہی تھیں لیکن (Dipthongs) حروف علت کی ملی ہوئی آوازیں اور Consonants حروف صحیح کی کرخت بناوٹیں غائب ہو گئیں۔ یہاں تک کہ ان کی آخری ترقی کے دوران میں

یہ زبانیں بالکل رواں دواں بن گئیں اور محض حروف علت vowels کا مجموعہ بن کر رہ گئیں۔ اس کمزوری نے اپنا انحطاط خود پیدا کرلیا۔ اور یہ پراکرتیں (Tertiary Stage) تیسرے درجے پر ایک اور شاہراہ پرگامزن ہو گئیں۔ یعنی حروف علت کم ہو گئے اور ان کی جگہ Dipthongs ملے ہوئے حروف علت نے لے لی۔ گردانوں کے اور تصریف کے 'خاتمۃ اللفظ' پیدا ہو گئے۔ اور ایک نئی قسم کی زبان وجود میں آگئی جو اب (Synthetic) ترکیبی کی بجائے تحلیلی (Analytic) تھی۔ اس نئی شکل میں Consonants حروف صحیح کی بناوٹیں دوبارہ داخل ہو گئیں۔

ثانوی پراکرت کی بھی شاخیں تھیں۔ اشوک کے کتبے اسی پراکرت میں لکھے گئے تھے۔ اس وقت زبان کی دو بڑی شاخیں تھیں۔ ایک مغربی پراکرت اور ایک مشرقی پراکرت۔ یہ ثانوی پراکرت بدھ مت سے متاثر ہوئی اور ترقی یافتہ ہو کر پالی زبان کہلائی۔ چنانچہ جب ہم پراکرتوں کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد ثانوی پراکرت کی یہی بعد کی ترقی یافتہ زبانیں ہوتی ہیں جو پالی کے درجے سے گزر کر ترقی پا چکی تھیں لیکن ابھی موجودہ ہند آریائی زبانوں کے (Analytic) تحلیلی مقام تک نہ پہنچی تھی۔ ان پراکرتوں نے ادب بھی پیدا کیا۔

پراکرتیں جب حیطۂ تحریر میں آنے لگیں تو جامد اور غیر مبدل ہو گئیں۔ اور کئی نسلوں تک وہ بول چال کی زبانیں جن پر ان پراکرتوں کی بنیاد رکھی گئی تھی اپنے طور پر ترقی کرتی رہیں۔ چنانچہ ادبی پراکرتوں کے ابتدائی نمونے ڈراموں اور عشقیہ گیتوں میں ملتے ہیں (مثنویاں نہیں ہیں) یہ زبانیں بول چال کی عام زبان سے آزادانہ طور پر الفاظ مستعار لیتی تھیں اس لئے ان میں دیسج قسم کے الفاظ زیادہ ہیں۔

دیسج قسم کے الفاظ چونکہ بول چال کی مقامی بولیوں سے لئے جاتے تھے - اس لئے مقامی اثرات کی وجہ سے ان میں اختلافات تھے - پس پراکرتوں کی مقامی تبدیل شدہ شکلوں کا نام اپ بھرنشں (یا شکستہ یا بگڑی ہوئی بولی) رکھا گیا - اپ بھرنشوں نے بھی ادب پیدا کیا - شمالی ہند میں ناگرہ اپ بھرنش مستعمل تھی جو ہندوستان کے بہت بڑے علاقے میں پھیل گئی - اور ادبیات میں استعمال کی جانے لگی - ہندی قواعد دانوں نے ۲۷ اپ بھرنشوں کی فہرست دی ہے -

موجودہ زبانوں کی اس طویل ترقی کے ساتھ ساتھ کلاسیکی سنسکرت بھی پرورش پاتی رہی - یہ ابتدائی پراکرتوں میں سے کسی ایک سے نکلی تھی - اور قواعد دانوں نے اس کے اصول و قواعد منضبط کر لئے تھے - چوتھی صدی ق-م میں پانی نے اسے آخری طور پر قواعد کے سانچے میں ڈھالا اور پھر برہمنوں نے مذہب کے تقدس کے پردے میں اسے محفوظ رکھا - یہ زبان ثانوی پراکرتوں سے آزادانہ طور پر الفاظ مستعار لیتی رہی - اور ثانوی پراکرتیں اس سے استفادہ کرتی رہیں (جیسا کہ آج تک کر رہی ہیں) اور اس طرح ابتدائی پراکرت سے براہ راست سنسکرت میں آنے والے الفاظ اور پھر اس سے ثانوی پراکرت میں جانے والے الفاظ کی شکل و صورت بگڑ گئی - اور آج ہمیں تین قسم کے الفاظ نظر آتے ہیں -

تَتسَم، تَدبَھو اور دیسج قسم کے الفاظ: ایک تت سم یعنی وہی جو اصل زبان میں تھا (ابتدائی پراکرت میں جہاں سے سنسکرت نکلی) - دوسرے تَدبَھو یعنی ایسے الفاظ جن میں ابتدائی زبان کے الفاظ کا جزو ہے اور تیسرے دیسج یا تمام وہ الفاظ جنہیں قواعد دان کلاسیکی سنسکرت سے ماخوذ قرار نہیں

دے سکتے۔[1]

جان بیمز کے مقرر کردہ تین دور: جان بیمز نے پراکرتوں کے ارتقا کے تین دور تسلیم کئے ہیں:۔

۱- قدیم ہند آریائی دور۔ آریاؤں کی آمد سے لے کر تقریباً ۶۰۰ ق۔م تک (تقریباً ۹۰۰ سال)۔

۲- وسطی ہند آریائی دور۔ ۶۰۰ ق۔م سے ۱۰۰۰ع تک تقریباً ۱۶۰۰ سال۔

۳- جدید ہند آریائی دور۔ ۱۰۰۰ع سے موجودہ دور تک تقریباً ۹۵۰ سال۔[2]

چیٹرجی کی گروہ بندی: جدید ہند آریائی دور کی جدید پراکرتوں کو چیٹرجی نے چھ گروہوں میں تقسیم کیا ہے:۔[3]

۱- شمال مغربی گروہ۔ ہندکی یا لہاندی یا مغربی پنجابی

۲- جنوبی گروہ۔ سندھی مراٹھی۔

۳- مشرقی گروہ۔ اڑیا۔ بنگالی۔ آسامی۔ بہاری بولیاں یعنی میتھلی مگھی اور بھوج پوری۔

۴- مشرقی وسطی گروہ۔ مشرقی ہندی یا کوسالی یعنی اودھی بگھیلی اور چھتیس گڑھی۔

۵- وسطی گروہ۔ مغربی ہندی یا ہندی جس میں ہندوستانی کھڑی بولی (ہندی اور اردو) بانگڑو، برج بھاشا، قنوجی اور بندیلی شامل ہیں۔ پنجابی یا مشرقی پنجابی راجستھانی گجراتی جس میں راجستھانی گجراتی اور بھیلی بولیاں شامل ہیں۔

۱۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا۔ گریرسن۔ جلد اول حصہ اول باب دوازدھم صفحات ۱۲۳ تا ۱۲۷۔ مطبوعہ گورنمنٹ آف انڈیا پریس کلکتہ ۱۹۱۹ع

۲- ہندوستانی لسانیات کا خاکہ۔ جان بیمز۔ مترجمہ سید احتشام حسین شائع کردہ دانش محل لکھنؤ ۱۹۴۸ع ص ۳۴۔

۳- ایضاً ص ۳۸۔

۶- شمالی یا پہاڑی گروہ - مشرقی پہاڑی یا نیپالی - وسطی پہاڑی مع گڑھوالی بولی - مغربی پہاڑی بولیاں -

مشہور پراکرتیں : قدیم پراکرتوں میں مشہور پراکرتیں یہ ہیں :-

۱- پالی ۲- جٹینا پراکرت ۳- مہاراشٹری ۴- سوراسینی ۵- مگدھی -

سورا سینی کا مرکز برج تھا - جس کے باعث اس کو برج بھاشا بھی کہا کرتے تھے - بہ نسبت دوسری پراکرتوں کے برج بھاشا کا احاطہ نہایت وسیع تھا - بہار سے سندھ اور لاہور سے مالدہ تک بولی جاتی تھی - اور حضرت مسیح کے ظہور سے پہلے اس کو شائستہ زبان کا درجہ حاصل ہو گیا تھا -[1]

"۵۰۰ ق - م سے ۵۰۰ ع تک کے درمیان میں پراکرت کی مغربی بولیاں سندھ کی وسیع وادی میں بمبئی کے سواحل تک پھیل چکی تھیں - اسی زمانے میں مشرق کی بولیوں یا ماگدھی پراکرت نے جمنا یا گنگا کی وادیوں پر قبضہ کر لیا تھا - اور مہاراشٹری اور سورا سینی پراکرتیں بولنے والے آریاؤں نے وندھیا کے درّوں کو عبور کر لیا تھا - ان کی سب سے بڑی گذرگاہ کی نشاندھی موجودہ وقت کی جبلپور کی ریلوے لائن کرتی ہے - مہاراشٹری جنوب میں مغربی ساحل پر گوا تک پہنچ گئی- مہاراشٹری کی سرحد سے جنوب مشرق کی طرف واقع جزیرہ نما میں ڈریویڈین آباد تھیں -"[2]

چند اہم نتائج : مندرجہ بالا بحث سے ذیل کے نتائج برآمد ہوتے ہیں :-

---

۱- اردوئے قدیم از سید شمس اللہ قادری - مطبوعہ تاج پریس پہلا اڈیشن ص ۲ -

۲- امپیریل گزیٹیئر آف انڈیا از ڈبلیو ہنٹر - گورنمنٹ آف انڈیا پریس - جلد ششم ص ۳۲۶ تا ۳۲۷ -

جدید ہند آریائی زبانیں سنسکرت سے ماخوذ نہیں بلکہ ان قدیم بولیوں سے نکلی ہیں جو شمال سے داخل ہونے والے آریا بولتے تھے۔

قدیم بولیاں یا پراکرتیں نہ سنسکرت سے نکلی ہیں نہ اس کی بگڑی ہوئی صورت ہیں بلکہ یہ ایک ایسی قدیم زبان کا پتہ دیتی ہیں جو سنسکرت بلکہ ویدوں کی زبان سے بھی زیادہ قدیم تھی اور ایسی بول چال کی زبان تھی جس سے جدید اور قدیم بولیاں یعنی پراکرتیں اور سنسکرت دونوں بیک وقت پیدا ہوئیں۔ (یوروپین مستشرقین مسٹر سامن گروس جان بیمز روڈولف ہارنلی وغیرہ اس نظریئے کو ثابت کر چکے ہیں۔[1]

جدید ہند آریائی زبانوں کے الفاظ تین قسم کے ہیں: (۱) تت سم (۲) تدبھو اور (۳) دیسج۔ دیسج قسم کے الفاظ غیر آریائی ہیں اور سنسکرت یا پراکرت میں سے کسی سے بھی نہیں نکلے۔ بعض زبانوں میں دیسج قسم کے الفاظ کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مثلاً ڈاکٹر ارنسٹ ٹرمپ کی[2] رائے ہے کہ سندھی الفاظ کی تین چوتھائی کسی غیر آریائی یا سیتھین الفاظ کی ہے۔

پراکرتیں ایک دوسرے سے متاثر ہونے کے علاوہ سنسکرت سے بھی متاثر ہوتی رہیں اور غیر آریائی عناصر سے بھی۔ اور سنسکرت بھی باوجود مقدس اور محفوظ زبان ہونے کے پراکرتوں سے اثر قبول کرتی رہی۔

ادبی پراکرتیں بول چال کی زبانوں سے الفاظ بکثرت لے لیتی تھیں۔ اور یہ دیسج قسم کے الفاظ مختلف مقامات میں

۱۔ ملاحظہ ہو امپیریل گزیٹیئر آف انڈیا از ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر مطبوعہ گورنمنٹ آف انڈیا پریس جلد ششم ص ۳۲۶ تا ۳۴۳۔

۲۔ ایضاً۔

مختلف تلفظ اور شکل و صورت رکھتے تھے۔ لہٰذا مقامی اختلافات کی بنا پر ایک پراکرت نے دوسری کو اپ بھرنش یا شکستہ بولی کا لقب دیا۔ یہ اپ بھرنشائیں دوسرے اور تیسرے دور کے سنگھم پر ملتی ھیں۔ ''اور یہ ادبی اپ بھرنشائیں ان عام بول چال کی اپ بھرنشاوں پر مبنی ھیں جن کے اختتام کے ساتھ قدیم پراکرتیں بھی ختم ھو جاتی ھیں اور ان کی جگہ جدید ھند آریائی بھاشائیں پیدا ھوتی ھیں۔

سنسکرت اور پراکرتوں کے تعلق کی اس تفصیل کے بعد اگر دونوں زبانوں کے چند الفاظ اور جملے پہلو بہ پہلو درج کئے جائیں تو یہ دلچسپی سے خالی نہ ھوگا۔

لفظ یا جملہ	سنسکرت	پراکرت
غلام	داسہ	داسو
گھوڑا	اَشوَہ ۔ گھوَٹکہ	اسّو ۔ آسو ۔ گھوڑَو
دھا	کَھَرہ ۔ گرَد بَھہ	کھرو ۔ گدَھو
مرغا	ککّوتہ۔ کڑ کَوہَ کوہ	ککّوڑو
بیل	وَرسہ ۔ سنڈہ	گئوڑ ۔ گاؤ ۔ گونو
بکرا	چھاگہ ۔ بکّہ	چھالو ۔ بُکڈُو
اونچا	اُچّھہ	اُچّو
بیٹھ	اُپوَش	اُوَس (اَوَیٹھو) مطلق
دوڑ	دھاوْ ۔ دَراوَہ (دوڑتا ھوا)	دھاَ ۔ دَ وَ ڈَ
میں جاتا ھوں	یامی ۔ یان بھوامی	جامی ۔ جاؤں (جنتو ھوؤں)
تو جاتا ھے	یاسی یان بھواسی	یاسہی ۔ یا ھی (جنتو ھوھی)
وہ جاتا ھے	یاتی یان استی	جائی (جنتو ھوئی)
ھم جاتے ھیں	یامَہ یانتہ سَمَہ	جامو (جنتا ھو ھوں)

لفظ یا جملہ	سنسکرت	پراکرت
تم جاتے ہو	یاتھ یاتھ ستھا	جاھا - جاھو (جنتا ہو ہیں)
میں گیا	اہم گتہ	اہم گتو - ھاؤں گو
تو گیا	توم گتہ	تم گتو - تُہُوں گو
وہ گیا	سَ گتہ	سُو گتو سُو گو
ہم گئے	وَیَم گتہ	امہے گا - امہین گا
تم گئے؟	یویم گتاہ	تمہے گا - تُمہین گا
وہ گئے	تے گتاہ	تے گا - تے گا

چوتھا باب

ہند آریائی زبانوں میں پنجابی، لہندا اور ملتانی کا مقام

پنجابی کی اصلیت : پنجابی زبان دو بالکل مختلف بولیوں کے باہم امتزاج سے بنی ہے ۔ ایک قدیم بساچہ بولی جو اس وقت مغربی پنجاب کی لہندا کے شمال میں بولی جاتی ہے ۔ اور دوسری مدھیہ دیش (Mid-land) کی وہ پراکرت جس سے مغربی ہندی نے جنم لیا ۔

پنجابی مشرقی پنجاب کی بولی ہے۔ اور آج اس کے مغربی ملحقہ علاقے میں لہندا کا عمل دخل ہے ۔ جو بقول گریرسن بیرونی دائرے کی زبان ہے ۔ اور سندھی ، کشمیری اور سندھی کوھستان کی بولیوں سے قریبی تعلق رکھتی ہے ۔ پنجابی کا تعلق گریرسن کے اندرونی دائرے کی زبانوں سے ہے ۔ اگرچہ اس میں اکثر ایسی صورتیں بھی پائی جاتی ہیں جو دردئی اثرات کا نتیجہ ہیں یا کسی بیرونی دائرے کی زبان کی یادگار ہیں ۔

گریرسن کی حدبندی : گریرسن کہتا ہے کہ ''جہلم اور سرھند کے درمیان کے علاقے کی زبان پنجابی ہے جس میں کچھ ایسی شکلیں بھی ہیں (اور یہ شکلیں بڑھتی جاتی ہیں جوں جوں مغرب کی طرف جائیں) جن کے لئے صرف یہی جواب پیش کیا جا سکتا ہے کہ سرھند بلکہ سرسوتی کے مغرب کے ملک

۱۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا ۔ جارج گریرسن ۔ شائع کردہ گورنمنٹ آف انڈیا ، سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کلکتہ ۱۹۱۹ع ص ۴۸ — جلد اول، حصہ اول ۔ تمہیدی۔

میں ایسے قبائل آباد تھے جو کچھ دردنی تھے اور کچھ بیرونی دائرے کی زبانیں بولنے والے - اور جن کو مفتوح بنایا گیا۔ اندرونی دائرے کے باشندوں نے ان مفتوح قبائل کو جذب کر لیا اور ان کی بولی آہستہ آہستہ مغلوبین کی بولی پر غلبہ پاتی رہی جس طرح آج ہندوستانی پنجابی پر چھا رہی ہے "۔

[1] "پنجابی کی بہت سی بولیاں ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پنجاب میں ہر ضلع کی بولی الگ ہے اور بعض ضلعوں میں ایک سے زیادہ بولیاں ہیں "۔

[2] "مغرب میں دریائے سندھ سے لے کر مشرق میں ستلج تک اور پہاڑوں سے لے کر ملتان کے قریب تک پنجابی ملتی ہے۔ یہ زبان دو شہروں میں بمشکل ایک ہی طرح بولی جاتی ہو گی۔ خالص پنجابی دریائے راوی اور وپاس کے درمیان بولی جاتی ہے اور جس قدر آپ دکھن کی طرف بڑھتے جائیں وہاں کی بولیاں ہندی کے معیار سے دور ہوتی جائیں گی۔ پنجابی درحقیقت ہندی کی ایک بولی کے سوا کچھ اور نہیں ہے اور غالباً سوراسینی پراکرت سے نکلی ہے لیکن ایک الگ رسم خط رکھنے کی وجہ سے مختلف زبان تسلیم کی جاتی ہے۔

پنجابی اور لہندا کی حد فاصل: پنجابی کی غربی حد قائم کرنا ناممکن ہے۔ اس کے مغرب میں لہندا زبان ہے جو چج دواب میں مروج ہے۔ اور پنجابی خالص ترین شکل میں باری دواب کے بالائی حصے میں بولی جاتی ہے۔ ان دو کے درمیان رچنا دواب ہے۔ اور باری دوآب کا نچلا حصہ۔ یہاں کی زبان لہندا اور پنجابی کا آمیزہ ہے۔ یعنی مشرق میں

۱- ہندوستانی لسانیات کا خاکہ۔ جان بیمز۔ مترجمہ سید احتشام حسین۔ دانش محل لکھنؤ، مارچ ۱۹۴۸ء ص ۵۰۔
۲- ایضاً ص ۸۷۔

چوتھا باب

ہند آریائی زبانوں میں پنجابی، لہندا اور ملتانی کا مقام

پنجابی کی اصلیت : پنجابی زبان دو بالکل مختلف بولیوں کے باہم امتزاج سے بنی ہے ۔ ایک قدیم بساچہ بولی جو اس وقت مغربی پنجاب کی لہندا کے شمال میں بولی جاتی ہے ۔ اور دوسری مدھیہ دیش (Mid-land) کی وہ پراکرت جس سے مغربی ہندی نے جنم لیا ۔

پنجابی مشرقی پنجاب کی بولی ہے۔ اور آج اس کے مغربی ملحقہ علاقے میں لہندا کا عمل دخل ہے ۔ جو بقول گریرسن بیرونی دائرے کی زبان ہے ۔ اور سندھی ، کشمیری اور سندھی کوہستان کی بولیوں سے قریبی تعلق رکھتی ہے ۔ پنجابی کا تعلق گریرسن کے اندرونی دائرے کی زبانوں سے ہے ۔ اگرچہ اس میں اکثر ایسی صورتیں بھی پائی جاتی ہیں جو دردنی اثرات کا نتیجہ ہیں یا کسی بیرونی دائرے کی زبان کی یادگار ہیں ۔

گریرسن کی حدبندی : گریرسن کہتا ہے کہ "جہلم اور سرہند کے درمیان کے علاقے کی زبان پنجابی ہے جس میں کچھ ایسی شکلیں بھی ہیں (اور یہ شکلیں بڑھتی جاتی ہیں جوں جوں مغرب کی طرف جائیں) جن کے لئے صرف یہی جواب پیش کیا جا سکتا ہے کہ سرہند بلکہ سرسوتی کے مغرب کے ملک

۱۔ لنگوئسٹک سروے آف انڈیا ۔ جارج گریرسن ۔ شائع کردہ گورنمنٹ آف انڈیا ، سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس کلکتہ ۱۹۱۹ء ص ۴۸ — جلد اول، حصہ اول ۔ تمہیدی۔

میں ایسے قبائل آباد تھے جو کچھ دردنی تھے اور کچھ بیرونی دائرے کی زبانیں بولنے والے - اور جن کو مفتوح بنایا گیا۔ اندرونی دائرے کے باشندوں نے ان مفتوح قبائل کو جذب کر لیا اور ان کی بولی آہستہ آہستہ مغلوبین کی بولی پر غلبہ پاتی رہی جس طرح آج ہندوستانی پنجابی پر چھا رہی ہے "۔

[1] "پنجابی کی بہت سی بولیاں ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پنجاب میں ہر ضلع کی بولی الگ ہے اور بعض ضلعوں میں ایک سے زیادہ بولیاں ہیں "۔

[2] "مغرب میں دریائے سندھ سے لے کر مشرق میں ستلج تک اور پہاڑوں سے لے کر ملتان کے قریب تک پنجابی ملتی ہے۔ یہ زبان دو شہروں میں بمشکل ایک ہی طرح بولی جاتی ہو گی۔ خالص پنجابی دریائے راوی اور وپاس کے درمیان بولی جاتی ہے اور جس قدر آپ دکھن کی طرف بڑھتے جائیں وہاں کی بولیاں ہندی کے معیار سے دور ہوتی جائیں گی۔ پنجابی درحقیقت ہندی کی ایک بولی کے سوا کچھ اور نہیں ہے اور غالباً سوراسینی پراکرت سے نکلی ہے لیکن ایک الگ رسم خط رکھنے کی وجہ سے مختلف زبان تسلیم کی جاتی ہے۔

پنجابی اور لہندا کی حد فاصل: پنجابی کی غربی حد قائم کرنا ناممکن ہے۔ اس کے مغرب میں لہندا زبان ہے جو چج دواب میں مروج ہے۔ اور پنجابی خالص ترین شکل میں باری دواب کے بالائی حصے میں بولی جاتی ہے۔ ان دو کے درمیان رچنا دوآب ہے۔ اور باری دوآب کا نچلا حصہ۔ یہاں کی زبان لہندا اور پنجابی کا آمیزہ ہے۔ یعنی مشرق میں

۱- ہندوستانی لسانیات کا خاکہ۔ جان بیمز۔ مترجمہ سید احتشام حسین۔ دانش محل لکھنؤ، مارچ ۱۹۴۸ع ص ۷۰۔
۲- ایضاً ص ۷۸۔

زیادہ پنجابی اور مغرب میں زیادہ لہندا ۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ لہندا کی کوئی نہ کوئی ''قدیم شکل کی زبان'' ضرور سراسوتی تک چھا گئی ہو گی۔ کیونکہ لہندا کے اثرات خالص پنجابی کے علاقے میں بھی پائے جاتے ہیں اور جوں جوں ہم مغرب کی طرف جاتے ہیں اندرونی دائرے کی زبان کے اثرات کم ہوتے جاتے ہیں ۔ اندرونی دائرے کی زبان چھلک کر مشرقی پنجاب کے حدود میں داخل ہو گئی ہے ۔ اور جدید پنجابی کی شکل میں ظاہر ہوئی ہے ۔ ہندوستان کے باقی دو حصوں میں بھی مسلسل علاقے ایسے ملیں گے جہاں دو ہمسایہ زبانیں ایک دوسری میں مدغم ہو جاتی ہیں لیکن ایسا تدریجی عمل اور کہیں بھی نہیں پایا جاتا جیسا کہ لہندا اور پنجابی میں ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان دو زبانوں کے درمیان حد فاصل قائم کرنا بالکل ناممکن ہے ۔

لہندا بیرونی دائرے کی زبان ہے لیکن اگر لسانی شہادت کی کوئی اہمیت ہے تو اس میں ذرہ بھر شبہ نہیں ہو سکتا کہ لہندا کی کوئی ہم جنس زبان اس علاقے پر حکمران رہی ہے جہاں آج عام بول چال کی زبان پنجابی ہے ۔

پنجابی کی مزید گروہ بندی : پنجابی کو عام طور پر مشرقی اور مغربی پنجابی میں تقسیم کر دیا جاتا ہے ۔ مشرقی پنجابی کو وسطی گروہ میں اور مغربی پنجابی کو شمال مغربی گروہ میں شامل کر لیا جاتا ہے ۔ یہ تقسیم اس غلط فہمی کی بنا پر ہے جو لہندا اور پنجابی کے تدریجی ادغام نے پیدا کر دی ہے ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ پنجابی اور لہندا بالکل دو مختلف زبانیں ہیں ۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ ایک نے دوسرے کو بہت زیادہ متاثر کیا ہے ۔ پس بالفاظ جارج گریرسن یہ کہنا

زیادہ صحیح ہے کہ ''لہندا وہ دردئی زبان ہے جس پر مغربی ہندی اثر انداز ہوئی اور پنجابی مغربی ہندی کی ایسی قسم ہے جس کو دردئی زبان نے متاثر کیا'' مشرقی پنجاب کی زبان کے آمیزہ ہونے کی کوئی دوسری توجیہہ نہیں کی جا سکتی ۔

سندھی کا تعلق وسطی گروہوں کی زبانوں سے : سندھی زبان کا بہت معمولی تعلق وسطی گروہ کی زبانوں سے ہے اور یہ ان زبانوں سے بہت حد تک الگ تھلگ ہے ۔ اگرچہ اس میں جزوی طور پر دردئی اثرات موجود ہیں ۔ اس کے مشرق میں راجستھانی ہے نہ کہ پنجابی لیکن یہ زبان مشرق میں ریگستان ہونے کی وجہ سے محفوظ ہے ۔ جدید لہندا غیر شعوری طور پر پنجابی میں ضم ہوتی جاتی ہے مگر سندھی راجستھانی میں مدغم نہیں ہوئی ۔ بلکہ اس سے بالکل علیٰحدہ رہتی ہے ۔ سرحدی بولیاں اگر کچھ ہیں بھی تو وہ محض آمیزش ہیں لسانی تبدیلی کی تدریجی کڑیاں نہیں ۔

شمال مغربی گروہ کی بولیوں پر دردئی اثرات : ہند آریائی زبانوں کا یہ شمال مغربی گروہ جس علاقے میں بولا جاتا ہے یہ علاقہ بیرونی حملہ آوروں کے پے در پے داخلے کے لئے صدیوں تک کھلا رہا ہے۔ لیکن حیرانی کی بات ہے کہ سوائے عربی فارسی اثرات کے یہاں کی بولیوں نے اور کوئی اثر قبول نہیں کیا ۔ اصل دردئی زبان میں بھی چند ایک یونانی الفاظ موجود ہیں مگر لہندا اور سندھی میں اس زبان کا ایک بھی لفظ نہیں پایا گیا ۔

۱۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا ۔ جارج گریرسن ۔ گورنمنٹ آف انڈیا پریس ، کلکتہ ۔ ۱۹۱۹ء ، ایڈیشن جلد اول ، حصہ اول ، باب دوازدھم ، ص ۱۳۵ ۔

لہندا اور سندھی کے لسانی ماخذ کے متعلق بہت کم مواد ملتا ہے ۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ سندھی کی پیشرو زبان ایک اپ بھرنش پراکرت وراچڈہ نامی تھی ۔ جس کے متعلق ہندی قواعد دان مارکنڈیہ نے کچھ حقائق قلمبند کئے ہیں ۔ اس نے بتایا ہے کہ اس علاقے میں وراچڈہ پساچی زبان بولی جاتی تھی جس کی خاص بولی کیکیہ پساچی تھی ۔ پساچی زبان دردون کی زبان تھی ۔ پس یہ مزید ثبوت ہے اس بات کا کہ شمال مغربی گروہ کی بولیاں دردی زبانوں سے متاثر ہوئیں ۔

لہندا کی حقیقت : لہندا وہی زبان ہے جسے مغربی پنجابی کا نام دیا جاتا ہے ۔ حالانکہ اس زبان کا پنجابی سے کچھ بھی تعلق نہیں جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے پنجابی خالصۃً وسطی گروہ کی زبانوں سے تعلق رکھتی ہے اور مغربی ہندی کی ایک قسم ہے اور لہندا قطعاً اس سے مختلف ہے جو ساخت اور ہیئت کے لحاظ سے سندھی ، کشمیری اور دردی زبانوں کے زیادہ قریب ہے چونکہ ایک وقت میں وادی سندھ کی زبان سارے پنجاب پر چھا گئی تھی ۔ اس لئے اس زبان کے اثرات اس قدر شدید ہیں کہ لہندا اور پنجابی کے درمیان حد فاصل قائم کرنا دشوار ہو گیا ہے اور اس غلط فہمی کی بنا پر لہندا کو بھی پنجابی کی ایک شاخ تصور کر لیا گیا ہے ۔ لہندا کو مختلف علاقوں کی نسبت سے مختلف ناموں سے موسوم کیا گیا ہے ۔ اسے مغربی پنجابی بھی کہا گیا ہے ۔ جٹکی ، اچی ، ملتانی اور ہندکی بھی (بلکہ اس سے بھی زیادہ نام دئے گئے ہیں جن کی توضیح آئندہ صفحات میں کی جائے گی) ۔

پنجابی اور لہندا کا تقابلی مطالعہ : آئندہ صفحات میں ہم پنجابی اور لہندا کی تمام بولیوں کے نمونے دیتے ہیں تاکہ تقابلی

مطالعہ سے یہ بات زیادہ واضح ہو سکے کہ پنجابی کا تعلق مغربی ہندی (وسطی گروہ) سے ہے ۔ اور لہندا اس سے مختلف زبان ہے ۔ اگرچہ دونوں ایک دوسرے پر اثر انداز ہوئی ہیں۔ نمونے جارج گریرسن کی لنگواسٹک سروے[1] سے لئے گئے ہیں :

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان

لہندا ۔ شمالی شاخ

۱-	ضلع شاہ پور کوہستان نمک کی بولی سروے ص ۴۴۲	اگلے ویلے مصرناں ہک بات شاہ آھا ۔ اس تے ترے پتر آھے ۔ خدا نی مرضی اینئیں آھی ۔ او وڈا پمار تھیا ۔ توڑے حکیماں اس ناں داوو درمل دلے نال کیتا پر او بچناں نظر نہ آئیا ۔	لہندا
۲-	اونکاری بولی ضلع اٹک سروے ص ۴۵۳	ہکے جنڑیں نیں ڈوں پتر آھے ۔ انہاں وچوں نکڑے پیئواں آکھیا ۔ پیئو ! مال نال جیہڑا حصہ مانھ آناں مانھ ونڈ دیہہ ۔	لہندا
۳-	ھندکو ضلع کوھاٹ سروے ص ۴۶۲	ہک جنڑیں نیں دو پتر ھائے ۔ نکڑے پتر پیئواں آکھا ۔ بابا ! جے کدے مینڈا ہرخا تینڈے مالے وچوں ہونجنا اے ۔ تاں مینڈے آں دے چھوڑ ۔	لہندا
۴-	گھیبی بولی ضلع راولپنڈی سروے ص ۴۸۶	ہک جنڑیں نیں دو پتر آھے ۔ انہاں وچوں نکڑے پیئواں آکھیا ۔ او پیئو ! جیڑھا وتدا مالے ناں مانھ آناں ۔ ایہے مانھ چا دے ۔	لہندا

۱- زیادہ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لنگواسٹک سروے آف انڈیا جارج گریرسن ۔ مطبوعہ گورنمنٹ آف انڈیا پریس کلکتہ ۱۹۱۹ء ایڈیشن جلد ہشتم و جلد نہم حصص اول ۔

	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۵-	پوٹھواری بولی ضلع راولپنڈی سروے ص ۴۸۶	ہکس جنڑیں نیں دو پتر تھیئے سے۔ انہاں وچوں نکے پیئو کی ایہہ گل آکھی۔ اجی مالے تاں جیہڑا ہنڈا مکھی اچنا (اشنا) مکھی چائی دیہہ۔	لہندا
۶-	دھندی کیرالی بولی ضلع راولپنڈی سروے ص ۴۸۶	ہکس آدمیاں نیں دو پتر آہے۔ نکے اپڑیں پیئو کی آکھیا۔ اجی تیرے مالے بچوں جو حصہ اچی او حصہ میکی چائی دے۔	لہندا
۷-	دھنی بولی ضلع جہلم سروے ص ۵۴۶	ہکی جنڑیں دے دو پتر آہے۔ انہاں وچوں نکڑے پیئو نوں آکھیا۔ پیئو! کھرے باھڑیدا جیہڑا حصہ مانہ نوں آوندا آہ توں مانہ نوں چا دیہہ۔	لہندا
۸-	چتھیالی بولی ریاست کشمیر سروے ص ۵۱۴	ہک شخصے نیں دو پتر سے۔ انہاں وچوں جیہڑا نکا پتر سا اس اپنے پیئو کی آکھیا۔ کی اجی جیہڑا حصہ مالے نال مکھی اچنان آمکھی وا دیئو۔	لہندا
۹-	ہندکی بولی ضلع ہزارہ سروے ص ۵۶۷	ہک آدمی دے دو پتر آھن۔ انہاں وچوں نکے نے پیئواں آکھیا کہ اے پیئو! مالیدا جیہڑھا حصہ مہاں پھچندا ھا۔ مہاں دے۔	لہندا
۱۰-	تنولی بولی ضلع ہزارہ سروے ص ۵۷۳	ہکی جنڑیدے دو پتر آہے۔ انہاں بچوں نکڑے پیئو کو آکھیا کے اے پیئو! مالا دا بخرا جو ماہ کو آندا ہے اوہ ما کو دے۔	لہندا
۱۱-	تھلی بولی ضلع جہلم سروے ص ۲۹۵	ہک آدمی دے دو پتر آہے۔ انہاں وچوں نکے پیئو نوں آکھیا۔ پیئو! مالی دا جیہڑا حصہ مینوں آوندا ھا۔ مینوں دے چا۔	لہندا

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان

لہندا جمع ملتانی

۱۲-	تھلوچڑی بولی ضلع جھنگ سروے ص ۳۹۳	ھک شخت دے ڈو پتر آھن۔ انہاں وچوں نڈھے آکھیا ہیٹو کوں۔ جو اے باہو! جیہڑا مال میڈھے حصے دا ہے میکوں ونڈہ دے۔	لہندا جمع ملتانی
۱۳	ھندکو بولی ضلع پشاور سروے ص ۵۵۷	ھک آدمی دے دو پتر آئے۔ اناں وچوں نکڑے نیں پیو نوں کہیا باوے جائداد وچوں جیہڑا حصہ منوں پہنچدائے منوں دیدے۔	ایضاً
۱۴-	تسوانی بولی ضلع جھنگ سروے ص ۲۹۳	ھکے جنڑیں دے دوئیں پتر ھائن۔ انہاں وچوں نکڑے پتر پیٹو نوں آکھیا۔ میرے بھانگے دا ڈھور ڈھپا انجھ کر دے۔	ایضاً
۱۵-	کاچھڑی بولی ضلع جھنگ سروے ص ۲۹۴	ھک شخص دے دوئین پتر آھن۔ انہاں وچوں نڈھے پیٹو نوں آکھیا۔ پیٹو! جیہڑا حصہ میڈا مینوں آندا ہے مینوں ونڈہ دے۔	ایضاً

لہندا ۔ جنوبی شاخ یعنی ملتانی

۱۶-	ملتانی بولی ضلع ملتان سروے ص ۳۱۲	ھک شخت دے ڈو پتر ہین۔انہاں وچوں نڈھے آہڑین ہیٹو کوں آکھیا۔ اے پیٹو! میکوں ڈے جتی حصہ مال دا میکوں آندا ہے۔	ملتانی
۱۷-	ملتانی زبان ضلع مظفر گڑھ سروے ص ۳۲۴	ھک شخت دے ڈوپترھن۔ انہاں وچوں چھوٹے ہیٹو کوں آکھیا جو اے پیٹو! مال دا حصہ جیہڑا میڈا تھیندا ہے۔ میکوں ڈے۔	ملتانی
۱۸-	ملتانی زبان بہاولپور ریاست سروے ص ۳۳۰	ھک مہینہ تھیا ہوسی ہلاکی کراڑے رکھیائے نبوتے میں ربل نے چڑھ کر اھیں ہوگے ونج لتھو ہے۔	ملتانی

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۱۹-	ہندکی بولی ضلع ڈیرہ غازیخان سروے ص ۳۴۹	ہک شخص دے ڈوں پتر ہن۔ انہیں وچوں نکے پتر آہڑیں پیئو کوں آکھیا۔ بابو سئیں جیڑھا کجھ میڈے حصے وچ آوے مکوں ڈیڈے	ملتانی
۲۰-	دیرہ وال بولی ضلع ڈیرہ اسمعیل خان سروے ص ۳۹۸	ہک جنڑیں دے ڈو پتر ہائن۔ اناں وچوں نکے پتر آہڑیں پیئو کوں آکھیا۔ پیئو! میکوں ترکے دا میڈا بخرا ولاہ ڈے۔	ملتانی
۲۱-	ہندکو بولی ضلع میانوالی سروے ص ۴۰۵	ہک جنڑیں دے ڈوں پتر ہن۔ انہاں وچوں نکے پیئو نوں آکھیا۔ جیہڑا حصہ مال دا میڈا تھیندا ہے مینوں ڈے۔	ملتانی
۲۲-	سرائیکی ہندکی ضلع حیدر آباد سندھ سروے ص ۳۶۹	او کھا ہدھی رکھن یاری دا۔ جیویں کچا دھاگا جے کھڑا رہے تاں پیارا لگے جے ٹٹی پوے تاں بھگے بھا گا یار اساڈے کوں وچ آکھو در تے کھڑا غلام تساڈا حکم ہووے لکھے آؤں ناں تاں تھیا سلام اساڈا۔	ملتانی
۲۳-	سرائیکی ہندکی بالائی سندھی سرحد سروے ص ۳۶۲	ہک آدمی کوں ڈو پتر ہن۔ انہیں کنوں نکے پیئو کوں آکھیا۔ اے ابا۔ مال کنوں جے کو بھانگا میڈا تھیوے اوھو میکوں ڈے۔	ملتانی
۲۴-	سرائیکی ہندکی ریاست خیر پور سروے ص ۳۶۵	ہکڑے ماھنڑوں کوں پت ہن۔ انہاں وچین نکے پت پیئو کوں آکھیا تا بابا جیکو بھانگا مال دا میڈا تھیوے۔ سو میکوں ڈے۔	ملتانی جمع سندھی

	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۲۵-	سرائیکی ہندکی ضلع تھرپارکر سروے ص ۳۷۱	ڈے وی دلاسا مین سکی رہیاں سکی تیڈی سکھ صبر وٹجایا روز سہاں مین تیڈے طعنے مُلھی خرید تیڈے بانہے تیڈی نظر میں ہک رہیاں	ملتانی جمع سندھی
۲۶-	سرائیکی ہندکی ضلع کراچی سروے ص ۳۶۴	کاھی ماھنٹوں کوں ڈو پت آھن - انہاں وچوں نڈھے پیٹو کوں آکھیا - بابا ! جیکو حصہ مال دا میڈا ھے - سو میکوں ڈے -	ایضاً

پنجابی

۱-	معیاری پنجابی ضلع لدھیانہ سروے ص ۶۴۸	اک منکھ دے دو پت سن - اتے انہاں وچوں چھوٹے نے پیٹو نوں آکھیا - پتا جی مال دا جیہڑا حصہ مینوں پہنچیا ہے - سو مینوں دیدیو -	پنجابی
۲-	ماجھی بولی ضلع امرتسر سروے ص ۶۰۷	اک منکھ دے دو پت سے - اتے چھوٹے اناں وچوں اپنے پیٹو نوں آکھیا - بابو جی ! مال دی ونڈ جیہڑی مینوں آؤندی ہے - دیو -	پنجابی
۳-	پنجابی جالندھر دو آب	بھانے تے وریامے وچ ایہہ گلاں ہندیاں سی - بھانا : بھٹی دسو کتھوں آنا ہویا - وریاما : منڈے دے سوھریاں ول گئے سی - اوتھے اک بُلدَ دی دس ہوندی سی - بُلدَ تاں چنگائے ہر مار کھندا ہیگا -	پنجابی

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۴-	ہوادھی پنجابی ضلع انبالہ سروے ص ۶۹۱	اک چلاھے دی ادھی رات نوں اکھ کھل گئی۔ اپنی چلاھی نوں کہیا کہ مینوں ڈوڈے مل کے دے تیمی نے کہیا کے میں نے ھن نہیں اٹھ ھندا چلاھے نے پھیر کہیا۔ جے ھن توں مینوں ڈوڈے مل کے دویں تاں میں تینوں ھجار ھجار روپے دیاں چار باتاں سنانواں۔ اس ویلے بادشاہ دا پت گلی بچ جاندا تھا۔	پنجابی
۵-	راٹھی بولی ضلع حصار سروے ص ۶۹۸	اک آدمی دے دوئے پتر سن۔ انہاں چُوں لوڑا پتر نے آپ دے پیٹو نوں آکھیا۔ کیڑا مال مینوں آؤندا ھے مینوں دے۔	پنجابی
۶-	جانڈ بولی ریاست جیند سروے ص ۷۰۵	اک راجے کا چھورا بیاہ نہ کراوے۔ راجہ اھلکاراں نوں کہن لگیا۔ انوں سمجھاؤ۔ بیاہ کراوے۔ اھلکاراں نے تینویاں دیاں تصویراں جس وھی لنگھیا کردا لادیاں۔	پنجابی
۷-	پنجابی، مالوائی بولی ضلع فیروز پور تحصیل مکتسر سروے ص ۷۲۱	اک آدمی دے دو پتر سی گے۔ انہاں وچوں چھوٹے پتر نے پیٹو نوں آکھیا جو باپو جیہڑا حصہ مال دا مینوں آؤندا ھے اوہ مینوں دیدے۔	پنجابی
۸-	بھٹیانی (راٹھی) ریاست بیکانیر سروے ص ۷۳۷	ھیک آدمی دے دوئے پت ھا۔ اس دے چھوٹے پت پیٹو نوں کہا۔ ھے پیٹو! مال وچ جیہڑا حصہ ھووے مینوں دیہے۔	پنجابی

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۹-	بھٹیانی یا گڑی ضلع فیروز پور تحصیل فاضلکا سروے ص ۷۴۰	ایک مانس دا دے بیٹا ہا۔ واں میاں چھورو بیٹو باپ نے کہیو۔ او باپ مال دا حصا جکا آوے می نے دے۔	پنجابی
۱۰-	راٹھوری بولی (بھٹیانی) ضلع فیروز پور سروے ص ۷۴۱	اکے گوارے دی بیٹا سین۔ اون مالے چھوٹا بیٹا باپے نے کہو۔ مالے مالیے جتنا حصو منے آوا چھے او منے دیو۔	پنجابی
۱۱-	پنجابی رچنا دواب کا شمال مشرقی علاقہ لاہور شرق پور سروے ص ۷۳۸	ہک آدمی دے دو پتر آہے۔ انہاں وچوں بیٹو نوں نکے آ کہیا۔ بیٹو! جو میرا حصہ رزق وچ ہے او ونڈ دے۔	پنجابی
۱۲-	پنجابی رچنا دواب کا شمال مشرقی علاقہ ضلع سیالکوٹ سروے ص ۷۵۲	ساڈا وڈا سہر مٹھ ہویائے۔ اوس نے آ کہیا کہ میرا ناں جہان وچ مشہور اے۔ بادشاہ اکبر نے اوس دے پاسوں لڑکی د ساک منگیا۔ اوس اگوں آ کہیا توں بادشاہ اے۔ تے میں زمیندار آں ساڈا تساڈا ہر نہیں بچدا۔	پنجابی
۱۳	باری دوآب کے مشرقی مرکز کی بولی۔ پاکپٹن ، منٹگمری سروے ص ۷۵۶	ہک آدمی دے دو پتر آہے۔ انہاں دے وچوں لوڈھے پتر بیٹو نوں آ کہیا۔ بیٹو! مال تے رجک دا حصہ جہڑا میتوں آؤندا ہے میتوں دیہہ۔	پنجابی
۱۴-	ڈوگری بولی ریاست جموں سروے ص ۷۶۱	اک آدمی دے دو پتر تھئے۔ اودے وچا نکڑے نے بابا کی آکھے آ۔ جے۔ ہے بابو جی جائداتی دا جے حصہ میکی پوچدا ہے اے سبھے میکی دے داؤ۔	پنجابی

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۱۵-	کنڈیالی بولی ضلع گورداسپور سروے ص ۲۷۵	کسے منو کھے دُے داؤ پتر تھے۔ اُ ان نچوں لوکڑے نے باپے کی آ کھیا۔ باہو جی میکی میرا حصہ دے دیو۔	پنجابی
۱۶-	کانگڑہ بولی ضلع کانگڑہ	کسے مہنوئے دے دو پتر تھے۔ تنہاں بچا لوکھے پترے باپے کنیں بولیا۔ جے ہے باہو جی۔ جے کچھ گھرے دے لئے ہٹے بچا میرا حصہ ہووے سبھہ منجو دیو۔	پنجابی

لہندا

۱-	باری دی بولی ضلع گجرانوالہ سروے ص ۲۹۸	ہکی بندے دے دوئیں پتر آہے۔ انہاں وچوں نکے پتر آپنے پیئو نوں آ کھیا۔ پیئو مینوں جائدات وچوں جتنا میرا حصہ آوندا اے اتنا دے چا۔	پنجابی جمع لہندا
۲-	جٹاتر دی بولی ضلع گجرات سروے ص ۳۰۰	ہکے جنے دے دو پتر ہائے۔ نے انہاں وچوں نکڑے پیئو نوں آ کھیا۔ پیئو! جے کجھ مالے وچوں میرا حصہ آؤندا ہے۔ او مینوں دے۔	ایضاً
۳-	جانگلی بولی ضلع لائل پور سروے ص ۲۹۵	ہک کس آدمی دے دوئیں پتر آھن۔ جاھڑا لاھوڑا پترا آھا۔ اس پیئو نوں آ کھیا۔ جوں مال رچک جاھڑا ہے مینوں میرے بھاگے دا وندھ دے۔	لہندا جمع پنجابی جمع ملتانی
۴-	ضلع منٹگمری سروے ص ۲۹۶	ہک بندے دے دوئیں پتر آہے۔ اونہاں وچوں نکڑے پتر آ کھیا۔ پیئو! میرا بھانگا جُھگے دا مینوں دوئے نالوں ونڈ دے۔	ایضاً

اندرونی دائرے کی بولیاں (وسطی گروہ)

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۱-	ہندستانی (ٹھیٹھ قسم) سروے ص ۹۷	کسی مانس کے دو بیٹے تھے - ان میں سے لُہرے بیٹے نے باپ سے کہا - ہے باپ ! آپ کے دھن میں جو میرا بخرہ ہو اس کو مجھے دے دیجئے -	وسطی گروہ یا اندرونی دائرہ
۲-	ہندستانی (ہندی قسم) سروے ص ۱۶۵ ضلع بنارس	کسی منوشیا کے دو پترا تھے - ان میں سے چُھٹکے نے پتا سے کہا کہ ہے پتا - اپنے سمپتی میں سے جو میرا آس ہو سو مجھے دیجئے - تب آس نے ان کو اپنی سمپتی بانٹ دی -	ایضاً
۳-	ہندستانی ضلع بیربھم سروے ص ۱۷۲	کسی آدمی کا دو لیڑکا رہا - اس لوک کے بیچ میں چھوٹا لیڑکا اپنے باپ کو بولا باپ جی ! بسوئی کا جو بھاگ ہم کو ملے گا او بھاگ ہم کو دیو -	ایضاً
۴-	ہندستانی (اڑیسہ مسلمانی) کٹک سروے ص ۱۷۳	ایک آدمی کا دو لڑکا تھا اور او لوگ کے بیچ سے چھوٹا باوا کُو کہا - باوا ! ہمارا جو حصہ ہوتا ہے - اوہ ہم کو دو -	ایضاً
۵-	گجراتی سروے ص ۱۷۵	ایک آدمی کے دو بیٹے تھے - نے اونوں میں کے چھوٹے نے کیا - باوا ! مجھے میرے بھاگ کا مال دیدے -	ایضاً
۶-	ایجنسی مہی کنتھا سروے ص ۱۸۱	ایک آدمی کے دو بیٹے تھے - اور اس میں کے چھوٹے نے باپ کون کہا کہ باپو ملکت کا میرا حصہ مجھ کو دے - اور اس نے ان کون دولت پہنچ دی -	ایضاً

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۷-	ضلع کوج سروے ص ۱۸۳	ایک دوسی کی آنکھاں انیاں۔ تدھاں تس نے پتے ساجی کرنے سارو ایک وٹیدہ کون بلایا۔ انیں سکھسی رکھنیں ایسا وڈار کیا کہ جو توں میری آنکھاں ساجیاں کرے گا تو میرے تیجے چاکری دینی۔	وسطی گروہ یا اندرونی دائرہ
۸-	ضلع انبالہ سروے ص ۳۲۲	ایک آدمی کے ڈو چھوکرے تھے۔ ان ماں تے چھوٹے چھوکرے نے اپنے باپ تے کہا کہ منوں جو حصہ گھر ماں تے آوے ہے اوہ میرا منوں بانڈ دے تو باپ نے دوناں نوں بانڈ دیا۔	ایضاً
۹-	بانگڑو ضلع کرنال سروے ص ۲۵۹	ایک مانڑس کے دو چھورے تھے۔ ان میں تے چھوٹے نے باپو تے کہیا۔ اک باپو ہو۔ دھن کا جونسا حصہ میرے ہنڈے آوے سے منے دیدے۔	ایضاً
۱۰-	بانگڑو (ہریانی) ریاست جیند سروے ص ۲۶۷	ایک بہن تھا اور ایک بہنی تھی۔ بہن چونگ مانگ کے لے آیا کردا۔ بہنی کہن لگی۔ اس نگری میں راجہ بھوج ہے۔ یو سلوک کوہا کے بھنان نیں ایک لکا سیونے کا دے ہے۔	ایضاً
۱۱-	برج بھاکا ضلع متھرا سروے ص ۲۷۳	ایک جنے کے دو چھورا ہے۔ ان میں تے لہرے نے کہی کہ کاکا! میرے ہٹ کاؤدھن موئے دے۔ تب واتے دھن انہیں بٹی کری دیاؤ۔	ایضاً

نمبر شمار	کوائف زبان	نمونہ زبان	قسم زبان
۱۲-	برج بھا کا جادو باٹی فرولی و کوالیار سروے ص ۲۹۹	کاؤ آدمی کیں دو مونڑا ہے۔ وِن میں تین لہارے نیں اپنے باپ تیں کہی۔ باپ ! مون کوں سامان میں تیں اپنو بٹ دے چکاؤ ۔ اور وانے وِن کوں اپنی سامان بانٹ دئی ۔	وسطی گروہ یا اندرونی دائرہ
۱۳-	برج بھا کھا ریاست بھرت پور سروے ص ۳۲۷	ایک جنیں کیں دو چھورا ہے۔ اور بِن مَیں تَیں چھوٹے چھورا نیں اپنیں داؤ تیں کہی داؤ جی دھن میں تیں جو میرے بٹ میں آوے سو مو کُوں دیو ۔	ایضاً
۱۴	برج بھا کا (ڈانگی) ریاست جے پور سروے ص ۳۴۶	ایک کیں دو بیٹا ہے۔ ان میں تے لھوڑے بیٹا نے واکے باپ تے کہی ۔ ارے داؤ دھن میں میرو بٹ ہے جایا ۔ مو کوں بانٹ دے ۔	ایضاً
۱۵-	برج بھا کھا ضلع گڑگاؤں سروے ص ۳۲۵	ایک آدمی کے دوئی بیٹا ہے۔ ان تے لوھرے نے باپ تے کہیو کہ بھائی ھمارے باٹ کو حصہ بانٹ دیجو ۔ جب تو واکوں بانٹ دیو ۔	ایضاً

مندرجہ بالا نمونے طوالت کے خوف کی وجہ سے بہت مختصر سے دئے گئے ھیں اور صرف دو تین ابتدائی جملوں پر اکتفا کیا گیا ہے ۔ مقصد صرف تقابلی مطالعہ تھا ۔ تا کہ معلوم ھو سکے کہ ایک زبان کا دوسری پر کہاں تک اثر ھوا ہے ۔

گریرسن نے جن بولیوں کو لہندا میں شمار کیا ہے ۔ ھم نے ان کی چھبیس (۲۶) مثالیں دی ھیں ۔ مگر ساتھ ھی قسم زبان کے خانہ میں اشارہ کر دیا ہے کہ یہ زبان کس شاخ

سے تعلق رکھتی ہے۔ پنجابی کے ۱۶ نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ ان کے بعد چار بولیاں ایسی دی گئی ہیں جو خالص نہیں۔ ان میں گجرات اور گوجرانولہ کی بولیاں زیادہ تر لہندا ہیں مگر پنجابی سے متاثر ہیں۔ لائل پور اور منٹگمری کی بولیاں لہندا، پنجابی اور ملتانی تینوں کے اثرات ظاہر کرتی ہیں۔ اندرونی دائرے یا وسطی گروہ کی زبانوں کے ۱۵ نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ بمبئی کی دکھنی، مدراس کی دکھنی، ضلع میرٹھ کی ہندستانی، ضلع مظفر نگر کی ہندستانی، ضلع بجنور کی ہندستانی، ضلع رہتک کا بانگڑو (جاٹو)، ضلع علی گڑھ کی برج بھاکا، ضلع آگرہ کی برج بھاکا، ریاست دھولپور کی برج بھاکا، ریاست گوالیار کی برج بھاکھا (سکرواڑی)، ریاست امیٹھ کی برج بھاکھا، ضلع منی پور کی برج بھاکا، ضلع بریلی کی برج بھاکا، بلند شہر کی برج بھاکھا، ضلع بداؤن کی برج (کٹھیریا)، ترائی۔ نینی تال کی برج (مخلوط بھکسا) اور ریاست قرولی کی برج بھاکھا (دانگی) کے نمونے نہیں دئے گئے کیونکہ ان میں اور ان کی قبیل کے دوسرے نمونوں میں جو پیش کئے گئے ہیں بہت معمولی فرق ہے۔

نتائج : ان زبانوں کے تقابلی مطالعے سے ذیل کے نتائج مرتب ہوتے ہیں :

(۱) پراکرت کے چند الفاظ ایسے ہیں جن میں مشدد حروف سے پہلے حرف علت (چھوٹا) آتا ہے۔ اکثر ہند آریائی زبانیں ایک صوتی قانون کے تحت تشدید دور کر کے بطور تلافی ماقبل حرف علت کو لمبا کر دیتی ہیں مثلاً

پراکرت کے کھوڡّا کو کھوڡا سا

جڡّو کو جو تو

مکّھنم کو ما کھنم اور

مریّسے کو ماری سے

بنا دیتی ھیں۔ وسطی گروہ کی زبانوں میں یہ رجحان پایا جاتا ھے مگر یکسانی نہیں ھے پنجابی میں یہ عمل نہیں ھوتا۔ اس میں

مکّھن ھے ما کھن نہیں

کّم ھے کام نہیں

وچّ ھے بیچ نہیں

اچّا ھے اونچا نہیں اور

اس میں صوتی قانون پنجابی اور لہندا کا اشتراک ھے۔

(۲) خالص مغربی ھندی میں اسما کی تعریف میں زبر کے قاعدے والے مذکر الفاظ کا خاتمہ الف کی بجائے واؤ مجہول یا واؤ مفتوحہ پر ھوتا ھے۔ مگر پنجابی اور لہندا میں الف پر ھوتا ھے جیسے گھوڑا نہ کہ گھوڑو یا گھوڑوَ۔

(۳) اضافی حالت میں لاحقہ پنجابی اور لہندا میں دا استعمال ھوتا ھے جب کہ باقی ھند آریائی زبانیں کا ، کو اور کاؤ استعمال کرتی ھیں۔ دونوں دا اور کا سنسکرت قدیم کے کریتہ سے ماخوذ ھیں جو پراکرت میں کداؤ ، کداؤ ، کیاؤ اور پھر کا بن گیا۔

(۴) ''نے'' پنجابی کی خصوصیت ھے۔ لہندا میں اس کا وجود نہیں ملتا۔

۱۔ ''نے'' کے متعلق ماھرین لسانیات یہ رائے تھی۔ کہ قدیم ھندی یا اردو ادب میں '' نے '' علامت فاعل کے طور پر کہیں استعمال نہیں ھوا ھے۔ ملاحظہ ھو قواعد اردو مصنفہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب ص۱۶۰ و تاریخ زبان اردو ص۲۰۸ - نیز یوروپین مستشرقین ڈاکٹر جولس بلاک (بلیٹین آف اسکول آف اورینٹل اسٹڈیز بابت ۱۹۲۸ تا ۱۹۳۰

(۵) ضمائرشخصی اس ، اساں ، تسیں ، تساں وغیرہ جو پنجابی میں ملتے ہیں یہ لہندا اثر کی یادگار ہیں۔

(۶) پنجابی کے افعال کبھی کبھی مجہول صورت میں مادہ کے ساتھ ی بطور لاحقہ استعمال کرتے ہیں۔ یہ اصول سندھی اور ملتانی سے ماخوذ ہے ۔ لہندا میں یہ عمل عام ہے ۔

(۷) پنجابی کی ماجھا قسم کی بولی میں فعل کے ساتھ ایسے لاحقے بھی استعمال ہوتے ہیں جن سے فاعل معلوم ہوتا ہے ۔ (Pronominal suffixes) اور یہ خصوصیت صرف لہندا کی ہے ۔

(۸) پنجابی کا ذخیرۂ الفاظ خالص تَدبَھوؔ الفاظ پر مشتمل ہے۔ تت سم قسم کے الفاظ بہت کم ہیں ۔ لہندا کے الفاظ (خصوصاً ملتانی میں) زیادہ تر دیسج ہیں۔ تَدبَھوؔ بہت کم ہیں۔

(۹) پنجابی اور لہندے کا فرق زیادہ تر افعال کی گردان میں ہے ۔ بالخصوص ماضی اور مستقبل میں۔ لہندا میں ماضی ھا سے بنتی ہے مگر پنجابی میں سی بنیادی لفظ ہے ۔ مستقبل لہندا میں سی سے بنتا ہے مگر پنجابی میں سی وسطی گروہ کی زبانوں کی طرح کا سے بنتا ہے ۔ فعل ہونا میں بھی فرق ہے لہندا میں ہونا کے ساتھ تھیونا بھی استعمال ہوتا ہے جو پنجابی میں اجنبی ہے ۔

(۱۰) اسی طرح کا ایک اور فرق حروف جار میں ہے اور

(۱۱) سب سے بڑا فرق ذخیرۂ الفاظ (Vocabulary) کا ہے

ص ۳۰۷) جارج گریرسن (لنگواسٹک سروے آف انڈیا) جان بیمز وغیرہم کی رائے بھی یہی ہے مگر جناب شوکت سبزواری صاحب نے اپنے ایک مقالے بعنوان " نے کی سرگزشت " میں اس بات کو ثابت کرنے پر بہت زور قلم صرف کیا ہے کہ " نے " اردو کا اپنا قدیم لفظ ہے اور مختلف صورتوں میں ہمیشہ سے موجود رہا ہے ۔ ملاحظہ ہو رسالہ اردو ثابت اکتوبر ۱۹۵۲ء انجمن ترقی اردو پاکستان ۔ کراچی ص ۷۷ تا ۹۹۔

جو پیش کردہ مختصر سے نمونوں سے بھی ظاہر ہے ۔ لب و لہجے اور تلفظ کے فرق کو نظر انداز کیا جاتا ہے ۔

ان وجوہ کی بنا پر یہ کہنا غلط نہیں ہے کہ پنجابی کا تعلق اپنی اصل کے لحاظ سے وسطی گروہ (اندرونی دائرے) کی زبانوں سے ہے جب کہ لہندا شمال مغربی گروہ میں شامل ہے ۔ اور پنجابی کی نہ شاخ ہے نہ قسم۔ بلکہ اس سے الگ بالکل ایک علیحدہ زبان ہے ۔ اگرچہ ایک نے دوسری پر بہت گہرا اثر ڈالا ہے ۔

اب ہم لہندا اور ملتانی کے تعلق کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے ۔

اب تک ماہرین لسانیات کی توجہ تمام تر وسطی ہند اور جنوبی ہند کی بولیوں پر مرکوز رہی ہے۔ شاید اس لئے کہ مدتوں تک اردو کے آغاز کا مسئلہ زیر بحث رہا اور کبھی دکن والوں نے دعویٰ کیا کہ اردو کا مولد دکن ہے اور کبھی گجرات والوں نے کہا کہ اردو کا وطن گجرات ہے ۔ شاید اس لئے کہ سنسکرت اور سنسکرتی پراکرتوں کا تعلق وسط ہند اور اس کے نواحی علاقوں سے تھا پھر اردو ہندی نزاع نے بھی بعض مسائل کو ہوا دی اور مطالعہ لسانیات محدود ہو کر رہ گیا ۔ بہر حال اصل واقعہ یہ ہے کہ شمالی ہند کی بولیوں کا بغور مطالعہ کیا بھی گیا ہے تو زیادہ سے زیادہ پنجابی تک کیا گیا ہے ۔ باقی زبانوں کو یا پنجابی کی شاخیں سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے یا انہیں لسانی مطالعہ کے لئے قابل التفات ہی نہیں سمجھا گیا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو پاکستان کے ماہرین لسانیات جب ہند آریائی تقسیم کا نقشہ تیار کرتے ہیں تو باہم مشترک یا مختلف چھوٹی بڑی سب بولیوں کو ایک ہی خاندان کے افراد سمجھ کر " شمالی

گروہ کی بولیاں" کہہ کر اپنا دامن بچا لیتے ہیں یوروپین ماہرین لسانیات نے جب سائینٹفک تحقیقات کا آغاز کیا ۔ تو بہت سی باتیں ایسی بھی منظر عام پر آگئیں جو پہلے پردہ اخفا میں تھیں ۔ مگر ان یوروپین محققین نے بھی شمال مغربی گروہ کی بولیوں کے سمجھنے میں غلطی کی ہے اور اس کی بڑی وجہ وہ غلط فہمی ہے جو چند بولیوں کے باہم اشتراک نے پیدا کر دی ہے ۔

"پنجابی" وسطی گروہ کی زبان ہے ۔ اور اپنی خالص ترین شکل میں باری دواب کے بالائی حصے یعنی سرہند اور جہلم کے درمیان اضلاع امرت سر ، جالندھر ، فیروز پور ، لدھیانہ ، حصار ، انبالہ وغیرہ کی زبان ہے مگر انتہائی مشرقی حد سے چل کر جوں جوں ہم شمال مغرب کی طرف جاتے ہیں وسطی گروہ کے اثرات کم اور لہندا کے اثرات زیادہ ہوتے جاتے ہیں ۔ اور یہ عمل اتنا تدریجی اور اتنا نا معلوم سا ہے کہ لہندا اور پنجابی کے درمیان حد فاصل قائم کرنا دشوار ہو گیا ہے ۔ اس کے باوجود چونکہ لہندا اور پنجابی دونوں مختلف زبانیں ہیں ۔ اس لئے ایک رسمی یا فرضی حد فاصل ۷۴ درجہ مشرقی طول بلد قائم کر دی گئی ہے (ملاحظہ ہو نقشہ منسلکہ جو گریرسن نے لنگواسٹک سروے میں شامل کیا ہے) لہندا اور پنجابی کے درمیان حد فاصل قائم کرنے کے اشکال نے اور دونوں زبانوں کے آپس میں تقریباً بالکل گھل مل جانے نے یہ غلط فہمی پیدا کر دی کہ دونوں ایک ہی زبان کی دو شاخیں ہیں ۔ لہٰذا ایک کو مغربی پنجابی اور دوسری کو مشرقی پنجابی کے نام سے موسوم کر دیا گیا ۔ بعینہٖ یہی بات لہندا اور ملتانی کے سلسلے میں پیدا ہوئی ہے اور دونوں کو ایک زبان یعنی لہندا تصور کر لیا گیا ہے ۔ اس غلط فہمی کی وجہ بھی وہی ہے جو پنجابی اور لہٰذا کے ضمن میں بیان کی گئی ہے ۔

ملتانی اور لہندا بھی اس طرح تدریجاً ایک دوسری میں ضم ہوتی جاتی ہیں کہ سرسری نگاہ سے دیکھنے والوں کو یہ دونوں ایک ہی زبان دکھائی دیتی ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ پنجابی اور لہندا کی نسبت ملتانی اور لہندا کی حد فاصل زیادہ صاف اور واضح ہے ۔ پنجابی اور لہندا کے درمیان حد قائم کرنا اس لئے بھی دشوار تھا کہ کوئی ایسی بولی موجود نہ تھی جسے دونوں کی آمیزش کہا جا سکتا ۔ اس کے برعکس لہندا اور ملتانی کے درمیان کی کڑیاں یعنی ایسی بولیاں جو دونوں کی آمیزش ہیں بالکل واضح طور پر نمایاں ہیں اور ان دو بڑی زبانوں کے درمیان نہایت آسانی سے حد قائم ہو سکتی ہے ۔

جارج گریرسن اگرچہ ان دو بولیوں کو ایک ہی سمجھتا ہے ۔ تاہم لاشعوری طور پر وہ ان کے فرق کا بھی قائل ہے ۔ اور یہی وجہ ہے کہ وہ لہندا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے اور کوہستان نمک کی جنوبی طرف کو حد فاصل قرار دیتا ہے۔ ”لہندا کی بولیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ سروے میں مختلف ناموں کے تحت بائیس بولیوں کی تفصیل دی گئی ہے ان کے دو بڑے گروہ ہیں : ایک جنوبی اور ایک شمالی ۔ دونوں کو تقسیم کرنے والی لائن سلسلۂ کوہستان نمک کی جنوبی دیوار ہے “[1]۔

جارج گریرسن نے لہندا زبان کا جو نقشہ دیا ہے اس میں انہوں نے جنوبی لہندا کو ایک الگ بولی تسلیم کر کے ایک فرضی حد قائم کر لی ہے ہم اسی نقشے میں اس زبان کی وہ حد فاصل

1- *Linguistic Survey of India*, George Greirson, Government of India Press, Calcutta, 1919 Edition, Volume I, Part I (Introductory) Chapter XII, Page 137.

دکھائیں گے۔ جو ملتانی کو لہندا سے جدا کرتی ہے۔ (ملاحظہ ہو نقشہ منسلکہ) مغربی اور جنوبی حدود میں ہمیں گریرسن سے کوئی اختلاف نہیں۔ اس کی شمال مشرقی حد ریاست بہاول پور کے شمال مشرقی کونے سے شروع ہوتی ہے۔ اور کم و بیش شمال مغرب کی سمت لے کر کالا باغ تک پہنچتی ہے۔ جو کچھ اس حد فاصل کے جنوب اور مغرب میں ہے وہ ملتانی ہے اور جو کچھ اس کے شمال مشرق میں ہے وہ لہندا یا لہندا جمع پنجابی یا لہندا جمع پنجابی جمع ملتانی ہے۔ جیسا کہ پیشتر ازیں زبانوں کے نمونے دیتے ہوئے تصریح کر دی گئی تھی۔ یہ حد فاصل ریاست بہاولپور میں بہاولپور، یزمان، فورٹ عباس، بہاول نگر ریلوے لائن پر واقع سٹیشن ڈنگہ بنگہ سے شروع ہو کر تخت محل اور چشتیاں کے درمیان سے ہوتی ہوئی منڈی ہوربوالہ کے مغرب سے گزر کر میاں چنوں کے مشرق میں سدھنائے تک پہنچتی ہے اور دریائے راوی اس کے سد راہ ہو جاتا ہے۔ اس مقام پر یہ لائن سیدھا مغرب کا رخ کر لیتی ہے اور تین دریاؤں کے مقام اتصال پر پہنچ کر دریائے چناب کے پار چلی جاتی ہے۔ وہاں سے یہ شمال کا رخ کرلیتی ہے اور پہلے دریائے چناب پھر دریائے جہلم کا بایاں کنارہ لیتی ہوئی خوشاب کے قریب مٹھانوالہ سے ذرا نیچے اور کنجال کے مغرب سے گزرتی ہوئی ضلع میانوالی کی پہاڑیوں یعنی کوہستان نمک کی مغربی دیوار کے ساتھ ساتھ کالا باغ پہنچ جاتی ہے۔ وہاں سے یہ مغرب کی طرف بنوں کا رخ کرتی ہے اور بنوں پہنچ کر زاویہ قائمہ بناتی ہوئی نیچے کی طرف یعنی جنوب کی سمت رخ کر لیتی ہے اور منٹرئی اور کلاچی کے مغرب سے گزرتی ہوئی ڈیرہ غازی خان کی مغربی سرحد سے مل جاتی ہے۔

ملتانی زبان کی یہ حد جو ہم نے قائم کی ہے ۔ قدرتی حدود پرمبنی ہے ۔ مثلاً سب سے پہلے دریائے راوی اسے آگے بڑھنے سے روکتا ہے اور یہ سدھنائی کے مقام پر پہنچ کر دریائے راوی کے بہاؤ کے رخ یعنی مغرب کی طرف چل نکلتی ہے اور دریائے راوی کے پار اتر کر دریائے چناب اور جہلم کا بایاں کنارہ لے لیتی ہے اور جب تک کوہستان نمک کی جنوبی دیوار اس کے راستے میں حائل نہیں ہو جاتی ۔ یہ برابر سیدھی چلی جاتی ہے ۔ اور پھر کوہستان نمک کا مغربی کنارہ لیتی ہوئی کالا باغ کی پہاڑیوں سے جا ٹکراتی ہے ۔

جارج گریرسن بھی دریائے چناب اور جہلم کے دونوں کناروں کی بولیوں کے مختلف نام رکھتے ہیں مثلاً راوی اور چناب کے مقام اتصال سے شمال کی طرف جاتے ہوئے وہ دائیں کنارے کی بولی کو چناھوڑی اور بائیں کنارے کی بولی کو تھلوچڑی کا نام دیتے ہیں ۔ ان دونوں بولیوں کا لسانی تجزیہ ثابت کرتا ہے کہ یہ دونوں بولیاں لہندا اور ملتانی کا آمیزہ ہیں ۔ یعنی چناھوڑی بولی لہندا زیادہ اور ملتانی کم ہے اور تھلوچڑی بولی ملتانی زیادہ لہندا کم ۔ اب ملاحظہ فرمائیے منسلکہ نقشہ جس میں ہم نے تصریحات بالا کے مطابق ملتانی اور لہندا کی یہ حد فاصل قائم کی ہے ۔

لہندا کی بولیاں : گذشتہ صفحات میں ہم نے لہندا کے گیارہ نمونے دئے ہیں جن کا سرسری سا مطالعہ بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک ہی زبان کی مختلف بولیاں ہیں ۔ افعال و اسما کی تصریف ، ضمائر کی ساخت ، حروف کا استعمال اور الفاظ کی نشست سب ایک طرح کی ہے ۔ تھوڑا بہت جو اختلاف ہے وہ علاقائی اثرات کی وجہ سے ہے اور محض

چند اسما کے طرز ادا تک محدود ہے ۔ جس کا اثر زبان کی ہیئت پر نہیں پڑتا ۔ مثلاً کوہستان نمک میں کہیں گے :

اگلے ویلے مصر ناں ہک پات شاہ آہا

یا

ہک جنڑین نیں دوئیں پتر آہے

تو ضلع راولپنڈی کی پوٹھواری بولی میں اسے اس طرح ادا کریں گے :

ہکس جنڑین نیں دو پتر تھئیے سے

اور ضلع کوہاٹ کی ہندکو کہے گی :

ہک جنڑین نیں دو پتر ہائے

ان بولیوں میں فعل ماضی کی بناوٹ میں تھوڑا سا اختلاف ہے ۔ آہے اور ہائے میں صرف طرز ادا کا فرق ہے ۔ پڑھواری کا فعل ماضی ''تھئیے سے'' ہے جو اس سے مختلف ہے مگر ''کا ، کے ، کی'' کی بجائے دونوں میں ناں اور نیں استعمال ہوئے ہیں ۔ ہک کی بجائے ہکس لہندا کی دوسری بولیوں میں بھی استعمال ہوتا ہے ۔ دو اور دوئیں میں لہجے کا فرق ہے ۔ علیٰ ہذالقیاس لہندا کی تمام گیارہ بولیوں میں ایسا کوئی اختلاف نہیں جو انہیں ایک ہی درخت کی شاخیں قرار دینے میں مانع آتا ہو ۔

لہندا اور ملتانی کا فرق : بخلاف اس کے ملتانی اس زبان سے بالکل مختلف ہے ۔ اس میں اور لہندا میں جو فرق ہے وہ ضلع بہ ضلع کا تدریجی فرق نہیں اور نہ ہی یہ صرف لب و لہجہ تلفظ یا طرز ادا تک محدود ہے بلکہ بنیادی اور اصولی فرق ہے ۔ گذشتہ صفحات میں ملتانی کے بھی گیارہ ہی نمونے دئے گئے ہیں ۔ یہ گیارہ نمونے ایک ہی زبان کی مختلف بولیوں کے ہیں ۔

مگر لہندا کے مذکورہ نمونوں سے بالکل الگ ہیں اور ایک علیحدہ زبان سے تعلق رکھتے ہیں۔ لہٰذا ان کو لہندا ہی کی بولیاں تصور کرنا زبردستی ہے۔ مذکورہ بالا جملے ملتانی میں اس طرح ادا ہوں گے :

:۔ اگلے ویلے مصر دا ہک بادشاہ ہا

۲۔ ہک شخص دے ڈو پتر ہین

لہندا اور ملتانی میں جو اشتراک ہے وہ صرف چند اسما اور افعال تک محدود ہے مگر ہر دو کی تصریف مختلف قاعدوں سے ہوتی ہے۔ پنجابی اور لہندا میں کوئی ایسی فاصل بولی واضح طور پر کہیں نہیں ملتی جسے بیچ کی کڑی کہا جائے۔ مگر ملتانی اور لہندا کو ایک دوسرے سے جدا کرنے والی بولیاں (چنہاوڑی اور تھلوچڑی جو دونوں زبانوں کا آمیزہ ہیں)۔ بالکل صاف اور واضح طور پر موجود ہیں ۔ اور دونوں کی حدود بھی اس قدر نمایاں ہیں کہ کسی اشتباہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

جارج گریرسن لہندا اور ملتانی (بلکہ سندھی تک) کو ایک ہی زبان سمجھتا ہے مگر دبی زبان سے وہ بھی لہندا اور ملتانی کے متعلق کہتا ہے کہ

''ملتانی اور شاہپوری کا فرق تلفظ کا بھی ہے اور ذخیرۂ الفاظ کا بھی''۔[1]

ذیل میں ان اختلافات کی وضاحت کی جاتی ہے :

تلفظ کا فرق : (۱) شاہپوری لہندا میں جہاں بعض اسما کے

1. *Linguistic Survey of India*, Volume VI, Part I, Indo-Aryan Family (North Western Group) Specimen of Sindhi and Lahnda, Page 239, George Greirson, Government of India Press, Calcutta, 1919 Edition.

آخری حرف سے ماقبل پر پیش ہوتا ہے وہاں ملتانی میں زبر ہے ۔ مثلاً لہندا میں کُکُڑ اور وَھُڑ ملتانی میں کَکَڑ اور وَھَڑ ہوں گے ۔

(۲) لہندا میں بَھین کا بھ مفتوح ہے مگر ملتانی میں ساکن ہے اور بَھین کی بجائے بھین بولا جاتا ہے جس کی جمع لہندا میں بَھیناں آتی ہے مگر ملتانی میں بھیِنیں ہے ۔

(۳) ملتانی کے پانچ خاص حروف صحیح میں سے صرف ایک ج (ن + ج) لہندا میں ہے باقی چار نہیں ہیں ۔ اسی طرح لہندا کا ل (مورد ھینا) Cerebral ملتانی میں نہیں ہے ۔

ذخیرۂ الفاظ کا فرق : دونوں زبانوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اشتراک سے زیادہ اختلاف ہے ۔ مثلاً

(۱) ضمائر شخصی دونوں زبانوں میں مختلف ہیں ۔ اگرچہ ان کا مادہ ایک ہے (جو سب جدید ہند آریائی زبانوں میں مشترک ہے) ملتانی پنجابی اور اردو کا ''میں'' لہندا کی اکثر بولیوں میں ''مان'' بولا جاتا ہے اور مجھکو کے لئے پنجابی کے مینوں یا ملتانی کے میکوں کی بجائے مانھ استعمال ہوتا ہے ۔

(۲) ضمائر شخصی کی گردان میں بھی اختلاف ہے ۔

ملتانی	لہندا
میڈا ۔ تیڈا	میرا ۔ تیرا
میکوں ۔ تیکوں	مینوں ۔ تینوں ۔ مانھ
اساں ۔ تساں	اسّی ۔ اسّیں ۔ تسی ۔ تسیں
اساکوں ۔ تساکوں	اسانوں ۔ تسانوں
اِیکوں ۔ اوکوں	اِس نوں ۔ اُس نوں

وغیرہ

(۳) صیغہ غائب کے ضمائر بھی دونوں زبانوں میں مختلف ہیں۔

ملتانی	لہندا
اے - او - این - آون	ایہہ - اوہ - اِس - اَس
ایندا - آوندا وغیرہ	ایہدا - اوہدا وغیرہ

(۴) دونوں زبانوں میں اسم عدد اور عدد ترتیبی وغیرہ مختلف ہیں۔

ملتانی	لہندا
ہک - ڈُو - تَرَے - چار - پنج	ہیک - دوئین یا دوئے - ترائے -
چھی - ست - آٹھ - نَوَن - ڈَہ	چار - پن - چھے - ست - اٹھ -
وغیرہ	نَوں یا ناؤن دس یا داہ وغیرہ
پہلا - ڈُوجا - تریجھا وغیرہ	پیہلا - دوآ - تریا وغیرہ

(۵) اکثر اسما مختلف ہیں۔ چند ایک جو ملتانی کے لئے اجنبی ہیں ذیل میں دئے جاتے ہیں۔

سَنوانی - وَوھٹی - (ملتانی زال - تریمت) پکھو - پانکھرو - (ملتانی پکھی) ہور (ملتانی بیا) - تَرِکل (ملتانی کنڈ) - تَرِکل (ملتانی چیل) - دیہون (ملتانی سجھ) - اَنہیرا (ملتانی اَندھارا) - اَنہیری (ملتانی اندھاری) - بھون (ملتانی بھونڈ) - چونک (ملتانی چُنج) اینئین (ملتانی اینوین) - کاؤڑ (ملتانی کاوڑ) کان (ملتانی کون) پریہان (معرکہ - حیلہ وغیرہ) -

اُنوں (ملتانی سینُوں) — کرلا (ملتانی وکا) — ناں (ملتانی دا) رالا (ملتانی رولا) وغیرہ

(۶) دونوں زبانوں کے حروف (علت ۔ جار وغیرہ) مختلف ہیں۔ مثال کے طور پر ذیل کے دو نمونے ملاحظہ ہوں ۔

ضلع شاہ پور کوہستان نمک کا علاقہ	ملتانی زبان کا نمونہ
اگلے ویلے مصر نان ھکہ پات شاہ آھا ۔ اس نے ترائے پتر آھے۔ خدائی مرضی اینئیں آھی او وڈا بار تھیا ۔ توڑے حکیاں اس نان دارو درمل دلے نال کیتا ۔ پر او بچناں نظر نہ آئیا ۔ اوڑک پاتشاہ روز روز آپنا گھٹنا حال ویکھ کے جاتُس ۔ بچنا نہاں ۔ نالے ملکھے وچ رالا دیکھ آپنے تریہاں پتراں ھاں سڈایس ۔ وت انہاں آکھیس وغیرہ ۔	اگلے ویلے مصر دا ھک باد شاہ ھانی اوندے ترے پتر ھین۔ خدا دی مرضی اینویں ھائی جو او بھوں بار تھی گیا ۔ توڑے حکیاں اوندا دوا دارو دل نال کیتا وت وی او بچدا نظر نہ آئیا اوڑک بادشاہ روز بروز اپنا گھٹدا حال ڈیکھ کے سمجھ گیا جو بچدا نہیں۔ نال ملک وچ رولا ڈیکھ کے آپنے ترھیاں پتراں کوں سڈایس ۔ وت انہاں کوں آکھیس وغیرہ ۔

(۷) مندرجہ بالا نمونے میں جہاں لہندا میں ''کا ۔ کے ۔ کی'' کی جگہ ناں ۔ نی ۔ نے اور ملتانی میں دا ۔ دے ۔ دی ھین وھاں Participle یعنی حالیہ بھی مختلف ہے لہندا میں گھٹتا اور بچتا کے لئے گھٹناں اور بچناں استعمال ہوتے ھیں۔ ملتانی میں گھٹدا اور بچدا ھیں۔ علاوہ ازیں ''کو'' کے لئے ملتانی میں کُوں ہے مگر لہندا میں علیحدہ لفظ استعمال نہیں ہوا ۔ ملاحظہ ہو نمونہ مندرجہ بالا میں۔

''وت انہاں آکھیس'' اور ''پُترانہاں سڈایُس''

افعال و مصادر کی تصریف میں اختلاف

(۸) ہونا مصدر سے فعل حال ماضی اور مستقبل کی بناوٹ دونوں زبانوں میں مختلف ہے :—

ملتانی	لہندا
غائب : اوھے - اوھِن	اوہ ہے - اے - اوہ ھن - ان وے - اے ایہن
او ھئی - او ھَین	اوہ آھی - اوہ آھن آھا (مونث آھیاں)
حاضر : توں ھیں - تُساں ھو	توں ھیں یا ایں - تسیں ھو اھیں او ایہو
توں ھانویں - تُساں ھاوے	توں آھیں - تسیں آھے
متکلم : میں ھاں - اساں ھِسّے ھین	میں ھاں - اسیں ھیں آں - اھاں آنہہ آھاں
میں ھَیم - اساں ھا سے	میں آھس - اسیں آھس آھسے

اور فعل نہی کے لہندا کے نسّے - نسّوں - نہوں نہے نونہہ نہوں نیئنہہ نسّو ملتانی میں مختلف ھیں :—

او نہیں - او نہیں - تُوں نہیں - تُساں نوھے - میں نہاں - اساں نسّے -

(۹) مستقبل کی گردان صیغہ جمع متکلم میں مختلف ہے :— لہندا ''اسیں مرساھنہ یا مرسہاں'' ملتانی ''اساں مریسوں''۔

باقی صیغوں میں بھی بعض افعال میں فرق ہے مثلاً :-

لہندا	ملتانی
اسیں مرسانہہ یا مرسہاں	اساں مریسوں
میں اوساں	میں آساں
اوہ پاسی	او پیسی
اوہ کرسی	او کریسی
اوہ مارسی	او مریسی وغیرہ

افعال لازم Intransitive میں ملتانی میں ے زائد کرتے ہیں۔

(۱۰) ایسے الفاظ جن کے آخری حرف سے ماقبل واؤ ہوتی ہے فعل مستقبل کی بناوٹ میں ملتانی میں اس طرح بدل جاتے ہیں :-

ٹٹول سے ٹُٹلیسی - گھسوڑسے گُھسڑیسی - نچوڑسے نُچڑیسی - لپور سے لُپریسی - تروپ سے تُرپیسی - ادھروڑ سے اُدھڑیسی وغیرہ -

مگر لہندا میں ایسے الفاظ کے آخر میں صرف سی زائد کر دیتے ہیں جیسے ٹٹول سے ٹٹولسی وغیرہ -

(۱۱) والا کے زائد کرنے سے جو اسم فاعل بنتا ہے اس کی بناوٹ میں لہندا میں مصدر کو متصرف کر کے اس پر ے زائد کرتے ہیں مثلاً مارن سے مارنے آلا - مگر ملتانی میں ے زائد نہیں کرتے - مارن سے مارن آلا یا والا -

(۱۲) فعل امر کی ایک صورت (Respectful) ''احترامی'' دونوں زبانوں میں ہے مگر بناوٹ میں فرق ہے - مثلاً

لہندا : اَوٹیا ہے- اُٹھیا ہے وغیرہ

ملتانی : اَوا ہے - اُٹھا ہے وغیرہ

۱

اسی طرح دیہو ٹُرھو وغیرہ ملتانی میں ڈیو۔ ٹُرو آتے ہیں یعنی ہ نہیں آتی۔

(۱۳) اسماء صفت میں تفضیل بعض دونوں میں مختلف ہے۔ لہندا میں یہ نالوں یا تھوں زیادہ کرنے سے بنتا ہے جیسے

ایہہ گھوڑا اوھدے نالوں یا اوس گھوڑے تھوں چنگائے

اس کی بجائے ملتانی میں کنوں استعمال کریں گے جیسے

اے گھوڑا آو کنوں یا اوں گھوڑے کنوں چنگائے

(۱۴) مفعول لہ (Ablative) میں لہندا زبان میں تھوں زائد کرتے ہیں۔ جیسے گھوڑے تھوں۔ ملتانی میں تھوں کی بجائے کنوں لگائیں گے۔

(۱۵) جانا مصدر کے لئے کشمیری میں گتشُن ہے جو شمالی لہندا میں گچھنا ہو گیا ہے۔ ملتانی میں یہ مصدر نہیں ملتا۔

(۱۶) فاعلی لاحقوں کے استعمال میں فرق ہے :—

لہندا

کِس نوں ماریا نے۔ کے ناں نے۔ کِہڑا شَہر نہے۔ کُسّی نِہے۔ کُسّس۔ کُسّیہے۔ کوٹلی گھَرم یا گھراھسے یا گھُرس وغیرہ

ملتانی

کیکوں مارئیے وے۔ کیا ناں ہوّے۔ کیڑھا شَہر ہوّے۔ کو سانوّے کو ساء س۔ کو ساہوّے۔ کوٹلی

گھرام یا گھرھسّے - گھرھسّی وغیرہ

(۱۷) لہندا میں فاعلی لاحقوں Pronominal suffixes کا دوھرا استعمال نہیں ھے مثلاً

ملتانی

ماریمس (میں نے اسے مارا ھے) مرائمس (میں نے اسے مرایا ھے) وغیرہ

(۱۸) لہندا اور ملتانی کے بعض افعال اور ان کے حالیہ Participlse مختلف ھیں - مثلاً

ملتانی	لہندا
سَم سے سَمدا	سَیں سے سَیندا
ڈیکھ سے ڈیدھا	ویکھ سے ویکھدا

وغیرہ

اسی طرح ماضی مطلق میں بھی اختلاف ھے -

(۱۹) فعل مجہول کی بناوٹ دونوں میں مختلف ھے - ملتانی میں ''ایج'' ھے لہندا میں صرف ''ای'' : مثلاً

ملتانی	لہندا
کھا سے کھویج -	کھا سے کھوی
پی سے پویج	پی سے پوی

(۲۰) ندائیہ کی بناوٹ دونوں میں مختلف ھے :-

مثلاً لہندا میں کہیں گے ''اے سچّیا ربّا'' یعنی اسم صفت پر بھی ندا کا الف زائد کر دیتے ھیں - پنجابی میں بھی اسم صفت کی تصریف کر دیتے ھیں جیسے

؎ قاضی آکھدا بھیڑے میرئیے نی
راضی ھو آمنت نوں پڑھ ھیرے

(ھیر وارث شاہ)

ملتانی میں اسم صفت کی تصریف نہیں کرتے۔ اے سچیا ربا کی بجائے کہیں گے "یا رب سچا" یا "اے رب سچا"۔

(۲۱) اسما کی ظرفی حالت میں لہندا ے زائد کر دیتی ہے۔ مثلاً گھر سے گھرے۔ ہتھ سے ہتھے۔ ملتانی میں یہ اسما جوں کے توں رہتے ہیں۔

(۲۲) بعض اسما کی جمع میں بھی اختلاف ہے مثلاً ملتانی میں دھی کی جمع دھیاں کے علاوہ دھیریں بھی آتی ہے جو لہندا میں نہیں ملتی۔

نتیجہ۔ ان اختلافات کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ دونوں زبانیں اگرچہ بہت کچھ اشتراک رکھتی ہیں تاہم ہئیت کے لحاظ سے بالکل مختلف ہیں۔ اور ملتانی زبان لہندا کی شاخ یا بولی نہیں جس طرح لہندا پنجابی کی شاخ نہیں۔ لسانی اعتبار سے لہندا کا رجحان پنجابی کی طرف ہے اور ملتانی کا سندھی کی طرف۔ لہندا اور ملتانی کا اشتراک اور پنجابی اور ملتانی کا اشتراک صرف اس وجہ ہے کہ ایک وقت میں ملتانی سارے پنجاب پر چھا گئی تھی۔ جارج گریرسن چونکہ ملتانی اور لہندا دونوں کو لہنداھی کہتا ہے اور ان میں فرق نہیں کرتا۔ اس لئے ملتانی کے اس تغلب کی نسبت کہتا ہے۔[1]

There can be no doubt, if linguistic evidence is of any value, that a language closely akin to this Lehnda was once spoken over the entire area of which Punjabi is now the vernacular.

(ترجمہ) اگر لسانی شہادت کی کوئی قیمت ہے تو اس میں ذرا بھر بھی شبہ نہیں ہو سکتا کہ کسی وقت میں ایک

1. *Linguistic Survey of India*, George Greirson, Government of India Press Calcutta, 1919 Edition, Volume IX, Part I, page 614.

زبان جو اس لہندا سے بالکل قریبی رشتہ رکھتی تھی اس سارے علاقہ میں بولی جاتی تھی جہاں کی گفتار کی زبان آج پنجابی ہے۔

دوآبہ چج اور دوآبہ باری کے بالائی حصے کی زبان کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ لہندا اور پنجابی کا آمیزہ ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ [1]

That an old form of Lehnda must once have extended right up to Saraswati and that it is still the foundation of Punjabi.

(ترجمہ) لہندا کی ایک قدیم شکل ایک دفعہ یقیناً پھیل کر دریائے سرسوتی کے کنارے تک پہنچی ہے اور یہ اب بھی پنجابی کی بنیاد ہے۔

لسانی اور تاریخی شواہد بھی اس بات کو ثابت کرتے ہیں جیسا کہ آئندہ صفحات میں تفصیل پیش کی جائے گی۔

1. *Ibid.*, page 608.

پانچواں باب

ملتانی زبان کے جغرافیائی اور تاریخی حالات

ملتانی زبان کے علاقے کی قدیم تاریخ : ''ملتانی زبان'' کی ساخت ، ہئیت ، خاندانی گروہ بندی اور قواعد پر بحث کرنے سے پہلے ملتانی زبان کے علاقے کی تاریخ قدیم کی گہرائیوں میں اترنا اور صدیوں پہلے کے جغرافیائی حالات کا جائزہ لینا ضروری ہے کیونکہ زبان کا اقوام کے طریق بود و باش ، عادات و رسوم اور مذہبی عقائد سے چولی دامن کا ساتھ ہے اور ہر زبان اپنے بولنے والوں کی ذہنی کیفیت ، اقتصادی حالت ، معاشی زندگی اور گوناگون جذبات و احساسات کی عکاسی کرتی ہے۔ ملتانی زبان کے سلسلے میں یہ اور بھی ضروری ہے کیونکہ اب تک ماہرین لسانیات اسے مغربی پنجابی یا لہندا کی ایک بولی ہی سمجھتے رہے ہیں۔ اور اسے علیحدہ مقام نہیں دیتے رہے ۔ بلکہ اس زبان کا تصور ہمیشہ سے ماہرین لسانیات کے سامنے غیر واضح اور مبہم سا رہا ہے ۔ مثال کے طور پر ذیل میں ''ہندستانی لسانیات'' سے چند اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں جن سے یہ بات واضح ہو جائے گی :

1 ''مغربی پنجابی جسے لہاندی اور ہندی بھی کہتے ہیں کوئی مخصوص ادبی حیثیت کبھی نہ حاصل کر سکی۔ اب تو وہ میدان سے ہٹتی بھی جا رہی ہے اور اس کی جگہ اردو لے رہی ہے ۔ سندھی کے پاس کوئی مخصوص ادبی سرمایہ

۱۔ ہندستانی لسانیات کا خاکہ ۔ جان بیمز ۔ مترجمہ سید احتشام حسین دانش محل ۔ لکھنئو ۔ مارچ ۱۹۴۸ ع طبع ثانی ص ۴۹

نہیں ہے ..... اس کی کئی بولیاں ہیں۔"

"سندھی حسب ذیل بولیوں میں تقسیم ہوئی ہے[1]:-

الف۔ اوپری سندھ کی سراھی ب۔ نچلے سندھ کی

ج۔ ملتان کی آچ اور د۔ کچھ کی کچھی"

نوٹ: آچ ریاست بہاولپور میں واقع ایک بہت قدیم شہر ہے۔ ملتان سے ۶۰ میل جنوب میں اور علی پور ضلع مظفر گڑھ سے ۱۴ میل جنوب مشرق میں واقع ہے۔ اس "ملتان کی آچ" بولی کو یہاں سندھی کی ایک قسم ظاہر کیا گیا ہے۔

"سندھی دریائے سندھ کے نچلے حصے کی وادیوں میں ملتان سے ساحل بحر تک بولی جاتی ہے۔ یہ پورب میں راجپوتانہ کی ہندی بولیوں میں مل جاتی ہے اور پچھم میں بلوچی بولیوں سے۔"[2]

"جتنے وسیع علاقے میں ہندی بولی جاتی ہے کوئی دوسری زبان نہیں بولی جاتی اس کی مغربی حد سرھند کے قریب قرار دی جا سکتی ہے۔ یہ پنجابی کے پہلو بہ پہلو جنوب مغرب کی طرف پٹیالہ اور بہاولپور کے ریگستانوں میں ہوتی ہوئی چلی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ جیسلمیر کے قریب سندھی سے مل جاتی ہے۔"[3]

ان اقتباسات میں "ملتان کی آچ" کو سندھی کہا گیا ہے اور سندھی کے حدود "دریائے سندھ کے نچلے حصے کی وادیوں میں ملتان سے لے کر ساحل سمندر تک" بتلائے گئے ہیں۔ نیز ہندی زبان کو اتنا وسیع بیان کیا گیا ہے کہ یہ "بہاولپور

(۱) ہندستانی لسانیات کا خاکہ جان بیمز مترجمہ سید احتشام حسین ر دانش محل لکھنؤ۔ مارچ ۱۹۴۸ ع طبع ثانی ص ۷۰

(۲) ایضا ص ۸۱

(۳) ایضا ص ۷۸

کے ریگستانوں میں ہوتی ہوئی'' جیسلمیر تک چلی جاتی ہے۔

اس قسم کی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مگر ان کا یہاں نقل کرنا بے سود ہے۔ مقصد صرف یہ ظاہر کرنا تھا کہ ''ملتانی زبان'' یا ''ملتانی علاقے کی زبان'' کا واضح تصور ماہرین لسانیات کے سامنے اس لئے نہیں تھا کہ انہیں اس کی طرف توجہ کرنے کی کبھی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔

''ملتانی زبان کے علاقے'' سے کیا مراد ہے: ملتانی زبان کے علاقے سے ہماری کیا مراد ہے اور اس کی حدود متعین کرنے کے عوامل کیا ہیں اس پر ذیل کی سطور میں روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائے گی۔

وہ علاقہ جو آج کے مغربی پنجاب کی حدود اربعہ میں محدود تھا مہابھارت میں وحشی اور سرکش لوگوں کا مسکن بیان کیا گیا ہے اور اسے ہند آریائی تہذیب و تمدن کے دائرے سے بالکل خارج بتایا گیا ہے۔ یہ علاقہ اور موجودہ سندھ تین حکومتوں پر منقسم تھا۔[1]

(۱) شمالی گندھارا (یا گندھرا)۔ اس سے نیچے
(۲) دریائے سندھ کے کیکیا (Kekya) کی حکومت اور
(۲) سندھوؤں اور سوویراؤں کی حکومت

اس نفرت آمیز تفصیل کے باوجود (جو صرف مذہبی تعصب کی وجہ سے تھی۔ کیونکہ مغربی پنجاب میں بدھ مت رائج تھا) یہ امر یقینی ہے کہ مسیح سے چھ صدیاں پیشتر ٹکشاسلا (ٹیکسلا) جو گندھرا کا دارالحکومت تھا۔ ہندوستان کے علوم کا بہت بڑا مرکز تھا۔ اس دارالعلوم کے قریب سلاتورا کے مقام پر مشہور سنسکرت گرامیرین پانینی پیدا ہوا۔ چوتھی

3. *Linguistic Survey of India*—Greirson, Government of India Press, Calcutta, 1919, Vol. I, Part I (Introductory), page 134.

یا پانچویں صدی ق ۔ م میں (Kekya) کیکیہ کا علاقہ بھی علم و فن میں مشہور تھا ۔

مغربی پنجاب ہمیشہ سے شمالی اور مغربی حملہ آوروں کی آماجگاہ رہا ہے ۔ آریا ہندوستان میں اسی راستے سے آئے ۔ اس کے بعد ایران کے دارا اول کے حملے کا تحریری ثبوت ملتا ہے (۵۰۱-۴۸۵ ق-م) جو بدھ کے زمانے سے تھوڑا سا بعد کا زمانہ ہے ۔ (Herodotus) ہیروڈوٹس کے بیان کے مطابق اس نے اس علاقے کو فتح کرکے اسے دو صوبہ داریوں (Satrapies) میں تقسیم کر دیا ۔ (iii—۹۱) اور دوسری کے باشندوں یعنی وادی سندھ کے رہنے والوں نے خود اپنے آپ بیسویں صوبہ داری (Satrapy) قائم کرلی ۔ (iii—۹۴) اس کے آگے دارا کی سلطنت نہیں تھی (iii—۱۰۱) ۔

اس کے جانشین (Xerxes) نے یونان پر (۴۸۰ ق-م میں) جو چڑھائی کی اس کے لئے اس نے گندھرا اور مغربی پنجاب سے لشکر تیار کیا ۔ مغربی پنجاب کے لوگ بقول ہیروڈوٹس (۶۵ تا ۶۶) سوتی کپڑے پہنتے تھے ۔ اور بید کے تیروں پر لوہے کا پیکان لگاتے تھے ۔

اسکندر اعظم کا حملہ (۳۲۵ تا ۳۲۷ ق-م) مغربی پنجاب اور سندھ تک محدود رہا ۔ ۳۰۵ ق ۔ م میں سیلوکس نے دریائے سندھ عبور کرکے ہندوستان پر حملہ کیا ۔ اور چندر گپت سے صلح کا معاہدہ کیا ۔ دوسری صدی ق ۔ م میں بکٹریا (باختر؟) کے دو یونانی خاندانوں نے مشرقی پنجاب میں دو سلطنتوں کی بنیاد ڈالی ۔ ایک کا خاتمہ ۱۵۶ ق-م میں ہو گیا ۔ (جسے Euthedemus یوتھی ڈیمس نے قائم کیا تھا) اور دوسری کا جسے Eucratides یوکریے ٹائڈز نے قائم کیا تھا ۔ تقریباً

۲۰ ق-م میں خاتمہ ہوا - ان کے بعد مختلف اقوام سیتھئین، پارتھئین، کُشن اور ھُن وغیرہ نے ہندوستان پر حملے کئے تو اسی شمال مغربی راستے سے کئے اور آخر میں اسی علاقے یعنی سندھ سے مسلمانوں کی آمد شروع ہوئی -

وادئ سندھ، ہند سے الگ ملک تھا: مندرجہ بالا سطور جہاں وادئ سندھ کو بیرونی حملہ آوروں کی گزرگاہ ثابت کرتی ہیں وہاں یہ بھی ظاہر کرتی ہیں کہ یہ علاقہ شروع ہی سے ہند یا ہندوستان سے بلحاظ تمدن، معاشرت اور ملکی تقسیم بالکل الگ تھلگ رہا ہے - اور اسے سلطنتوں کے عروج و زوال میں بڑی اہمیت حاصل رہی ہے کیکیہ کی سلطنت جو گندھرا کی سلطنت سے ملحق اور دوسرے نمبر پر تھی یقیناً اسی علاقے میں تھی - جسے ہم وادئ سندھ کے نام سے موسوم کر رہے ہیں اور دارا کے عہد حکومت میں جس خطے کے لوگوں نے اپنے آپ بیسویں صوبہ داری (Satrapy) قائم کرلی تھی وہ بھی یہی خطہ تھا - باوجود مسلسل افراتفری کے اس علاقے کے علم و فن کا مرکز ہونے کا اشارہ بھی ملتا ہے -

ہندستانی لسانیات میں مرقوم ہے کہ "تقریباً ساڑھے تین ہزار سال قبل مسیح دراوڑی نسل کے لوگ ہندوستان میں وارد ہوئے - یہ لوگ بھی بحیرہ روم اور ایشیائے کوچک سے آئے اور ہندوستان میں پہنچکر انھوں نے ہڑپہ اور موہنجودارو (پنجاب اور سندھ) میں تقریباً تین ہزار سال قبل مسیح ایک زبردست تمدن کی بنیاد رکھی -"[1]

اکبر شاہ خاں نجیب آبادی رقمطراز ہیں کہ "اشوری

۱- ہندوستانی لسانیات - جان بیمز - مترجمہ سیدا تشام حسین صاحب دانش محل لکھنئو طبع ثانی مارچ ۱۹۳۸ع ص ۳۰

اور خالدی لوگ ۳۰۰۰ ق-م میں لکھنے کے فن سے بخوبی واقف تھے موھنجداڑو (سندھ) سے سارگن یا سرغون پادشاہ بابل و نینوا کی جو مہریں برآمد ہوئی ہیں وہ تین ہزار سال قبل مسیح کی بتائی جاتی ہیں۔ ان میں اسی خط میخی یا خط پیکانی میں الفاظ کندہ ہیں جو سندھ کو سلطنت سوریہ کا صوبہ ظاہر کرتی ہیں۔"[1]

موھنجداڑو کی تہذیب سُمیریئن تہذیب کا ایک نمونہ تھی۔ جو اپنے وقت میں انتہائی عروج پر تھی (یہ بات ابھی تحقیق طلب ہے کہ سُمیر کے علاقے اور سُمیرئین کو سندھ کی حکمران قوم سُمرا یا سومرہ سے کیا تعلق ہے) اور یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ وادیٔ سندھ کے تجارتی تعلقات سُمیر سے بلا واسطہ اور مصر سے بالواسطہ قائم تھے اور صدیوں تک قائم رہے۔ اور تاجروں کی آمد و رفت کا راستہ بحری بھی تھا اور بری بھی۔

"سمیری اور اِیلامی مقامات سے جو مہریں ہندوستانی فنکاری اور ہندوستانی نمونے کی برآمد ہوئی ہیں۔ ان سے وادئ سندھ کے سمیر اور اِیلام سے تجارتی تعلقات کے امکان کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے بعد موھنجوداڑو سے کچھ ایسی چیزیں برآمد ہوگئیں۔ جو یقیناً مذکورہ ممالک سے درآمد کی گئی تھیں۔ کیونکہ یہ خاص چیزیں ان ممالک میں بہ نسبت وادئ سندھ کے زیادہ کثرت سے ملتی ہیں۔"[2]

دلچسپی سے خالی نہ ہوگا اگر ہم یہاں موھنجوداڑو سے

۱- مقدمہ تاریخ ہند قدیم۔ اکبر شاہ خاں نجیب آبادی۔ مدینہ پریس بجنور جولائی ۱۹۴۳ء جلد اول ص ۹۰۔

2. Further Excavations at Mohenjo-Daro—General Survey—Chapter XIX, Page 639.

برآمد شدہ مہروں کے نقوش میں سے چند ایک درج کر دیں۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو محولہ بالا کتاب جلد دوم پلیٹس۔ ڈی کے ایریا۔ حی سیکشن پلیٹ نمبر LXXXIII تا LXXXVIII وغیرہ۔

(۱) مہر نمبر ۱۵ 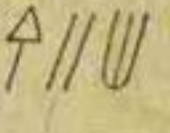

(۲) مہر نمبر ۲۳ 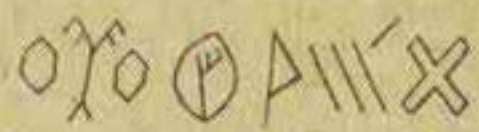

(۳) مہر نمبر ۳۶ 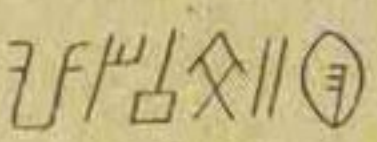

(۴) مہر نمبر ۵۱ 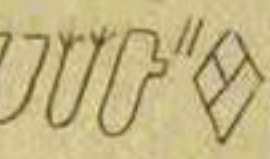

(۵) مہر نمبر ۵۵ 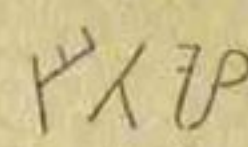

(۶) مہر نمبر ۱۱۵ 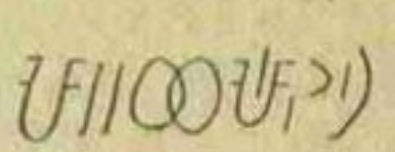

وغیرہ

مہروں کے نقوش: افسوس کہ (Heiroglyphics) تصویری طریقہ تحریر کا یہ نمونہ ابھی تک پڑھا نہیں جا سکا۔ اور جب تک ان مہروں کی عبارت پڑھی نہیں جاتی ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کونسی زبان تھی جو آج سے تین ہزار سال پہلے وادی سندھ میں رائج تھی۔ تاہم جو نقوش ہڑپہ اور ملتانی کے قلعہ کے کھنڈرات میں سے برآمد شدہ ظروف پر کندہ ہیں۔ ان کے تقابلی مطالعے سے ہم نے ذیل کے چند نتائج مرتب کئے ہیں:

(۱) موھنجوڈاروی خط اشاراتی زبان سے ترقی کر کے آوازوں اور ھجائی حروف کے تصویری دور میں داخل ھو چکا تھا۔

(۲) ملتان کے قلعہ سے برآمد شدہ ٹھیکریوں سے جو حروف مشاھدہ میں آئے ھیں وہ ترقی کی منزل میں موھنجوڈاروی خط سے ایک قدم آگے ھیں۔

(۳) دکن سے برآمد شدہ نشانات ملتانی نشانات سے مشابہ ھیں۔ ذیل میں یہ نشانات پیش کئے جاتے ھیں:۔

قدیم قلعہ ملتان سے برآمد شدہ ٹھیکریوں کے نقوش[۱]

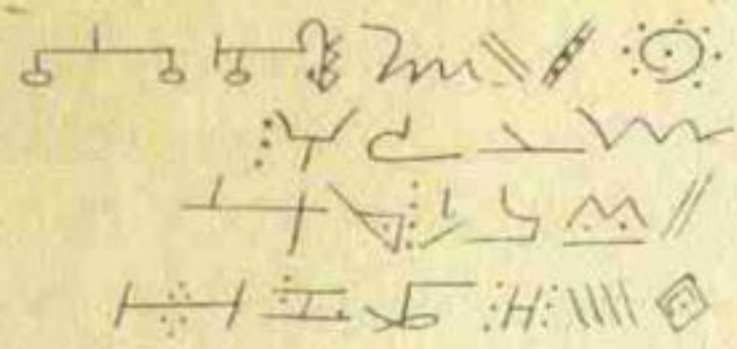

وغیرہ

موھنجوڈاروی حروف

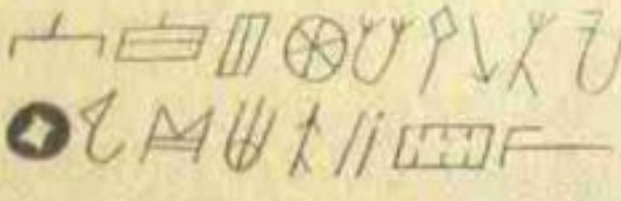

وغیرہ

۱۔ ماخوذ از رسالہ ھمایوں۔ لاھور، سالگرہ نمبر ۱۹۵۲، چار ھزار سال پہلے کی پاکستانی تہذیب۔ قلعہ قدیم ملتان کی تحقیق۔ از وحید اختر صفحات ۱ تا ۱۴۔

ملتانی نقوش اور دکن کے چند نشانات کا مقابلہ

	قدیم ملتانی	دکن کے نشانات
(۱)	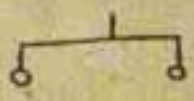	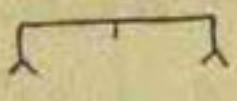
(۲)	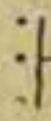	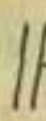
(۳)	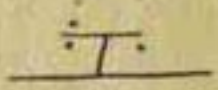	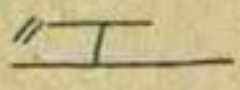
(۴)	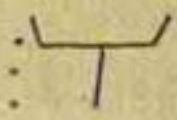	

ملتانی نشانات کا دکن کے نشانات سے مشابہ ہونا یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ ایک خاص تہذیب وادئ سندھ سے چل کر دکن پہنچی۔

موہنجودارو کے کتبات پڑھے جانے کے بعد حتمی طور پر معلوم ہو سکے گا کہ تین ہزار سال ق۔م وادئ سندھ کی زبان کیا تھی۔ عہد عتیق کے حالات ابھی تک تاریکی کے پردوں میں مستور ہیں۔

مسلمانوں کی آمد کے وقت کی تاریخ: اب مسلمانوں کی آمد کے وقت کے حالات قلمبند کئے جاتے ہیں۔

واضح رہے کہ سندھ کے حدود مختلف زمانوں میں مختلف رہے ہیں۔ یعنی سندھ کے حاکموں کا قبضہ جہاں تک رہا سب سندھ کہا جاتا تھا۔ راجہ داہر جو سندھ کا آخری ہندو راجہ تھا۔ اس کے عہد میں جب عربوں نے حملہ کیا ہے تو سندھ کی حدیں یہ تھیں:

"شمال میں دریائے جہلم کا منبع جس میں کشمیر کے

نشیبی اضلاع شامل تھے اور کوہ کابل کا سلسلہ اس کی حد بندی کرتا تھا۔ پھر شمال مغرب تک دریائے ہلمند پر جا کر وہ ختم ہوتا اور جنوب مغرب میں ایران اور سندھ کی سرحد اس مقام پر تھی جہاں ساحل کے سامنے مکران کا جزیرہ منشور واقع ہے۔ جنوب کی طرف بحر عرب اور جنوب مشرق میں خلیج کچھ۔ مشرق میں راجپوتانہ اور جیسلمیر کی سرحدیں آ کر ملتی تھیں۔''[۱]

غرض اس وقت تمام شمال مغربی صوبہ، پنجاب کا علاقہ افغانستان کا وہ علاقہ جو دریائے ہلمند تک ہے۔ سارا بلوچستان، موجودہ سندھ مع کچھ، جودھ پور کی سرحد تک کا نام صوبہ سندھ تھا۔''

ان حدود کے مطابق نقشہ مرتب کیا جائے تو وہ آج کے مغربی پاکستان سے کچھ مختلف نہ ہوگا۔ اس وقت وادئ سندھ کی ملکی تقسیم اس طرح تھی:—

سندھ کے پانچ صوبے تھے[۲]:

(۱) برھمن آباد۔ اس میں مندرجہ ذیل اضلاع شامل تھے:

نیرون—دیبل—لوھانہ—لکھا—سمہ

(۲) سیوستان—ذیل کے اضلاع اس کے ماتحت تھے:

بودھیہ (بودھی ممالک) ۔ جھنکان ۔ کوھستان روجیان یعنی کوہ پایہ ۔ سرحد مکران ۔

۱۔ تاریخ سندھ از ابوظفر ندوی ۔ سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۱۷ سلسلہ تاریخ ہند حصہ اول ۔ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۳۷ء ص ۲ ۔

۲۔ تاریخ سندھ از ابوظفر ندوی ۔ سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۱۷ سلسلہ تاریخ ہند حصہ اول مطبع معارف اعظم گڑھ ۔ ۱۹۳۷ء ص ۱۲ ۔

(۳) اسکندہ - یہاں کا والی پابیا ، تلواریہ ، چچ پور اور اضلاع بودھ پور کی کچھ زمین پر حکمران تھا -

(۴) ملتان - اس کے ماتحت سکّہ ، برھما پور ، کرور ، اشہار (شاھار) اور کنبھہ تھے - اس صوبہ کی سرحد کشمیر سے ملتی تھی -

(۵) ارور (الور) پایۂ تخت تھا - کردان قیقان اور نیر ھاس پر راجہ کی نگرانی رھتی تھی -

۳۷۵ھ کے جغرافیہ لکھنے والوں[1] نے سندھ اور اس کے ملحقہ ممالک کو ایک اقلیم قرار دیا ھے اور اس کا نام اقلیم سندھ رکھا ھے - اس کے ماتحت چھ کور (صوبے) ھیں - اور ھر صوبے کا قصبہ (پایۂ تخت) ھے - اور ھر پایۂ تخت کے ماتحت متعدد شہر ھیں - اور ھر شہر کے ساتھ گاؤں - ملک سندھ کے متعلق مندرجہ ذیل صوبے ھیں - جن میں مکران، ملتان اور دوسرے شہر بھی داخل ھیں - یہ صوبے کسی کے ماتحت نہیں ھیں بلکہ ھر صوبہ خود مختار ھے -

ملک	پایۂ تخت	حاکم
(۱) مکران	پھنجپور	مطیع ائمہ فاطمیۂ مصر
(۲) طوران	قزوار	مسلم حاکم
(۳) سندھ	منصورہ	خاندان قریش (ھبار بن الاسود)
(۴) دے ھند (قندھار)	دے ھند	راجہ
(۵) کنوج	کنوج	راجہ
(۶) ملتان	ملتان	مطیع ائمہ فاطمیۂ مصر

۱- تاریخ سندھ ابو ظفر ندوی - سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۱۷ سلسلۂ تاریخ ھند حصہ اول مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء ص ۲۳۶ -

اینک قدیم جغرافیہ کی کتاب کا خلاصہ : [۱] "کچھ عرصہ ہوا کہ طہران (ایران) سے ایک کتاب جغرافیہ کی شائع ہوئی ہے۔ جس کا نام کتاب حدود العالم من المشرق الی المغرب ہے۔ اصل تصنیف ۳۷۲ھ کی ہے اور جو نسخہ اس کے کتب خانہ میں دریافت ہوا۔ اس کا سن کتابت ۶۵۶ھ ہے۔ اس کو ایک روسی مستشرق بارتلڈ نے لینن گراڈ سے ۱۹۳۰ء میں شائع کیا ہے۔ ..... اس کا ضروری خلاصہ .....

(۱) اس کتاب سے قبل جس قدر جغرافیے سفر نامے اور تاریخ پر کتابیں ملتی ہیں۔ کسی میں لاہور کا ذکر نہیں ہے۔ یہ سب سے پہلی کتاب ہے جس میں لاہور اور جالندھر کا ذکر ملتا ہے۔

(۲) اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ راجہ قنوج راجہ جے پال اور امیر ملتان کی سرحدیں جالندھر کے حدود پر ختم ہوتی تھیں اور خود جالندھر راجہ قنوج کے ماتحت تھا۔

(۳) راجہ قنوج کا ملک کابل کی سرحد تک تھا جس میں لمغان اور دے ہند شامل تھے۔ راجہ جے پال جو پنجاب اور سرحد کا حاکم تھا وہ دراصل راجہ قنوج کے ماتحت تھا۔ لیکن بعد کو راجہ قنوج کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر خود مختار ہو گیا۔

ملتان—ہندوستان کے بڑے شہروں میں اس کا شمار ہے۔ یہاں ایک بڑا بت ہے جس کی یاترا کے لئے تمام ہندوستان سے لوگ آتے ہیں۔ اور اس بت کا نام مولتان ہے۔ یہ مضبوط اور ریگستانی جگہ ہے۔ یہاں کا بادشاہ قریش خاندان سے سامہ

۱۔ تاریخ سندھ ابو ظفر ندوی۔ سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۱۷ سلسلہ تاریخ ہند حصہ اول مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء ص ۳۸۰ تا ۳۸۶۔

قبیلہ کا ہے ۔ وہ اپنے لشکر گاہ میں رہتا ہے جو ملتان سے ڈیڑھ میل پر واقع ہے ۔ خطبہ المعزباللہ کا یہاں پڑھا جاتا ہے ۔''

تاریخ کی مشہور کتاب سیرالمتاخرین میں صوبہ لاہور صوبہ ملتان اور سرکار ٹھٹہ کی حدود اس طرح بیان کی گئی ہیں:

صوبہ لاہور[1]

''سوم اقلیم سے ہے ۔ دریائے ستلج سے سندھ تک ایک سو اسّی کوس لمبا اور بنیز سے چوکھنڈی تک چوڑا ۸۶ کوس ہے ۔ پورب رخ سہرند اور شمال کشمیر ہے۔ جنوبی بیکانیر اور اجمیر باختر پچھم ملتان ۔ چھ دریا کوہ شمالی سے نکلتے ہیں ۔ ستلج کا سر چشمہ کوہ کہلور ہے ۔ اور اس کے کنارے پر باچھ ارہ اور لودھیانہ اور اسی مقام پر شاہ راہ اور چند کوس اس سے پیشتر چلا گیا ہے ۔ اور بیاہ سے ملتا ہے ۔ پیشتر اس کا نام بیاسا ہے اس کے سر آغاز کو بیاہ کنڈ کہتے ہیں ۔ کوہ کلور کے پاس سلطان پور اسی دریا کے پاس ہے ۔ پھر اس کا نام راوی اور پھر ایراوتی ہو کر بھدرال سے جوش کھاتا ہے ۔ لاہور کا دارالملک اس کے کنارے پر چناب نام ہے چندر بھاگا.....''

صوبہ ملتان

اول و دوم و سوم اقلیم سے فراخ بلکہ زیادہ کیونکہ ٹھٹھہ اس صوبہ پر زیادہ ہوا ہے ۔ فیروز پور سے سیوستان تک چار سو تیس کوس لمبا اور چتوڑ سے جیلسمیر تک ایک سو آٹھ کوس چوڑا ہے ۔ دوسری طرف سے طول کیچ اور مکران تک چھ سو ساٹھ کوس ہے۔ اس کے خاور رویہ سرکار سہرند سے ملا ہوا

۱۔ مراۃ السلاطین ترجمہ سیر المتاخرین مطبع نامی گرامی منشی نول کشور ۱۸۷۱ء ۔ مترجم گوکل پرشاد ص ۶۰ تا ۶۳ ۔

اور شمالی دریائے شور میں اور جنوبی صوبہ اجمیر میں اور باختر اور کچ اور مکران ہے۔ ....."

سرکار ٹھٹھہ

بہت دنوں سے علیحدہ صوبہ ہو گیا ہے۔ بھکر سے کچ اور مکران تک دو سو ستاون کوس لمبا اور مدین سے لاری بندرگاہ تک ایک سو کوس چوڑا اور بتر دیگر قصبہ چاند و نواح بھکر سے بیکانیر تک ساٹھ کوس ہے۔ اس کے پورب رخ گجرات اتر بھکر دکھن دریائے شور پچھم مکران اقلیم دوم سے ہے۔ طول میں ایک سو دو درجہ اور تیس دقیقہ اور عرض چوبیس درجہ دس دقیقہ ہے۔ اور برہمن آباد شہر پایہ تخت تھا۔ ..."

شیخ محمد اکرام صاحب وادئ سندھ کی حدود اس طرح بیان کرتے ہیں[1]:—

اس زمانے میں سندھ کی سرحد میں موجودہ مغربی پنجاب کا بڑا حصہ اور بلوچستان اور مکران کے مشرقی علاقے بھی شامل تھے اور انتظامی سہولت کے لئے کل مملکت چار صوبوں میں منقسم تھی۔ (۱) سہسوان (۲) برہمن آباد (۳) آچہ (۴) ملتان۔ دارالسلطنت (موجودہ روہڑی یا سکھر کے قریب) الور تھا۔"

جغرافیائی شواہد کی بنا پر چند نتائج: ان تاریخی اور جغرافیائی شواہد کی بنا پر مندرجہ ذیل نتائج استنباط کئے جاتے ہیں:

(۱) عہد عتیق میں بھی ملتانی زبان کا علاقہ انفرادی حیثیت رکھتا تھا۔

۱۔ آب کوثر۔ شیخ محمد اکرام، فیروز سنز لاہور، بار سوم ۱۹۵۲ء ص ۲۲ فٹ نوٹ۔

(۲) یہ علاقہ وادئ سندھ میں شامل سمجھا جاتا رہا ہے۔ مشرقی پنجاب (موجودہ حدود کے لحاظ سے) اور مدھیادیش میں کبھی شامل نہیں رہا۔

(۳) وادئ سندھ جس کا ایک حصہ ہمیشہ سے یہ علاقہ بھی رہا ہے مختلف اقوام اور مختلف تہذیبوں کا سنگھم رہا ہے۔

(۴) آج سے چار ہزار سال پہلے بھی یہ سر زمین ایک تہذیب کی پرورش کرتی رہی ہے اور یہ ایک ایسی تہذیب تھی جس کا سرچشمہ مغربی ممالک میں تھا۔ یہ تہذیب موہنجوڈارو، ملتان اور ہڑپہ سے چل کر دکن میں پہنچی۔

(۵) مسلمانوں کی آمد کے وقت یعنی ۹۰ ھ مطابق ۷۰۸ع میں بھی اس علاقے کی انفرادی پوزیشن قائم تھی۔ اور قدیم کیکیہ کی راجدھانی اور دارا کے عہد حکومت کی یہ بیسویں صوبہ داری وادئ سندھ کا حصہ تھی جس کا تعلق ہندوستان سے کچھ بھی نہ تھا۔ ہندوستان کی سرحد اگرچہ شمال میں کابل تک پہنچتی تھی لیکن مغرب اور شمال مغرب میں دریائے سندھ کا مشرقی کنارا ہی اس کی سرحد سمجھا جاتا تھا۔ یعنی جس خطہ زمین کو ہم ''ملتانی زبان کا علاقہ'' کے نام سے موسوم کر رہے ہیں۔ یہ نہ تو اس حکومت میں شامل رہا ہے جس کی راجدھانی گندھرا یا گاندھرا یا قندھار تھا اور جس کی وسعت جالندھر سے کابل تک تھی اور نہ ہی یہ مشرقی پنجاب کا حصہ رہا ہے جس پر محمود غزنوی کے عہد میں راجہ جے پال حکمران تھا۔

(۶) لاہور کا راجہ جے پال جس سر زمین کا حاکم تھا اس میں یہ علاقہ شامل نہ تھا بلکہ اس کی اپنی علیحدہ حکومت تھی اور علیحدہ انفرادیت جسے یہ خطہ زمین زمانہ قبل از

تاریخ اور عہد عتیق سے انگریزوں کے عہد حکومت تک کسی نہ کسی صورت میں قائم کئے رہا۔

اس تہذیب نے جو وادئ سندھ کی گود میں آج سے چار ہزار سال پہلے پرورش پاتی رہی یہاں کی زبان کو کیا کچھ نہ دیا ہوگا۔ کاش کہ موہنجوڈارو کی مہریں پڑھی جاچکی ہوتیں اور ہم اس سوال کا جواب حتمی طور پر دے سکتے۔ تاہم موجودہ ذخیرہ الفاظ کے اس اختلاف کو دیکھ کر جو دوسری ہند آریائی زبانوں کے ذخیرہ الفاظ سے ہے ہم یہ گمان کرنے میں حق بجانب ہیں کہ وادئ سندھ کی موجودہ زبانوں (ملتانی اور سندھی) کا سرچشمہ کہیں مغربی ممالک میں ہے۔ جہاں سے ایک مستقل تہذیب نے آکر اس علاقے کو اپنا گھر بنایا۔

وادئ سندھ کی زبان پر دردئ زبانوں کے اثرات: ڈراویڈی سیتھئین اور پارتھئین اقوام کے علاوہ شمالی پہاڑوں سے آکر بھی بعض اقوام نے اس سر زمین کو آباد کیا۔ اسی علاقے کی زبان پر جو دردئ اثرات ہیں وہ ان اقوام کے داخلے کا پتہ دیتے ہیں۔ ممکن ہے یہ نئے آنے والے خود اہل درد ہوں جنہیں آریاؤں کی تاخت و تاراج نے وطن چھوڑنے پر مجبور کیا اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کا تعلق آریاؤں سے ہو جو علاقہ درد میں کچھ عرصہ تک قیام کر چکے ہوں۔ جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے وہ صرف اتنا بتاتی ہے کہ وادئ سندھ کی زبان ایسی اپ بھرنش ہے جو پساچا کی یا تو شاخ ہے یا اس سے متاثر ہوئی ہے۔ کشمیری سندھی اور کوہستانی سب دردئ زبانیں ہیں۔ ملتانی اور سندھی (جسے لہندا کہا جاتا ہے) دردئ بنیادوں پر استوار ہوئی ہیں۔ دردئ زبانوں کی خصوصیات یہ ہیں:-

(۱) ہندوستان کی اکثر زبانیں دو حروف علت کے درمیان کا ''ت'' حذف کر دیتی ہیں۔ مگر دردئی زبانیں اسے برقرار رکھتی ہیں۔ لہذا ملتانی اور سندھی بلکہ پنجابی تک اسے دردئی اثرات کی وجہ سے برقرار رکھتی ہیں مثلاً

ہندی کے سیا، کیا، پیا، سویا وغیرہ۔ لہندا ملتانی اور پنجابی میں سیتا، کیتا، پیتا اور سُتا ہیں اور سندھی میں سیتو، پیتو، کیتو اور سُتو ہیں۔ اسی طرح سنسکرت کے جناتکہ اور سُنجاتکہ ملتانی میں جاتا اور سُنجاتا اور سندھی میں جاتو اور سُناتو ہیں۔

(۲) دردئی زبانوں میں گھ، جھ، ڈھ، دھ اور بھ نہیں ملتے۔ ان کی بجائے گ، ج، ڈ، د اور ب استعمال ہوتے ہیں۔ ملتانی اور سندھی میں تو نہیں البتہ لہندا میں اور سندھی کی ایک شاخ لاڑی میں یہ عمل ہوتا ہے۔

(۳) ہند آریائی زبانوں میں سے اکثر کا یہ اصول ہے کہ ان میں پراکرت زبانوں سے آئے ہوئے الفاظ میں جو لفظ اصلاً مشدد ہوتا تھا غیر مشدد ہو جاتا ہے اور ان سے پہلے کے حرف علت کی آواز بطور تلافی لمبی ہو جاتی ہے مگر سندھی اور لہندا تشدید تو دود کر دیتی ہیں مگر حرف علت کو کھینچتی نہیں جیسے دیکھئے صفحات ۸۸—۸۹۔

شمال مغربی علاقے کی اور باقی ہندوستان کی زبانوں میں بہت بڑا فرق یہی ہے کہ مشدد حروف کو آسان بنانے کی خاطر حروف علت کو حذف کر دیتے ہیں اور بطور تلافی اس کی آواز کو لمبا کر دیتے ہیں اور یہ طریق عمل یعنی (Epenthesis) خالص دردئی ہے۔

سنسکرت	اپ بھرنش	پنجابی	ملتانی اور لہندا	سندھی	کشمیری	مغربی ہندی
دربھہ	دبّھو یا ڈبّھو	دبّھ	دبھ	ڈبھ	دب	ڈابھ
آچاکہ	آچاؤ	آچا	آچا	آچو	—	آونچا
سَتیہ	سچّو	سچّ	سچّ	سچّو	—	سانچ (نیز سچ)
رِکشہ	رِچھو	رِچھ	رِچھ	رِچھو	—	رِیچھ
سَدَہ	سدّو	سدّ	سدّ	—	سَد	ساد
دُگدھم	دُدھّو	دُدّھ	دُدّھ	دُدّھو	دُود	دُودھ
اگرے	اگّاھی	اگّے	اگّے	اگّے	—	آگے
اَدیہَ	اَجّو	اَجّ	اَجّ	اَجو	از	آج
چکرم	چکّو	چکّ	چکّ	چکّو	—	چاک

سنسکرت	اپ بھرنش	پنجابی	ملتانی اور لہندا	سندھی	کشمیری	مغربی ہندی
شُشکَکَه	سُکّھاؤ	سُکّھ	سُکّا	سُکو	—	سُوکھا
چَرم	چَمّو	چَمّ	چَم	چَمو	—	چام
کرنه	کنّو	کنّ	کنّ	کنو	—	کان
سَرپَه	سَپّو	سُپّ	سُپ	سَپو	—	سانپ
سوسرُوه	سَسّو	سَسّ	سَس	سسُو	—	ساس
هَسته	هتّھُو	هَتّھ	هَتّھ	هَتھُو	—	هاتھ
پَرشِٹھم	پِٹّھُو - پُٹھُو	پِٹھ	کَنڈپِٹھ (پُٹھا)	پِٹھ	پیٹھ	پیٹھ
بَهکتَم	بَهتّو	بَهتّ	بهَت	بَهتو	بتا	بهات

——— وغیرہ ———

(۴) وادئ سندھ کی زبانوں میں فعل مجہول بھی دردئ زبانوں کے اصول پر ''ایج'' لگانے سے بنتا ہے (لہندا میں ج زیادہ نہیں کرتے)۔

(۵) ضمائر شخصی کا اختلاف بھی قابل غور ہے ہندوستان کی باقی تمام زبانوں میں ہم اور تم استعمال ہوتے ہیں مگر ملتانی اور سندھی میں (نیز لہندا اور پنجابی میں) دردئ شکل کے الفاظ ہیں۔

(۶) فعل کے ساتھ ایسے لاحقوں کا استعمال جن سے فاعل معلوم ہو جاتا ہے ہندوستانی اور پنجابی میں (سوائے ماجھی بولی کے) نہیں پایا جاتا۔ یہ خصوصیت بھی دردئ اور ایرانی زبانوں کی ہے۔

(۷) فعل ماضی کی گردان پنجابی اور ہندوستانی زبانوں سے مختلف ہے اور دردئ زبانوں کے مطابق ہے۔

لہندا اور سندھی کا ماخذ: اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ درد لوگ کون تھے اور وادئ سندھ کی زبان کو ان کی زبان ''پسپاچی'' نے کس طرح متاثر کیا۔ اس کے متعلق جارج گریرسن کا بیان زیادہ وقیع ہے۔ لہندا اور سندھی (بشمول ملتانی) کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں کہ

''ان زبانوں کے ماخذ و سرچشمہ سے متعلق ہمیں بہت کم علم ہے۔ سندھی سے بالکل پہلے اس کی پیشرو ایک اپ بھرنش پراکرت تھی جس کا نام وراچڈہ تھا۔ اور جس کے متعلق ہندوستانی گرامیرین مرکندیہ ہمیں کچھ اطلاع بہم پہنچاتا ہے۔ نیز وہ ایک ایسی وراچڈہ پسپاچی کا ذکر کرتا ہے جو بظاہر اسی علاقے میں بولی جاتی تھی۔ اور اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ کیکیہ پسپاچی اس پراکرت کی سب سے بڑی قسم

تھی - پسپاچی زبان موجودہ اقوام درد کے آباواجداد کی زبان تھی - پس دردی اثرات کی توجیہہ اور اس بات کا ثبوت کہ شمال مغربی زبانوں کی بنیاد پساچی زبان پر رکھی گئی ہے (جو اس علاقے میں کسی وقت ضرور بولی جاتی تھی) اس شہادت سے مکمل ہو جاتا ہے -"[1]

قدیم لٹریچر میں دردستان کے باشندوں کا اکثر جگہ ذکر آتا ہے - سنسکرت ادب میں انہیں دارد یا درد کہا گیا ہے - یہ نام نہ صرف جغرافیہ کی کتابوں میں ملتا ہے بلکہ رزمیہ نظموں اور پُرانوں میں بھی پایا جاتا ہے - (Herodotus) ان کا ذکر اگرچہ نام سے نہیں کرتا تاہم "سونا کھودنے والی چیونٹیوں" کی مشہور داستان میں ان کی طرف اشارہ کرتا ہے - بطلیموس (Ptolemy) انہیں دردرائی اور سٹرابو (Strabo) دردئی ، پلینی اور نوناس (Pliny and Nounas) دردائے اور (Dionysios) ڈایو نیپاس دَردَ نوئی کہتا ہے - ہندوستانی اہل قلم نے ان لوگوں کو شمال مغربی ہند کی دوسری اقوام کے ساتھ وحشی یا پست آریا (نشٹ) کا لقب دیا ہے - ان کے متعلق مشہور تھا کہ یہ آدم خور ہیں - نیز اس قسم کے نفرت آمیز ناموں کے ساتھ ساتھ انہیں پساچا بھی کہا جاتا تھا - یہ لفظ ایسے دیو کے لئے استعمال کیا جاتا تھا جو کچے گوشت پر گزارہ کرتا تھا - نہیں کہا جا سکتا کہ آیا پساچا واقعی اس قوم کا اصلی نام تھا اور بعد میں دیو کا نام پڑ گیا یا درد کے ملک میں بسنے والی قوم کو بطور تحقیر "کچا گوشت کھانے

1. *Linguistic Servey of India*, George Greirson, Government of India Press, Calcutta, 1919 Volume I Part I (Introductory) Page 136.

والے دیو" کا نام دیا گیا۔ ہمیں اتنا علم ہے کہ ان لوگوں کی زبان ہندوستانی قواعد دانوں کے مطالعے کا موضوع بنی رہی ہے۔ اور انہوں نے ہمیں اس زبان کی تفصیل پساچی کے نام کے ضمن میں دی ہے۔

دردئی زبانوں کی تحقیق پتہ دیتی ہے کہ ان آریاؤں کی بولی جو فارس میں رہ گئے تھے حسب معمول پرورش پاتی رہی۔ اور موجودہ ایرانی زبانوں کی صورت اختیار کرتی رہی۔ ان آریاؤں کی زبان جو ہندوستان کی طرف بڑھ چکے تھے اور وہاں ان کا رشتہ دوسرے آریائی قبائل سے منقطع ہو چکا تھا۔ نسبتاً زیادہ سست رفتار سے پرورش پا رہی تھی۔ اس زبان نے اصل آریائی زبان کی خصوصیات کو بہت دیر تک اپنے اند، قائم رکھا۔ پروٹو ایرانی زبان کی ترقی کے ابتدائی زمانے میں یعنی جبکہ فارس کے آریاؤں کی زبان ابھی اصلی آریائی زبان کی اکثر خصوصیات کی حامل تھی۔ اور اس وجہ سے اس میں اور ہند آریائی زبان میں بہت کچھ اشتراک موجود تھا۔ کچھ فارسی آریا کوہ ہندوکش کے شمال سے جانب شرق چل نکلے اور پامیر پر مسلط ہو گئے۔ اور اس کے بعد ہندوکش کو عبور کر کے جنوب کی طرف روانہ ہو پڑے۔ اور ایک یا زیادہ "لہرون" میں دردستان میں داخل ہوگئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں اس وقت اس قوم کے آباؤاجداد آباد تھے جو اب ہنزانگر میں پائی جاتی ہے۔ اور ایک غیر آریائی زبان موسومہ بروشسکی بولتی ہے۔ یہ قوم بھی غالباً ہندوستان کے شمال مغربی باشندوں کا ایک حصہ تھی جسے ابتدائی ہند آریائی حملہ آوروں نے نکال دیا تھا۔ چنانچہ اس

غیر مہمان نواز ملک میں شمال سے آنے والے آریائی حملہ آوروں کی زبان اصلی باشندوں کی غیر آریائی زبان سے متاثر ہو کر اپنے آپ بالکل علیحدہ خطوط پر ترقی پانے لگی۔ جو نہ تو ایرانی تھی اور نہ ہندوستانی بلکہ ان دونوں کا آمیزہ تھی۔ اس کے بعد کچھ اور ایرانی بولنے والے ان کی پیروی میں پامیر میں داخل ہوئے۔ اور وہیں کے ہو کر رہ گئے۔ یہ لوگ غلچہ زبان بولنے والی اقوام کے بزرگ تھے۔ چنانچہ آج کوہ ہندوکش دو ایسی زبانوں کو جدا کر رہا ہے جو صاف طور پر ایک دوسرے سے غیر متعلق ہیں۔ اس کے شمال میں علاقہ پامیر میں غلچہ زبانیں ہیں جو صحیح ایرانی ہیں اور اس کے جنوب میں نیم ایرانی دردئی زبانیں ہیں۔

دردئی زبانیں: دردستان کے لسانی حالات ہمیں اس نتیجے پر بھی پہنچاتے ہیں کہ آریاؤں کے ابتدائی بڑے داخلے کے بعد بھی چھوٹے چھوٹے حملے قریبی آسان گزار علاقے میں ہوتے رہے ہیں۔ کیونکہ وادئی چترال کی کھوور زبان کا تعلق بہ نسبت گلگت اور کافرستان کی دردئی زبانوں کے غلچہ سے زیادہ ہے اور چترال، گلگت اور کافرستان کے مقابلے میں پامیر زیادہ آسانی سے قابل رسائی ہے۔

ذیل میں ان زبانوں کا نقشہ دیا جاتا ہے :-

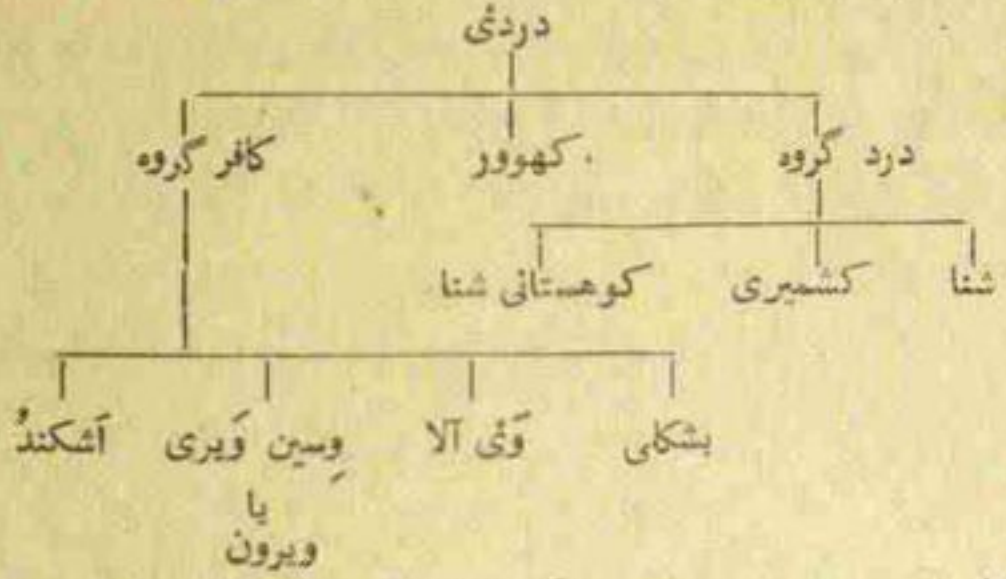

گوارباتی ، دیری ، نراھی ، کلاشاپشائی اور طغمانی یا دیہگانی کافر گروہ کی مذکورہ چار بولیوں کے علاوہ ہیں۔

بحث کا خلاصہ : سطور بالا کا خلاصہ یہ ہے :-

(۱) وادئی سندھ کی زبانوں کے ذخیرۂ الفاظ کا بیشتر حصہ غیر آریائی ہے[1] اور اس بات کا قوی امکان ہے کہ ان زبانوں کی بنیاد کسی ایسی زبان پر رکھی گئی ہے جس کا سرچشمہ ان مغربی ممالک میں تھا جن کا تعلق موھنجو ڈارو اور ملتان یا ھڑپہ کی قدیم تہذیب سے ہے۔

(۲) اس علاقے کی قدیم زبان کو دردستان سے آنے والوں کی زبان پساچی اپ بھرنش نے بہت حد تک متاثر کیا۔ اور قدیم زبان نے ایک نئی صورت اختیار کر لی۔

۱۔ ڈاکٹر ارنسٹ ٹرمپ یقین اور وثوق سے کہتے ہیں کہ سندھی الفاظ کی تین چوتھائی تعداد کسی غیر آریائی یا سیتھئین زبان سے ماخوذ ہے۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو مورد ھینا (Cerebral) حروف کے حامل ہیں۔ اس بات کا قوی ثبوت موجود ہے۔ کہ خود براکرت نے یہ مورد ھینا (Cerebral) حروف آریاؤں کے داخلے سے پہلے کسی زبان سے اخذ کر لئے تھے ملاحظہ ہو امپریل گزیٹیر آف انڈیا گورنمنٹ آف انڈیا پریس ۱۸۸۶ء ایڈیشن از ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر جلد ششم صفحات ۳۲۶ تا ۳۴۳۔

(۳) وراچڈ اپ بھرنش وہ آخری زبان تھی جس کے بعد اس علاقے میں سندھی اور ملتانی بولی جانے لگیں۔

وادئ سندھ کے مسلمانوں کی آمد سے پہلے کے لسانی حالات جو اب تک معلوم ہو سکے ہیں اوپر درج کئے گئے ہیں۔ اب ہم اس علاقے میں مسلمانوں کی آمد کے بعد کی تاریخ پر نظر ڈالیں گے تاکہ ملتانی زبان کے پس منظر کے خدوخال واضح ہو سکیں۔

ملتانی زبان کی پیدائش : سندھ پر سب سے پہلا بحری حملہ ۱۵ھ میں ہوا۔ جو مغیرہ ابن عاص نے کیا اس کے بعد عبداللہ بن عامر بن ربیع نے خشکی کے راستے ۲۲ھ میں مکران پر چڑھائی کی اور سندھی لشکر نے حملہ آوروں کی مدد کی۔ درہ خیبر کے راستے سے پہلا حملہ ۴۴ھ میں ہوا۔ ابن سمرہ کی فوج کے سردار مہلب بن ابی صُغرہ نے ملتان اور پشاور کے درمیانی علاقے کو اس حملے کا نشانہ بنایا اور وادئ سندھ کے بالائی حصے کو پامال کر دیا۔ اس کے بعد ۹۰ھ سے پہلے کوئی قابل ذکر حملہ نہیں ہوا۔

۹۲ھ میں یعنی محمد بن قاسم کے حملے کے وقت یہاں راجہ داھر کی حکومت تھی اور اس حکومت کی حدیں یہ تھیں۔

''شمال[۱] میں دریائے جہلم کا منبع جس میں کشمیر کے نشیبی اضلاع شامل تھے اور کوہ کابل کا سلسلہ اس کی حد بندی کرتا تھا۔ پھر شمال مغرب میں دریائے ہلمند پر جا کر وہ ختم ہوتا تھا۔ جنوب مغرب میں ایران اور سندھ کی سرحد اس مقام پر تھی جہاں ساحل کے سامنے مکران کا جزیرہ منشور واقع ہے۔ جنوب کی طرف بحر عرب اور جنوب مشرق میں خلیج کچھ مشرق میں راجپوتانہ اور جیسلمیر کی سرحدیں آ کر ملتی تھیں۔''

---

(۱) تاریخ سندھ۔ دارالمصنفین۔ اعظم گڑھ۔ معارف پریس ۱۹۴۷ء مصنفہ ابو ظفر ندوی۔ سلسلہ دارلمصنفین نمبر ۱۷۔ ص ۲۔

۹۳ھ میں یہ علاقہ جس کی حدود اوپر بیان کی گئی ہیں اور جسے ہم وادئی سندھ کے نام سے موسوم کرتے آ رہے ہیں عرب مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا۔ ملتان کا صوبہ جو وادئی سندھ کا حصہ اور راجہ داھر کی قلمرو میں شامل تھا۔ ۹۵ھ میں فتح ہوا۔ خاص ملتان کا حاکم امیر داؤد نصر بن ولید عمانی مقرر کیا گیا اور علاقہ ملتان کی حکومت عکرمہ بن ریحان شامی کے سپرد کی گئی۔ دریائے جہلم پر برہما پور کا قلعہ مطیع ہوا تو اس کی حکومت حزیم بن عبدالملک تمیمی کو دی گئی۔ اشہار (شاہار) اور کروڑ کا قلعہ احمد بن خزیمہ بن عتبہ مدنی کو دیا گیا۔ اس وقت یعنی ۹۵ ہجری میں راجہ داھر کا تمام مقبوضہ علاقہ عربوں کے تصرف میں آ چکا تھا۔ یعنی شمال میں کشمیر کی جنوبی سرحد اس کی حد بندی کرتی تھی۔ جنوب میں بحر عرب تھا۔ مغرب میں بلوچستان اور مشرق میں دریائے راوی۔

سندھ پر یہ حملہ پہلے حملوں سے مختلف تھا۔ کیونکہ اب مسلمان یہاں مستقل سکونت اختیار کرنے آئے تھے چنانچہ اس کے ۲۵-۳۰ سال کے بعد یہاں کے لوگوں پر اس نئی تہذیب اور نئے تمدن کا اتنا شدید اثر ہوا کہ وہ اپنا تمدن اور اپنی تہذیب کو تقریباً خیر باد کہہ بیٹھے۔ ابو ظفر ندوی کہتے ہیں :-

"اس ۲۵-۳۰ برس کے عرصے میں سندھ پر عربوں کا بہت بڑا اثر پڑا۔ یہاں تک کہ سندھ کے لوگ پایہ تخت پر پہنچ کر سیاست میں بھی حصہ لینے لگ گئے تھے۔ فوجی خدمت کے لئے تو سندھ کے بعض علاقے بہت موزوں تھے چنانچہ قیقان کے جاٹ فوج میں بہت بھرتی ہوئے۔

ان سندھیوں میں دونوں قسم کے مسلمان تھے۔ وہ جو خالص سندھی نسل کے تھے اور وہ بھی جو مخلوط نسل یعنی عرب اور سندھ سے تھے۔ بڑی تعداد ایسے خاندانوں کی تھی جو خالص عرب تھے۔ مگر جنہوں نے سندھ ہی کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔''[1]

خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے حبیب بن مہلب کو سندھ کا والی بنایا۔ مگر خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے اسے معزول کر کے عمر بن مسلم باھلی کو گورنر بنا دیا۔ ۱۰۷ھ میں جنید بن عبدالرحمن سندھ کا حاکم بنایا گیا۔ ۱۰۱ھ میں سندھ کی حکومت تمیم بن زید کے سپرد ہوئی۔ اس کے بعد حکم بن عوانہ پھر عمر بن محمد بن قاسم اور اس کے بعد ۱۲۵ھ میں یزید بن عراری سندھ کا حاکم بنا۔

ملتان کا تعلق زیریں سندھ سے ۱۱۱ھ میں قطع ہو گیا تھا۔ ابو ظفر ندوی کہتے ہیں کہ

''تمیم کی اچانک موت سے سندھ کے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔ دشمنوں کا ہر طرف سے غلبہ شروع ہو گیا اور عرب مسلمان اپنے اپنے مرکز کو خالی کر کے سندھ سے ہجرت کرنے لگے۔۔۔۔۔ اس سے بڑھ کر نقصان یہ ہوا کہ جس قدر نو مسلم تھے ان میں سے اکثر مرتد ہو گئے اور باجگذار خود مختار۔ صرف کچھ کے نو مسلم باغی نہیں ہوئے۔ سندھ میں حد درجہ بد نظمی پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں تک کہ عراق کے حاکم اعلیٰ قسری نے سندھ میں دوسرا حاکم بھیجا۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ملتان کی ریاست

۱۔ تاریخ سندھ۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ معارف پریس ۱۹۴۷ء مصنفہ ابو ظفر ندوی سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۷۱۔ ص ۱۳۷۔

سندھ سے الگ ہو گئی۔"[1]

۱۱۱ ہجری کی اہمیت: لسانی تاریخ میں ۱۱۱ھ کو اس لئے اہمیت حاصل ہے کہ اس وقت نہ صرف ملتان کی ریاست زیریں سندھ سے الگ ہو گئی بلکہ ملتانی زبان سندھی زبان سے علیحدہ ہو گئی اور آزادانہ طور پر ترقی پانے لگی۔

سندھ پر یزید بن عراری کے بعد منصور ابن جمہور کی حکومت قائم ہوئی۔ یہ ۱۲۸ھ کا واقعہ ہے۔ ۱۳۴ھ میں موسیٰ بن کعب سندھ کا والی بنا۔ اس کے مرنے پر ۱۴۲ھ میں عمر بن حفص نے عنان حکومت سنبھالی اور اس تاریخ سے سندھ میں شیعیت کی ابتدا ہوئی۔ ۱۵۱ھ میں ہشام حاکم ہوا۔ اس نے ملتان کے باغیوں کی سرکوبی کی ۱۵۷ھ میں معبد بن خلیل تمیمی اور اس کی وفات پر ۱۵۹ھ میں روح بن حاتم والی سندھ مقرر ہوا۔ ۱۶۴ھ میں لیث بن طریف بھیجا گیا۔ پھر سالم یوسفی آیا اور ۱۷۴ھ میں اسحق بن سلیمان حاکم مقرر ہوا۔ ۱۸۴ھ میں داؤد بن یزید کا بھائی مغیرہ آیا۔ ۲۰۵ھ میں داؤد نے وفات پائی اور بشر کی حکومت شروع ہوئی ۲۱۳ھ میں موسیٰ برمکی کو سندھ کی حکومت دی گئی۔ اس کی وفات پر ۲۲۱ھ میں اس کا بیٹا عمران سندھ کا نائب والی مقرر ہوا۔ ۲۲۶ھ میں عنبہ بن اسحاق نے حکومت لی۔ مگر ۲۳۵ھ میں معزول کر دیا گیا۔ اور اس کی بجائے ہارون بن ابی خالد آیا جو ۲۴۰ھ میں قتل کر دیا گیا۔ عمر ہباری نے طاقت پیدا کر لی تھی اور اس کے بعد اس نے خود مختارانہ طور پر حکومت شروع کر دی۔ یہ شخص سلطنت منصورہ کا بانی ہے۔ اور اس کے خاندان میں عرصے تک

۱۔ تاریخ سندھ۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ۔ معارف پریس ۱۹۳۷ء مصنفہ ابو ظفر ندوی سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۱۷ - ص ۱۲۷۔

حکومت رہی۔ ۲۷۰ھ میں اس کا بیٹا عبداللہ تخت نشین ہوا۔ اس وقت منصورہ میں عوام سندھی زبان بولتے تھے مگر حکمران طبقہ اور امرا وزرا و درباری عربی اور سندھی دونوں زبانیں استعمال کرتے تھے۔ ۳۰۳ھ میں جب مسعودی یہاں آیا تو ملتان میں حکومت سامہ بن لوی کے خاندان میں تھی اور ملتان کا ملک اسلامی سلطنت کے سرحدی ممالک میں شمار ہوتا تھا۔ اس وقت جو شخص یہاں کا حکمران تھا اس کا نام ابوالللباب بن اسد قریشی سامی تھا۔ ۳۷۵ھ میں جب بشاری مقدسی سندھ میں آیا تو اس وقت ملتان کے حکمران بنو سامہ کی بجائے اسماعیلی تھے۔ بنو سامہ کی حکومت ملتان میں تقریباً سو سال رہی۔ اس کے بعد اسماعیلی حاکم ہوئے۔ ملتان کا پہلا فاطمی حاکم جلم بن شیبان ہے۔ ۳۸۱ یا ۳۸۲ھ میں جب امیر سبکتگین نے ملتان والوں سے باز پرس کی تو اس وقت ملتان کا حاکم شیخ حمید تھا اور جب ۳۹۶ھ میں محمود غزنوی نے ملتان پر پہلا حملہ کیا تو اس وقت یہاں کے تخت پر شیخ ابوالفتح داؤد بن نصر تھا۔ ود غزنوی دو لاکھ درھم خراج مقرر کرکے واپس چلا گیا مگر ۴۰۱ھ میں اس نے ملتان پر قبضہ کر لیا۔ پھر ۴۱۸ھ میں وہ ایک بڑا لشکر لے کر آیا اور اس نے سندھی جاٹوں کو شکست دی۔ چنانچہ اس فتح کے بعد ساحل سمندر سے لے کر کوہ ہمالیہ تک کا تمام علاقہ اس کے زیر اقتدار آ گیا۔

جلم بن شیبان اور سبکتگین دونوں ہم عصر تھے۔ غزنہ اور ملتان کے درمیان ابھی ایسے علاقے موجود تھے جن کا فتح کرنا باقی تھا اس لئے سبکتگین نے ۳۶۸ھ میں اس طرف توجہ کی اور کابل فتح کرنے کے بعد ہندی سرحد پر حملے کرنا شروع کیا۔

اس وقت ہندوستان میں چھوٹے بڑے بے شمار حکمران تھے ملک متعدد ریاستوں میں بٹا ہوا تھا اور کوئی ایک مرکز نہ تھا۔ قنوج کا راجہ اپنے آپ کو ادھیراج کہتا تھا۔ مگر وہ بھی برائے نام۔ راجپوتوں کی سلطنتیں بنگال، قنوج، کالنجر، گوالیار، گجرات، دھلی، اجمیر، مالوہ، اڑیسہ اور لاہور میں قائم تھیں جو ہر لحاظ سے خود مختار تھیں چونکہ کابل اور غزنہ کی سرحد لاہور اور ملتان کی راجدھانیوں سے ملی ہوئی تھی اس لئے سبکتگین کو سب سے پہلے ان ہی سے واسطہ پڑا۔

اس وقت لاہور میں راجہ جے پال حکومت کرتا تھا۔ ہندی اور غزنوی فوجوں کا تصادم غزنہ کی سرحد پر ہوا۔ راجہ نے شکست مان کر صلح کر لی اور تاوان جنگ ادا کرنے کے وعدے پر لاہور واپس ہوا۔ ضمانت کے طور پر اس نے اپنے کچھ آدمی امیر کے پاس رہنے دیئے۔ مگر لاہور واپس آ کر اس نے بد عہدی کی اور جو لوگ تاوان وصول کرنے اس کے ساتھ آئے تھے اس نے انہیں قید کر دیا۔ اور ہندوستان کے دوسرے راجاؤں سے مدد مانگی۔ چنانچہ قنوج، دھلی، اجمیر اور کالنجر کے راجاؤں نے خصوصیت سے اپنے لشکر بھیجے اور ہر طرح کی مالی امداد کی۔ راجہ یہ لشکر عظیم لے کر غزنہ پر حملہ آور ہوا۔ مگر شکست پا گیا ترکوں نے دریائے سندھ تک اس ہزیمت خوردہ لشکر کا تعاقب کیا۔

اس جنگ میں ملتان کے حاکم نے اہل ہند کا ساتھ دیا تھا۔ چنانچہ امیر نے ۳۸۱ یا ۳۸۲ ہجری میں اہل ملتان سے بازپرس کی۔ اس وقت ملتان کا حاکم شیخ حمید تھا۔ شیخ

حمید نے ہتھیار ڈال دیئے اور صلح کر لی۔ امیر جب جے پال کو شکست دے چکا تو اس نے شیخ حمید کو اپنے عہدے پر بحال رکھا۔ یہ صلح کا معاہدہ ۳۸۲ھ میں ہوا۔

امیر محمود ۳۸۷ھ میں جانشین ہوا۔ جب اسے خراسان کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو اس نے ہندوستان کی طرف توجہ کی۔ اور ۳۹۲ھ میں ریاست دے ہند کا علاقہ فتح ہو گیا۔ یہ ریاست قندھار کے علاقے میں راجپوتوں کی ایک مشہور ریاست تھی اور راجہ جے پال کے ماتحت تھی۔

محمود نے ملتان پر پہلی بار ۳۹۶ ہجری میں حملہ کیا۔ اس وقت ملتان کے تخت پر شیخ ابو الفتوح داؤد بن نصر متمکن تھا۔

محمود درہ بولان کا قریبی رستہ چھوڑ کر درہ خیبر کے رستے ہندوستان میں وارد ہوا اور دریائے سندھ عبور کرنا چاہتا تھا۔ لاہور کے تخت پر اس وقت جے پال کا لڑکا انند پال تھا اور یہ علاقہ جہاں سے محمود دریا پار کرنا چاہتا تھا اس کے ماتحت تھا۔ محمود نے اس سے کہا کہ مجھے رستہ دیدو تا کہ آسانی کے ساتھ ملتان چلا جاؤں۔ مگر انند پال کسی صورت سے راضی نہ ہوا۔ بلکہ جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ بالاخر جنگ ہوئی اور راجہ شکست کھا کر کشمیر کے دروں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

محمود بھٹنڈا کے راستے ملتان پہنچا۔ داؤد قلعہ بند ہو گیا۔ اور محمود نے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار صلح ہو گئی۔ اور دو لاکھ درہم سالانہ خراج مقرر ہوا۔ نیز دریائے سندھ سے متصل کچھ علاقہ محمود کو دیا گیا جس پر محمود نے ایک نو مسلم سکھ پال کو حاکم بنا دیا۔

۳۹۸ھ میں یہ شخص باغی ہوگیا۔ محمود نے پھر یلغار کی۔ باغی گرفتار ہوا۔ مگر راجہ انند پال اس دوران میں ہندوستان کے تمام راجاؤں کا ایک مشترکہ لشکر لے کر آیا ہوا تھا۔ چنانچہ ۳۹۹ھ میں محمود بھی اپنی فوج لے کر میدان میں اتر آیا۔ انند پال کا ہاتھی بھڑکا اور انند پال کو خود بخود شکست ہوگئی۔

محمود ۴۰۱ھ میں ایک دفعہ پھر ملتان پر حملہ آور ہوا۔ اب اس نے اسے فتح کرکے اس پر مکمل قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۴۱۸ھ میں وہ ایک بڑا لشکر لے کر وارد ملتان ہوا اور اس نے سندھ کے جاٹوں کو مغلوب کیا۔ اور اس فتح کے بعد ساحل سمندر سے لے کر کوہ ہمالیہ تک کا تمام علاقہ اس کے زیر اقتدار آ گیا۔

وادئ سندھ کی سیاسی تاریخ ۹۰ سے ۴۱۸ھ تک۔

یہ ہے وادئ سندھ کی سیاسی تاریخ جو مسلمانوں کی آمد سے محمود غزنوی تک سوا تین سو سالوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس دوران میں یہاں کی زبان پر کیا کیا اثرات ہوئے اس کے لئے ہمیں سیاحوں کے سفر نامے مطلع کرتے ہیں۔ مورخوں نے بھی اپنی تصانیف میں یہاں کی ادبی اور علمی سرگرمیوں کا برسبیل تذکرہ کہیں کہیں ذکر کر دیا ہے۔

ملتانی اور سندھی کو ایک دوسرے سے جدا ہوئے تقریباً ساڑھے بارہ سو سال ہوئے ہیں۔

تمیم بن زید کے عہد حکومت (۱۱۱ھ) میں ملتان کا تعلق زبردں سندھ سے ٹوٹ گیا۔ اور سندھی اور ملتانی دونوں زبانیں علیحدہ علیحدہ ترقی پانے لگیں۔ سندھی ادب کے مصنف کہتے ہیں کہ

''موجودہ سندھی کی تشکیل سمون کے عہد (گیارھویں صدی عیسوی) میں ہوئی جس کو تقریباً ایک ہزار برس گزر چکے ہیں۔''[۱]

اس سے پہلے ملتانی اور سندھی ایک تھیں اور ہم نے اسے وادئ سندھ کی زبان سے موسوم کیا ہے۔ یقین سے تو نہیں کہا جا سکتا مگر قرائن ایسے پائے جاتے ہیں جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہ زبان اغلباً غیر آریائی ہے''

''بعض اہم وجوہ اس سلسلہ میں (اندرونی و بیرونی دائرے کے تسلیم کرنے میں) سد راہ ہیں۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے یہ امر کہیں زیادہ قرین قیاس ہے کہ سندھ میں قدیم زمانہ سے کوئی سامی بولی رائج تھی۔ جو لوگ سندھ میں پہلے پہل آباد ہوئے وہ مغربی ملکوں سے آئے تھے اور انھوں نے دریائے سندھ کے مغربی کنارے کے ساتھ ساتھ اپنی نو آبادیاں قائم کر لی تھیں۔''[۲]

وادئ سندھ کی زبان کا دوسرا دور: بہر حال ''وادئ سندھ کی زبان'' کا یہ پہلا دور تھا جس کے متعلق گذشتہ صفحات میں شرح و بسط سے لکھا جا چکا ہے۔ دوسرا دور مسلمانوں کی آمد کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اس وقت وادئ سندھ میں دو زبانیں رائج تھیں۔ ایک ملکی زبان اور دوسری عربی یا عربی زدہ فارسی۔ چنانچہ عرب جغرافیہ دانوں اور سیاحوں کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری کے آخر میں جب دیلمیوں کو عروج ہوا تو

۱۔ سندھی ادب۔ از پیر حسام الدین راشدی۔ ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی پاکستان پمفلٹ نمبر ۶۔ ص ۱۶۔
۲۔ ایضاً ص ۹۔

یہاں کی زبان فارسی تھی ۔ چنانچہ ملتان میں سندھی اور عربی کے ساتھ ساتھ فارسی کے رواج کا بھی پتہ چلتا ہے ۔ جب ۳۷۵ھ کے قریب بشاری مقدسی ملتان میں آیا تو اس نے یہاں فارسی زبان کو مروج پایا ۔ ملتان کے حالات بیان کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے " یہاں فارسی زبان بولی اور سمجھی جاتی ہے ۔"[1]

۳۴۰ھ اصطخری بغدادی سندھ اور ملتان میں آیا تو اس وقت سندھی اور عربی دونوں زبانیں استعمال ہوتی تھیں چنانچہ وہ کہتا ہے :۔

" منصورہ (موجودہ بھکر) اور ملتان کے اطراف کی زبان عربی اور سندھی ہے اور مکران والوں کی زبان مکرانی اور فارسی ہے ۔"[2]

اس کے بعد دوسرا سیاح ابن حوقل ۳۶۸ھ میں ملتان کی سیاحت کرتا ہے تو بھی سندھی کے ساتھ ساتھ عربی کا رواج دیکھتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے :۔

" منصورہ اور ملتان اور اس کے اطراف میں عربی اور سندھی بولی جاتی ہے ۔"[3] مشہور مورخ مسعودی بھی ان بیانات کی تصدیق کرتا ہے اور لکھتا ہے "کہ سندھ کی ایک خاص زبان ہے جو ہندوستان سے الگ ہے ۔"[4] مسعودی ۳۰۳ھ میں ملتان میں آیا ۔ اس کے بعد ۳۳۱ھ میں مہلہل آیا ۔ یہ بھی مذکورہ بیانات کی تصدیق کرتا ہے ۔ ابن حوقل ایک جگہ لکھتا ہے کہ

۱۔ سفر نامہ بشاری موسومہ احسن التقاسیم ۔ لائیڈن پریس ص ۴۸۱۔
۲۔ سفر نامہ اصطخری ۔ لائیڈن پریس ص ۷۷ ۔
۳۔ سفر نامہ ابن حوقل ۔ لائیڈن پریس ص ۲۳۲ ۔
۴۔ مروج الذہب مسعودی جلد اول مطبوعہ پیرس ص ۱۶۲ ۔

''شہر ملتان میں ہندوستانی اور سندھی ہندو نہیں رہتے بجز ان پجاریوں کے جو اس محل میں مقیم ہیں۔''[۱]

اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی پنجاب اور وسط ہند کے لوگوں سے ملتان کا تعلق صرف اتنا تھا کہ مذکورہ ممالک سے ہندو لوگ یاترا کے لئے یہاں آتے تھے۔ اس سے زیادہ کوئی آمدورفت نہ تھی۔ ملتانی زبان میں وسطی گروہ کی ہندی کا جزو بہت کم ہے۔ اور اس کی وجہ صرف یہی ہے۔ کہ اس خطہ زمین سے اہل ہند کا تعلق بہت کم تھا اور ملتانی زبان کا علاقہ ہند سے ہمیشہ الگ رہا۔

بحث کا خلاصہ: اس باب میں جن مطالب پر بحث کی گئی ہے ان کا خلاصہ ذیل میں دیا جاتا ہے:—

(۱) وادئ سندھ عہد عتیق سے ''ہند'' سے الگ رہی ہے۔ مہابھارت کے زمانے میں بھی اس کی انفرادیت قائم تھی۔ اور موجودہ ملتانی زبان کے خطے میں کیکیہ کی سلطنت تھی اور زیرین سندھ میں سوویراؤں کی حکومت تھی۔

(۲) مہاتما بدھ کے تھوڑے عرصہ بعد جب دارا شاہ ایران نے یہ علاقہ فتح کیا تو اسے دو صوبہ داریوں (Satrapies) میں تقسیم کر دیا۔ دوسری صوبہ داری یہی وادئ سندھ تھی جس کے باشندوں نے اپنے آپ ایک الگ صوبہ داری بنا لی۔ گویا اس وقت بھی وادئ سندھ علیحدہ ملک تھا اور ''ہند'' سے اس کا کوئی تعلق نہ تھا۔

(۳) اس کے بعد سیتھئین اقوام آئیں تو یہیں کی ہو کر رہ گئیں۔ پارتھئین آئے۔ آریہ آئے۔ دردستان کے لوگ آئے۔ کشن

۱۔ تاریخ سندھ۔ ابو ظفر ندوی مطبع معارف اعظم گڑھ ص ۲۲۹۔

اور من اقوام آئیں تو اسی وادی میں قیام پذیر ہوئیں اور یہیں سے ہندوستان کے باقی حصوں میں پہنچیں۔ گویا یہ سر زمین مختلف تہذیبوں، مختلف تمدنوں مذہبوں اور زبانوں کا سنگھم رہی ہے جس کے نتیجے کے طور پر یہاں کی زبان کے عناصر کا تعلق ''ہند'' کی زبانوں میں بہت کم ملتا ہے۔

(۴) راجہ داہر کے عہد حکومت میں بھی ''ملتانی زبان کا علاقہ'' مشرقی پنجاب اور ہند سے الگ رہا۔ یہاں تک کہ لاہور کا صوبہ اس سر زمین سے باہر تھا اور لاہور کی حکومت کی سرحدیں تقریباً وہی تھیں جو قدیم زمانے کی گندھرا حکومت کی تھیں۔

(۵) محمد بن قاسم کی فتح سندھ سے لے کر محمود غزنوی کے زمانے تک جو تقریباً سوا تین سو سال ہوتے ہیں یہ علاقہ عربی اور فارسی بولنے والوں کے زیر اثر رہا اور یہاں کی زبان نے ایک نئی کروٹ لی۔ مقامی بولی کے ساتھ ساتھ چونکہ عربی اور فارسی بھی عام طور پر بولی اور سمجھی جاتی تھیں اس لئے ایک نئی بیچ میل قسم کی زبان وجود میں آ گئی۔

(۶) محمود غزنوی کی یورش کے وقت لاہور کی حکومت انند پال کے ہاتھ میں تھی اور ''ملتانی زبان کا علاقہ'' پنجاب یا حکومت لاہور میں شامل نہیں تھا گویا زمانہ قبل از تاریخ سے لے کر اس عہد تک یہ علاقہ ''ہند'' سے بالکل جداگانہ حیثیت قائم کئے ہوئے ہے۔

اب ہم اس علاقے کا حدود اربعہ بیان کر کے اس کے مزید جغرافیائی اور محمود غزنوی کے بعد کے تاریخی حالات قلمبند کریں گے۔ تاکہ لسانی پس منظر واضح طور پر سامنے آجائے۔ منسلکہ نقشہ ملاحظہ ہو۔ اس میں یہ رقبہ سرخ خط

سے محدود کیا گیا ہے۔ سرحدی خط ریاست بہاولپور میں بہاولپور سے بہاول نگر کو براستہ یزمان جانے والی ریلوے لائن پر واقع سٹیشن ڈنگا بنگا سے شروع ہوتا ہے۔ اور چشتیاں و تخت محل کے درمیان سے گزر کر بوریوالا منڈی کے مغرب سے ہوتا ہوا میاں چنوں کے مشرق میں سدہ نائے تک پہنچتا ہے۔ یہاں دریائے راوی اسے آگے بڑھنے سے روکتا ہے۔ چنانچہ یہ راوی کے کنارے کنارے سیدھا مغرب کی طرف چلتا ہوا دریاؤں کے مقام اتصال تک پہنچ کر پار نکل جاتا ہے۔ اور شمال کا رخ کر کے دریائے چناب اور پھر دریائے جہلم کا بایاں کنارا لے کر چل پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ خوشاب کے قریب مٹھہ ٹوانہ سے ذرا نیچے کنجال کے مغرب میں گزرتا ہوا کوہستان نمک کی مغربی دیوار کے ساتھ ساتھ کالا باغ پہنچ جاتا ہے۔ یہاں سے پہاڑوں کی رکاوٹ پیدا ہو جانے کی وجہ سے یہ مغرب کا رخ کر لیتا ہے اور بنوں پہنچ جاتا ہے۔ بنوں سے زاویہ قائمہ بنا کر جنوب کی طرف گھوم جاتا ہے۔ اور منزئی اور کلاچی کے مغرب سے گزرتا ہوا ڈیرہ غازی خاں کی مغربی سرحد سے مل جاتا ہے اور مٹھن کوٹ سے ذرا نیچے دریائے سندھ پار کر کے ریاست بہاولپور کی سرحد کے ساتھ ساتھ چل کر مقام روانگی تک پہنچ جاتا ہے۔

ملتانی زبان کے علاقے کا رقبہ: اس خط کے اندر جتنا علاقہ گھر گیا ہے خواہ وہ موجودہ ملکی تقسیم کے لحاظ سے صوبہ سرحد کا حصہ ہے یا ریاست بہاولپور کا ''ملتانی زبان کا علاقہ'' ہے اور اس میں موجودہ جغرافیوں کے مطابق یہ اضلاع شامل ہیں:

	رقبہ مربع میل
(۱) ریاست بہاول پور	۱۹۱۸۵
(۲) ضلع ملتان	۹۵۵۰
(۳) ضلع مظفر گڑھ	۶۰۰۱
(۴) ضلع میانوالی	۳۹۵۰
(۵) ضلع ڈیرہ اسماعیل خان	۹۲۹۶
(۶) ضلع ڈیرہ غازی خان	۵۴۲۸
میزان	۳۸۵۹۳

مغربی پنجاب کا رقبہ : ۶۲۰۴۶ مربع میل

دونوں کا تناسب = ملتانی زبان کا علاقہ : مغربی پنجاب

۳۱ ۲۴

ریاست بہاولپور (جیسا کہ منسلکہ نقشے سے ظاہر ہے اضلاع ملتان مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان سے ملحق ہے۔ مختلف اوقات میں اس کی شمال مغربی حدود مختلف رہی ہیں۔ یعنی ایک وقت میں مظفر گڑھ کے جنوبی علاقے کا کچھ حصہ اور ڈیرہ غازی خان کے جنوب مشرق علاقے کا کچھ حصہ ریاست بہاولپور میں شامل رہا ہے۔

ریاست بہاولپور کے مشرق میں صحرائے راجپوتانہ ہے اور دریائے ہاکڑہ یا ہکڑہ (جو قدیم زمانے میں یہاں بہتا تھا) اس کی حد بندی کرتا ہے۔ ریاست کا اکثر علاقہ ریگستانی ہے۔ جسے گذشتہ بیس پچیس برس سے زیر کاشت لایا گیا ہے۔ تمدنی لحاظ سے یہ ملتان، مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان سے مختلف نہیں۔ بلکہ اس خطے کا جزو اعظم ہے۔ اس کے باشندوں میں صحرانشین اقوام کی تمام صفات پائی جاتی ہیں۔ اسلاف پرستی

قدامت پسندی اور قناعت ان کا طرہ امتیاز ہے۔ کھیتی باڑی شتر بانی اور بھیڑ بکریاں پالنا بیشتر آبادی کا پیشہ ہے۔

مستشرقین کی کچھ متضاد باتیں: یہاں کی زبان کو یوروپین مستشرقین نے بہاولپوری اور اچّی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ حالانکہ یہ اس زبان سے قطعاً مختلف نہیں جو ''ملتانی زبان کے علاقے'' کے باقی حصوں میں بولی جاتی ہے۔ ماہرین لسانیات نے اس علاقے کی زبان کے متعلق کچھ ''بہت دلچسپ'' باتیں کہی ہیں مثلاً :—

(۱) ''سندھی دریائے سندھ کے نچلے حصے کی وادیوں میں ملتان سے ساحل بحر تک بولی جاتی ہے۔ یہ یورپ میں راجپوتانہ کی ہندی بولیوں میں مل جاتی ہے اور پچھم میں بلوچی بولیوں سے۔''[۱]

یہاں 'ملتان سے ساحل بحر تک' کی بولی کو سندھی کہا گیا ہے۔

(۲) ''ملتانی اضلاع ملتان مظفر گڑھ ڈیرہ غازی خان اور ریاست بہاولپور کے شمالی بالائے حصے میں بولی جاتی ہے۔''[۲]

اس بیان میں ریاست بہاولپور کی زبان کو ملتانی کہا گیا ہے۔

(۳) ''سندھی میں اگرچہ سی نہیں ہے تاہم یہ لہندا سے بہت قریبی تعلق رکھتی ہے۔ اتنا قریبی کہ تقریباً سندھ کے بہت بڑے حصے میں نصف لہندا اور نصف سندھی بولی جاتی ہے اور جنوبی لہندا میں تو تلفظ بھی سندھی ہے[3]۔''

۱- ہندوستانی لسانیات کا خاکہ- جان بیمز- مترجمہ سید احتشام حسین دانش ل- لکھنؤ مارچ ۱۹۴۸ع ص ۸۱-

2. *Linguistic Survey of India*, George, Greirson, Government of India Press, 1919, Volume VIII, Part I Page 239.

۳- ایضاً ص ۲۳۴-

جنوبی لہندا سے جارج گریرسن ملتانی مراد لیتے ہیں۔ گویا اس نظریئے کے ماتحت ریاست بہاولپور، ڈیرہ غازی خاں، مظفر گڑھ اور ان علاقوں کے جنوب میں صوبہ سندھ کے شمالی حصے کی زبان ''نصف لہندا اور نصف سندھی'' ہے۔ بلکہ سندھی سے زیادہ قریب ہے۔ جارج گریرسن اس خطے کی زبان کو لہندا ہی کہتے ہیں۔ لہندا اور سندھی کا آمیزہ نہیں کہتے۔ مگر ساتھ ہی اس حقیقت سے انکار بھی نہیں کر سکتے کہ یہ زبان بلحاظ ذخیرہ الفاظ اصول قواعد اور تلفظ سندھی ہے۔ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:۔

(4) Dr. Trump on page 11 of his Sindhi Grammar states that the modern dialect of Sindhi is called Siraiki and adds that this is the purest form of the language. This is also the opinion of the inhabitants of the country who have a proverb that the learned man of the Lar (or lower Sindh) is but an ass in the Siro.[1]

(ترجمہ) اپنی سندھی گرامر کے ص ۱۱ پر ڈاکٹر ٹرمپ لکھتے ہیں کہ سندھی کی شمالی بولی کا نام سرائیکی ہے۔ اور یہ سندھی کی خالص ترین شکل ہے۔ اس علاقے کے باشندوں کی رائے بھی یہی ہے کیونکہ ان کے ہاں ایک محاورہ ہے کہ لاڑ یعنی جنوبی سندھ کا عالم شمالی سندھ میں محض گدھا ہے۔ (لاڑ جو پڑھیو سرے جو ڈھگو)

غلط فہمی: یہاں سے اس غلط فہمی کا آغاز ہوتا ہے جس کا شکار نہ صرف جارج گریرسن ہوئے ہیں بلکہ ان کے بعد کے تمام

1. *Linguistic Survey of India*, George Greirson, Government of India Press, Calcutta, 1919, Volume VIII, Part I, Page 359.

ماھرین لسانیات اور ان کے مُتّبعین جنھوں نے ملتانی زبان کو پنجابی اور لہندا یا ھندی تینوں کی شاخ بیان کیا ھے۔ مذکورہ بالا بیان سے ظاھر ھوتا ھے کہ شمالی سندھ کی زبان کا نام سرائیکی ھے اور یہ خالص ترین شکل ھے سندھی کی۔ ڈاکٹر ٹرمپ کے علاوہ سندھ کے باشندوں کا خیال بھی یہی ھے اور ان کا محاورہ بھی یہی کہتا ھے مگر جب اس علاقے (شمالی ھند) کے نمونے موصول ھوئے تو یہ سب کے سب ملتانی نکلے اور جارج گریرسن پریشان ھو گئے۔ فرماتے ھیں :

"From every district of Sindh (except Thar and Parker) specimens have been received of the language locally known as Siraiki. On examination it turns out that in every case this language is not Sindhi at all but is form of Lahnda closely allied to the Hindki of Dera Ghazi Khan..... The Siraiki form of Lahnda is nowhere the language of any locality"[1]

(ترجمہ) سندھ کے ھر ضلع سے (سوائے تھر اور پارکر کے) ایک ایسی زبان کے نمونے موصول ھوئے ھیں۔ جسے مقامی طور پر سرائیکی کہتے ھیں۔ لیکن معائنہ کرنے پر ھر ایک نمونہ ایک ایسی زبان کا نکلا جو سندھی ھرگز نہیں ھے بلکہ لہندا کی ایک صورت سے متشابہ ھے اور ضلع ڈیرہ غازی خاں کی ھندکی سے قریبی مناسبت رکھتا ھے..... لہندا کی سرائیکی صورت کسی مقام کی کہیں بھی بولی نہیں ھے"

اس بیان سے ظاھر ھوتا ھے کہ

(1) *Linguistic Survey of India*, George Greirson, Government of India Press, Calcutta, 1919, Volume VIII, Page 359.

(۱) شمالی سندھ کے اضلاع سے سرائیکی کے نمونے موصول ہوئے۔

(۲) مگر ان نمونوں کو سندھی نہیں کہا جا سکتا تھا کیونکہ یہ ڈیرہ غازی خاں کی بولی ہندکی سے زیادہ قریب تھی لہذا فیصلہ کر دیا گیا کہ

(۳) سرائیکی کہیں بھی کسی علاقے کی زبان نہیں۔ حالانکہ ڈاکٹر ٹرمپ اس زبان کا وجود تسلیم کر چکے ہیں۔ مقامی باشندے سب کے سب اس زبان کے وجود کو مانتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس کے نمونے بھی موصول ہوتے ہیں مگر جارج گریرسن اس کے وجود تک سے انکار کر جاتے ہیں اور اسے لہندا ہی کی ایک شاخ سمجھتے ہیں۔ اس بہت بڑی غلط فہمی کی وجہ صرف یہ ہے کہ ملتانی کے وجود کو علیحدہ زبان کی حیثیت نہیں دی گئی تھی اور لہندا کی حدود کو کھینچ تان کر اس پر حاوی کر دیا گیا تھا۔ اگر ''ملتانی زبان کے علاقے'' کی زبان کو علیحدہ حیثیت سے تسلیم کرلیا جاتا اور زبانوں کے پھیلاؤ کا رخ ''شمال سے جنوب کی طرف'' کی بجائے ''جنوب سے شمال کی طرف'' بدل دیا جاتا تو یہ بہت بڑی غلطی سرزد نہ ہوتی۔ جیسا کہ گذشتہ اوراق میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے بات دراصل یہ ہے کہ :-

سرائیکی کی حقیقت :

(۱) صوبہ سندھ جس میں ''ملتانی زبان کا علاقہ'' بھی شامل ہے ہمیشہ سے ایک علیحدہ خطہ رہا ہے۔ کیا بلحاظ سیاسی تقسیم اور کیا بلحاظ تمدن تہذیب اور حکومت۔

(۲) اس سر زمین کی زبان ایک ہی تھی جس میں ضلع بہ ضلع تھوڑا تھوڑا اختلاف تھا۔

(۳) ۱۱۱۱ ہجری میں شمالی سندھ یعنی ملتانی زبان کا علاقہ عملاً جنوبی سندھ سے علیحدہ ہو گیا اور ملتانی اور سندھی مختلف حالات میں علیحدہ علیحدہ ترقی پانے لگیں۔

(۴) لہندا زبان پر جو ملتانی کے اثرات ہیں وہ اس وجہ سے ہیں کہ زبان کا پھیلاؤ جنوب سے شمالی کی طرف ہوا۔ نہ اس رخ سے کہ لہندا سندھ تک پہنچی اور ملتانی کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہوئی سرائیکی کو بھی ہضم کر گئی۔

''سیرو'' سندھی میں ''سر'' کو کہتے ہیں۔ اس سے مراد صوبہ سندھ کا شمالی علاقہ ہے اور سرائیکی سے مراد

(۱) شمالی سندھ کی زبان کے علاوہ

(۲) سرداروں کی زبان بھی ہے کیونکہ سرائی سندھی زبان میں سردار کو بھی کہتے ہیں۔ لہذا سرائیکی زبان کے معنی ہوئے سرداروں کی زبان۔ اس کے علاوہ سرائی ایک قوم بھی ہے جو ''ملتانی زبان کے علاقے'' کے کونے کونے میں پھیلی ہوئی ہے۔ ڈیرہ غازی خاں کے جنوب مشرقی علاقے میں سرائیوں کا مرکز اب بھی موجود ہے جہاں حضرت صاحب سرائی کے مزار پر بلوچستان اور صوبہ سندھ کے ہزاروں زائرین ہر سال چڑھاوا چڑھاتے ہیں۔ یہ خاندان پیر خانہ ہونے کی حیثیت سے سرائی مشہور ہے۔

''سندھی ادب'' میں سندھی زبان کو علاقائی لحاظ سے ان چار شاخوں میں تقسیم کیا گیا ہے:-

(۱) وچولی جو وسط سندھ میں بولی جاتی ہے۔[۱]

(۲) سرائیکی یا سریلی جو سندھ کے مشرقی حصہ میں بولی

۱- سندھی ادب - پیر حسام الدین راشدی، ادارہ مطبوعات پاکستان کراچی، پمفلٹ نمبر ۶ — ص ۸ تا ۱۱۔

جاتی ہے جس میں بہاولپور کا علاقہ بھی گنا جاتا ہے۔

(۳) تھریلی - جو تھرپارکر کے علاقہ میں بولی جاتی ہے۔

(۴) کچھی جو کچھ اور کاٹھیاواڑ کے علاقہ میں رائج ہے۔

خاص سندھ میں جو زبان بولی جاتی ہے وہ وچولی ہے اور یہی موجودہ سندھی ہے اس بیان کے مطابق بہاولپور کی زبان سرائیکی ہے۔

''آچ'' بہاولپور کا ایک بہت قدیمی قصبہ ہے۔ اسلامی دور حکومت میں ملتان کے بعد ''آچ'' ہی علم و عرفان کا بہت بڑا مرکز تھا۔ شیخ محمد اکرام فرماتے ہیں:-

''مغربی پنجاب میں ملتان کے بعد اشاعت اسلام کا دوسرا بڑا مرکز اچ تھا جو پنجاب کے پانچ دریاؤں کے سنگھم (پنج ند) کے قریب ایک قدیمی قصبہ ہے۔''[1]

اس نسبت سے اس قصبے کی بولی کو اُچّی کہا گیا ہے حالانکہ یہ بہاولپور یا ملتانی سے یا ''ملتانی زبان کے علاقے'' کی زبان سے ذرا بھی مختلف نہیں۔ جارج گریرسن اُچّی زبان کے متعلق فرماتے ہیں:-

"Uchi the language of the town of Uch (Uch or Ooch of the maps) is really another name for the Multani dialect of Lahnda."[2]

(ترجمہ) اُچّی جو قصبہ اُچ کی زبان ہے (اُچ کو نقشوں میں اُچ یا اُوچ دکھایا گیا ہے) در اصل لہندا کی ملتانی بولی کا دوسرا نام ہے۔

ان بیانات کے پیش نظر یہ ماننا پڑیگا کہ سرائیکی بجز ملتانی کے

۱- آب کوثر - شیخ محمد اکرام، ایم - اے، شائع کردہ فیروز سنز لاہور، بار سوم ۱۹۵۲ء - ص ۳۰۹ -

2. Linguistic Survey of India, George Greirson, Government of India Press, Calcutta, 1919. Introductory, Chapter XII, Page 136.

اور کچھ نہیں۔

ابوالفضل کی فہرست : چنانچہ تاریخ اس بات پر شاھد ھے کہ وادئی سندھ یعنی ''ملتانی زبان کے علاقے'' کی زبان کو جہاں ملتانی، جٹکی، ھند کو، جگدالی وغیرہ کے ناموں سے موسوم کیا گیا ھے وھاں اسے سرائیکی کا نام بھی دیا گیا ھے۔ تحریر میں ملتانی کا لفظ زبان کے معنوں میں سب سے پہلے غالباً آئین اکبری میں استعمال ھوا ھے۔ ابوالفضل ھندوستان کی مستقل بولیوں کا ذکر اس طرح کرتا ھے :-

''دھلوی، بنگالی، ملتانی، مارواڑی، گجراتی، تلنگی، مرھٹی کرناٹکی، سندھی، افغانی، شال، بلوچستانی اور کشمیری۔''[1]

ملتان کی تاریخ : ملتان کو چونکہ زمانہ قبل از تاریخ سے اھمیت حاصل رھی ھے۔ اس لئے ملتان کے صوبے یا ملتان کی راجدھانی کی زبان نظر انداز نہیں کی جا سکتی تھی۔ ملتان کا ضلع تین اطراف سے دریاؤں سے مسدود ھے۔ ملحقہ اضلاع کی بولیاں دریاؤں کی وجہ سے اس علاقے کی بولی پر بہت کم اثر انداز ھوئی ھیں اور ملتانی ان قدرتی رکاوٹوں کی وجہ سے محفوظ رھی ھے۔ طرز تمدن کے لحاظ سے یہاں کے لوگوں میں اور ''ملتانی زبان کے علاقے'' کے دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہیں ڈیرہ اسماعیل خاں کے بہت بڑے خاندان سینکڑوں سالوں سے یہاں آباد ھیں اور باوجود اس کے کہ ڈیرہ اسماعیل خان صوبہ سرحد کا ایک ضلع ھے اس کے معاشی اور تجارتی تعلقات ملتان کے ساتھ بدستور قائم ھیں۔ صوبہ ملتان چونکہ مختلف حکومتوں کے زیر نگین رھا ھے اس لئے اس کی زبان پر مختلف زبانوں کے اثرات

۱۔ آئین اکبری، ابوالفضل، اردو ترجمہ، جلد سوم، زبانہا۔ نولکشور پریس، ص ۴۵۔

کا ہونا ناگزیر ہے۔ زمانہ قبل از تاریخ سے ۴۱۸ھ تک کے واقعات ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس کے بعد کا زمانہ بڑا پُر آشوب زمانہ ہے اور ملتان کا صوبہ شمال مغربی حملہ آوروں کی آماجگاہ بنا رہا ہے۔ دہلی کے تخت پر اگرچہ محمد غوری کے بعد سے مختلف خاندانوں کی حکومت کا آغاز ہو چکا تھا تاہم ملتان کا صوبہ عملاً مرکزی حکومت سے الگ تھلگ رہا۔

"۱۲۱۸ء میں چنگیز خاں نے مغربی ترکستان پر حملہ کیا اور اس کے بعد متواتر تین صدیوں تک علاقہ ملتان مغلوں کے حملوں کی آماجگاہ بنا رہا۔ اس زمانے میں اگرچہ ہندوستان کی مرکزی حکومت دہلی میں تھی اور صوبہ ملتان برائے نام ہی حکومت کے ماتحت سمجھا جاتا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ حکومت ہر عملی پہلو سے ایک خود مختار حکومت ہی تھی۔"[1]

ناصر الدین قباچہ نے ۱۲۱۰ء سے ۱۲۲۷ء تک یہاں خود مختارانہ حکومت کی۔ ۱۲۲۷ء میں سلطان شمس الدین التمش کے اوچ فتح کرنے کے بعد ملتان کو بھی فتح کر لیا اور ملک عزیز الدین ایاز کو اس صوبے کا حاکم بنا دیا۔ لیکن یہ صوبہ پھر آزاد ہو گیا ۱۲۳۶ء میں سلطان التمش نے دوبارہ ملتان پر حملہ کرنا چاہا کہ پیام اجل آ گیا۔ ملک کبیر خان ملتان ہی کا حاکم تھا جو سلطانہ رضیہ کو دہلی کا تخت دلوانے کی سازش میں شریک تھا۔ اس نے ۱۲۳۹ء میں بغاوت کی۔ سلطانہ رضیہ نے ملتان پھر فتح کر لیا۔ لیکن اسی زمانے میں سیف الدین حسین نامی مشہور ترک کو غزنی سے نکال دیا گیا۔ تو اس نے ملتان پر قبضہ کر لیا اور اپنے نام کا سکہ

۱۔ "مرقع ملتان" سید اولاد علی گیلانی، ایم۔ اے، مکتبہ فیروز سنز لاہور ۱۹۳۶ء ص ۹۸۔

بھی جاری کر دیا۔ اوچ پر کبیر نے موقع پا کر اپنی حکوت قائم کر لی۔ جہاں وہ ۱۲۴۱ع تک حاکم رہا۔ اس کے بعد بغاوتوں اور مار دھاڑ کا سلسلہ کئی سال تک جاری رہا یہاں تک کہ ۱۲۷۰ع میں غیاث الدین بلبن کا بیٹا سلطان محمد ملتان کا حاکم بنا۔ اس نے دو دفعہ شیخ سعدی شیرازی کو اپنے دربار میں طلب کیا لیکن تقاضائے عمر کی وجہ سے شیخ نے انکار کر دیا اور گلستان اور بوستان کے نسخے اپنے ہاتھ سے لکھ کر بھجوا دیے۔

''یہی وہ زمانہ ہے جب اس مشہور و معروف کتاب کا چرچا ہندوستان میں ہوا۔''[1] ۱۲۸۴ع میں سلطان محمد نے مغلوں کو شکست دی۔ لیکن بد قسمتی سے وہ اپنے ساتھیوں سے علیحدہ ہو گیا اور دشمنوں نے موقع پا کر اسے قتل کر دیا۔ مورخین اسے ''خان شہید'' کے لقب سے یاد کرتے ہیں۔ امیر خسرو اپنی مشہور مثنوی قران السعدین میں اسی لڑائی میں مغلوں کے ہاتھوں گرفتار ہونے کا ذکر کرتے ہیں اور ایک شعر میں ملتانی کا لفظ ''جُل'' بڑی خوبی سے استعمال کرتے ہیں ؎

من کہ بر سر نمے نہادم گل باربر سر نہاد و گفتا جُل

ملتان کی حکومت ''خان شہید'' کے بیٹے کیخسرو کے سپرد ہوئی۔ ۱۲۸۸ع میں ملک جلال الدین فیروز ملتان کا حاکم مقرر ہوا مگر ۱۲۹۰ع میں وہ دھلی پر چڑھائی کر کے تخت و تاج پر قابض ہو گیا۔ اور ملتان میں اپنے بیٹے ارک علی خان کو حاکم بنا دیا۔ ۱۲۹۵ع میں سلطان فیروز دھلی میں قتل

۱۔ مرقع ملتان۔ سید اولاد علی ایم اے۔ مکتبہ فیروز سنز لاہور ۱۹۳۶ع ص ۱۰۲

ہو گیا اور اس کے خاندان نے ملتان میں آ کر پناہ لی۔ مگر اس کے بھتیجے علاؤالدین خلجی نے چالیس ہزار سوار ان کے تعاقب میں بھیج دئیے۔ دو ماہ کے محاصرے کے بعد شہر والوں نے تنگ آ کر شہزادے حملہ آور فوج کے حوالے کردئے۔

۱۳۰۵ء میں ایبک خان کے ماتحت مغلوں نے حملہ کیا مگر یہاں کے حاکم غازی بیگ نے انہیں شکست دی۔ ۱۳۲۱ء میں غازی بیگ تخت دھلی پر قابض ہو گیا اور غیاث الدین کا لقب اختیار کیا۔ اس ملتان کی جامع مسجد پر ایک کتبہ کندہ کرایا۔ کہ ہم نے ۲۹ بار مغلوں کو شکست دی اس لئے ہم کو ملک الغازی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

۱۳۳۴ء میں ابن بطوطہ اوچ سے ملتان آیا۔ وہ لکھتا ہے کہ

''اوچ سے میں ملتان گیا۔ یہ شہر صوبہ سندھ کا صدر مقام ہے اور اس صوبہ کا امیر الامرا یہاں رہتا ہے ....''[1]

۱۳۵۹ء سے ۱۳۹۶ء تک مختلف حاکم ہوئے ان میں خضرخان قابل ذکر ہے جس کو امیر تیمور نے دھلی سے واپسی پر ملتان کا حاکم مقرر کیا۔ ۱۴۰۵ء میں افواج دھلی نے خضر خاں پر حملہ کیا۔ تلمبہ کے قریب مقابلہ ہوا لیکن مقامی فوج نے شکست کھائی۔ لیکن خضرخاں کو پاک پٹن کے قریب فتح نصیب ہوئی اور اس نے اپنی طاقت بڑھا کر دھلی پر قبضہ کر لیا۔ یہ ۱۴۱۴ء کا واقعہ ہے۔ اس نے خاندان سادات کی بنیاد ڈالی۔ یہ تیسرا حاکم ملتان ہے جس نے دھلی کے تخت پر قبضہ کیا۔ اس خاندان نے ہندوستان پر ۳۸ سال حکومت کی۔

۱۔ عجائب الاسفار۔ اردو ترجمہ۔ نولکشور پریس جلد دوم ص ۸۳۔

خاندان سادات کی حکومت کے دوران میں پھرطوائف الملوکی شروع ہو گئی۔ آخر اہالی ملتان نے اپنا حاکم خود ہی مقرر کرلیا۔ اور شیخ یوسف کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ۱۴۴۳ء میں سکے بھی ان کے نام کے جاری ہوئے۔ مگر تھوڑے ہی عرصے بعد رائے سہرہ نے دھوکے سے ملتان پر قبضہ کر لیا اور قطب الدین لنگاہ کا لقب اختیار کرکے حکومت کرنے لگا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا حسین خاں لنگاہ تخت پر بیٹھا۔ اس نے ارد گرد کے کچھ علاقے فتح کئے اور دودائی بلوچوں کو آباد کیا جو مغلوں کے حملوں کی تاب نہ لا کر سندھ و بلوچستان سے بھاگ کر یہاں آگئے تھے۔ دھلی کی طرف سے ایک اور ناکام حملہ ہوا۔ اور اسی دوران میں ملک سہراب داود زئی اپنی قوم اور قبیلہ سمیت علاقہ کیچ و مکران سے ہجرت کرکے سلطان حسین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سلطان نے اس امدادی جمعیت کو غنیمت جانا اور کچھ علاقے اس کے سپرد کردئیے۔ یہ سنتے ہی رفتہ رفتہ سندھ کے باقی بلوچ قبیلے بھی ہجرت کرکے یہاں آگئے۔ اور اس کے بعد جام بایزید اور جام ابراھیم دو معزز سردار بھی حاکم ٹھٹھہ سے ناراض ہو کر یہاں آگئے۔ سلطان حسین کے بعد اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ مگر اس کے وزیر نے اسے مروا دیا۔ اس کے بعد اس کا پوتا سلطان محمود تخت نشین ہوا مگر یہ نااھل ثابت ہوا۔'' اسی زمانے میں شاھان دھلی سے ایک عہد نامہ ہوا جس کی رو سے دریائے راوی کو سلطنت دھلی اور سلطنت ملتان کے درمیان حد فاصل قرار دیا گیا''[1]۔ سلطان محمود کا ۱۵۲۰ء میں انتقال ہو گیا۔ اور اس کے بعد پھر افراتفری کا دور شروع ہو گیا۔

۱- مرقع ملتان۔ سید اولاد علی گیلانی۔ مطبع فیروز سنز لاہور ۱۹۳۶ء ص ۱۰۹۔

لیکن فوراً ھی بعد امن وامان قائم ھو گیا ۔ اور ایسا قائم ھوا کہ ۱۵۲۸ع سے ۱۷۵۲ع تک کوئی بدامنی کا واقعہ پیش نہ آیا ۔ یہ خاندان مغلیہ کا دور حکومت ھے ۔ اس زمانے میں ''زراعت میں ترقی ھوئی ۔ تجارت کو فروغ ھوا ۔ اور ملتان تجارتی لحاظ سے ایران اور ھندوستان کے مابین ایک تجارتی مرکز بن گیا ۔ صوبہ ملتان کا صدر مقام بھی شہر ملتان تھا اور اس کے رقبہ میں جنوب مغربی علاقہ پنجاب کے علاوہ پورا صوبہ سندھ بھی شامل تھا ۔''[1]

اس کے بعد کا دور پھر مختلف حکومتوں کا دور ھے ۔ بادوزئی ، یاموزی، ترین، بایر، خاکوانی اور مختلف قبائل یہاں کے سردار بنتے رھے ۔نواب مظفر خاں کا دور آیا ۔ سکھوں کے حملے ھوئے ۔ دیوان ساون مل اور مول راج کی حکومت قائم ھوئی۔ اور بالاخر جنوری ۱۸۴۹ع میں انگریزوں نے اس قدیم شہر کو فتح کر لیا ۔

تاریخی نتائج : ان تاریخی واقعات سے (جنھیں بہت اختصار سے قلمبند کیا گیا ھے) ذیل کے امور ثابت ھوتے ھیں :۔

۱۔ خاص شہر ملتان کو کم از کم تین مشہور بادشاھوں کی جائے پیدائش ھونے کا فخر حاصل ھے ایک محمد تغلق شاہ جن کے نام پر ایک محلہ کوٹلہ تولے خان (تغلق خان) کے نام سے آج تک موسوم ھے ۔ دوسرے بہلول لودھی جو ''محلہ حسین آگاھی کے مکان قاضیانوالا میں پیدا ھوئے''[2] اور تیسرے احمد شاہ ابدالی ۔

۱۔ مرقع ملتان ۔ سید اولاد علی کیلانی ۔ مطبع فیروز سنز لاھور ص ۱۱۱ ۔

۲۔ ایضاً ص ۱۳۳ ۔

۲- یہاں کے تین حاکموں نے دھلی کے تخت پر قبضہ کیا اور مستقل شاھی خاندانوں کی بنیاد ڈالی ۔

۳- صوبہ ملتان کی حکومت دھلی کی سلطنت سے ھمیشہ الگ رھی پھر بھی مرکزی حکومت کے امور میں یہاں کے حاکموں کا عمل دخل رھا ۔

۴ - افراتفری کا دور یہاں کی زبان کے حق میں بہت مفید ثابت ھوا ۔ کیونکہ نت نئے خاندان ، اقوام اور قبائل یہاں آ کر آباد ھوتے رھے ۔ اور مختلف نسلوں کے امتزاج کا سلسلہ صدیوں تک قائم رھا ۔ جس سے یہاں کی زبان بڑی آزادی سے آگے بڑھتی رھی اور فراخدلی سے سندھی ، پشتو ، بلوچی ، ترکی ، ایرانی اور عربی الفاظ و تراکیب قبول کرتی رھی ۔

۵ - اس علاقے کی تاریخ کوئی ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کرتی جس میں انتقال آبادی دھلی یا لاھور سے ملتان کی طرف ھوا ھو ۔ برعکس اس کے جس قدر بھی واقعات ملتے ھیں ان میں عساکر اور افواج اور عوام و خواص ھمیشہ ملتان سے دھلی اور پنجاب کی طرف گئے ھیں ۔

ملتان کے صوبے میں اضلاع مظفر گڑھ ، ڈیرہ اسمعیل خاں اور ڈیرہ غازی خاں (موجودہ تقسیم کے لحاظ سے) بھی شامل رھے ھیں ۔ للہذا ان کی علیحدہ تاریخ لکھنا تحصیل حاصل ھوگا ۔ اتنا ضرور ھے کہ مختلف ازمنہ میں مختلف اقوام نے چھوٹی چھوٹی راجدھانیاں قائم کر لی تھیں جن کی حیثیت سرداری سے زیادہ نہ تھی ۔

اس علاقے میں چونکہ بلوچوں کا بہت عمل دخل رھا ھے جیسا کہ گذشتہ سطور میں اشارہ کیا گیا ھے اس لئے بلوچ اقوام کا مختصر سا ذکر دلچسپی سے خالی نہ ھوگا ۔

بلوچ اقوام: بلوچیوں کا ذکر اگرچہ فردوسی کے شاھنامے میں بھی ملتا ھے تاھم اس قوم کی صحیح تاریخ اب تک مرتب نہیں ھو سکی۔ تاریخ بلوچستان کے مصنف کا کہنا ھے کہ

"وجہ تسمیہ لفظ بلوچ کی یہ ھے کہ زبان حلبی میں بلوچ بادیہ نشین کو کہتے ھیں جو لوگ ھمیشہ صحرا اور دامن کوھستان میں خانہ بدوش رھنے والے ھوں۔ ان کو بلوچ کہا جاتا تھا[1]۔" اور یہ ھے بھی صحیح کیونکہ اس قوم کی عادات و اطوار و خصائل ان خصوصیات کی حامل ھیں جو صحرا نشین خانہ بدوش اقوام میں پائی جاتی ھیں۔ ملک غلام رسول کورائی نے بلوچوں کی تاریخ لکھنے کی کوشش کی ھے مگر ان کی کتاب بھی محض چند بلوچی قبائل کے انفرادی حالات کا مرقع ھے۔ مبسوط تاریخ نہیں۔[2] البتہ بلوچ اقوام کے خصائص کے متعلق جو بیانات گزٹیروں میں یا تواریخ ضلع ڈیرہ غازی میں ملتے ھیں وہ قابل قدر ھیں۔

"جب کوئی شخص واقف خواہ غیر واقف کسی بلوچ کے گھر جاوے تو اس کو وہ بلوچ روٹی گھاس دانہ پانی ضرور دیتا ھے ..... اگر بلوچ کے گھر کچھ نہ ھو تو وہ ترضہ اٹھا کر روٹی کھلاتا ھے..... اگر دشمن گھر میں آ جاوے جس کے قتل کرنے کا ارادہ ھو تو اس کی بھی گھر

۱- تاریخ بلوچستان از رائے بہادر ھتو رام سی آئی ای - مطبع نولکشور لاھور ۱۹۰۷ ع ص ۷۔

۲- ملاحظہ ھو تاریخ بلوچیان یا بلوچ پنجاب میں مولفہ سردار غلام رسول خان بلوچ قرائی مطبوعہ روز بازار الیکٹرک پریس ھال بازار - امرتسر۔

آئے کی خاطر ہر طرح سے کرتے ہیں[1]"

"حسب قاعدہ ہندوستان راگ راگنی اور سر تال سے گاتا کم ہے۔ لاکن بلوچ لوگ مراثیان سے شعر جنگ بلوچی سن کر خوش ہوتے ہیں[2]"۔

"اگر کسی شخص کو کوئی لفظ رھزن سے پکارے تو وہ اپنی عزت سمجھتا ہے۔۔۔۔ زیادہ تر شوق ان کا گھوڑے پر سوار ہونا جنگ کرنا شعر جنگ مراثیان سے سننا ہے۔ مار دھاڑ پر خوش رہتے ہیں۔۔۔۔ جب کسی سے عداوت ہو جائے تو پھر صلح مشکل سے ہوتی ہے۔"[3]

"کبھی کبھی دو گروہ لڑکا یا جوان جدا جدا جمع ہو کر بطور جنگ پتھر یا لکڑی سے باہم ایک دوسرے کو مارتے ہیں۔ اگر کسی کو کوئی ضرب آ جاوے تو برا نہیں مانتے"[4]

"وقت جنگ بعض بعض جامہ کو اوپر کمر سے باندھ لیتے ہیں۔ بعض بہادر لوگ چادر سے دونوں ران اپنی ٹانگ کی باندھ لیتے ہیں کہ ہم وقت لڑائی بھاگنے نہ پاویں۔ ہنگام جنگ فرار ہونے کو عیب سمجھتے ہیں۔۔۔۔۔ مستورات اپنی اپنی تمن کو وقت جنگ کے پانی پلاتی ہیں اور اپنے لڑکوں اور خاوند کی نعش اوٹھاتی ہیں۔ عورتوں کو کوئی نہیں مارتا۔۔۔۔۔ لڑکا نابالغ کو دشمن نہیں مارتے تاوقتیکہ وہ لڑکا پاجامہ نہ پہنے۔"[5]

۱۔ تواریخ ضلع ڈیرہ غازی خان حسب الحکم گورنمنٹ پنجاب۔ مطبع وکٹوریہ پریس لاہور میں ۱۸۷۶ ع میں چھپی۔ ص ۱۵۲

۲۔ ——— ایضاً ——— ص ۱۵۲

۳۔ ——— ایضاً ——— ص ۱۵۳

۴۔ ——— ایضاً ——— ص ۱۵۴

۵۔ ——— ایضاً ——— ص ۱۵۵

"جب ایک دفعہ دشمنی سخت ہو جاوے تو پھر دلی صلح ہونی نہایت مشکل ہے۔ پشت ہا پشت تک ایک دوسرے کے خون کے پیاسے رہتے ہیں ..... دوستی میں بھی پکے ہیں۔ کامل درجہ کی مدد جنگ وغیرہ کارہائے دنیاوی میں دوست کو دوست دیتا ہے۔"[1]

یہی تھیں وہ صفات جن کی بدولت انگریزوں کی حکمت عملی نے انہیں پس افتادہ رکھا۔

انگریز حکمرانوں کی رائے: اس دور اندیش حاکم قوم کی رائے "ملتانی زبان کے علاقے" کے باشندوں کے متعلق یہ تھی:-

"۱۶- دریائے بیاس سے لے کر دریائے چناب تک ہندو نسل پھیلی ہوئی ہے۔ اگرچہ مسلمان بھی ادھر ادھر کافی تعداد میں ہیں اور جنوبی حصے میں تو واقعی ان کی اکثریت ہے تاہم یہ مسلمان اصلاً اور نسلاً ہندو ہیں۔

دریائے چناب سے لے کر دریائے سندھ کے خطے میں وہ لوگ آباد ہیں جنہوں نے ہندو مت چھوڑ کر اسلام قبول کیا ہے اور دریائے سندھ کے پار کے علاقے میں خالص مسلمان نسل کا تغلب ہے۔

پنجاب کی کل آبادی کا دو تہائی حصہ مسلمان ہے اس میں خالص اور غیر خالص دونوں قسم کے مسلمان شامل ہیں۔ باقی ایک تہائی آبادی میں نصف تعداد ہندوؤں کی ہے اور نصف سکھوں کی۔ سب سے زیادہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ یہ ہندو نسلیں خواہ اسلام قبول کر چکی ہیں خواہ ابھی تک آبائی مذہب کی پیرو کار ہیں اپنے آپ کو فطرتاً غلام سمجھتی ہیں اور اس عقیدے پر یقین رکھتی ہیں کہ ان کی تخلیق ہی فرمانبرداری

۱- تواریخ ضلع ڈیرہ غازی خان حسب الحکم گورنمنٹ پنجاب مطبع وکٹوریا پریس لاہور میں ۱۸۷۶ع میں چھپی - ص ۱۵۶

اور محکومی کے لئے ہوئی ہے۔ نفرت کرنے اور مانوس ہو جانے کے لحاظ سے یہ لوگ ہر نئے حاکم کے ساتھ طبعاً ایک جیسا سلوک روا رکھتے ہیں۔ بخلاف اس کے وہ خالص مسلمان نسلیں جو ایشیا کے عرب فاتحین کی اولاد ہیں ابھی تک قدیم ایام عروج کی آزادی عصبیت اور بہادری سے متصف ہیں اور سلطنت کو اپنا ورثہ سمجھتی ہیں۔ ان کا اپنے متعلق عقیدہ یہ ہے کہ ہم ایسی غیر ملکی اقوام ہیں جو اس سر زمین پر حکمرانی کرنے کے لئے آباد ہوئی ہیں۔"[1]

پنجاب ایڈمنسٹریشن رپورٹ کے یہ الفاظ نہ صرف ایک جغرافیائی حقیقت کو بے نقاب کرتے ہیں بلکہ انگریز حکمرانوں کی سیاسی پالیسی کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔ جس کے ماتحت میانوالی، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازی خان اور بہاولپور کو عمداً پس افتادہ رکھا گیا۔

ملتانی زبان پر اس کے علاقے کی پس افتادگی کے اثرات:

اس پس افتادگی اور اقتصادی زبون حالی نے "ملتانی زبان کے علاقے" کے باشندوں کی ضعیف الاعتقادی، قدامت پسندی اور تساہل کی جڑیں اور بھی مضبوط کر دیں جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مذہبی اعتقادات کے ساتھ ساتھ زبان بھی محفوظ اور مامون رہی اور ہمسایہ زبانوں سے ملوث نہ ہو سکی۔ چنانچہ آج بھی یہ تجربہ کیا جا سکتا ہے کہ اس علاقے کا باشندہ مدتوں تک پنجاب کے اضلاع میں رہنے کے باوجود اپنی عادات و اطوار کے ساتھ ساتھ اپنی زبان کو بھی محفوظ رکھتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ ملتانی زبان کے علاقے میں طول و

1. Punjab Administration Report — Superintendent Government Printing Press—for the year 1849-50, paragraph 16.

عرض میں تو ہر جگہ ایک جیسی زبان بولی جاتی ہے مگر دریائی سرحد عبور کرتے ہی زبان مختلف ہو جاتی ہے ۔ گذشتہ اوراق میں ملتانی زبان کا پس منظر تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اب ہم ''ملتانی زبان'' کے عنوان سے اس کے اصول و قواعد ، ذخیرۂ الفاظ ، ادب اور شعر و شاعری پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے ۔

چھٹا باب

ملتانی زبان

"It contains many Panjabi and Sindhi words and has a large vocabulary of its own...Multani is extremely rich in concrete words. Every Agricultural operation has a vocabulary of its own. I have given 26 words connected with the date palm and since they were written I have learnt as many more".[1]

(ترجمہ) ملتانی زبان میں پنجابی اور سندھی کے بہت سے الفاظ ہیں۔ اور اس کا اپنا ذخیرہ الفاظ بھی بہت وسیع ہے۔ ملتانی زبان ٹھوس الفاظ کے ذخیرے کے لحاظ سے بے حد "دولتمند" ہے۔ زراعت کے ہر عمل کے لئے اس کا اپنا ذخیرہ الفاظ ہے۔ میں نے صرف کھجور کے متعلقات کے سلسلے میں ۲۶ الفاظ دئیے ہیں اور ان کے لکھے جانے کے بعد سے تقریباً اتنے ہی اور نئے الفاظ سیکھ لئے ہیں"۔

"There is a flavour of wheaten flour and a reek of cottage smoke about Multani which is infinitely more natural and captivating than any thing which the hide-bound language of Eastern parts of India can show us.....a language loving thorny paths of its own, but there hangs about it, to my mind,somewhat of the charm of wild flowers in a hedge whose untainted luxuriance pleases more than the regular splendour of the partarre.

1. A Glossary of the Multani Language.

There is, however, a large body of unwritten poetry, stories, proverbs, aphorisms and riddles which really repay their study. The great wealth of Multani is in its proverbs.[1]

(ترجمہ) ملتانی زبان جھونپڑوں سے اٹھتے ہوئے دھوئیں اور گندم کے آٹے کی سوندھی سوندھی خوشبوؤں میں لپٹی ہوئی ہے۔ یہ زبان مشرقی ہندوستان کی مصنوعی اور جکڑی ہوئی زبانوں کی نسبت لامحدود طور پر زیادہ قدرتی اور دلکش ہے۔۔۔۔ یہ ایک ایسی زبان ہے جو اپنی خاردار رہگزاروں سے محبت رکھتی ہے۔ لیکن اس کی فضائیں اس سحر سے معمور ہیں جو جھاڑیوں میں اگے ہوئے صحرائی پھول پیش کرتے ہیں۔ ایسے پھول جن کا سادہ اور غیر ملوث حسن بناوٹی گلدستوں کی شان و شوکت سے زیادہ دلفریب ہوتا ہے۔

اس زبان میں شعر و نغمہ، قصہ، کہانی، چیستان، بجھارتوں اور محاوروں کا بہت وسیع ذخیرہ ہے جسے اب تک ضبط تحریر میں نہیں لایا گیا۔ ملتانی کا خزانہ اس کے ضرب الامثال میں ہے۔"

ملتانی کے مختلف نام: ہندوستان کی باقی زبانوں کی طرح ملتانی زبان بھی علاقائی ناموں سے موسوم ہوتی رہی ہے۔ مثلاً ملتان اور اس کے نواح میں اسے ملتانی کا نام دیا گیا۔ بہاولپور کے علاقے میں اسے بہاولپوری کہا گیا۔ آج میں دارالعلوم قائم ہوا تو وہاں کی زبان اچی کہلانے لگی۔ بلوچی اور پشتو بولنے والی اقوام پہاڑوں سے اتر کر میدان میں آئیں تو وہ یہاں کی زبان کو ہندکو کہنے لگیں۔ ڈیرہ غازی خاں کی بلوچی بولنے والوں نے اسے جگدالی اور یغدالی کا نام بھی دیا۔ جس کے معنی ہیں کسانوں یا دہقانوں کی زبان۔ مظفر گڑھ میں جٹ

1. O'Brien—Punjab Government Printing Press, Lahore, 1903.

کسان کو کہتے ہیں۔ لہذا یہاں یہ جٹکی ہو گئی لاڑ (جنوب) کے لوگوں کے نزدیک یہ سرداروں کی تہذیب یافتہ زبان تھی۔ اس لئے انہوں نے بصد احترام اسے سرائیکی اور سرائی کے نام سے پکارا۔ غرض مختلف لوگوں نے مختلف وجوہات کی بنا پر اسے کئی نام دئیے۔ اگرچہ یہ اپنے علاقے میں ایک ہی طرح بولی اور سمجھی جاتی رہی۔ تحریر میں اس کا نام ملتانی ہی آیا ہے اور غالباً سب سے پہلے ابوالفضل نے آئین اکبری میں استعمال کیا ہے (ملاحظہ ہو آئین اکبری جلد سوم نولکشور پریس۔ زبانہا۔ ص ۴۵)۔

ملتانی کی اصلیت: گذشتہ ابواب میں ہم بالصراحت بیان کر چکے ہیں کہ ملتانی زبان نہ تو لہندا کی شاخ ہے اور نہ پنجابی یا مغربی ہندی کی۔ بلکہ ان سب بولیوں سے علیحدہ مستقل اور قائم بالذات زبان ہے اور اس کا رشتہ صرف سندھی سے ہے جو اس کی چھوٹی بہن ہے۔ زمانہ قبل از تاریخ سے (یعنی جب موہنجودڑو کی گود میں ایک تہذیب پرورش پا رہی تھی) آریوں کی آمد تک اور آریوں کے بعد سیتھین، پارتھئین، درد، کشن اور ہن، یونانی، مصری، بلوچی وغیرہ اقوام کی آمدورفت تک یہ زبان اپنے علیحدہ ماحول میں پرورش پاتی رہی۔ قومیں آئیں اور سیلاب کی طرح گذرتی چلی گئیں کیونکہ بے آب و گیاہ چٹیل میدانوں اور ریگزاروں میں ان کے ٹھہرنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ اور اس کے مقابلے میں وسط ہند کی گل پاش اور سرسبز وادیاں زیادہ دلفریب اور دلکش تھیں لہٰذا یہاں کی زبان صدیوں تک کی تاخت و تاراج کے باعث غیر اقوام کی زبانوں سے اثر پذیر تو ہوتی رہی لیکن اپنی اصلیت نہ بھول سکی۔

Type of the wise who soar but never roam.
True to the kindred points of heaven and home.

''ان دانشمندوں کی مانند جو پرواز تو بلندیوں تک کر جاتے ہیں مگر فلک پیمایوں کے باوجود اپنے آشیانے کو فراموش نہیں کرتے (انگریزی کے شاعر ورڈزورتھ کی نظم چنڈول سے خطاب) یہ زبان بھی ''آنکھ طائر کی نشیمن پر رہی پرواز میں'' کے مصداق اپنی خاک سے پیوستہ رہی ۔ اس نے قسم قسم کے پھولوں سے اپنا دامن بھر لیا ۔ باغ باغ سے کلیاں توڑ کر اپنا گلدستہ بنا لیا لیکن ان بیرونی پھولوں اور کلیوں سے اس کا اپنا گل سرسبز ڈھانپا نہ جا سکا ۔ چنانچہ تاریخ شاھد ھے کہ اس زبان نے اپنی انفرادیت کو ھر حالت میں قائم رکھا ۔

قدرتی حد بندی : یہ زبان جس خطے میں بولی جاتی ھے اس کی قدرتی حدبندی کچھ اس طرح سے واقع ھوئی ھے کہ ملحقہ علاقوں کی بولیاں اسے ملوث نہیں کر سکیں۔ تاریخ یہ بتاتی ھے کہ ملتانی تو چھلک کر ملحقہ علاقوں کی بولیوں پر چھا جاتی رھی ھے ۔ لیکن ان بولیوں میں سے کوئی ایک بھی اس پر حاوی نہیں ھو سکی ۔ لہندا پر جو ملتانی کے اثرات ھیں وہ اس قدر زیادہ ھیں کہ گریرسن ایسے ماھر لسانیات نے بھی غلط فہمی کی بنا پر ملتانی کو لہندا کی شاخ سمجھ لیا ۔ اور جب سرائیکی کے نمونے شمالی ھند سے آنے لگے تو سرائیکی کے وجود سے ھی انکار کر دیا ۔ اور لہندا کی حدود کو کھینچ کر اس سرائیکی کو بھی لہندا کی ایک قسم قرار دے دیا ۔ حالانکہ اصلیت اس کے برعکس یہ تھی کہ شمالی سندھ کی سرائیکی اس زبان سے مختلف نہیں جسے ھم ملتانی کے نام سے موسوم کر رھے ھیں ۔ اور جس کا علاقہ جنوباً شمالاً ریاست خیر پور اور تھرپارکر سے لے کر کالا باغ تک ھے ۔

اسی طرح امرتسر کی ماجھ بولی ھیں جو فاعلی لاحقے فعل کے ساتھ لگائے جاتے ھیں تو اس سے بجائے اس کے کہ یہ نتیجہ نکالا جاتا کہ یہ ملتانی کے اثرات ھیں یہ سمجھ لیا گیا کہ ملتانی ھی پنجابی یا مغربی ھندی کی شاخ ھے ۔ حالانکہ نسل کے لحاظ سے ملتانی کا اشتراک سندھی سے ھے پنجابی سے نہیں ۔

ملتانی کے حروف تہجی : ملتانی زبان کی سب سے بڑی خوبی اس کے حروف تہجی کی وسعت میں ھے ۔ بقول ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب ''اردو کو دنیا کی بہت سی زبانوں پر صرف اس وجہ سے فوقیت حاصل ھے کہ اس میں حروف تہجی کی تعداد زیادہ ھے اور یہ اکثر و بیشتر آوازوں کے ادا کرنے کی صلاحیت رکھتی ھے''[1] ۔ اس لحاظ سے ملتانی کو اردو پر بھی فوقیت ھونی چاھئے کیونکہ اس میں پانچ آوازیں اور ان کے حروف ایسے ھیں جو اردو میں نہیں ھیں ۔ یہ حروف ۔

ب ج ڈ گ اور ن

ھیں جو سندھی کے سوا کسی زبان میں نہیں ملتے ۔ صرف ج کی آواز لہندا میں ھے ۔

قوت ادغام : علاوہ ازیں ملتانی کی زبردست قوت اس کے دوسری زبانوں کے الفاظ مدغم کر لینے میں پنہاں ھے باقی زبانیں غیر ملکی الفاظ کو یا تو جوں کا توں رھنے دیتی ھیں یا اس کا تلفظ بگاڑ دیتی ھیں مگر ملتانی زبان ان سے ایک قدم آگے جا کر غیر ملکی الفاظ پر اپنے اصول و قواعد حاوی کر

(۱) قواعد اردو - ڈاکٹر مولوی عبدالحق ۔ انجمن ترقی اردو ھند ۔ اورنگ آباد دکن ۔ بار دوم ۱۹۲۶ ع ص ۸-

دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ملتانی میں (ہندی کی طرح) 'ا' اور 'س' مخالف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ 'س' مثبت معنوں میں اور 'ا' منفی معنوں میں جیسے سوکھا (آسان) اوکھا (مشکل)۔ اب عربی کا لفظ ''ضائع'' ملتانی میں آیا تو پہلے ضایو بنا۔ پھر 'ض' کی آواز اپنے ہم مخرج حرف 'ج' سے بدل گئی اور لفظ ''اجایا'' ہو گیا۔ اس سے ایک اور لفظ ''سجایا'' بنا لیا گیا۔ اور معنی ہو گئے ضائع نہ ہونے والا یا سہل۔ یہ نیا لفظ زبان میں اس قدر گھل مل گیا ہے کہ لسانی تجزیہ بھی بمشکل بتا سکتا ہے کہ سجایا کا ماخذ دراصل عربی کا ''ضائع'' ہے۔ اسی طرح ملتانی کا ''بتی'' دراصل عربی کا ''بطیخ'' ہے اور سلی خانہ ''سلخ خانہ'' بمعنی مذبح ہے۔ ملتانی زبان کی اس قوت ادغام نے بعض عربی الفاظ کو نئے معنی پہنا کر محاورات تک میں استعمال کر لیا ہے۔ مثلاً عربی کا لفظ 'حشر' بمعنی قیامت ملتانی کے محاورے میں استعمال ہوا تو ''حشری لاون'' بن گیا اور معنی ہو گئے کسی کو بدنامی لگانا۔ رسوا کرنا وغیرہ۔

ملتانی کے ضرب الامثال: بقول مسٹر او برائن ملتانی زبان کا خزانہ اس کے ضرب الامثال میں پوشیدہ ہے۔ چونکہ ضرب الامثال کی فہرست بہت طویل ہے۔ اس لئے ہم اختصار سے کام لیتے ہوئے یہاں صرف ایسے ضرب الامثال درج کرتے ہیں جو زبان کے لحاظ سے دلچسپ ہیں یا جو یہاں کے باشندوں کے طرز تمدن، معاشرت اور خیالات پر روشنی ڈالتے ہیں۔

ملتانی زبان کے ضرب الامثال

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
	الف	
۱	اکبر جیہاں بادشاہ بیلو جیہاں جٹ ناں کوئی ہویا پہلے ناں کوئی ہوسی وت	اکبر جیسا بادشاہ اور بیلو جیسا کسان نہ کوئی پہلے ہوا ہے اور نہ کوئی بعد میں ہوگا۔
۲	احمد خان دُرّانی ۔ نوکر گنجا گھوڑی کانی	اونچی دکان پھیکا پکوان۔
۳	اورنگزیب عالمگیر ہکے خوش ہکے دلگیر	ہکے معنی کبھی ۔ معنی صاف ہیں۔
۴	آپ کُلَجّی تے ویڑھے ڈوہ	بے شرم خود ہے اور الزام محلے والوں پر لگاتی ہے۔
۵	آپ نہ جوگی گوانڈہ ولائے	خود مکتفی نہیں اور ہمسایوں کی دعوت کرتی ہے۔
۶	اُجڑ گیاں دے گھر کتھوں وُٹھّے سیر پنجیدے تے ترے پا کھٹّے	برباد شدہ گھر پھر آباد نہیں ہوتے ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ایک سیر روئی دھنوانے پر تین پاؤ کم ہو جاتی ہے یعنی ہر کام میں خسارہ رہتا ہے۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
۷	اندھا راجہ بیداد نگری ایسے سیر وَصل دھیلے سیر مصری	وصل = پیاز۔
۸	اندھی تے اندھا رلیا ھکو جُھکا کلیا	میاں بیوی دونوں اندھے ہوں تو گھر کا برباد ہونا ضروری ہے۔
۹	آپ ہُدّ دی وَیندی نہنگ وَیندی نِچڑیندی	اپنے ڈوبنے کا خیال نہیں بلکہ ڈوبتے ہوئے بھی شلوار نچوڑ رہی ہے۔ نہنگ = نیفہ۔
۱۰	آپ سُسی لُڑھدی وَیندی لوکاں کوں ڈیندی متاں	خود دریا میں بہتی جا رہی ہے اور لوگوں کونصیحت کرتی جاتی ہے کہ دریا میں قدم نہ رکھنا۔
۱۱	آؤبھراوو بَہندے وَنجو ساڈے گھر کاج اے کھاون پیون آپنا ساڈا دل دراز اے	آؤ بھائی بندو بیٹھتے جاؤ ہمارے گھر شادی ہے۔ کھانا پینا تو تمہارا اپنا ہے ہمارا دل وسیع ہے ہم نے
	کانڈھا ڈتو سے کوئی نہ آیا ساڈے متھے بھاگ اے ترکلے نال گھیئو کڈھیو سے وڈا جُنج فراخ اے	دعوت نامے تو بھیجے تھے مگر کوئی آیا نہیں یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ حالانکہ ہم نے بڑی فراخدلی

کا ثبوت دیا اور تکلے سے گھی نکال نکال کر خرچ کر دیا ۔

۱۲ آئے یار پشوری لَش پَش ڈھیر محبت تھوڑی ڈکھاوِن دروازہ لنگھاوِن موری

پشاور کے لوگ خوشامد زیادہ کرتے ہیں اور محبت کم ۔ دکھاتے دروازہ ہیں اور پھر کھڑکی سے گزارتے ہیں ۔ یعنی نمائش زیادہ ہے ۔

۱۳ اچاروں وَڈے نانکے ڈکاروں وڈّے آساں

اچار کے لحاظ سے تو ہمارے ننھیال ہم سے بڑھے ہوئے ہیں مگر ڈکار دینے میں ہم ان سے زیادہ ہیں ۔

۱۴ اُٹھ دا لاڈ ۔ کچاوا ٹوٹے

اونٹ نے نخرہ کیا اور کچاوا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ۔

۱۵ اماں تائیں طمع بابل تائیں راج

اماں کی زندگی تک طمع ہے اور باپ کی زندگی تک حکومت ۔

۱۶ اَمباں دے بھُلاوے اَکّاں کُون گل لا وے

آک کے ڈوڈوں کو آم سمجھ کر اس خیال سے گلے

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
	متاں بو امباں دی آوے ۔	لگاتی ہے کہ شاید ان سے آموں کی خوشبو مل جائے ۔
۱۷	اِیں پھیرے چُھٹسوں بیٹھے مٹی کُٹسوں	اس دفعہ چھوٹ جائیں پھر بیٹھ کر وہی مٹی کوٹنے کا کام کریں گے ۔
۱۸	آن وَرساندی ڈیر ولایا جی وے ابا جی	خاوند کے ساتھ آباد نہ رہنے والی نے دیور کو پھانس لیا ۔
۱۹	اَصَل دی کِرڑی شہتیراں نال چَنبے	رذیل اصل کی چھپکلی شہتیروں کو پنجے سے پکڑتی ہے ۔
۲۰	آلھی آپ نہ سنگے ڈوہ ڈیوے گوڈیاں کُون	اپنا الزام دوسروں کے سر تھوپنا ۔ کھڑا تو خود نہیں ہو سکتا اور الزام لگاتا ہے گھٹنوں پر ۔
۲۱	آدھ من کھوتی پنج من بار کیا کرے سیّد جلال	کمزور جان گدھی پر جس کا اپنا وزن آدھا من ہے پانچ من بوجھ لاد دیا ہے اور اب اس میں سید جلال کا کیا قصور ہے ۔

۲۲ اُٹھ کنکاں چھوڑئیے چُگ چَواھاں کھا
کُتا راج بھائیے چکی چَٹَن جا

ہر چیز اپنی اصلیت کی طرف لوٹتی ہے ۔ اونٹوں کو گندم کے کھیت میں چھوڑ دیا لیکن اس نے گندم کو چھوڑ کر جوانسہ کھانا شروع کر دیا ۔

۲۳ آباھلی کُتی اندھے گُلّر جنڑیدی ہے

اتاؤلی سو باؤلی ۔

۲۴ اِیسبغول تے کُچھ نہ پھول

بڑے آدمیوں کی باتیں نہ کریدو ۔

ب

۲۵ بُوآ بھتریجی ھِکا لوک پرایا پھِکا

بوا اور بھتیجی ایک ہو گئیں غیر لوگ خواہ مخواہ شرمندہ ہوئے ۔

۲۶ بلّی دے طالع چھکا ترُٹّا

بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا ۔

۲۷ بھائی بھاو ھوُنے ۔ بھتریجے تریجھے

بھائی آگ کی مانند ہیں اور بھتیجے غیر (تیسرے) ہیں ۔

۲۸ بھا دا سڑیا ٹنڈانے کَنُوں ڈردَے

آگ کا جلا جگنو سے ڈرتا ہے ۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
۲۹	بھجدیاں پچھوں مول نہ بھبیں کَلّرَ بیج نہ بھاگنے والوں کے پیچھے نہ بھاگو اور شور والی ھاریں	زمین میں بیج ضائع نہ کرو۔
۳۰	بھین جھئیں نہ تھیندی بھرجائی توڑے گھر بہن کی طرح بھاوج نہیں ہو سکتی۔ اگرچہ وہ گھر وچ آئی	میں آجاتی ہے۔
۳۱	بھرا منگے بھانکا اَوَل ڈیجے	بھائی حصہ مانگے تو سب سے پہلے اس کو دیا جائے۔
۳۲	بڈھی کنجری دیرے دی رکھی	قحبہ چوں پیر شود پیشہ کند دلالی۔
۳۳	بھیڈ دا بھیڑورا ٹکّا پُورے دا پُورا	بھیڑ نے بچہ دیا اور ہم نے ٹکے کھرے کر لئے۔
۳۴	بیر پکے تے آئے سکے	خوشحالی کے دن آئے اور رشتہ دار بھی جمع ہونے شروع ہوئے۔

۳۵ بُکّھا کِراڑے وھیاں پٹّے
گھاٹے میں آ کر ساھوکار بہی کھاتے کی ورق گردانی کرتا ھے۔

۳۶ بخشش سو۔ لیکھا جو
بخشیش سو کی مگر حساب ایک ایک جو کا۔

۳۷ بِیبی کون ھاتْ نہ تات میاں پٹّے ساری رات
بیوی کو ابھی درد شروع نہیں ھوا اور خاوند نے گھر بھر سر پر اٹھا رکھا ھے۔

۳۸ بَٹھ اوسوناں جیڑھا کن تروڑے
بھاڑ میں جائے وہ سونا جس سے ٹوٹیں کان۔

۳۹ بُکھ موئے کَنُوں تَرُٹ مویا چَنگا
بھوکوں مرنے سے بہتر ھے کہ جانفشانی اور محنت سے مرا جائے۔

۴۰ بھاگ وند دا گھوڑا غریب دا بھورا
ایک ھی چیز دولت مند کے ھاں عزت سے دیکھی جاتی ھے اور غریب کے ھاں تحقیر سے۔

۴۱ بخشی تھیوی چھا
ساکوں کُتیاں کَنُوں چھُڑا
اپنی چھاچھ اپنے پاس رکھو مجھے پہلے کتوں سے بچاؤ۔

	ضرب الامثال	معنی
	پ	
۴۲	پَرے دی سِک مارے کولھُوں دی ساڑے	وا دور ہو تو چاہت مارتی ہے۔ نزدیک ہو تو گرمی جلاتی ہے۔
۴۳	پرائے دُھمّے کوں ہتھ نہ لا اپنا پَٹ نہ پَڑا	دوسروں کی موٹی چادر کو ہاتھ نہ لگاؤگے تو اپنا کمخواب کا لباس نہ پھڑواؤگے۔
۴۴	پاولی دی کار چِٹ تے گوڈے نہ بھن	جولاہے کی طرح میدان کو دریا سمجھ کر تیرنا شروع نہ کر دے اور اپنے گھٹنے نہ توڑ۔
۴۵	پنجگرائیں تے پنج سُقَدّم پندراں چوکیدار اَدھ پڑوپی چِنے دی اَٹھاراں لاگدار	یک انار و صد بیمار۔
۴۶	پَٹ پُرانا چکی دا پولا نہ تھیوے	ریشم کا کپڑا پرانا ہو جانے پر چکی کے صاف کرنے کا کپڑا بھی نہیں بنتا۔

۴۷ پیٹ نہ پیاں روٹیاں سبھے گالھیں کھوٹیاں — پیٹ میں روٹی نہیں تو سب باتیں غلط ہیں۔

۴۸ پرائی گاں دا آلھا وڈّا
بھانویں ہووِس نکّا چِڈّا — دوسروں کی گائے بڑی دودھیل دکھائی دیتی ہے۔ خواہ اس کے تھن چھوٹے ہی کیوں نہ ہوں۔

۴۹ پُتر اُتو ہیں ڈُکھ پچھُو ہیں — بیٹے جوان ہوتے جاتے ہیں اور دکھ کم ہوتے جاتے ہیں۔

ت

۵۰ تُغلُق وَنّا وِگار۔ سَیدان سُنج کِیتی چَو دھار — تغلق بیکار ثابت ہوا ہے کیونکہ سیدوں نے ہر طرف ویرانی اور بربادی کر رکھی ہے۔

۵۱ تَتّی کُون تارا سامنے
ڈُکھی جاہ ڈُکھے دامنے — بد بخت کا ہر وقت طالع بد سامنے رہتا ہے اور دکھتا ہوا عضو دامن سے دکھنے لگ جاتا ہے۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
۵۲	تَرَے راہ کُراہ۔ مرد کُوں چکی، رن کُوں پَندہ، سَنڈھے کُوں گھ	تین راستے خراب ہیں۔ مرد کو چکی پیسنا، عورت کے لئے مسافت اور سانڈ کے لئے گاھنا۔
۵۳	تیکوں نوّکر مارے چیتا باز کہان	تجھے جھک کر مارتے ہیں چیتا باز اور کہان۔
۵۴	تَرے کَل۔ اَندھے اَگے رووناں، گُنگے ہتھ سَنیہا، ڈورے اَگے گَل	تین باتیں بے ڈھنگی ہیں۔ اندھے کے آگے رونا، گونگے کے ہاتھ پیغام بھیجنا اور بہرے کے آگے بات کرنا۔

ٹ

۵۵	ٹُر مرداں پُر مرداں۔ مرداں	بہہ رَھنداں بُکھ حرکت میں برکت ہے۔

ج

۵۶	جو کرے گھیو نہ ما کرے نہ پیو۔	جتنی طاقت گھی سے حاصل ہوتی ہے وہ ماں باپ کی نگرانی سے بھی نہیں ہوتی۔

۵۷ جٹ وَدّھے راہ بَدّھے — کسان بڑھ جائے تو رھزنی کرے اور ساھوکار بڑھ جائے تو کسان کو باندھے۔

کِڑار وَدّھے جٹ بدّھے

۵۸ جٹ دا ھاسا بَھن گھتے پاسا — گنوار آدمی کا مذاق اور ھاری پسلیاں ٹوٹیں۔

۵۹ جھیڑے رات ھووے۔ وِچھوڑے رات نہ ھووے۔ — لڑائی جھگڑے میں رات بسر ھو تو کوئی بات نہیں۔ جدائی کی رات نہ آئے۔

۶۰ جیڑھا بھون نِوّے اوکُوں بَھلا نہ جان — جو شخص بہت جُھکتا ھو اسے اچھا نہ سمجھ کیونکہ

تیکوں نِوْکر مارے چِیتا باز کمان — چیتا، باز اور کمان تجھے جھک کر ھی مارتے ھیں۔

۶۱ جِتھ بھا بلدی ھے سیک آتھائیں ھوندائے — گرمی وھیں ھوتی ھے جہاں آگ جلتی ھے۔

۶۲ جیہاں تیڈا لُون پانی تیہاں تیڈا کم جانی — جیسی تمہاری اُجرت ھوگی ویسا ھی کام کیا جائے گا۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
۶۳	جَین گھدا سَو اُوندا کوئی نہ بھَو	جس نے سو روپیہ قرض لیا اس کی فکر نہ کرو جس نے
	جَین گھدا ہِک چھِک وَھی تے لکھ	ایک روپیہ لیا اسے فوراً بہی میں درج کرو۔
۶۴	جنہاں کُوں مار بخت دی رَھِن عَقل توں وانجے	بخت والے عقل سے محروم ہوتے ہیں۔
	مٹی دے تھان نہ تھیندے کانجھے توڑے ول ول مانجھے	مٹی کے برتنوں کو جتنا بھی مانجو گے وہ پیتل کے برتن نہ بن سکینگے۔
۶۵	جٹ دا بال پٹیلے جیڈا ہَل دی جوڑی پکڑے	کسان کا بیٹا بچپن ہی سے ہل چلانا شروع کر دیتا ہے۔
۶۶	جیندی رات لنگھن وِھانی آوں آکھ نہ پُچھیا کھڑ	جس نے رات فاقوں میں گزاری اس نے نرخ پوچھنے کی ضرورت نہ سمجھی اور جو چیز جس بھاؤ ملی خرید لی۔
۶۷	جمدیں تِل روون لگے۔ یاد آئی گھانی	پیدا ہوتے ہی تلوں نے رونا شروع کر دیا کیونکہ انہیں کولھو میں پسنا یاد آ گیا۔

٦٨ جٹّ رُٹھا کمین مُٹّھا
کمین رُٹّھا کَمِّین مُٹّھا

کسان روٹھ جائے تو نقصان کمین کا ہے اور کمین روٹھ جائے تو بھی اسی کا نقصان ہے۔

٦٩ جِتنی سَوڑّ ہووے اُتنے پیر درگھیرو

جتنی رضائی دیکھو اتنے پاؤں پسارو۔

٧٠ جَم نہ مُکّی نانی دے مُہاندرے

ابھی پیدا نہیں ہوئی اور شکل صورت میں نانی ایسی ہے۔

٧١ جَنج پرائی احمق نَچّے
جُتی تروڑے کپڑے پاڑے

پرائی شادی پر احمق ناچ رہا ہے، جوتے توڑ رہا ہے اور کپڑے پھاڑ رہا ہے۔

٧٢ جِیندے پیر اُوندے بیر

کوشش کرنے والوں کو سب کچھ ملتا ہے۔

چ

٧٣ چَج پیا چَج پیا مَنجھوں لَہا کے کَج پیا

تہمد کمر سے کھول کر اوپر لے لی اور لمبی تان کے سو گیا۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
۴۷	چٹی پئی مَہراں تے مَہراں کُھتّی شَہراں تے	سرداروں پر تاوان پڑا سرداروں نے شہر والوں پر ڈال دیا۔
۵۷	چُوہا کھڈ نہ ماوے تے پوچھڑ بنھے چھج	چُوہا خود تو بِل میں سما نہیں سکتا اور دُم کے ساتھ جھاج باندھ رہا ہے۔
۶۷	چھکے تے پڑ چھکا تُساں ڈاہ تے میں مکّا	اکیلی میں تم دس کے برابر ہوں۔
۷۷	چاکر، چور، ونجارا گھر آوے تاں جانے	چاکر، چور اور بنجارا گھر واپس آئے تو جانیں۔
	خ	
۸۷	خالی تھیا پنجرا بھنّور تھیا اداس جس گھر مَوجاں مانڑیاں رَہَن نہ ڈیندے راس	پنجرا خالی ہوگیا اور بھنورا اداس ہوگیا جس گھر میں موج کی تھی اس گھر میں اب رہنے نہیں دیتے۔
	د	
۹۷	دَرَہ ساوے دا ساوا گھاہی سُنجے دا سُنجاں	دابھ ویسے کی ویسے سبز ہے اور گھسیارہ ویسے کا ویسا مفلوک الحال۔

۸۰ دوست کون ہتھ ڈے کے ملے دشمن کُون دوست کو ہاتھ دے کر ملو مگر دشمن کو گلے لگاؤ۔
گل لاکے

۸۱ دَکھن مینہ نہ وَسدا ۔ وَسّے تاں بھالیں جنوب سے آئی ہوئی بدلی نہیں برستی۔ برسے تو خیال
کاؤ کاٹھ نہ بھجدا ۔ بھجے تاں جالیں کرلینا ۔ کاو کی لکڑی ٹوٹ نہیں سکتی۔

۸۲ دَھُرک دَھُرک بھَنّیں پیکیں نہ پُنّیں دوڑتی رہ گئی مگر میکے نہ پہنچ سکی۔

ڈ

۸۳ ڈیکھ چِلکی تے من کِھلکی روپے دیکھ کر دل للچا جاتا ہے۔

۸۴ ڈاہ کِراڑ ہِک جٹ ۔ چالیہہ مُلّاں اَدھی رَن دس ساہوکاروں کا مقابلہ ایک کسان کرسکتا ہے مگر
چالیس مُلّاؤں کو آدھی عورت کافی ہے۔

ذ

۸۵ ذات دی کُمّی خواجہ خضر دی پوتری کمینہ آدمی بہت اچھلتا ہے۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
	ر	
۸۶	رکھی کر بلھائی بیڑے گھنے ترُنڈ	رکھوالی چوری کرنے لگی۔
۸۷	روہ نال ٹکّر آپنا سر بھنّن	پہاڑ سے ٹکّر لینا اپنا سر پھوڑنا ہے۔
	س	
۸۸	ساون وسایا صوبہ رعیّت خوش مُقدّم مُونجھا	دیوان ساون مل نے حکومت کی۔ رعایا خوش اور کارندے غمگین ہوئے۔
۸۹	سائین سنبھالی باندی غیرت لوک کیوں کھاون	مالک نے نوکرانی سنبھال لی۔ لوگ کیوں رشک کرتے ہیں۔
۹۰	سس! نہ کر بُرائیاں مَتاں لہنی اپنیاں جائیاں	اے ساس برائی نہ کر۔ مبادا یہی حال تیری اپنی بیٹیوں کے ساتھ بن جائے۔
۹۱	سکھڑیاں دعائیں پلُوتے دی جا	خالی دعائیں بد دعا کے برابر ہیں۔

۹۲ سچ آکھدیں یاری ترُٹدی اے تاں ترُٹن ڈے — سچ کہتے ہوئے دوستی ٹوٹتی ہے تو ٹوٹنے دو۔

۹۳ سونا آتھ اگھاوے جتھ گھڑیندے — سونے کا نرخ سنار جانتا ہے۔

۹۴ سپاھی نال یاری نہ لا
بیر درتے نہ رہا — سپاھی کے ساتھ دوستی نہ لگاؤ اور اپنے دروازے پر بیری کا درخت نہ لگاؤ۔

۹۵ سائیاں مُتّوں مال نہ ڈوھیلا کون کرے دلجوئی — بغیر مالکوں کے مویشی بھی دودھ نہیں دیتے کون دلجوئی کرے۔

ش

۹۶ شاھجہان بیٹھا تخت۔ مُلک کُون لگا بھاگ
تے بخت — معنی صاف ہیں۔

۹۷ شوہ دے من بھانی کملی بھی سیانی — جو شوہر کو پسند ہو خواہ دیوانی ہو عقلمند ہے۔

۹۸ شریک لوھے دی سیخ لاون لیک مُورکھ بُجھ نہ جانے — شُرکا لوھے کی سیخ کی مانند ہیں۔ یہ ظالم بدنامی کی ایسی آگ بھڑکاتے ہیں جو بجھنے میں نہیں آتی۔

نمبر شمار	باب الامثال	معنی
۹۹	شادی تے نال نہ نیون ۔ میڈا ٹلی والا	شادی پر جانے والے اپنے ساتھ لے جانے کو تیار نہیں اور یہ کہتی ہے کہ میں گھنٹی والے اونٹ پر سوار ہوں گی ۔
		ع
۱۰۰	علی پور دیاں گائیں اُوّھے چور اُوّھے سائیں	علی پور کی گائیں ۔ وہی ان کے چور اور وہی ان کے مالک ۔
		ف
۱۰۱	فَرّخ سیّر دی وَسّی نگری سندھ وِچ وُٹھی مینہہ تے مصری	فَرّخ سیّر کی بادشاہی میں سندھ نے خوشحالی دیکھی ۔
		ک
۱۰۲	کُکڑ ۔ کُتّی ۔ ڈومنی کوڑھے پُتر جَنے	مرغی ، کتیا اور ڈومنی بد صورت بچے جنتی ہے ۔

۱۰۳ کان کراڑ کُتّے تے پَت نہ آنین سُتّے تے — کوّے، ساہوکار اور کُتّے پر خواہ وہ سویا ہوا ہی کیوں نہ ہو اعتبار نہ کرو۔

۱۰۴ گندھی تے بَرُوٹا اَج نہ ڈَٹّھا کَل — دریا کے کنارے پر بیری کا درخت آج گرا کہ کل۔

۱۰۵ کُمہار دا کُتا جیندی پنی گارا آوندے پچھوں دَھُر کیّا — کمہار کا کتا جس کی پیٹھ پر مٹی لگی ہوئی دیکھتا ہے اسے اپنا مالک سمجھتا ہے۔

۱۰۶ کیچی کیتا کچ لوکاں جاتا سچ — کیچ کے رہنے والے نے مذاق کیا اور لوگوں نے سچ جانا۔

۱۰۷ کرائے کَھکھانی کرے کھکھ مریجے سگو جھگڑا کسی کا اور پکڑا جائے کوئی۔
فقیر

۱۰۸ کھٹّو آیا ڈَردا منکھٹّو آیا لڑدا — معنی صاف ہیں۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
	گٹ	
۱۰۹	گنڈھ نہ پلّے میں ہار گھِنان کہ چَھلّے	نقدی پاس نہیں اور ہار چھلے کی خریداری ہو رہی ہے۔
۱۱۰	گنجی کیا دھووے تے کیا نَپیڑے	گنجی کیا نہائے گی کیا نچوڑے گی۔
۱۱۱	گُڑ بھن کھدوے شَکّر بَہَر بھنڈ بٹھوے ستّر	ہر کام میں نقصان ہی رہا۔
۱۱۲	گوہ کُوں موت چایا چُوڑھے دا گھر تکیُس	گوہ کی موت آئی تو خود بخود چوڑھے کے گھر پہنچی۔
۱۱۳	گھولی تھینواں صدقے تھینواں میڈی دل دی وسدی کھاوَن پیوَن آپنا زبان نہ میڈی کھسدی	خُلق سے پیش آنے میں زبان گھس نہیں جاتی۔

۱۱۴ گھاھی گھاہ مریندا تھکّا دَرَبھہ ساوے دا ساوا — گھسیارا گھاس کاٹتے کاٹتے تھک گیا۔ مگر گھاس ویسے کا ویسا سرسبز رہا۔

۱۱۵ گھیئو دِرے - کھیر کرے — گھی قیمت سے ملتا ھے اور دودھ اسے جس کا بخت ھو۔

ل

۱۱۶ لیلا گھِدّا آن کُوں ھتھُوں چرے کَپاہ — بکری کا بچہ لیا تھا کہ اون ھوگی الٹا وہ کپاس چر گیا۔

۱۱۷ لائی لائی نال ڈاتری وَنجائی — پودے پودے پر ایک ایک درانتی گم کی۔

۱۱۸ لیکھِن دے لسوڑے پکّے ھریا باغ لباسِن دا — منشی کی عورت کے لسوڑے پک رھے ھیں اور خوشامدی عورت کا باغ ھرا ھو رھا ھے۔

۱۱۹ لگی تاں سانگ نہ لگی تاں ڈانگ — نشانہ ٹھیک بیٹھا تو نیزہ ھے چوک گیا تو ڈنڈا۔

۱۲۰ لوڑھا رڑھ کھا چرے کتھوں جٹ ساوا — باڑ فصل کو کھانے لگے تو کسان کا خدا حافظ۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
	م	
۱۲۱	محمد شاہ رنگیلا ہِکّے ساوا ہِکّے پیلا	محمد شاہ رنگیلا کبھی خوش اور کبھی ناخوش -
۱۲۲	ما - ماسی - کَندھ اَیرے تے آسی	لڑکی ماں کا چلن اختیار کرے گی - دیوار اپنی اساس پر آئے گی -
۱۲۳	ما جنڑیدی پُتر بھاگ نہ ڈیندی وَنڈ ہِکّے چڑھن تازیاں ہِکّے چِھکّن گھنڈ	ماں بچے جنتی ہے مگر بخت بانٹ کر نہیں دیتی - ایک تازی گھوڑوں کی سواری کرتے ہیں اور ایک مہار کھینچتے ہیں -
۱۲۴	ماجھئیں نہ تھیوے ماسی توڑے رکھے پیت سوائی بھین جھئیں نہ تھیندی بھرجائی توڑے گھروچ آئی ڈوھتڑی اوتائیں جے تائیں نانی جیندی ہائی	ماں اور خالہ میں فرق ہے - بہن اور بھاوج ایک جیسی نہیں ہوسکتیں - دوھتی کی قدر نانی کی زندگی تک ہے -

۱۲۵ منہ نہ مَتّھا ۔ جن پٹیندا لَتّھا — شکل صورت تو ہے نہیں خواھشیں بڑی بڑی ھیں۔

۱۲۶ ماروا ڑ دا گابہ پُور پُور دا سینگا — ماروا ڑ کے بچھڑے کی عمر ھمیشہ ایک ھی بتائی جاتی ھے۔

۱۲۷ مُونجھے تھی نہ جالو سَجنو سَبّھا خَیر وِھاسی — دوستو غمگین نہ ھو۔ سب کام ٹھیک ھو جائیں گے۔

جنتے لَنگھ گئے راہ سفر دے اے بھی لنگھ جدھر سفر کے دن گئے ادھر یہ دن بھی گزر جائیں گے۔
سدھاسی

۱۲۸ مَال پرایا پھدی شاہ
چڑی دی پُچھ چلہنواں حصہ — پرائے مال کی تقسیم میں چڑیا کی دُم کا بھی چالیسواں حصہ ھو رھا ھے۔

۱۲۹ مَنجھیں کُوں پانی بُڈّن مہنا
اُٹھاں کُوں کُرّ ڈَھہن مہنا — بھینسیں پانی میں نہیں ڈوبیں گی اور اونٹ خشکی پر نہیں گریں گے۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
۱۳۰	مَن وچ دروہ - ویڑھے ڈوہ	اپنے دل میں فریب ہے اور الزام محلے والوں پر لگایا جاتا ہے۔
		ن
۱۳۱	نورجہاں لدھیاں لانواں گلی کُوچے ھاماں گماں	نور جہاں کی شادی پر گلی کوچے میں خوشیاں منائی گئیں۔
۱۳۲	نانگ کون پُچھ کہیا نہ وسریا جوگی کون پُتر مویا نہ وسریا	سانپ نے دُم کا کٹنا نہ بُھلایا اور سپیرے کو اپنے بیٹے کی موت نہ بھولی۔
۱۳۳	ناں وڈا دیہہ سُنج	نام بڑا مگر دیہات ویران۔
۱۳۴	نَہر کھاوے نہ کھاوے رَت بھریا وات	بھیڑیا جانور کھائے یا نہ کھائے منہ اس کا سرخ ہی رہتا ہے۔
۱۳۵	نہ گانڑھاں نہ بَدّھا پیٹ سُکھیں لَدھا	گھنے پاترے کو کیا کرنا ہے جو کچھ کھاؤ کھائے جاؤ۔

۱۳۶	نِکّا نِکّا کم - تَرُٹ پئی رَن	چھوٹے چھوٹے گھر کے کام عورت کے لئے کافی ھیں۔
۱۳۷	نَک نہ ناساں - پلنگ تے چڑیا ھساں	نہ ناک نہ نقشہ پلنگ پر بیٹھنے کا اصرار۔
۱۳۸	ناں وَڈّا لکھیرے دا ساہ نہ ٹُکّر ٹیرے دا	نام منشی کا بڑا ھے مگر اخلاق سے عاری ھے۔
۱۳۹	نِنان چرخے دی کان	نند کجرو ھوتی ھے۔
۱۴۰	نیک نیّت - سب جمعیت	معنی صاف ھیں۔
۱۴۱	نیّت صف - مُراداں حاصل	معنی صاف ھیں۔
۱۴۲	ناں چڑھیا چور پھانسی چڑھے ناں چڑھیا وَپاری کھَٹ کھاوے	مشہور چور پھانسی پائے اور مشہور بیوپاری خوب کمائے۔
۱۴۳	نو ناری دے نَو گڈھان کڈان سدا ڈُو۔	نمک کش کے نو گدھے کبھی نہ ھوں گے ھمیشہ دو رھیں گے۔

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
	و	
۱۴۴	واہ میاں چاکری ۔ پیٹ بُکھا گچی آ کڑی	نوکری بھی کیا ۔ پیٹ بھوکا اور گردن اکڑی ہوئی ۔
۱۴۵	وَجّی دا وَج سارے ۔ گُوڑھی کَم سنوارے	زبان دراز یونہی بدنام ہے۔ خاموش رہنے والی اندر ہی اندر اپنے کام سنوار رہی ہے ۔
۱۴۶	وَنڑ او تک باری ہے جے تک ٹُر نہ آئے	درخت اس وقت تک بھاری ہے جب تک ہم چل کر نہ آئے ۔
۱۴۷	وَڈا وَیری پیئو دا پُتر وَڈا شریک سَکّا بھرا	سگا بھائی سب سے بڑا دشمن ہے ۔
۱۴۸	واہ میاں دی دِل ۔ اُتوّں پووِن کَھلّے تَلّوُں پیا کھل	ایسی محبت پر لعنت کہ اوپر سے جوتے پڑ رہے ہوں اور نیچے عاشق میاں ہنس رہے ہوں ۔
۱۴۹	وُٹھے دی واہَندھیڑُو ہوندی ہے	مینھہ برسے کی ہوا سفر میں مدد دیتی ہے ۔
۱۵۰	وِھاجیا ۔گل پائیا	خریدا اور گلے پڑا ۔

۱۵۱ ہتھیں مہندی پیرین مہندی — ہاتھوں پیروں پر مہندی لگائے ہوئے ہے اور دوسروں
اپنے مہنے بنھاں کون ڈیندی — کو طعنے دیتی ہے کہ سنگار کیوں کرتی ہو۔

۱۵۲ ہٹی تے کراڑ نہ چھیڑین بیڑی تے ملاح — دکان پر دکاندار کو، کشتی پر ملاح کو اور جنگل میں
جنگل وچ جٹ نہ چھیڑین کرے بھون قباح — دھقان کو نہ چھیڑو ورنہ بہت خرابی ہوگی۔

۱۵۳ ہولے ہولے چگے۔ سنج کریندی جھگے — آہستہ آہستہ کھاتے گھر بھر کھا جائے گی۔

۱۵۴ ہک مرے ڈوجا وکاوے — ایک مرتا ہے، دوسرا بکتا ہے جب تیسرا کہیں آرام
تریجھا بہہ تڈی تے کھاوے — سے کھاتا ہے۔

۱۵۵ ہک چڑھدے ترکی تازیان ہک دھرکن — ایک وہ ہیں جو ترکی تازیوں پر سوار ہوتے ہیں۔
واگ دے نال — توشکوں اور سرہانوں پر لیٹتے ہیں۔ دودھ اور کھانڈ

نمبر شمار	ضرب الامثال	معنی
	ہک لیٹن طُول وِہانے ہک سَتّن بھادے نال	کھاتے ہیں اور ایک وہ ہیں جو لگام پکڑ کر دوڑتے
	ہک کھاون کھیر تے کھنڈوں ہکناں گھندے	ہیں اور آگ کا سہارا لے کر سو جاتے ہیں اور ساگ
	ساگ دے نال	بھی مشکل سے نصیب ہوتا ہے ۔ غریب اور دولتمند
	غریب دی کیا ریس بخت وَندان دے نال	کا کیا مقابلہ ۔
۱۵۶	ہک کربلا ڈوجا یم تے چڑھیا	معنی صاف ہیں۔
	ہک مراسی ڈُوجا فارسی پڑھیا	
۱۵۷	ہَتھ کار دو ۔ دل یار دو	ہاتھ کام میں لگے ہوئے ہیں مگر دل میں خیال یار کا ہے ۔
۱۵۸	ہَتھ دا کَتیا سُتر ۔ ما دا جایا وِیر ۔ پیٹ دا	ہاتھ کا کاتا ہوا سوت ۔ ما جایا بھائی اور اپنا بیٹا
	پُتر کتھوں لبھے ۔	کہاں سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

۱۵۹ ھٹی تے بہن نہ ڈیوے تولین میڈا آڑدا

دکان پر بیٹھنے نہیں دیتے اور امید یہ کہ دکاندار زیادہ تول کر دے گا۔

ی

۱۶۰ یار تیلی سیندہ میلی

سیندہ = مانگ۔

۱۶۱ یاراں دی بھا بھتارین نکلے

غصہ کسی پر اور نکالا جا رہا ہے کسی اور پر۔

۱۶۲ یاری لاون سوکھا ہے

توڑ نبھاون اوکھا ہے

دوستی پیدا کرنا آسان ہے، وفا کرنا اور دوستی نبھانا مشکل ہے۔

ضرب الامثال کے انتخاب کرنے میں کوشش یہ کی گئی ہے کہ فارسی کے ضرب الامثال یا ایسے جو اردو اور ملتانی دونوں میں بادنیٰ تغیر مشترک ہیں نہ لئے جائیں۔ نیز فحش ضرب الامثال کو بھی چھوڑ دیا گیا ہے۔ اب یہی اصول محاورات کے انتخاب پر برتا جائے گا۔

ملتانی زبان کے محاورات : ملتانی زبان کے محاورات کا ذخیرہ

بہت وسیع ہے۔ ذیل میں صرف ایسے محاورات پیش کئے جاتے ہیں جو دلچسپ ہیں اور جن کا بطالعہ لسانیات اور عمرانیات کے طالب علم کے لئے نا گزیر ہے :

محاورات	مفہوم
آبالھی مارن	ڈوبتے ہوئے آدمی کا جان بچانے کی کوشش کرنا ۔
آپنیاں تے آون	بے تحاشا ہو جانا ۔ اخلاق کے حدود بھول جانا ۔
اپنی کرن	دوسروں کی مرضی کو نظر انداز کر دینا ۔
آپنے جائے آپ سنبھالن	اپنا جھگڑا آپ نمٹانا ۔
آپ ونڑن تے آپ تنڑن	جھگڑا کھڑا کر کے خود ہی اسے آگے بڑھانا ۔
آتلے دلُوں	اوپر ے دل سے ۔
اُتوں آون	چالاکیاں کرنا ۔ الزام الٹ دینا ۔
اُتوں وَلّن	ایضاً
آتھر چھنڈ کرن	زد و کوب کرنا ۔
اِتّا خوار تھیون	زندگی اجیرن ہونا۔
اِتّا سِتّا مارن	الکل پچو اندازہ کرنا ۔
اِٹ کڈھن	مہنے دینا ۔
اِتّا مُکّن	طاقت کا ختم ہو جانا ۔

محاورات	مفہوم
آجاں معاملہ دَرھے	ابھی معاملہ زیر غور ھے ۔
اُچّا آون	مغرور ھونا ۔
اُچّا جِھکّا تھیون	خوشامد کرنا ۔
آرداس ڈیون	فریاد کرنا (ارداس=عرضداشت)
ارواح ڈیون	ایصال ثواب کے لئے مردے کے نام پر خیرات کرنا ۔
آڑنگی مارن	رکاوٹ پیدا کرنا ۔ گرانے کی کوشش کرنا۔
آڑیکا ڈیون	رکاوٹ پیدا کرنا ۔
آس پُجّن	امید بر آنا ۔
آستوارتھی ونجن	اپنے کام میں ماھر ھونا ۔
اُسرگا تھیون	ھمت پکڑنا ۔
اَسلیٹ کرن	تساھل کرنا ۔
آسمان تے چاڑن	تعریفوں کے پل باندھنا ۔
آغرا نہ آون	اثر نہ ھونا۔ ذرا بھی نقصان نہ پہنچنا۔
آک دی پاڑ (گندل)	نہایت بد خلق ۔ بد مزاج آدمی ۔
آک نک تھیون	پریشانی کی حد تک تنگ آ جانا ۔
آک کرن (اکاون)	ناک میں دم کر دینا ۔
آکلیس ڈیون	عذاب دینا۔
آکھڑی کھاڑی	تند مزاج ۔
آکھے لگن	کہنا ماننا ۔

محاورات	مفہوم
اَکھین لہن	سمجھ آ جانا ۔
اَکھین دے نیل وَیجن	آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا جانا ۔
اَگوُن پچھوُن ہوون	خوشامدیں کرنا ۔
اُلانبھا ڈیون	کہہ دینا ۔
اَلتا کڈھن	تت نکالنا ۔
اَلوُچ تھیون	نادان بننے کی کوشش کرنا ۔ لاڈ کرنا۔
اللہ اللہ کرن	عبادت کرنا ۔ توکل کرنا ۔
آندران گل وچ ہوون	مصیبت یا بدنامی گلے میں پڑنا۔
آندری باھری ہوون	بہت کم فرق ہونا۔ لنگوٹیا دوست ہونا۔
اَندھار کھاتا	اندھیر نگری ۔
آندران کوڑیاں نہ ہوون	اولاد کا عزیز ہونا ۔
اَندر وَکّا	دل کا راز کسی کو نہ دینے والا ۔
اَندر دا کھوٹا	دل کا کھوٹا ۔
انڈنے چڑھن (چاڑن)	آلہ کار بننا ۔ بنانا ۔
اَنوّن آنوّن دی مارن	ادھر آدھر کی باتیں بنانا ۔
اَنے لہاوَن	جانے کا نام نہ لینا ۔
اَودر وَجن	گھبرا جانا ۔
اَوکھا کرن	تکلیف دینا

محاورات	مفہوم
اَوازہ تھیون	شہرت ہونا ۔ افواہ ہونا ۔
اَونی پَونی تھیون	مر جانا ۔ نقصان کا اندیشہ ہونا ۔
ایکا کرن	اتفاق کرنا ۔
آئی گئی کرن	رفع دفع کرنا ۔
اِینویں وَلّن جِینویں کُتّا ہَڈی تے وَلَدے	بہت جلدی واپس آنا ۔

ب

بارا چاون	ذمہ داری قبول کرنا ۔
بارو ہوون	خواہ مخواہ کا بوجھ بننا ۔ ناراض ہونا۔
بارھی مارن	داؤ کرنا ۔
یاں بُلّن	دیوالیہ ہو جانا ، کچلا جانا ۔
بانھ مروڑن	مجبور کرنا ۔
بان مارن	انتہائی کوشش کرنا ۔
بَٹ مارن	مذاق کرنا ۔
بٹھی دا بَل	ناکارہ ہونا ۔
بجَ لگن	عیب لگنا ۔
بُجھارتاں بُجھاون	اشاروں میں بات کرنا ۔
بچ اَڑاون	تھوڑا سا سہارا لینا ۔
بُچکر ڈیون	اکسانا ، شاباش کہنا ۔

محاورات	مفہوم
بُچ نہ ڈکھاون	سب کچھ غتر بود کر جانا ۔
بَد راہ کرن	غلط راستے پر لے جانا ۔
بد ملاون	سازش کرنا ، ہمراز ہونا ۔
بَدی کرن	چوری کرنا ۔
بُڈ وَنجن (بیڑی بُڈن)	شرم کے مارے ڈوب مرنا ، عزت اترنا ۔
بُرا ہووَن	ہر کام مصیبت نظر آنا ۔
بَربَرا تھیون	موٹا ہونا ۔ صحت مند ہونا ۔ خوشحال ہونا ۔
بڑدول مارن	ہذیان بکنا ۔
بَڑ بڑ کرن	یاوہ گوئی کرنا (غصے میں) ۔
بَسَک کرن ,, تھیون	بیٹھ جانا ۔ ہمت کا جواب دے جانا ۔ دل شکستگی ۔
بَغاں تھیون	نافرمان ہونا ۔ مخالف ہو جانا ۔
بَلدی بھا وِچوں کڈھن	دشمنوں کے نرغے سے نکالنا ۔
بَندے چَراون	گھاگھ ہونا ۔ تجربہ کار ہونا ۔
بنہَ چھڑاون	رستہ چھڑا دینا ۔
بُوٹی لاون	بنیاد رکھنا ۔
بُوٹا پٹن	جڑ کھودنا ۔

محاورات	مفہوم
بُوٹے پٹن	بہت کوشش کرنا ۔
بوٹی تن تے نہ آون ڈیون	غم میں گھلتے رہنا ۔
بوڑ پوون	غشی آنا ۔
بولی تے آون (چڑھن)	مطیع ہونا ۔ اشارے پر ناچنا ۔
بولی مارن	طعنے دینا ۔
بُہاری ڈیون	گھر بھر صاف کر دینا ۔ سب کچھ سمیٹ لینا ۔
بھتّی ڈیون	دھوکا دینا ۔
بھک تروڑن	خبر بد سنانا ۔ مصیبت توڑنا ۔
بھَنّین کھاون	شکست خوردگی کا اظہار کرنا ۔
بھَنّین تَرُٹّی گل وچ/نال ہوون	نافرمان اولاد کو بھی جدا نہ کرنا ۔
بھن ڈھاکرن	فیصلہ کرا دینا ۔
بھولا بھَنَن	آزمانا ۔
بھولا بادشاہ	سادہ لوح ۔
بھیڈان وچ بھگاڑ	ناموزوں ۔
بَیٹھی چیل ڈیون	ہمت ہار کر شکست تسلیم کر لینا ۔
بیرے بیرے کرن	ٹکڑے ٹکڑے کرنا ۔
بیرے تل کھاون	دشمن کا انتقام میں شدید ہونا ۔
بیڑی ٹرنَ	مصیبت سے نکل آنا ۔

محاورات	مفہوم
بیڑی تارن	ڈوبنے سے بچا لینا ۔ قسمت بنا دینا ۔
بیڑی بُڈن	ڈوب جانا ۔
بیڑی بوڑن	ڈبو دینا ۔

پ

پارت ڈیون	کسی کی نگرانی یا ذمہ داری میں سپرد کرنا ۔
پاُرون آون	چالاکیاں کرنا ۔
پاڑپَٹن	تباہ کرنا ۔
پاڑتے رَنبہ رکھن	جڑیں کھودنا ۔
پاڑ لگن	زندگی میں قدم جمنا ۔
پاڑ لہاون	جڑیں مضبوط ہو جانا ۔
پاسا پَترَن	کروٹ لینا ۔
پاں لگن	بیزاری لگنا ۔ نفرت ہونا ۔
پاند آڑاون	سہارا پکڑنا ۔
پاند چھُڑاون	دامن چھڑانا ۔ صفائی دینا ۔ الزام سے بری ہونا ۔
پاند چھَڈ گن	خالی ہو جانا ۔ سب کچھ لٹا دینا ۔
پانڑ لگن	متاثر ہونا ۔
پانی دی مَدھانی	بے نتیجہ جھگڑنا ۔
پانی وِچ ڈیون	جوش ٹھنڈا پڑ جانا ۔ تجویز ختم کر دینا ۔

محاورات	مفہوم
پَترے باز	چالاک شخص ۔ مکار ۔
پَٹ دی لغام رکاباں مُنج دیاں ہوون	نام بڑا اور کام چھوٹا ہونا ۔
پَٹّی بَنھن	مصیبت سے نکالنا ۔ دکھ درد کا مداوا کرنا ۔
پُجالا کھاون	استطاعت کے مطابق ہونا ۔
پَچکا رکھن	راز رکھنا ۔ لحاظ کرنا ۔
پَچ پَچاون	راز رکھنا ۔ مال ہضم کرنا ۔
پچھورا چاون	کھوج لگانا ۔
پَچھلک ہوون	دوسروں کی رائے پر عمل کرنا ۔
پرے تھیون	قطع تعلق کرنا ۔
پرنالے وَھاوَن	زار و قطار رونا ۔
پَڑباٹیاں مارن	بڑ ھانکنا ۔
پَڑ کھنڈ کھنڈاون	مکر کا جال پھیلانا ۔
پُس وَنجن	شرمسار ہونا ۔
پُسلا لگن	بے چین ہونا ۔
پَسیلا تھیون	کنارہ کش ہونا ۔
پکّا پانی پیون	اپنی ہٹ پر قائم رہنا ۔ نہ پسیجنا ۔
پَک کڈھن	اصلیت معلوم کرنا ۔

محاورات	مفہوم
پَگ بنھن (تلّے دی)	سر خروئی حاصل کرنا ۔
پُل بندی کرن	روک تھام کرنا ۔ انتظام کر لینا ۔
پَلال کرن	دھوکا دینا ۔ دغا دینا ۔ جھوٹ اور مکر سے کام لینا ۔
پَلُوٹے کڈھن	بد دعا دینا ۔
پَلّوں بنھن	بھائی کی شادی پر بہن کا خوشیاں منانا ۔
پوڑیاں کَٹّن	دشمنی کرنا ۔ جڑ کاٹنا ۔
پورھیا کرن	مشقت کرنا ۔ محنت کرنا ۔
پُوک چُھٹن	ڈر کے مارے بھاگ کھڑا ہونا ۔
پولے تلے گزران کرن	بے عزتی کی زندگی بسر کرنا ۔ ذلت میں رہنا ۔
پھاڑ تروڑن	بری خبر سنانا ۔
پھاڑ چُٹّن	بہت بڑا کام کرنا ۔ کار نمایاں کرنا ۔
پھپھری پھپھری کنبن	رواں رواں کانپنا ۔
پھٹکاری مارن	حراست سے بھاگ جانا ۔
پھٹ ونجن	بگڑ جانا ۔
پھٹ چٹّن	زخم چاٹنا ۔
پھکّا تھیون	شرمندہ ہونا ۔

محاورات	مفہوم
پَھکّا نہ رھن	عزت خراب ھونا ۔ سخت تحقیر ھونا ۔
پُھل اُبالھے ھوون	بہت جلدی شادی ھونا ۔
پیچھا باری ھوون	پشت پناہ کا زبردست ھونا ۔
پیرا چاون	نقش قدم پر کسی کے پیچھے پیچھے چلنا ۔
پیش آنون	سلوک کرنا ۔ سامنا کرنا ۔
پیش تھیون	روبرو ھونا ۔
پیشین ڈَھلن	عمر رسیدہ ھونا ۔
پیش نہ چلن	بس نہ چلنا ۔ کارگر نہ ھونا ۔
پیش پوون	کسی کے حق میں بد ظن ھونا ۔ پیچھے پڑ جانا ۔
پیہہ ونجن	گھسڑ جانا ۔

ت

تار ڈیون (تارن)	اقبال مند بنا دینا ۔ عروج پر پہنچا دینا ۔
تانڑین تَنڑن	لمبا قصہ چھیڑ دینا ۔ بات ختم نہ کرنا ۔
تانڑین وچ گڈھان پوون	نا موزوں ۔
تپ چڑھن	ھر کام مصیبت نظر آنا ۔
تپ لہن	ذمہ داری اترنا ۔
تت کڈھن	نتیجہ معلوم کرنا ۔ عرق نکالنا ۔
تختہ تَنبُوت کرن	تہس نہس کرنا ۔
تختہ چاون	برباد کرنا ۔

محاورات	مفہوم
تَڈّا چاون	برباد کرنا ۔ تباہ کر دینا ۔
تڈ بھرن	مقابلہ کرنا ۔ زور لگانا ۔
تڈ گھنن	مقابلہ کرنا ۔ سہارا لینا ۔
تراماں تپاون	پریشان کر دینا ۔ تہ و بالا کرنا ۔
تُر تُر ڈیکھن	غور سے دیکھنا ۔
تَرنگ وچ آون	موج میں آنا ۔
تَرّے پوتھ هوون	مفلس قلاش هونا ۔
تغار هوون	پیٹو هونا ۔ هاضمہ تیز هونا ۔
تُکّا مارن	اٹکل پچو ۔
تک نہ پوون	آنکھوں میں نہ جچنا ۔ پرواہ نہ کرنا ۔
تکھّا تھیون	جوش میں آنا ۔ تیز هونا ۔
تکھا مٹھّا تھیون	خفا هونا ۔ ناراض هونا ۔
تلے اُتے تھیون	خوشامد کرنا ۔
تَل کھاون	انتہائی ظلم کرنا ۔
تَلّی ملن	افسوس کرنا ۔
تَلّی نہ لکن ڈیون	آرام سے نہ بیٹھنے دینا ۔ جمنے نہ دینا ۔
تَلّو تیرے کھیڈن	چالاکیاں کرنا ۔
تماشا جوڑن ۔ تماشے لاون	جھگڑا کھڑا کرنا ۔
تہ بار کرن	تنگ کرنا ۔

محاورات	مفہوم
تُھک مارن	پھینک دینا ۔ نفرت سے پرواہ نہ کرنا۔
تھوڈ لڑکاون	ناراضگی ظاہر کرنا ۔ منہ پھلانا ۔
تِیر کرن	آڑا لے جانا ۔
تِین پانچ کرن	حُجّتیں کرنا ۔ لَیت و لَعَل کرنا ۔

ٹ

ٹپ مارن	جرأت کرنا ۔ اپنی بساط سے زیادہ کام کرنا ۔
ٹَبّے تلّے ریت ہوون	بنیاد کھوکھلی ہونا ۔
ٹُردے ڈاندُکون چَھمک مارن	چلتی گاڑی میں روڑا اٹکانا ۔
ٹکے سیر ہوون	عام ہونا ۔ آسانی سے مل جانا ۔
ٹکراں مارن	کوشش کرنا ۔ دماغ سوزی کرنا ۔
ٹَکّر ڈیون	مقابلہ کرنا ۔
ٹَکرن	ملنا ۔ اتفاقاً ملنا ۔
ٹنٹا مکاُون	قضیہ چکانا ۔ قصہ ختم کرنا ۔
ٹَھپ رکھن	بند رکھنا ۔ خاموش رہنا ۔
ٹَھا پَھاہ کر ڈیون	بغیر سوچے اور تیزی کے ساتھ کام شروع کر دینا۔
ٹَھک پک کرن ۔	جلدی کرنا ۔

محاورات	مفہوم
ج	
جِبھ چُھٹّن	زبان کا بے لگام ہو جانا ۔
جِبھ وَتاون	محروم رہ کر کف افسوس ملنا ۔
جِبھ وَگّن	زبان چلانا ۔ خاموش نہ ہونا ۔
جتنا زمین دے آتے اتنا ہیٹھ ہوون	چالاک ہونا ۔ نادان نہ ہونا ۔
جَخ مارن	بکواس کرنا ۔ بیہودگی کرنا ۔
جَھر جنگل مارن	جنگلوں میں مارا مارا پھرنا ۔
جِھکی جاہ تے پانی وھن	غریب پر بوجھ آنا ۔
جھنب لگن	صدمہ ہونا ۔
جھوکاں وساون	آباد کرنا ۔
جھولا ہوون	دماغ خراب ہونا۔ دیوانگی کا اظہار۔
جھولی اڈن	دامن پھیلانا ۔ بھیک مانگنا ۔
جَو ڈے کے پڑھن	ناقابل ہونا ۔
جِیندی مکھی نگلن	جان بوجھ کر مصیبت مول لینا ۔
جیڑھا اَلیسی دَر وَلیسی	جو سر اٹھائے گا وہی کچلا جائیگا ۔
چ	
چپ شاہ دا روزہ رکھن	خاموشی نہ توڑنا ۔

محاورات	مفہوم
چڑھ ونجن	سنبھلنے دئیے بغیر حملہ کر دینا۔ حاوی ہو جانا۔
چڑھی کمان ہوون	ہمیشہ فتح مند ہونا۔
چک بک تھی ونجن	دست و گریبان ہونا۔ لڑ پڑنا۔
چک مارن	طمع کرنا۔ نہ چھوڑنا۔
چک وچ جتیاں پاون	بہت ذلیل ہونا۔
چکی جھوون	چپ ہونے میں نہ آنا۔
چلن نہ ڈیون	اثر نہ ہونے دینا۔
چلھون گیا۔ دلوں گیا	آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل۔
چنبہ ڈیون	دستگیری کرنا۔
چنبے ڈیون	مقابلہ کرنا۔
چنبے مارن	لالچ کرکے چمٹ جانا۔
چنگا رخ ڈے کے نہ ملن	بے توجہی کرنا۔
چنج بوڑن	چکھنا۔
چوآن ڈیون	تکلیف دینا۔
چور کون آکھن بھی گھن	دونوں فریقوں سے ساز باز رکھنا۔
چادھ کون آکھن بھنی ونڈی	منافقت کرنا۔
چولی دا سنگ	ماں کی طرف سے رشتہ داری ہونا۔

محاورات	مفہوم
چھپر آڈ ونجن	سہارا ٹوٹ جانا ۔
چُھڑ وَکّل	آوارہ بے قابو عورت ۔
چِٹی تے آون	مذاق کرتے کرتے لڑ پڑنا ۔
چِیناں چھڑن	جھگڑے کو لمبا کرنا ۔
چِیناں ویٹ بَہَن	رام کہانی کا ختم ہونے میں نہ آنا ۔ خواہ مخواہ دیر کرنا ۔
چِینہاں وَٹَن	غصے میں پیچ و تاب کھانا ۔
چیھہ بازی کرنا	خواہ مخواہ لڑائی پر آمادہ کرنا ۔

ح

حُج امید ہوون	تعلقات کی بنا پر پُر امید ہونا ۔
حشری لاون	بدنام کرنا۔ رسوا کرنا ۔ پھکڑی لگانا۔
حقہ پانی بند کرن	بائیکاٹ کرنا ۔
حَق اُلّہ آکھن	خدا لگتی کہنا ۔

خ

خار ڈیون (پٹاون)	طبیعت منغّض کرنا ۔
خربازی کھاوَن	فلا بازی کھانا ۔
خرمستی کرن	بیہودہ نخرے کرنا ۔
خنجن کڈھن	بہت زد و کوب کرنا ۔

محاورات	مفہوم

د

داری کرن	مدارات کرنا ۔
دانے پانی دی کھیڈ (چھک)	زندگی کا کھیل۔ آب و دانہ کی کشش۔
دَر ڈکھاون	دوسرے کا دروازہ دکھانا ۔
دَر بندی کرن	روک تھام کرنا ۔
دَربھ دی پاڑ	سخت ضدی ۔
دَر مریجن	گھر کا برباد ہو جانا ۔
دریا بُرد تھیون	گم ہو جانا ۔ غرق ہو جانا ۔ ضائع ہو جانا ۔
درجہ پاون	عزت ملنا ۔ روحانی مقام حاصل ہونا۔
دروھی ڈیون	قسم دینا ۔
دعا خیر آکھن	نا امید ہو جانا ۔
دل بَنھن	ہمت سے کام لینا ۔
دل پکا کرن	ارادہ مضبوط کرنا ۔ خوفزدہ نہ ہونا۔
دل ڈَھے ونجن	حوصلے پست ہو جانا۔ دل ٹوٹ جانا۔
دل ڈھہاون	حوصلہ پست کرنا ۔ ہمت توڑنا ۔
دل ڈَھنگن	جی باندھنا ۔
دل رکھنی کرن	ظاہرا مایوس نہ کرنا ۔
دل سَوڑا کرن	دل تنگ کرنا ۔ کنجوسی کرنا ۔
دل کَچا تھیون (روح کچا تھیون)	قے آنا ۔

محاورات	مفہوم
دل کھٹا کرن	دل میں نفرت بھرنا ۔ جی بھر جانا ۔
دل میلا کرن	بد ظن ہونا ۔ رنجش رکھنا ۔
دل وڈا کرن (ہوون)	حوصلے بلند ہونا ۔
دَم بہاءالحق	نعرۂ مستانہ ۔
دم دے نال ہوون	جدا نہ کرنا ۔
دم نہ پَٹن ڈیون	آرام نہ لینے دینا ۔ فرصت نہ دینا ۔
دم ہارن ۔ تَرُٹن	سانس اکھڑنا ۔ جی چھوڑ دینا ۔
دمڑی دا کرن (کوڈی دا کرن)	بے عزت کرنا۔ عزت خاک میں ملانا۔
دماغ پھرن	مغرور ہونا ۔
دماغ وچ ہوا بھریجن	مغرور ہونا ۔
دماغ عرش تے ہوون	متفخر ہونا ۔ بے پرواہ ہونا ۔
دوا جوگا	تھوڑا سا ۔
دَولے شاہ دے چوہے	بونے ۔
دُھون دُکھاون	شرارت کھڑی کرنا ۔
دُھون کڈھ ڈیون	مار مار کر بھرکس نکال دینا ۔
دھان ڈیون	فریاد دینا ۔
دُھپ وچ ڈاڑھی بَگّی تھیون (کرن)	عمر رسیدگی کے باوجود بالکل بے سمجھ ہونا ۔

محاورات	مفہوم
دھمال (دھتال) کھیڈن	چالاکیاں کرنا ۔
دیرہ پَٹَنَ	بستر بوریا باندھنا ۔
دیرہ لاون	جم کر بیٹھنا ۔ ٹھکانہ بنانا ۔

ڈ

ڈانگ مارن	صدمہ پہنچانا ۔
ڈانگاں سوٹے چاون	لڑائی پر آمادہ ہونا ۔
ڈٹ مارن	جھوٹا اعتبار دلانا ۔
ڈٹ باز	دھوکا باز ۔
ڈٹ تے چڑھن	دھوکے میں آنا ۔
ڈَڈے مُوترے کڈھن	محبت بازی کرنا ۔ ٹال مٹول کرنا ۔
ڈنگ (وَل) کڈھن	درست کر دینا ۔ ٹھیک کرنا ۔
ڈنگیاں سِدھیاں سُناون	دھمکانا ۔
ڈَند ہیٹھ کاناں ڈیون	صبر کرنا ۔
ڈَنے تے چڑھن	کسی کے بہکانے میں آ جانا ۔
ڈلھ ڈولا کرن	سیدھا ٹیڑھا کچھ نہ کچھ کام کرلینا۔
ڈنبھ ڈیون	صدمہ پہنچانا ۔
ڈوئی نال ڈال نہ لگن (بوری نہ پوون)	کچھ بھی کافی نہ ہونا ۔
ڈھا پوون	برباد ہونا ۔
ڈھنگ لڑاون	چالاکی کرنا ۔ داؤ کھیلنا ۔

محاورات	مفہوم
ذ	
ذاتی ہوون	کائیاں ہونا ۔
ذات سنجانڑن	اصلیت سے واقف ہونا۔ فطرت پہچاننا۔
ذات کُون ذات مِلن	جیسے کو تیسا ۔
ر	
راڑا وَتّا کرن	ٹال مٹول کرنا ۔ پرواہ نہ کرنا ۔
راند بھنّن	کھیل میں مخل ہونا ۔ شغل میں حائل ہونا ۔
راند رچاون	شغل کرنا ۔
راہ تے آون	راہ راست پر آنا ۔ بات مان لینا ۔
راہ ڈیون	فیصلے کی صورت پیدا کرنا ۔
راہ کرن	ایضاً
راہ لاون	دھوکا دینا ۔
راہ مارن	رکاوٹ ڈالنا ۔
رج ونجن	جی بھر جانا ۔
رج کھادے دی مار ہوون	دولت کا نشہ ہونا ۔
رسّہ کڈھاون	ذمہ داری سے نکل جانا ۔
رَسہ گیری کرن	چوری کا مال لینا ۔ چوری کے مویشی رکھنا ۔
رشتے کٹّن	تعلق توڑنا ۔ بے تحاشا ہونا ۔
رَلّا رکھن	منافقت کرنا ۔ دشمن سے ساز باز ہونا۔

محاورات	مفہوم
رنگ لگن	بخت لگنا ۔
رَوّا رکھن	لحاظ کر جانا ۔
رولا پوون	ابتری پھیل جانا ۔ گڑ بڑ ہو جانا ۔
رولا گھتن	گڑ بڑ ڈالنا ۔
روح آکھن	مرضی ہو جانا ۔
روح رضا دے سَودے	جبر نہ ہونا ۔ رضامندی ہونا ۔
روح هوون	رضامند ہونا ۔
ریت نے گھیئو وِیٹن	بے نتیجہ محنت کرنا ۔
ریشم پٹ هَنڈاون	عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنا ۔

ز

زاری کرن	گڑ گڑانا ۔ التجا کرنا ۔
زاری هوون	توبہ کرنا ۔
زبان چُھٹن	زبان کا بے لگام ہو جانا ۔
زبان ڈیون	وعدہ کرنا ۔
زبان کڈھن	گالی دینا ۔
زبان وَگّن	زبان چلنا ۔
زبان کنون پھر ونجن	وعدے سے پھر جانا ۔
زبانی جمع خرچ هوون	خوشامد ۔ ظاہرا ٹیپ ٹاپ ۔
زچ کرن	تنگ کرنا ۔
زَلّ هکّن	بڑ ہانکنا ۔
زَلّ ڈیون	عذاب دینا ۔

محاورات	مفہوم
زمین تے پیر نہ آنون ڈیون	آرام نہ کرنے دینا ۔
زمین دیاں تنڑاواں چھک گھنن	جلدی پہنچنا ۔ زمین کی طنابیں کھینچ لینا ۔
زور دے اگوں زاری ہوون	زبردست کا کیا مقابلہ ۔ قہر درویش بر جان درویش ہونا ۔
زور گھتن ۔ تھیون	دباؤ ڈالنا ۔ ہونا ۔
زوری زوری	اپنے آپ بغیر دوسرے کی مرضی یا آمادگی سے ۔
زورزَلَل	جبرو تعدّی ۔
زھر دی گندل	غصے والا شخص ۔
زَھیر کرن ۔ تھیون	ناک میں دم کرنا ۔ ہونا ۔
زبر زَبَر دا فرق نہ ہوون	بعینہ ۔ ذرا بھی فرق نہ ہونا ۔
زبرے دے ہوٹیوں بکرا کوھن	تھوڑے سے فائدے کے لئے بہت سا نقصان کرنا ۔
زِیلی ہوون	کینہ ور ہونا ۔
زین کسّی رھن	ہر وقت سفر میں رہنا ۔ تیار رہنا ۔
س	
سامنے تھیون	گستاخ ہونا ۔
ساہ ہوون	پریشانی دور ہونا ۔
ساہ پی وٹجن	دم خشک کر دینا ۔

محاورات	مفہوم
ساہ دا وساہ نہ ہوون	زندگی کا اعتبار نہ ہونا ۔
ساہ چھک گھنن	دم خشک کر دینا ۔
ساہ سُکّن ۔ سُکاوَن	دم خشک ہونا ۔ کرنا ۔
ساہ کڈھن	دم لینا ۔ سستانا ۔
ساہ گھنن	توقف کرنا ۔ صبر کرنا ۔
ستارہ تیز ہوون	بخت کو عروج ہونا ۔
سٹّا کڈھن	نتیجہ نکالنا (تحقیر کا پہلو) ۔
سٹ پچاون	صدمہ برداشت کر جانا ۔
سٹی ہوئی کار چاون	چھوڑا ہوا کام پھر جاری کرنا ۔
سدّھے ہتھیں نہ آون	باتوں سے نہ سمجھنا لاتوں سے سمجھنا ۔
سدّھی ''نہ'' کرڈیون	کورا جواب دینا ۔ بغیر لحاظ کئے ''نہ'' کر دینا ۔
سَڈا پَندہ	نزدیک ۔
سر دی پوون	اپنی مصیبت میں الجھا ہوا رہنا ۔
سر دی گھتن	اپنی مصیبت میں ڈالنا ۔
سر بچاون	جان سلامت لے جانا ۔
سردی خیر پاون	جان سلامت ہونا ۔
سر پُچاوَن	عین وقت پر مدد کو پہنچنا ۔

محاورات	مفہوم
سر تے چاون	مصیبت اپنے اوپر لے لینا ۔
سر کڈھن	ظاہر ہونا ۔ ترقی کرنا ۔ نتیجہ نکلنا ۔
سروُن	بالکل ۔
سروُں پیروں چھٹن	ہوش مارے جانا ۔ اوسان خطا ہو جانا ۔
سروَنجے تاں عادت وَنجے	عادت نہیں چھوٹتی ۔
سرے لاون	حقدار کے سپرد کر دینا ۔
سرے چڑھاون	ایضاً
سُر ملاون	ہمراز بننا ۔ سازش میں شریک کرنا ۔
سڑی مکھی	تند خو ۔ بد مزاج ۔
سُکّی نال سنّین سڑ ونجن	آٹے کے ساتھ گھن کا پس جانا ۔
سن مکھ تھیون	حساب بے باق ہونا ۔
سنبھال لَہن	یاد کرنا ۔ خیریت دریافت کرنا ۔
سنجاں سکھناں	بے وقعت ۔ حقیر شخص ۔
سوئے دی سلھ	بہت امیر آدمی ۔
سیبا تار ہوون	دولتمند ہونا ۔ سہارے کا مضبوط ہونا ۔
ش	
شکار جوڑن (بناون)	جھگڑا کھڑا کرنا ۔

محاورات	مفہوم
شَمّہ ڈیون	اشارہ دینا ۔
شَڑنگ تھیون	آنکھیں دکھانا ۔ شوخ چشم ہونا (شنگ (ف)=شوخ) ۔
شَشُو نگڑی چھوڑن	شرارت کرنا ۔ ہوائی چھوڑنا ۔
شودا بنن	بھولا بنن ۔ انجان بننا ۔
شُوکدے تے لَت آون	سانپ کا ڈسنا ۔
شُوکدے کُوں بُھوکدا	جو آنکھیں دکھا رہا ہو اسے ڈنڈا رسید کرنا ۔
شیشہ تھی ونجن	معاملہ صاف ہو جانا۔ ظاہر ہو جانا ۔ ثابت ہو جانا ۔

ص

صَبَر کَتّا	کافی مقدار ۔
صلواتاں آکھن	روٹی کا محتاج ہو کر مسجد میں جا بیٹھنا اور صلواۃ کہنا تاکہ لوگ صلواۃ سن کر کھانا بھیج دیں ۔

ط

طمع طرازی کرن	لالچ کرنا ۔

ظ

ظاہر ظہُور تھی ونجن	معاملہ نکھر آنا ۔
ظُلم کماون	ظلم ڈھانا ۔

محاورات	مفہوم
ع	
عاقبت دُھوڑ تھیون	انجام بد ھونا ۔ ذلت کی زندگی بسر کرنا ۔
عاقبت خوار تھیون	انجام بد ھونا ۔ ذلت کی زندگی بسر کرنا ۔
عالَم	مستورات ۔
عرق کڈھن	مشقت کا کام کرانا ۔
عرق وچ غرق ھوون	اپنے کاروبار میں اتنا منہمک ھونا کہ ارد گرد کی خبر نہ رھے ۔
عَقَل مُتوں مَوجاں	عقل کے بغیر موجیں ھیں ۔
ف	
فضیحتاں سُناون	گالیاں دینا ۔
فلک نہ پووں	نگاھوں میں نہ جچنا ۔
فَیل گھتن ۔	بکر کا جال پھیلانا ۔ گلے پڑنا ۔
ق	
قدم کرن	تیز تیز چلنا ۔
قلعی دا ھوون	کھوٹا ھونا ۔ کم قیمت ھونا (برعکس سونے کا ھونا) ۔
قول پالن	وعدے کا پکا ھونا ۔
قول ڈیون	اقرار کرنا ۔ وعدہ کرنا ۔

محاورات	مفہوم

ک

کاری کرن	مدد کرنا ۔ دکھ دور کرنا ۔ مصیبت کا علاج سوچنا ۔
کپڑیاں کُوں بھا لگن	سخت غصہ آنا ۔
کَپ ٹُک کرن	جس طرح بھی ہو فیصلہ کرنا ۔
کپیندا رہن	حسد میں یا جوش انتقام میں جلتے رہنا ۔
کُتے دی پُوچھڑی	ضدی ۔ ہٹ دھرم ۔
کچا تھی پوون	جھوٹا ثابت ہونا ۔ اعتبار جاتا رہنا ۔
کچے گھڑے تے تَرَن	کمزور سہارا بنانا ۔
کُدھَتی کڈھن	بیہودہ بات منہ سے نکالنا ۔
کُراڑ کرن	سخت طبیعت کا ہونا ۔ ضد کر جانا ۔
کُرّا جواب ڈیون	کورا جواب ۔ صاف انکار
کر مزدوری تے کھا چُوری	مزدوری کرنا خوشحال ہونا ہے ۔
کَڑ تروڑن	فخر یا مان توڑنا ۔
کَڑ مریجن	طبیعت کا نرم پڑ جانا ۔
کِلاّ پٹن	کارنامہ سر انجام دینا ۔ سرخروئی حاصل کرنا ۔
کِلّے پٹائی ڈیون	رشوت دینا ۔ کچھ دے دلا کر چھٹکارا حاصل کرنا ۔

محاورات	مفہوم
کَلّے دی تڈ تے کُڈن	مضبوط سہارا ہونے کی وجہ سے بے قاعدہ گہاں کرنا۔
کنڈا کنڈھن	کانٹا دور کرنا۔ رکاوٹ کا ہٹا دینا۔
کنڈے کڈھن	بہت دشواریوں میں سے راستہ صاف کرنا۔
کنڈے چُنڑن	رکاوٹیں دور کرنا۔
کنڈے چُنڑن (اکھیں نال)	حد درجہ ناز سہنا۔
کَن تہی ونجن	سب کو سبق مل جانا کہ فلاں کام کی یہ سزا ہے۔
کَن کرن	توجہ کرنا۔
کن لگن	غور سے سننا۔
کن مروڑن	تنبیہہ کرنا۔
کناں وِچ تیل پاون	کچھ نہ سننا۔ توجہ نہ کرنا۔ بہرا بن جانا۔
کنوں کڈھاون	نوٹس میں لانا۔
کنڈ پچھوں گلّے کرنا	پیٹھ پیچھے گلہ کرنا۔
کنڈ تھپن۔	شاباش دینا۔ حوصلہ بڑھانا۔
کنڈ سُنجانڑن	پس پشت بھی لحاظ کرنا۔
کنڈ لَواون	شکست کھانا۔
کندھی لگن	عمر رسیدہ ہونا۔

محاورات	مفہوم
کوڈی دا کرن	ذلیل کرنا ۔
کوڈی وٹوں کھوٹا ہوون	بالکل بے قیمت ہونا ۔
کھریاں گھساون	بہت دفعہ آنا جانا ۔ خوشامد کرنا ۔
کھنب کھنڈاون	مکر کا جال پھیلانا ۔ آہستہ آہستہ اصلیت ظاہر کرنا ۔
کھنڈ کھاون	جھوٹ بولنا ۔
کھیر دھوتا ہوون	بالکل تندرست ہونا ۔
کھوہ کھاتے وچ سٹن	غائب غلّہ کرنا ۔ بستۂ فراموشی میں ڈالنا ۔
کھاڑے دا گن	بالکل سیدھا ۔

گ

گاجر مولی سمجھن	بالکل حقیر جاننا ۔
گالھ جے وچ رکھن	معاملے کا فیصلہ نہ کرنا ۔
گالھ دی گالھ تے ٹکے دے موٹھ	باتوں سے خوش کر دینا ۔ لینا دینا کچھ نہیں ۔
گانون گانون	تعریفیں کرنا ۔
گتھلی چھنڈ کن	جیب خالی کرنا ۔
گڈی چڑھن (چڑھاون)	شہرت ہونا ۔ مشہور کرنا ۔
گڈی نال ڈور نہ رلن	بے جوڑ ہونا ۔

محاورات	مفہوم
کڑا پوون	مصیبت ٹوٹنا ۔
کل پیا ڈھول وجاون	جو سر پر آ بنے اسے سہار لینا ۔
کل وچ تاڑ پوون	گلے میں مصیبت پڑنا ۔
کل وچ فیل پوون	— ایضاً — خواہ مخواہ کی مصیبت میں پھنس جانا ۔
کل وچ گلانواں پوون	— ایضاً — شرارت میں پھنس جانا۔
گلے غمازیاں کرن	شکایتیں کرنا ۔
گنڈھ بنھن	یاد رکھنا ۔ بھول نہ جانا ۔
گنڈھین بنھن	شادی کی تاریخ مقرر کرنا ۔
گُنگ دام (گاؤ ماتا)	سادہ لوح۔ خاموش فطرت۔ بھولا بھالا۔
گوٹی پھرن	مزاج بدلنا ۔
گوٹی ملاون	طبیعت مل جانا ۔ ہمراز ہو جانا ۔
گوڈا لواون	شکست خوردہ ہونا ۔
گویڑ گھتن	پنچائت کا مل کر جرم کا کھوج نکالنا۔
گھوڑی چھاں لے بنھن	توقف کرنا ۔ تھوڑی دیر صبر کرنا ۔
گھونگلاں توں مٹی لہاون	اوپرے دل سے دعوت دینا ۔
گھڑے بھنّن	بدشگونی کرنا ۔
گھڑے بھن تائیں نہ چھوڑن	قبر تک نہ چھوڑنا ۔
گھیئو دا گھڑا	نرم طبع ۔ مرنجان مرنج ۔

محاورات	مفہوم
گیڑ پوون	مصیبت پڑنا ۔
گیڑ کڈھن	فیصلہ کرنا ۔ روز روز کی مصیبت کا خاتمہ کرنا ۔

ل

لارا ڈیون	امید بڑھائے رھنا لیکن وعدہ پورا نہ کرنا ۔
لانہہ کپن	دشمنی کرنا ۔ کشتی کا رسہ کاٹ لینا۔
لانڑھاں آگاڑن	انتقام لینا ۔ قرض وصول کرنا ۔
لت مارن	ناکام بنا دینا ۔ رکاوٹ ڈالنا ۔
لڈ ونجن	نقل مکان کرنا ۔
لَش پَش کرن	خوشامد کرنا ۔
لگ گئی تاں سانگ نہیں تاں ڈانگ	کامیابی پر واہ واہ ہونا ۔ ورنہ ذلت ۔
لنگر چلاون	سخاوت کرنا ۔
لُون وی نہ لاون	آسانی سے شکست دے دینا ۔
لمبا رسہ ڈیون	ڈھیل دینا ۔ چشم پوشی کرتے رھنا ۔
لیک لگن	بدنامی ہونا ۔
لیپا ڈیون	کری کرائی پر پانی پھیر دینا ۔
لیس تھیویں	چمٹ جانا ۔

محاورات	مفہوم

م

مار پووی	بد دعا دینا ۔ تجھے مار پڑے ۔
مارنہ کُٹے آندرچا گھُٹ	جو گڑ سے مر جائے اسے زہر دینے کا کیا فائدہ ۔
مار مُکاون ۔	مار دینا ۔ ختم کر دینا ۔
ما ملیندی اے مُسافراں دا اَتّا پُتر پائے خاں	نیچ آدمی کا دولتمند ہو کر فخر کرنا ۔
مَتّھا ڈیکھ کے ٹکّا لاون	ہر شخص کی اپنے رتبے کے مطابق عزت کرنا ۔
مَتّھا مارن	سمجھنے کی کوشش کرنا ۔ غور و خوض کرنا ۔
مَتّھا ٹھنباوی	رشوت ۔
مَتھے مارن	عطائے توبہ لقائے تو ۔ منہ پر مارنا ۔
مَتھے لاون	پرواہ نہ کرنا ۔
مٹی دی کندھ ہوون	غیر متاثر رہنا ۔
مُٹھیں وَتّن (پھوکن)	فرار ہونا ۔ بے تحاشا بھاگنا ۔
مَڈی موڑھا چاون	بستر بوریا باندھنا ۔
مَرن منجی تے ہون	موت کے قریب ہونا ۔ موت کی قسم کھانا ۔

محاورات	مفہوم
مَرَن مارن کار ہوون	مرنے مارنے پر آمادہ ہو جانا ۔
مرنا چاون	تختہ الٹنا ۔ کسی چیز کو توڑ پھوڑ دینا ۔
مریندیاں دے لال طُرّے	مار دھاڑ کرنے والے کی فتح ہے ۔
مَشغُولہ کرن	مذاق کرنا ۔
مُکالا تھیون	(مُکالا=منہ کالا) شرمندہ ہونا ۔ ناکام ہونا ۔
مکوڑیاں دے گھروں مَتام نہ وَنجن	فرصت نہ ملنا ۔ کاروبار کا تسلسل جاری رہنا ۔
مَلام کرن	بدنامی پھیلانا ۔
ملامت دی پنڈ چاون	بدنامی مول لینا ۔
مَم تُم کرن	رفع دفع کرنا ۔
مُنہ بھجّن	ایک ہی چیز بار بار کھانے سے جی بھر جاتا ہے ۔
مُنہ بھنّن	ترکی بہ ترکی جواب دینا ۔
مُنہ تے مارن	منہ پر مارنا ۔
مُنہ بھیڈ دا پُچھ با کری	منافق آدمی ۔
مُنہ دا مِٹھا ہوون	شیریں زبان ہونا ۔
مُنہ مارن	کھانا (تحقیر کا پہلو) ۔

محاورات	مفہوم
منہ ملاحظہ	اثر و رسوخ -
مُنہ مُہاندرا	رسوخ والا - با اثر آدمی -
مُنہ مُہا کڑی	آمنے سامنے -
مُنہ مُکالا تے نیلے پیر	شرمندہ اور ذلیل -
مُنہ ہوون	رسوخ ہونا -
مُنہ دی کُولی گلھان پٹائے -	حاضرحیا اور خوش خلق یا نرم دل ہونا بھی نقصان دہ ہے-
مُنہ دا نوالہ سمجھن	آسان سمجھنا -
مُنہ پوون	آ کتا جانا -
مُنہ پواون	شرمندہ کرانا - سفارش کا کارگر نہ ہونا -
مُنہ وچ مڈی پاون	رشوت دینا -
مُنہ وچ اللہ اللہ اندر وچ سُور لانہہ	منہ میں رام رام بغل میں چھری -
مُونہوں نہ ونجاون	ظاہرا خوش خلقی سے پیش آنا -
مَوجی یار	مست موالی
مُہاڑی پکڑن	دروازہ پکڑنا -
ن	
نانا رکھن	بات دل میں رکھ لینا -

محاورات	مفہوم
ناٹ بھنن	مسلسل ناکامیوں کے بعد کامیابی کا منہ دیکھنا۔
نانگ دی کھڈ وچ ہتھ پاون	بڑے آدمی سے ٹکر لینا۔
نانگاں دے ویڑھے پُھوکے توں پُھوکا	بڑے آدمیوں کے ہاں سوائے زبانی جمع خرچ کے اور کچھ نہیں ہوتا۔
نانگ تے لت آون	بد دعا ہے۔
نَک تونڑیں تھیون	تنگ آ جانا۔
نَک توں مِٹّی لہاون	احسان آتار دینا۔ اپنے اوپر احسان نہ رہنے دینا۔
نَک نال لِیکے کھٹن	توبہ کرنا۔
نَموز وَنجاون	ناموس ضائع کرنا (نَمُوز۔ ناموس)۔
نَونہہ اَڑاون	تھوڑا سا سہارا ملنا۔
نہ چلن	حکم نہ مانا جانا۔ پیش نہ جانا۔
و	
وات رکھن	پرہیز کرنا۔
واندھے ڈاند کون چَھمک ہارن	جو کام خود بخود ہو رہا ہو اس کے لئے کسی کو اکسانا اچھا نہیں ہوتا۔
وَڈان مارن	صدمہ دینا۔

محاورات	مفہوم
وَکیٹر وات آون	مصیبت میں گرفتار ہونا ۔
وَلّا ڈیون	گھیرے میں لینا ۔

ھ

ھاں بَسَک کرن	دل گھبرا جانا ۔ دل ڈھہہ جانا ۔
ھاں ٹھارن	دل ٹھنڈا کرنا ۔
ھاں دَراہ تھیون	دل ڈَھے جانا ۔
ھاں کَڈھن	مغز نکال لینا ۔ دل نکال لینا ۔
ھاں گھرن	بھوک کا بیتاب کرنا ۔
ھاں لہاون	اداسی کی وجہ سے جی چھوڑنا ۔
ھاں دی بھا کڈھن	دل کا بخار نکالنا ۔
ھاں دی ھَوَاڑ کڈھن	دل کا بخار نکالنا ۔
ھاں کُون ھتھ لاون	جی کڑا کرنا ۔
ھتھ آنون	الزام آنا ۔
ھتھ چاون	دھوکے میں آ جانا ۔
ھتھ چھوڑن	مدد کرنا ۔ چھوڑ دینا ۔
ھتھ ڈکھاون	ہنر دکھانا ۔
ھتھ ڈیکھن	داؤ دیکھنا ۔
ھتھ لہاون	احسان اتارنا ۔
ھتھ نہ ڈیون	قابو میں نہ آنا ۔
ھتھ ناٹیاں کرن	شرارتیں کرنا ۔

محاورات	مفہوم
ہتھ ولّسا	شرارتوں سے باز نہ آنے والا ۔
ہتھ ہوون	سازش میں شریک ہونا ۔
ہتھ ہلاون	کوشش کرنا ۔
ہتھاں دی چھاں کرن	نازوں سے پالنا ۔
ہتھاں دا چھالا بنا رکھن	بڑے چاؤ سے رکھنا ۔
ہتھاں تے آون	لڑائی پر آمادہ ہو جانا ۔
ہتھو ہتھ چاون	دھڑا دھڑ خرید لینا ۔
ہتھ چاون	دھوکے میں آنا ۔
ہتھیں آون	قابو میں آنا ۔
ہتھوں ہوون	کسی کے طفیل کوئی کام کرنا ۔
ہتھیکڑے	معرفت ۔
ہتھ دی میل ہوون	معمولی قیمت کا ہونا ۔
ہتھ پیر لہن	وضع حمل ہونا ۔
ہڈ بھنّن	سخت محنت کرنا ۔
ہڈی پاون	رشوت دینا ۔
ہڈ کا رکھن	انتظار رکھنا ۔
ہک جنگھ تے کھڑا رہن	آرام نصیب نہ ہونا ۔ بہت محنت کرنا۔
ہک سراہ	مسلسل ۔ بیک وقت ۔
ہک ہکڑی کرن	قطعی فیصلہ کرنا ۔
ہکے لنگین	ایک ہی دفعہ ۔

محاورات	مفہوم
ھُو کر ہوون	شہرت ہونا ۔
ی	
یَخی مارن	بیہودہ بکواس کرنا ۔
یَرکاون	ڈرانا ۔ دھمکانا ۔

کہتے ہیں کہ ضرب الامثال اور محاورات کے آئینے میں قوموں کی ذہنی سطح کا ارتقا دیکھا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ یہ سچی تصویریں ہوتی ہیں قومی کردار کی ، رسم و رواج کی اور تہذیب و تمدن کی ۔ ہم نے محاورات اور ضرب الامثال کی جو مختصر سی فہرست پیش کی ہے ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملتانی زبان کے بولنے والے ایک ایسی سوسائٹی سے تعلق رکھتے ہیں جسے عہد ماضی میں حرب و ضرب ، صحرا نوردی اور کاشتکاری سے بہت گہرا واسطہ پڑتا رہا ہے ۔ اس سوسائٹی میں وہ تمام خصائص موجود ہیں جو صحرا نشین جنگجو اقوام میں پائے جاتے ہیں ۔ اس علاقے کے جغرافیائی حالات بھی اس کی تائید کرتے ہیں ۔ کاشتکاری تو اب بھی یہاں کا عام پیشہ ہے اور مویشی کی چوری ڈاکہ زنی مار دھاڑ انتقام اور جفاکشی کے کاموں میں یہ لوگ خوشی محسوس کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ افلاس اور ناداری ہمیشہ سے ان پر بھوت بن کر سوار رہی ہے ۔ اہل ثروت نے طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے عوام کو ابھرنے نہیں دیا ۔ محاورات اور ضرب الامثال اس جذبے کی نہایت آزادی سے عکاسی کرتے ہیں ۔ ایک مثل ہے ۔ ''چٹی پٹی سَہراں تے سَہراں گھتی شہراں تے '' یعنی تاوان پڑا سرداروں پر اور

سرداروں نے عوام پر ڈال دیا ۔ یا ایک مثال یہ ہے کہ ''حاکم دی اگاڑی پچھاڑی کنوں ڈرو'' یعنی حاکم کے نہ آگے رہو اور نہ پیچھے ۔ حاکم کا قُرب بھی برا اور بُعد بھی نقصان دہ ہے۔ اس کے علاوہ ایک نفرت کا جذبہ بھی ہے جو ابھر ابھر کر زبان کی سطح پر آ گیا ہے کہ ''جنہاں کوُن مار بخت دی رَہن عَقَل توں وانجے'' یعنی بخت والے لوگ عقل سے محروم ہوتے ہیں۔ ان مثالوں سے مختلف زمانوں کے رسم و رواج کا پتہ بھی چلتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ زبان کی قدامت کا احساس بھی ہوتا ہے۔ اس قسم کی مثالیں کہ ''اندھا ہاتھی لشکر دا زیاں'' ''لڑن فوجاں ناں بادشاہ دا'' یا ''عاشقاں بدھیاں کمراں تے دلّی دَھائی کوہ'' یقیناً بہت قدیم زمانے کی یادگار ہیں۔

دعائیں اور بد دعائیں ۔ جس طرح ضرب الامثال اور محاورات کسی ایک آدمی کی کاوش سے نہیں بنتے بلکہ خود بخود پیدا ہوتے رہتے ہیں اسی طرح دعائیہ جملے بھی خود بخود زبان زد خلائق ہو جاتے ہیں۔ چونکہ ان کا تعلق براہ راست جذبات سے ہوتا ہے ۔ اس لئے ان میں خلوص اور حقیقت زیادہ واضح ہوتی ہے ۔ آج دنیا توپوں کے زمانے سے گذر کر ایٹم بم بلکہ اس سے بھی آگے نکل چکی ہے ۔ مگر ملتانی زبان کے علاقے میں مائیں اب بھی اپنے نوجوان بیٹوں کے حق میں دعائیں مانگتی ہیں تو کہتی ہیں ''چڑھی کمان ہووی'' ''واگاں تے ہتھ ہووی'' ''دشمن دا وار خطا'' ۔ ''شہراں دا والی ہوویں'' وغیرہ ۔ کمان پر چلہ چڑھے رہنے کی دعا یقیناً بابر سے پہلے کے زمانے کی یادگار ہے کیونکہ یہ تیروں سے لڑائی کا آخری زمانہ ہے ۔ اسی قبیل کی دوسری دعائیں اور بد دعائیں ذیل میں پیش کی

جاتی ہیں جو یقیناً لسانی مطالعے میں دلچسپ بھی ہیں اور معنی خیز بھی :—

جملے	ترجمہ
دشمن دا وار خطا ونجی	دشمن کا وار خطا ہو۔
شہراں وچ دُھاں پوونین	تیری دھوم شہروں میں مچی ہو۔
چڑھی کہان ہووی	تیری کہان پر ہر وقت چلہ چڑھا رہے۔
واگاں تے ہتھ ہووی	لگاموں پر تیرا ہاتھ رہے۔
دشمن زیر ہوونین	دشمن زیر ہوں۔
سونے دیاں رکاباں تے رُپے دا ہَناں ہووی	تیری سونے کی رکابیں اور چاندی کی کاٹھی (زین) ہو۔
پیئو ڈاڈے دا ناں کڈھیں	باپ دادا کا نام روشن کرو۔
دیگاں دے منہ کُھلے رہنین	تیری دیگوں کے منہ کھلے رہیں۔
ڈیندیں کڈانہہ نہ تھکّیں	سخاوت کرتے کرتے تو کبھی نہ تھکے۔
لکّھاں دی ڈات ہووی	تیری سخاوت (خیرات) لاکھوں کی ہو۔
لکّھاں تے قلم ہووی	تو لاکھوں کا حساب رکھے۔
لشکر دا سردار ہوویں	تو لشکر کا سردار بنے۔
خدا کہین دا مُتھاج نہ کری	خدا تجھے کسی کا محتاج نہ کرے۔
رجیا کجیا ہوویں	تو بخت والا ہو (رجیا = پیٹ بھرا ہو۔ کجیا = تن ڈھانپا ہو)

جملے	ترجمہ
جھوکاں وَسنیں یا وَسدا رہیں	تیرے گاؤں آباد رہیں۔ تو آباد رہے۔
جتھ پیر ہووی آتھ خَیر ہووی	جہاں تیرا پیر ہو وہاں خیر ہو۔
دیرے دی خیر	تیرے مہمان خانے کی خیر۔
تَتی واہ نہ لگی	تجھے گرم لو نہ لگے۔
طُول تے وِھانے مانین	توشکیں اور سرھانے تجھے نصیب ہوں۔
کنڈا نہ پُڈی	تجھے کانٹا نہ لگے۔
روہ دی عُمرَہ ہووی	خدا تجھے پہاڑ کی عمر دے۔
تَیکوں سہرے پاواں	تیری شادی ہو۔
سَت پُتریتا تھیوین	خدا تجھے سات بیٹے عطا کرے۔
پُتراں دے شَہر تھیونین	خدا تجھے اتنے بیٹے دے کہ ان کے شہر آباد ہو جائیں۔
تَیڈے منہ وچ کھیر تے کھنڈ	تیرے منہ میں دودھ اور کھانڈ۔
ڈُدھ تے پُتر ہووی	خدا تجھے دودھ اور بیٹا عطا کرے۔
اَنّ روہ نہ ماوی	ترا اناج پہاڑوں میں بھی نہ سمائے۔

جملے	ترجمہ
بَخت لے تخت ہووی	خدا تجھے بخت اور تخت دے۔
اَن دُدّھیاں جِھڑنِین	خدا تجھے اتنی بھینسیں دے کہ یہ بغیر دوھے جانے کے چرنے چلی جایا کریں۔

آج تاج اور تخت کا زمانہ نہیں رہا لیکن یہ جملے آج بھی زبان زدِ خلائق ہیں:

سخی۔ لجپال۔ بخت بھریا۔ بخت سوایا۔ موتیاں والا۔ صوبہ سردار۔ سردار دُولا۔ صُوبے دا والی۔ کھیتو دا گھڑا۔ مکھناں دا بَلّیا وغیرہ۔

یہ تو ہوئے دعائیہ جملے اب ذرا بد دعا بھی ملاحظہ ہو۔ یہ جملے بھی دلچسپی سے خالی نہیں ہیں:

اَوتّر نکھتّر (بے اولاد اور بغیر کھیت کے) سُنجاں سکھڑاں (برباد خالی) مانگوین مت (دوسروں سے مانگی ہوئی عقل والا) منہ مُکالا تے نیلے پیر (منہ کالا اور نیلے پیر، رسوا) در در منگدا وَتیں (تو در بدر مانگتا پھرے) در مریجی (تیرا دروازہ ہمیشہ بند رہے) بھان بھجّی (مویشی خانہ ٹوٹ جائے اور تیرے مویشی چور لے جائیں) تیکوں پندا ڈیکھاں (تجھے گداگری کرتے دیکھوں) ناں ونجی (تیرا نام یعنی شہرت ضائع ہو جائے) غرق تھیویں (تو غرق ہو جائے) سُنج تھیوی۔ برباد تھیویں۔

اجڑ ونجین (تو برباد ہو جائے) موت پووی - موت دا سڈ پووی (تو مر جائے) سُول پووی (تجھے پیٹ کا درد ہو) ویلا پووی (قولنج ہو جائے) وغیرہ - نفرت سے کسی کو دیکھا جائے تو کہتے ہیں چٹے کیڑے تے رت یعنی وہ مجھے اس طرح دکھائی دیتا ہے جیسے سفید کپڑے پر خون کا دھبہ ہو۔

مواضعات، قصبات، اشخاص اور پیشوں کے نام۔

مواضعات اور قصبات کے نام اور اشخاص یا ان کے پیشوں کے نام نیز کاریگروں کے اوزاروں کے نام بھی زبان کی قدامت کا پتہ دیتے ہیں۔ مقامات کے نام عام طور پر یا تو کسی شخص یا قوم کے نام پر رکھے جاتے تھے یا کسی جغرافیائی حقیقت کی بنا پر۔ ملتانی زبان میں آبادی کا مفہوم ادا کرنے کے لئے مختلف الفاظ ہیں۔ اگرچہ ان میں معنی کے لحاظ سے فرق موجود ہے۔ اور یہی وہ فرق ہے جو اس علاقے کے لوگوں کے رسم و رواج کے ساتھ ساتھ ان کی قدامت کی خبر دیتا ہے مثال کے طور پر چند آبادیوں کے نام ذیل میں دیئے جاتے ہیں :—

۱- لنگرواہ - لنگرا سرائے - سرائے سدھو وغیرہ لنگر ''خیراتی باورچی خانے'' کو کہتے ہیں جو حکومت یا کسی رئیس کی طرف سے جاری رہتا ہے اور جہاں مسافر بلا امتیاز امیر و غریب مفت کھانا کھا سکتے ہیں۔ ''واہ'' کے معنی ''دریا'' کے ہیں۔ لنگر واہ اور لنگر سرائے ایسے دو قصبوں کے نام ہیں جن کی نسبت ''لنگر'' سے دی گئی ہے یقیناً یہ قصبے اس وقت آباد ہوئے ہوں گے جب یہاں ''لنگر'' بھی قائم تھے - ہندوستان کی تاریخ میں غالباً شیر شاہ سوری کا نام لنگروں اور پُلوں

سڑکوں اور سراؤں کی تعمیر میں سب سے زیادہ مشہور ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان قصبوں کا نام اس کے عہد کی یادگار ہو۔

۲- جھوک گامُوں۔ جھوک آترا۔ جھوک حسن خاں وغیرہ میں نام کا پہلا حصہ جھوک ہے اور دوسرا کسی شخص یا قوم کا نام ہے۔ جھوک ملتانی میں ایسی آبادی کو کہتے ہیں جو دریا کے کنارے پر عارضی طور پر بنائی جائے۔ یہ شہر اور اس نام کے اکثر قصبے دریاؤں کے کنارے آباد ہیں۔ دریاؤں میں طغیانی آتی "جھوک" برباد ہو جاتی اور لوگ خانہ بدوش ہو کر کسی دوسری جگہ نئی جھوک آباد کر لیتے۔ یہ اس زمانے کا ذکر ہے جب دریاؤں کے کنارے کنارے قومیں بود و باش رکھتی تھیں اور مویشی پال کر گذارہ کرتی تھیں۔

۳- مکھن بیلہ خاں بیلہ وغیرہ۔ بیلہ معنی جنگل خصوصاً "لائی" کے پودے کا جنگل۔ مکھن بیلہ ایسا سرسبز جنگل ہوا جہاں بھینسیں خوش رہ کر بہت زیادہ دودھ دیتی ہیں اور ان کے دودھ سے بہت زیادہ مکھن نکلتا ہے۔ خان بیلہ خان کا جنگل ہوا۔

ملتانی زبان میں جنگل کا مفہوم بھی بہت سے الفاظ ادا کرتے ہیں۔ بیلہ لائی کا جنگل ہے۔ جھر سرکنڈے کا جنگل۔ جھت کھجوروں کا جنگل۔ جھنگ (جس سے جھنگی۔ جھنگی اور خود جنگل کا لفظ بنا ہے) بیلو کے درخت جال کا جنگل ہے۔ وغیرہ۔

جنگل سے منسوب قصبات کے نام اس طرح ہیں۔

۴- کٹھجھر جو دراصل کانھ جھر ہے یعنی کانھ کا جنگل۔ کانھ سرکنڈے کی قسم کا دریائی پودا ہے۔

۵- جھنگ مشہور ضلع کا نام ہے وجہ تسمیہ ظاہر ہے۔

۶- ٹھٹھہ - ٹھٹھہ گوریانی وغیرہ ناموں میں ٹھٹھہ کا لفظ بانیوہ کثیر کو ظاہر کرتا ہے اردو میں بھی یہ لفظ مستعمل ہے جیسے وہاں لوگوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے - معمولی بستیاں اُجڑ اُجڑ کر نئی نئی جگہوں پر پہنچتی تھیں اور مختلف اقوام ایک جگہ جمع ہو کر ڈیرہ جما لیتی تھیں - اس طرح ''ٹھٹھہ'' وجود میں آ گیا -

۷- ڈیرہ کے لفظی معنی مہمان گاہ کے ہیں - ڈیرہ اسمعیل خاں ڈیرہ غازی خاں وغیرہ میں یہ لفظ اپنے بانیوں کے نام کے علاوہ لوگوں کی عام مہمان نواز عادت کا پتہ بھی دیتا ہے -

۸- علی شیر واھن - آدم واھن - وان پتافی - واھن مستقل بستی کو کہتے ہیں جو دریا کے کنارے پر محفوظ جگہ پر واقع ہو - وان پتافی میں واھن مخفف ہو کر وان رہ گیا ہے -

۹- ٹُھل وزیر - ٹُھل نجیب وغیرہ میں 'ٹُھل' کے معنی مینار کے ہیں جو اس لئے بنائے جاتے تھے کہ دشمنوں کی آمد و رفت پر نگاہ رکھی جا سکے -

۱۰- نواں کوٹ - شور کوٹ - کوٹ سلطان - کوٹ ادّو وغیرہ ناموں میں کوٹ کا لفظ بمعنی قلعہ بلکہ شہر پناہ استعمال ہوا ہے - بعض آبادیوں کے گرد حفاظت کے خیال سے دوہرے بلکہ تہرے کوٹ تعمیر کئے جاتے تھے - چنانچہ دو کوٹہ اور سرور سکوٹ (سرور سہ (۳) کوٹ) اس کی طرف اشارہ کرتے ہیں - سرور سکوٹ میں سلطان سخی سرور صاحب کے والد ماجد کا مزار ہے -

۱۱- کوٹ کی تصغیر کوٹلی اور کوٹلہ کی جاتی ہے - چنانچہ کوٹلہ مغلاں کوٹلی نجابت وغیرہ میں کوٹ کی

تصغیر استعمال ہوئی ہے۔

۱۲۔ آڑہ اکبر شاہ۔ آڑی لال خاں وغیرہ میں آڑہ کے معنی ریت کا ٹیلہ ہیں جو جھاڑیوں سے ڈھکا ہوا ہو۔

۱۳۔ بیٹ کیچ ظاہر کرتا ہے کہ دریا کے کنارے پر اہل کیچ آباد ہوئے چنانچہ ملتان کی تاریخ میں کیچ سے آنے والے لوگوں کا ذکر ملتا ہے۔

۱۴۔ پاک پٹن۔ پتن منارہ۔ ان میں پتن کے معنی ہیں وہ مقام جہاں سے دریا کو عبور کیا جاتا ہے۔ پتن منارہ قدیم زمانے کے دریا ہاکڑا یا ہکڑا کے کنارے واقع تھا (اور اب بھی ہے) یہ سندھ کے مشہور حکمران سمراون کے آخری بادشاہ ہمیر (امیر؟) کا صدر مقام تھا۔

۱۵۔ ٹبّہ سلطان پور میں ٹبّہ کے معنی ریت کا ٹیلہ ہیں۔

۱۶۔ 'مڈ' خانہ بدوشوں کی عارضی جھونپڑیوں کی بستی کو کہتے ہیں۔ مڈ والا اسی کی یادگار ہے۔ اسی طرح مڈی مراثیان وغیرہ۔

۱۷۔ کڑی پٹھانوں (پَوندوں) کی ٹولی کو کہتے ہیں۔ کڑی افغاناں کڑی داؤد خاں وغیرہ میں یہ لفظ انہی معنوں کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۱۸۔ ٹھیڑہ دلو رائے ضلع ڈیرہ غازی خاں میں ایک مشہور تاریخی مقام ہے جو آثار قدیمہ سے تعلق رکھتا ہے۔ دلو رائے شاید وہی سسی پنوں کے قصے کا راجہ ہے۔ ٹھیڑہ کے معنی ہیں مسمار شدہ آبادی۔ کھنڈرات۔

۱۹۔ جس مسمار شدہ آبادی کے کھنڈر بھی باقی نہ رہیں بلکہ اوپر سے زمین ہموار ہو کر ایک ٹیلہ سا بن جائے اسے ڈڑا

کہتے ھیں۔ سندھی میں الف کی بجائے 'و' ھوتی ھے ۔ وھاں کا مشہور مقام موھنجو دارو در اصل موئینجو دڑویا موھن جو دڑو ھے ۔ یعنی مویاں دا دڑایا موھن دا دڑا (جو=دا=کا) مرے ھوؤں کا دڑا یا موھن کا دڑا یعنی مسمار شدہ شہر کا ٹیلہ ۔

۲۰- لیّہ ۔ ضلع مظفر گڑھ کا مشہور قصبہ ھے یہاں پہلے لئی کا جنگل تھا یعنی لئیاں تھیں ''لئیاں'' ھوتے ھوتے لیّہ بن گیا ۔

۲۱- رُھیلانوالی کا نام ظاھر کرتا ھے کہ یہ رُھیلوں کی بستی تھی ۔ رُھیلے رُھیلہ کی جمع ھے ۔ روہ کے معنی پہاڑ کے ھیں۔ رھیلہ کے معنی ھیں پہاڑی ۔

۲۲- سورج کُنڈ ۔ کُنڈ کے معنی مندر کے ھیں۔ سورج کُنڈ معنی سورج دیوتا کا مندر۔

۲۳- ماڑی منگھو مل ۔ ماڑی کے معنی ھیں دو منزلہ پختہ مکان ۔

۲۴- دائرہ دین پناہ ۔ دائرہ وَڈّھو ۔ طرف دائرہ وغیرہ میں دائرہ معروف معنوں میں استعمال ھوتا ھے ۔ کسی پیر یا ولی اللہ کے نام پر آبادی دائرہ کہلاتی ھے۔

۲۵- لاڑ ۔ لاڑ=جنوبی ۔ قادر پور لاڑ میں لاڑ سندھی زبان کا لفظ ھے لڑکانہ میں بھی یہی جزو ھے ۔

۲۶- پنج کسّی ۔ چوبارہ ۔ سِدھ نَین ۔ گاگر کچُور وغیرہ مرکبات ھیں ۔

۲۷- داجل داؤد جال کا مخفف ھے اور

۲۸۔ سنگھڑ سنگ ھَڑ کا مرکب ھے۔ ھَڑ کے معنی ھیں طغیانی ۔ رود کوھی یعنی پہاڑی ندی کا بہاؤ۔

قوموں، ذاتوں اور لوگوں کے نام بھی دلچسپ ھیں۔ مختصراً چند نام دئیے جاتے ھیں :

گو سائیں کے معنی گئو سائیں یعنی گایوں کے مالک۔ نانگپال سانپ پالنے والے ھوئے۔

بُزوار بلوچوں کی مشہور ذات ھے بمعنی بکریوں والا

بِھڈوال بھیڑوں والا ۔

نُونَاری نمک کش۔

کنیرا کانا (سرکنڈا) کے چھپر بنانے والا ۔

کِھتران کھیت ران ۔ کاشتکار ۔

نِلدری نیل گر ۔

پَونگر پَون معنی سرخ رنگ ۔ پارچات رنگنے والا ۔

وَنگریگر شیشے کا کام کرنے والے ۔

چُوڑیگر چوڑیاں بنانے والے ۔

والوَٹ مویشیوں کے بال بٹ کر بوریاں بنانے والے ۔

سُوتری وٹ سُوت بٹنے والے ۔

وَان وَٹ بان بٹنے والے ۔

نلعن گر صقلی گر وغیرہ وغیرہ۔

مکان اور مسکن سے متعلق بوریا بستر کی قسم کے کچھ مرکبات قابل غور ہیں :

۶- دیرہ دَمامہ — دیرہ = مہمان خانہ ، دمامہ = نوبت

۲- مَڈّی مُوڑھا — مَڈّی = خانہ بدوشوں کی آبادی ، مُوڑھا = مونڈھا

۳- طُول وِھاناں — تول یا طول = توشک ، وِھاناں = سرھانہ

۴- گھر بار — گھر = گھر ، بار = صحرائی مکان

۵- تِڑ تاڈا یا تِڑپَتَن — تِڑ = ٹھکانہ، تاڈا = ساحل دریا کا وہ مقام جہاں سے پیدل دریا کو عبور کرتے ہیں ۔ پَتَن = کشتیوں کے کنارے لگنے کا مقام ۔

۶- سالھ گریڑا — سالھ = مٹی کی دیواروں پر چھپر ڈالا ہوا، گریڑا ۔ سرکنڈوں کا مکان

۷- کوٹھا پِراہ — کوٹھا = کوٹھا، پِراہ = ہال کمرہ

۸- پِراہ صُغّہ — صُغّہ = چھوٹا ہال کمرہ

ملتانی کا ذخیرۂ الفاظ ۔ اب ہم ملتانی زبان کے ذخیرۂ الفاظ سے نمونہ مشتے از خروارے پیش کریں گے مگر صرف ایسے الفاظ منتخب کریں گے جن کا مطالعہ لسانی نقطۂ نظر سے بھی نتیجہ خیز ہے اور اس لحاظ سے بھی مفید ہے کہ اگر ہماری قومی زبان اُردو اپنا دامن وسیع کر کے ان کو اپنا لے تو یہ دونوں زبانوں کے حق میں اچھا ہوگا ۔ ایک ماہر لسانیات کا قول ہے :

"جب تک کسی دریا کو اس کی معاون ندیاں پانی نہ پہنچایا کریں گی۔ ظاہر ہے کہ وہ باقی نہ رہے گا۔ یا تو وہ بہت جلد خشک ہو جائے گا یا جب تک تازہ اور نیا پانی اس میں آئے دن داخل نہ ہوتا رہے گا اس کا پانی گدلا رہے گا۔ موجودہ زمانے میں اردو کی یہی حالت ہے۔ بد قسمتی سے دہلی اور لکھنؤ کے ادیبوں اور شاعروں کی کوششوں نے جو ٹھہراؤ پیدا کر دیا تھا وہ اب تک قائم ہے۔ اردو خاص خاص حدود میں محصور کر دی گئی ہے۔ جو محاورہ دہلی یا لکھنؤ کی ٹکسال میں کھرا نہیں اترتا غلط قرار دے دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ زبان پر ایک سخت ظلم ہے۔ اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنا اور نہ صرف یہی بلکہ اس قسم کے خیالات کا رد عمل کرنا اردو زبان کی بہت بڑی خدمت ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہماری زبان کے نوجوان انشا پرداز اردو کے اس فطری رجحان کا ضرور لحاظ رکھیں گے اور اپنے اپنے وطن کی بولیوں کے مخصوص الفاظ، محاورے، روزمرے، استعارے، تلمیحیں، تشبیہیں وغیرہ نہایت آزادی کے ساتھ استعمال کرنے لگیں گے"۔[1]

یورپ کا بہت بڑا ماہر لسانیات میکس مُلّر لکھتا ہے کہ

"Remove a language from its native soil, tear it away from dialects which are its feeders and you arrest at once its natural growth. There will still be the process of phonetic corruption but no longer the restoring influence of dialectic regeneration."[2]

(ترجمہ) کسی زبان کو اس کے مَولد سے ہٹا دیجئے اور اسے ان بولیوں سے جدا کر دیجئے جو اس کی پرورش کرنے والی

۱۔ اردو کے اسالیب بیان۔ ڈاکٹر محی الدین قادری زور، ایم۔ اے، مکتبہ معین الادب اردو بازار، لاہور ص ۱۳۹۔

2. *Lectures on the Science of Language* by Max Muller, M.A., II Edition, Longman Green Longman and Roberts, 1862-Page 62.

ہیں آپ دیکھیں گے کہ اس کی نشو و نما فوراً رک جائے گی۔ صوتی توڑ پھوڑ کا سلسلہ تو جاری رہے گا مگر بولیوں کے احیائے جدید کا اندمالی اثر ختم ہو جائے گا''۔

اردو زبان کی ترقی میں رکاوٹ کا بہت بڑا سبب یہی ہے کہ فصحا کی قیود اور پابندیوں نے اس کے وہ سوتے بند کر دئیے جو اسے مختلف سر زمینوں سے آ کر بھرتے تھے۔ ذیل کے الفاظ کا ماخذ سنسکرت اور پراکرت میں شاید مل جائے گا اور ہندوستان کی دوسری زبانوں میں بھی یہ بجنسہ یا بادنیٰ تغیر موجود ہوں گے لیکن اس لحاظ سے انہیں خالص ملتانی کہا جا سکتا ہے کہ یہ اس زبان میں عہد قدیم سے آج تک برابر استعمال ہو رہے ہیں اور ابھی ان پر ''متروکات'' کا لیبل نہیں لگایا گیا۔ ان میں اکثر الفاظ ایسے ہیں جن کا مفہوم ادا کرنے کے لئے اردو، فارسی اور عربی کے الفاظ کا سہارا لیتی ہے۔ کیا یہ ملکی الفاظ (دیسج) ان غیر ملکی اور غیر مانوس الفاظ سے زیادہ فصیح اور ہلکے پھلکے نہیں؟ اس کا اندازہ ذیل کی فہرست سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے:

ملتانی زبان کے خاص الفاظ

الفاظ	معنی
الف	
آتن	مشترکہ صحن جہاں محلے بھر کی عورتیں جمع ہو کر چرخہ کاتتی ہیں اور چرخے کے گیت گاتی ہیں۔
آتو والی (کرن)	اوپر کی دیکھ بھال۔ نگرانی۔
آتاڑ	فراز۔ نشیب (ہٹھاڑ) کا ضد۔

الفاظ	معنی
آتھر	گدھے کی زین ۔ (نوٹ ۔ گھوڑے کی زین کو سنجھ اور اونٹ کی زین کو پاکھڑ یا پلان کہتے ھیں)۔
اَٹ	(۱) وہ مٹی جو دریا بہا لائے ۔ (Silt) (۲) اٹ کڈھن محاورہ ھے ۔ جس کے معنی ھیں گلہ دینا عورتوں کا لڑائی کے وقت ایک دوسرے کو گلہ دینا کہ تم نے فلاں وقت میں فلاں بات کی تھی وغیرہ ۔
اٹیرن	خوشامد وغیرہ سے کوئی چیز ھتھیا لینا ۔ 'بٹورنا' کسی حد تک یہ مفہوم ادا کرتا ھے ۔
اَجایا	یہ دراصل عربی کا ضائع ھے۔ بمعنی بے مصرف۔ ناکارہ ۔ اس کا ضد سجایا ھے جو سپھل کے معنوں میں استعمال ھوتا ھے ۔
اَچوی	بخار سے جسم کا ٹوٹنا ۔ جسم میں درد محسوس ھونا ۔
اُدراہ	اَودرن مصدر سے بمعنی گھبرا جانا ۔ اُدراہ = خوف کی شدت ۔
اَدھلا پی	مُرکب ھے اَدھ اور لاپی کا ۔ لاپن معنی فصل کاٹنا ۔ کاشتکاری کی اصطلاح ھے جس کے معنی ھیں حق الخدمت کے عوض آدھا فصل یا آدھی زمین لے لینا ۔

الفاظ	معنی
اَدھوان	آدھی مسافت ۔ آدھا فاصلہ ۔
اَڈ	کنویں سے کھیت تک پانی پہنچانے کی نالی ۔
اَڈن	پھیلانا (اڈّا حاصل بالمصدر ہے) ۔
اَڈِیل	ہلکی سی جھلک ۔ کسی وجود کی اتنی سی جھلک کہ شبہ سے آگے نہ بڑھے ۔
اَڈراک	وہ پرندہ جس نے ابھی ابھی اُڑنا سیکھا ہو ۔ نیز ایسا پرندہ جو ابھی اُڑا نہ ہو بلکہ اڑنے کے لئے پر تول رہا ہو ۔
اَڑنگ	ذرات خاکی یا آبی کا ہوا میں معلّق ہو کر فضا کو دُھندلا کر دینا اور ان کی وجہ سے حبس اور گرمی کا پیدا ہو جانا ۔
اَڑک	تند مزاج گھوڑا ۔
اِشَنڈ	فریب ۔ مکر ۔ پاکھنڈ ۔
اَشکیلی	پاکھنڈی ۔ فریبی ۔ دغا باز (نوسر باز) ۔
اَک	حبس جس سے دم گھٹنے لگے ۔ گرمی کے موسم میں ہوا کا ساکت ہو جانا ۔
اکّن (اکاون)	(دراصل عربی کا عاق ہے) تنگ آ جانا ۔ برگشتہ خاطر ہو جانا ۔
اَیرا	بنیاد ۔ اساس ۔
آکاڑن	قرضہ وصول کرنا ۔

الفاظ	معنی
اَگھ	نرخ ۔
آنھالا	موسم گرما ۔

ب

بانھ بیل	دستگیر ۔ ھاتھ بٹانے والا ۔ مُدّد ۔
بانھان	غلام ۔
بُتّھا	بوسیدہ ۔
بِراٹ	جزیرہ ۔
بَک	ھرنی کا بچہ ۔
بِلانگ	بھرپور قدم ۔ انسان کے دو پاؤں کے درمیان کا ممکن فاصلہ ۔
بِلیانی	سہیلی (بیلی بمعنی دوست یا نوکر کی مؤنث) ۔
بوکا	پانی نکالنے کا چمڑے کا ڈول ۔
بھانان	مویشی خانہ=مویشی باندھنے کا مکان ۔
بُھرن	کسی چیز کا ریزہ ریزہ ھو جانا (بھورا بمعنی ٹکڑا اردو میں بھی موجود ھے) ۔
بھورا	(۱) تہ خانہ ۔ (۲) ٹکڑا ۔
بھُونکا	مسروقہ مویشی کے واپس کرنے یا کرانے کا تاوان ۔
بِھان	گھوڑی کا بچہ ۔
بِیلا	شرمندہ ۔ بزدل ۔ بے جرأت ۔

الفاظ	معنی
بیڑ	کھجور کی رسیوں اور لکڑی کے ٹکڑوں سے بنی ہوئی مالا جس پر لوٹے باندھے جاتے ھیں اور کنویں سے پانی نکلتا ھے ۔

پ

پاڑا	زمین کا وہ ٹکڑا جو بغیر ھل چلائے رہ جائے ۔
پاکھڑا	اونٹ کی زین ۔
پاند	آخری سرا ۔ دامن ۔
پاہ	مویشی کا سوکھا ھوا گوبر جو مویشیوں کے پاؤں کے نیچے آنے سے پس جائے ۔
پتُریلا	منہ بولا بیٹا ۔
پتَن	دریا کے ساحل پر وہ مقام جہاں کشتیاں آ کر کنارے لگتی ھیں ۔
پتندَر	سوتیلا باپ ۔
پچھان	آج رات ۔
پراف	ایک سے چار سال تک کی عمر کی ڈاچی ۔
پڑ	(۱) کنوئیں کا وہ چکر جہاں بیل چلتے ھیں ۔ (۲) کبڈی کا میدان ۔ (۳) دائرہ ۔ (۴) مشترکہ گول میدان ۔
پڑچھا	کھجور کے پتوں کی چٹائی ۔
پک	پختہ خبر ۔ تصدیق شدہ بات ۔

الفاظ	معنی
پَکرن	آڑے وقت میں کام آنا ۔ عین موقع پر مدد کو پہنچنا ۔
پَلُوتا	بد دعا ۔
پَندھ	مسافت ۔ سفر ۔ فاصلہ (اسم فاعل پاندھی ۔ پَندھیڑُو) ۔
پَنڈ	بوجھ ۔ وزن ۔ گٹھڑی ۔
پَواھا	شہر کے ارد گرد کی زیرکاشت اراضی ۔
پوٹھی	سواری کا جانور ۔ پوٹھی کڈھن محاورہ ہے معنی ہیں مشکلات میں سے گزار کر تربیت دینا ۔
پور	بدلہ انتقام ۔
پورھیا	مشقت ۔ محنت ۔
پَولھا	فراخ ۔ کھلا ۔
پُونگ	مچھلی کے بچے جو تازہ تازہ انڈوں سے نکلے ہوں ۔
پَونگر	رنگریز (پَون = سرخ رنگ) ۔
پھَرڑ	وہ مویشی جو بچہ دینے کے قابل نہ ہو ۔
پھری	ریت کے ذرے کے برابر ریگستانی مکھی ۔
پھَنڈر	قربانی کا مویشی ۔

ت

تار	اتنا گہرا پانی جس میں آدمی ڈوب جائے ۔
تانگ	انتظار ۔

الفاظ	معنی
تَڈا (تڈی)	بڑی چٹائی (تڈا چاون ملیا میٹ کرنے کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے)۔
تروکڑ	دودھ دینے والی گائے بھینس۔
ترھان	تین سال کی عمر کا اونٹ۔
تگّن	(۱) مکتفی ہونا۔ (۲) چلنا۔ (۳) پایندہ ہونا۔ مثلاً اے شے چھی مہینے تگ وَیسی بمعنی یہ چیز چھ ماہ چلے گی (زیر استعمال رہے گی)
تند	تاگا۔ تار۔ (سوت کی تار جو کاتنے میں بنتی جاتی ہے)۔
تند (تیند)	قطار۔ مسلسل۔ پے در پے۔
تنوّن	ایک کنبے کا ایک وقت کا گندھا ہوا آٹا۔
توڈا	اونٹ کا بچہ۔
تھبّا	اتنی مقدار جو دونوں بازوؤں میں سما جائے۔
تھباکا	تیرنے میں ہاتھ مارنا۔
تھر	آسرا۔
تھوآ	کھجور کا کانٹا۔
تھیک	نیام۔
تھیوا	نگینہ۔

ٹ

ٹانگ	منزل مقصود۔

الفاظ	معنی
ٹُھل	مینار۔
ٹھلّن	پانی کے بہاؤ کے ساتھ بغیر بیرونی طاقت کے استعمال کے خودبخود بہہ نکلنا۔ ٹھیلا اسی مصدر سے ہے۔
ٹھَہَن	موزوں اور متناسب معلوم ہونا ۔ راضی ہونا ۔ عین موزوں ہونا ۔
ٹور	چال ۔ رفتار۔

ج

جار	(۱) نقب زن کا ساتھی جو مکان کے باہر رہ کر دیکھ بھال کرتا ہے ۔ (۲) عاشق دیدار باز۔
جاڑا	توام ۔
جَت	شتربان ۔
جَکھاون	امید بندھا کر ہاتھ کھینچ لینا ۔ دوسرے شخص کو یہ یقین دلانا کہ آپ اسے کوئی چیز دیں گے مگر عین وقت پر نیت کا بگڑ جانا ۔
جَنبَن	توقف کرنا ۔ ٹھہرنا ۔ انتظار کرنا ۔ دم لینا ۔
جِوڑن	جذب ہونا ۔
جیترا (جَترن)	تحمل کرنا ۔ حوصلہ کرنا ۔ تعجیل نہ کرنا ۔ 'جیترا' حاصل بالمصدر ہے ۔
جھاکن	پانی میں چلنا (To wade)
جھانَور	بارش کا مسلسل اور یکساں برسنا ۔

الفاظ	معنی
جَھت	کھجوروں کا جُھنڈ ۔
جَھروٹ	بوڑھی اونٹنی ۔
جَھریٹ	خراش ۔
جَھر	سرکنڈے کا جنگل ۔
جُھگّا	چھوٹا سا مکان ۔
جَھلار	دریائی پانی نکالنے کا رہٹ ۔
جَھنگ	پیلُو کے پودے (جال) کا جنگل ۔
جَھنب	تیزی سے گزرنے والی چیز کے ساتھ ہوا کا متحرک ہو کر دھکا دینا ۔
جَھنبن	پتلی سی شاخ سے روئی کی مٹی صاف کرنا ۔
جھوک	دریا کے کنارے پر یا صحرا کے عین درمیان عارضی بستی ۔
جھُونگا	تول کے علاوہ مقدار جو مفت دی جاتی ہے ۔

چ

چاُرو	(۱) چرواھا (۲) چور کا ھمراھی ۔
چارہ	گاؤں سے باھر کھیتوں تک جانے کا راستہ ۔
چِپا	ٹیڑھے منہ والا ۔
چَٹّی	تاوان (بغیر قصور یا جرم کے)
چِرک	دیر ۔

الفاظ	معنی
چَک مارن	چک = دانتوں سے کاٹنا۔
چُگھی - چَھمک	چھمک پتلی سی شاخ بیلوں کے ھانکنے کے لئے۔ چُگّھی ذرا موٹی سی لکڑی - سوٹی اس سے موٹی ھوتی ھے۔
چُوآن (چُوآنتی)	جلتی ھوئی لکڑی۔
چوسا	زبان کا چٹخارہ۔ ھر وقت کوئی نہ کوئی چیز کھاتے رھنا۔
چَھتر	چار سال کی عمر کا اونٹ۔
چَھڑا	اکیلا - تن تنہا - ناکتخدا۔
چِھدرا	گھنا کا ضد - ٹانویں ٹانویں محاورہ ھے۔
چَھپن	شکار کی تاڑ میں یا خوف کے مارے خاموشی سے چھپ جانا دبے پاؤں چلنا - بغیر آواز کے اس طرح چلنا کہ دوسرا شخص دیکھ نہ سکے۔
چَھوڈا	لکڑی کا بے ترتیبی سے کاٹا ھوا ٹکڑا۔
چھیڑن	مویشیوں کو جنگل میں چرانے کیلئے لے جانا۔
	د
دَرَبھڑ	خون کی خرابی کی وجہ سے جسم پر سرخ رنگ کے ابھرے ھوئے داغوں کا نمایاں ھو جانا۔ داغ دربھڑ اور بیماری چھپاک کہلاتی ھے۔
درگیرن	پھیلانا - پسارنا۔

الفاظ	معنی
دَرمڑ	غیر آباد زمین کا وہ ٹکڑا جہاں پر خود رو گھاس آگی ہو اور جو عام سطح سے اونچا ہو۔
دروہ	فریب ۔ دغا ۔
دروھی	قسم ۔ کسی بزرگ کے نام کا واسطہ ۔
دڑو	اونٹ کی لکد زنی ۔
دڑہ یا دڑہ	مسمار شدہ قصبہ ۔
دڑ مارن	بے حس و حرکت ہو جانا ۔ مکر کر کے یا کسی مصلحت کی بنا پر ۔
دڑکا	محض زبانی دھمکی ۔
دک	ہموار ریگستان (دکہ عربی لفظ ہے) ، دق ۔
دگ	ریگستانی علاقے میں پکا اور سیدھا راستہ ۔
دگا	بہت موٹا ڈنڈا ۔ موٹا سا سونٹا ۔
دن	ڈھیر ۔ اناج کی ڈھیری ۔
دنگن	پاؤں کو زور سے زمین پر مارنا ۔ اچھلنا کودنا ۔
دھر	طرف ۔ سمت ۔
دھڑا	پارٹی ۔ گروہ ۔
دھریس	ایک قسم کا ناچ ۔
دھروھن	گھسیٹنا ۔
دھرنکا	انسانی ڈھانچہ ۔

الفاظ	معنی

ڈ

ڈاب (ڈابڑ)	چکنی مٹی جو چلنے کی وجہ سے اس قدر پس کر باریک ہو جائے کہ اس پر قدم نہ جم سکے۔
ڈاچی	اونٹنی۔
ڈانوَر	گھریلو مکڑی جو دیواروں اور چھتوں پر جالا تنتی ہے۔ (ڈانور مذکر استعمال ہوتا ہے)۔
ڈَبّا	(۱) رنگ کا کہیں گہرا ہونا اور کہیں ہلکا۔ یکساں نہ ہونا۔ (۲) برص کے داغ والا۔ مبروص۔
ڈَٹ	راستی نما دروغ جس پر فوراً اعتبار کر لیا جائے۔
ڈگر (ڈگری)	ریگستانی علاقوں میں آباد زمین کا ایسا ٹکڑا جس کے ارد گرد ویرانہ ہو۔
ڈن	جرمانہ۔ تاوان۔
ڈوڈھ	کپڑے کے تھان میں وہ کپڑا جو پیمائش سے باہر ہو۔
ڈَولھا	کہنی اور شانے کے درمیان کا وہ حصہ جہاں گوشت ابھرا ہوتا ہے۔
ڈوہ	الزام۔ تہمت۔
ڈَھڈھ	لوگوں کو جمع کرنے کے لئے نقارے یا نوبت پر چوٹ پڑنا۔
ڈَھنڈھ	گہرا اور وسیع تالاب۔ جھیل۔

الفاظ	معنی
ڈیرہ	مہمان گاہ ۔ بیٹھک کے لئے وساخ کا لفظ ہے۔

ر

راند	کھیل ۔ شغل (راند رچاون محاورہ ہے)
راندھا	اس کے برعکس ۔ بلکہ ۔ الٹا ۔
رِب	درد ۔ تلچھٹ ۔
رَجن	سیر ہو جانا ۔ جی بھر کر کھا لینا ۔
رجھن	مصروف ہونا ۔
رَچن	جزو بدن بن جانا ۔ یکجان ہو جانا ۔
رَڑن	(۱) فریاد ۔ آہ و زاری ۔ (۲) اونٹ کا کلبلانا ۔
رُگ	ناقابل کاشت ریگستانی زمین ۔ ریڑ ۔ سخت زمین ۔
رنگوں	بھینس کی آوز ۔
روڑ	گیدڑ کی آواز ۔
روک	نقد ۔
رُوھاڑی	سرخ آنکھ والی بطخ جو دریا کے کنارے پر رہتی ہے ۔
رِیڑ	کتوں کی ٹولی ۔

س

ساکدار	خون کے تعلق والا ۔
سانبھن	حفاظت سے رکھنا ۔

الفاظ	معنی
ساندھوڑاند	یکے بعد دیگرے - مسلسل - بے در بے -
سانڈھ (سنڈھ)	وہ جانور جس میں بچہ دینے کی اہلیت نہ ہو -
سانگا	رشتہ - تعلق -
سانگ (سنگولا)	چھوٹا نیزہ -
ساہی	کاریگر کو چیز تیار کردینے کے لئے قیمت کا کچھ حصہ جو پیشگی دے دیا جاتا ہے - بیوپار میں سودا بنانے کے لئے جو رقم پیشگی دی جاتی ہے وہ ٹھپّی کہلاتی ہے -
سَتّھل	گھٹنے سے کمر تک کا حصہ جس پر زیادہ گوشت ہوتا ہے - ران = پٹ -
سُجا کھا	آنکھوں والا - اندھا کا ضد -
سَجایا	اجایا (ناکارہ) کا ضد - فائدہ مند - کارآمد - سپھل
سِجّھن (سجھاون)	(۱) قرضہ ادا ہونا - بیباق ہو جانا - (۲) کنویں کی دیوار کا انتہائی گہرائی تک اتر جانا -
سِٹھ	مجو -
سَرَل	دو سال تک کی عمر کا گھوڑا -
سَکُتر	سوتیلا بیٹا -
سُکی	سوتیلی بیٹی -

الفاظ	معنی
سَنْدر	کاریگر کے اوزار۔
سندھ	نقب۔
سواندزی	شریک۔ حصہ دار۔ ہمسایہ۔
سِوال	زنگ۔
سَوڑ	رزائی (سی ویڑھ۔ سردی میں لپیٹنے کی چیز)۔
سَوْلن	جرم کا اقبال کرنا۔
سُونہان	واقف۔ جانا پہچانا ہوا۔
سِیرا	حلوا۔
سینگا	ہم عمر۔

ک

کامحن	وہ بڑا سا شہتیر جس میں رہٹ کا دُھرا گھومتا ہے۔
کانجھا	پیتل یا کانسی کا برتن۔
کانڈھا	دعوت نامہ۔ شادی کا بلاوا۔
کانی	چھوٹا تیر یا برچھا۔
کاوڑ	غصہ۔
کَپّر	وہ ندی یا دریا جو ویرانے یا ریگستان میں واقع ہو۔
کَچّھن	پیمائش کرنا۔

الفاظ	معنی
کُٹھیلا	چھ ماہ سے ایک سال تک کی عمر کا اونٹ۔
کُریہہ	خشک سالی۔
کَس	کمی۔ نقصان۔ گھاٹا (کسر۔ تخفیف یا رعایات)۔
کَکّا	(۱) گربہ چشم۔ (۲) سرخ بالوں والا۔
کَکّر	یخ۔ سردی سے جما ہوا پانی۔
کِنگاؤن	خواہ مخواہ بھڑکانا یا اکسانا۔ جان بوجھ کر منہ چڑانا۔
کَنٹی (کنڑیں)	قطرہ۔
کنیرا	چارپائی بُننے والا۔
کِن مِن	بارش کا قطرہ قطرہ ہو کر برسنا۔ خالق باری کے مصرع ؎ ہندوی کہانڈا کہاوے ان من (یا ان من) میں لفظ ان من یا اِمٹر نہیں بلکہ یہی لفظ کِنڑ مِنڑ ہے۔ جس کا تلفظ کِنڑ مِنڑ ہے۔ حضرت خواجہ فرید کا شعر ہے ؎ جان ڈیکھاں جھڑ مینہ کنڑ منڑ گُوں رووان کر کر یـادَ سجن گُوں
کھانگڑ	ایسی گائے یا بھینس جو بہت دنوں سے دودھ دے رہی ہو اور اب اس کا دودھ گاڑھا ہو گیا ہو۔
کھانبا	تیرہ سال سے زیادہ عمر کا اونٹ۔

الفاظ	معنی
کھپڑ	بہت بوڑھا اونٹ۔
کھٹر	وہ گائے جو دودھ نہ دوھنے دے۔
کھس	شرمندہ (کھسیانہ)۔
کھکھر	بھڑ کا چھتا۔ (کھکھروچ وٹا مارن محاورہ ہے بمعنی خواہ مخواہ کسی کو بھڑکانا)۔
کھولا	چھت اور دروازے کے بغیر مکان۔
کوجھا	بد صورت۔

گ

گاچا	کھجور کے درخت کا وہ حصہ جہاں سے شاخ پھوٹتی ہے۔
گادھی	رہٹ کا وہ تختہ جس پر بیٹھ کر کسان بیلوں کو ہانکتا ہے۔
گپ	پھسلوان کیچڑ۔
گپل	ٹکڑا۔
گدرا	ہلکے زرد رنگ یا مٹیالے رنگ کا۔
گریڑا	سرکنڈے کا مکان۔
گس	دریا کے ساتھ بہہ کر آنے والی مٹی جو نرم اور بھربھری ہو سخت مٹی اٹ کہلاتی ہے۔
گندرا	گندر کے معنی ہیں سلوٹ۔ گندرا اس شخص کو کہتے ہیں جس کا دل صاف نہ ہو۔

الفاظ	معنی
گویڑ	برادری یا پنچائت کا فیصلہ یا مشترکہ طور پر چوری وغیرہ جرائم کی حقیقت تک پہنچنا ۔
گیڑ	ایک سزا جس میں گردن چوکھٹے میں پھنسا دی جاتی ہے ۔
گیس	جوان بکری ۔
گُجّھا	پوشیدہ (گُجھ = راز) ۔
گُھرا	چوروں کی پوشیدہ رہائش گاہ ۔
گھل	غنودگی ۔ اونگھ ۔ آنکھ لگنا ۔
گھیسرا	جوان بکرا ۔
گھیہل	کھینچا تانی ۔ کھچاوٹ ۔

ل

لاین	فصل کاٹنا (فصل کاٹنے والے لائی ہار کہلاتے ہیں) ۔
لارا	جھوٹی امید ۔
لانہہ	لمبا موٹا رسہ ۔
لبھن	تلاش میں مل جانا (تلاش کرنا = گولن) ۔
لٹور	آوارہ ۔
لُری	موسم سرما کی ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا ۔ بادشمال ۔
لُکار	اونی چادر (لُکن مصدر سے ہے ۔ چھپانا) ۔
لُک	ویران ۔ برباد ۔

الفاظ	معنی
لُکا	اکیلا - تن تنہا -
لُمبھ	لالچی - چھین لینا جس کی عادت ہو -
لُوت	بیل جو درختوں کو لپیٹ لیتی ہے اور جس کی وجہ سے درخت سوکھ جاتا ہے -
لودھ	کتوں کا گلہ - شکاری کتوں کے گلے کو ریہڑ کہیں گے -
لوڑھ	(۱) سیلاب - (۲) ضرورت -
لِہاک	ایک سے چار سال تک کی عمر کا اونٹ (لیہن والا - یعنی ماں کا دودھ پینے والا) -
لیٹ	سانپ کے چلنے سے جو نقش زمین پر بن جاتا ہے -

م

مارھا	سواری کا اونٹ - تیز رفتار ناقہ -
مَتّان	مبادا - شاید -
مَتّھا	(۱) سست رفتار - (۲) سستا -
مِچ (اڑاہ)	بہت زیادہ آگ جو شعلہ زن ہو -
مدھانی	دھی بلونے کا آلہ -
مِزات	دو سال کی عمر کا اونٹ -
مُکان	تعزیت -
مُکلاوہ (مکلاون)	رخصتی (الوداع کہنا) -

الفاظ	معنی
مِلَس	اونٹ کے بال ۔
مَلھِن	کشتی یا کھلا مقابلہ ۔ دنگل کا ضد ۔
مَندھرا	پست قد کا ۔ ڈیڑا بھی کہتے ھیں ۔
مَنڈن	کسی برتن یا بوری کو لتاڑ لتاڑ کر بھرنا ۔
مُنڈھی	لکڑی کا بے ڈھنگا ٹکڑا ۔
موچی	چمار۔ کفش دوز (یہ دراصل فارسی سے آیا ھے۔ مُو معنی بال ۔ چی = چننے والا ۔ وہ شخص جو کھالیں صاف کرتا تھا۔چمار = چم آر، چمار = چمڑے والا ۔ آر لوھے کی بڑی سوئی کو بھی کہتے ھیں جس سے جوتیاں سی جاتی ھیں)۔
موکلا	وہ پوشاک یا کپڑا جو بدن پر ٹھیک نہ بیٹھے بلکہ کھلا ھو ۔ چوڑا ۔
موکھ	ھدیہ ۔ گنڈے تعویذ کی قیمت ۔
مول	ھرگز ۔
میڑھ	وفد ۔
مَیڑھ	گائیں بھینسیں دوھنے والا ۔

ن

نَروآ	تروتازہ ۔
نِروار	انصاف ۔
نرھان	ناشتہ (نَرِنے ھان ۔خالی معدہ) ۔

الفاظ	معنی
نمانان	مسکین صورت - جسے کوئی مان (فخر) نہ ہو۔
نَویکلا	بلا شرکت غیرے۔
نہوکڑا	دوسرں سے مختلف - ہزاروں میں ایک -
نہوندر	ناخن (نونہہ) کی خراش -
نَیں	پہاڑی نالہ - رود کوھی - تیز رفتار نالہ -
	و
وار(وارہ)	قصیدہ -
وانجا	محروم -
واندا	خالی (وندادن - خالی کرنا)۔
وانڈھا	آبادی سے دور۔
وانورا	پست قد کا۔
ویلن	پریشان ہو جانا - گھبرا جانا -
وِتھ	فاصلہ -
وَٹ (کڈھن)	بات کا پیچ رفع کرنا - مغالطہ دور کرنا -
وَٹّا	(۱) باٹ (۲) روڑہ (۳) مبادلہ - وٹا سٹا - رشتے کے بدلے رشتہ دینا اور لینا - یہ عار سمجھی جاتی ہے اور اسی سے شاید بٹا لگنا محاورہ ہے -
وَٹھ	سخت گرفت -
وَدھری	چمڑے کا تسمہ -
وَدھیکی	زیادتی -

الفاظ	معنی
وَڈھی	رشوت
وِرلا	شاذ ۔ خال خال ۔ کوئی ایک ۔ نایاب
وِڑاون	لین دین برابر کرنا ۔
وِسّن	دشمن کا اعتبار کر جانا ۔ بے خبر رہنا ۔ بے فکر ہو جانا ۔
وَک	(۱) گندم کے آٹے کا تناؤ ۔ (۲) مویشی کا گابھن ہونے کے قریب ہونا ۔
وَکیڑ	گرفت ۔ وہ آلہ جس میں آدمی پھنس جائے اور نکل نہ سکے ۔
وَگ	اونٹوں کا گلہ ۔
وِگ	(۱) چہرہ ۔ شکل صورت (وگ بھٹن ۔ مزاج بدلنا) وگڑن ـ بگڑنا (۲) مسروقہ مویشی کے بدلے دوسرا مویشی دینا ۔
وَگن	(۱) تیز تیز چلنا ۔ (۲) بجنا ۔
وَگّا	لکڑی کی چفتیاں جو چھت کو ہموار اور مضبوط بنانے کے لئے استعمال ہوتی ہیں ۔
وَلّن	واپس آنا ۔ لوٹنا ۔
وَل وَلّن	بار بار ۔
وَن	(۱) درخت (۲) قسم (وَنکی ـ جنس کا نمونہ) ۔

الفاظ	معنی
وندان	خالی کرنا ۔
ونجاون	ضائع کرنا ۔
وِھترن	ناپ کے مطابق کپڑا کاٹنا ۔ تقسیم اراضی ۔
وَھر	مسروقہ مویشی کی تلاش میں کھرے پر جانے والی پارٹی ۔
وِھکن	مویشی کا دودھ دینا بند کر دینا ۔
وھیتر	سواری کا جانور ۔
ویجھا	ماں کا دودھ نہ ملنے سے بچے کی اداسی ۔
ویلھا	فارغ ۔ بے کار ۔

ھ

ھاٹھ	نیزہ بازی ۔
ھاٹھی	قدوقامت
ھُب	پسلیوں کے درد کی وجہ سے سانس لینے میں تکلیف ہونا ۔
ھَٹکن	منع کرنا ۔
ھِڈکا	توقع ۔ انتظار ۔ کسی چیز کے ملنے کی امید میں منتظر رہنا ۔
ھرو بھرو	خواہ مخواہ ۔
ھَکّل	منع کرنے کے لئے زور سے آواز دینا ۔
ھُکّن	گستاخانہ کلام ۔

الفاظ	معنی
هُلّن	مشہور ہونا ۔
هَنڈن	مستعملہ ہو جانا ۔
هوڈ	ضد ۔ ہٹ (ہوڑ) ۔
هُونگن	درد سے کراہنا ۔ یا بخار کی شدت سے کراہنا ۔
هیکل	تنہائی پسند ۔ آدمی کی صحبت سے نفرت کرنے والا ۔
هِینڑان	کمزور (زبر دست) بمقابلہ ڈاڈھا (زبردست) ۔

ی

یخی مارن	بیہودہ بکواس ۔
یرکن	ڈر کر گھبرا جانا ۔ خوفزدہ ہو کر جی چھوڑ جانا ۔
یرکاون	خوفزدہ کرنا ۔
یلّہ وار	بے وقوفوں کی طرح ۔ بے ترتیبی سے ۔ بے قاعدہ ۔

الفاظ کی یہ فہرست کسی طرح بھی جامع اور مانع نہیں۔ اس میں صرف ایسے الفاظ پیش کئے گئے ہیں جن کی بجائے اردو میں غیر ملکی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں یا جو افادیت کے لحاظ سے اردو زبان میں داخل ہونے کے قابل ہیں اور اس وجہ سے دلچسپ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض الفاظ دوسری ہند آریائی زبانوں میں بھی موجود ہوں کیونکہ ملتانی بھی تو آخر ہند آریائی زبان ہے اگرچہ سینکڑوں سالوں تک دوسری زبانوں کا دودھ پیتی رہی ہے ۔ لیکن اس کا مطلب

یہ نہیں کہ یہ الفاظ خالص ملتانی نہیں ہیں۔ جس طرح اردو میں غیر ملکی الفاظ گھس پس کر اب اردو بن گئے ہیں۔ اسی طرح یہ الفاظ اب خالص ملتانی کہلانے کے مستحق ہیں۔

ذخیرۂ الفاظ کی وسعت ۔ جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ ملتانی زبان ذخیرۂ الفاظ کے لحاظ سے بہت وسیع ہے مسٹر او برائن کا بیان اوپر نقل کیا گیا ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ صرف کھجور سے تعلق رکھنے والے الفاظ ان کو پچاس کے قریب بتائے گئے اسی طرح زراعت سے متعلق الفاظ کی ایک پوری لغت تیار ہو سکتی ہے۔ زرعی آلات کے چھوٹے سے چھوٹے پرزے کا اور زرعی کاموں میں سے ہر ایک عمل کا علیحدہ نام ہے۔ صرف اندازہ لگانے کے لئے ہم ذیل میں اونٹ کی قسمیں گنواتے ہیں :

۱۔ ڈاچی (اونٹنی) ۔ ۲۔ توڈا (اونٹ کا بچہ) توڈی مؤنث۔ ۳۔ کُٹھیلا (ایک سال کا اونٹ) ۔ ۴۔ مِزات (دو سال کی عمر کا اونٹ) ۔ ۵۔ ترِھان (تین سال کی عمر کا) ۔ ۶۔ لِہاک (چار سال کا) ۔ ۷۔ چَھتّر (چھ سال کا) ۔ ۸۔ نیش (جوان اونٹ) ۔ ۹۔ کھامبھا (بوڑھا اونٹ) ۔ ۱۰۔ جھروٹ (بوڑھی ڈاچی) ۔ ۱۱۔ مارھا (دوڑنے والا اونٹ) ۔ ۱۲۔ پُراف (ایک سے چار سال تک کی ڈاچی۔)

حضرت خواجہ فرید مٹھن کوٹی چونکہ ملتانی زبان کے بہت بڑے صوفی شاعر ہیں اس لئے ان کی زبان ٹھیٹھ ملتانی زبان کا نمونہ ہے ۔ ایک علیحدہ باب میں آپ کے کلام کا نمونہ پیش

کیا جائے گا اور خاص الفاظ کی مزید فہرست پیش کی جائے گی۔ نیز ملتانی زبان کے اصول و قواعد بیان کرتے ہوئے ہم افعال و مصادر بھی پیش کریں گے۔ اب عربی اور فارسی اثرات کی توضیح پیش کی جاتی ہے۔ تاکہ ذخیرۂ الفاظ کا یہ پہلو تشنہ نہ رہ جائے۔

ساتواں باب

ملتانی زبان میں فارسی اور عربی کے الفاظ

چوتھی صدی ہجری میں وادی سندھ کی زبان کیا تھی۔

عرب سیاحوں کی شہادتیں

ملتان اور اس کے اطراف و جوانب کی عام بول چال کی زبان سے متعلق تحریری شہادت ان عرب سیاحوں کے سفرناموں سے ملتی ہے جو چوتھی صدی ہجری میں یہاں آئے۔ مثلاً

''منصورہ اور ملتان اور ان کے اطراف کی زبان عربی اور سندھی ہے اور مکران والوں کی زبان مکرانی اور فارسی ہے۔''[1]

''منصورہ اور ملتان اور اس کے اطراف میں عربی اور سندھی بولی جاتی ہے۔''[2]

''یہاں فارسی زبان سمجھی جاتی ہے۔''[3]

''یہ سب سوداگر ہیں اور ان کی زبان سندھی اور عربی ہے۔''[4]

بقول سید ابوظفر ندوی ''سندھ اور ملتان کی اصلی زبان جس میں عوام بات کرتے تھے پچ میل قسم کی تھی۔ بھاٹیہ (بھیرہ) سے لے کر سندھ کے بالائی حصہ تک تو اردھ ناگری کا رواج تھا۔ یعنی نصف ناگری۔ کیونکہ یہ زبان مختلف زبانوں سے مل کر پچ میل زبان بن گئی تھی۔ اسی زبان میں یہ لوگ

۱۔ سفرنامہ اصطخری، لائیڈن پریس ص ۱۷۷ - سالک المسالک۔
۲۔ سفرنامہ ابن حوقل لائیڈن پریس۔ ص ۳۳۲۔
۳۔ احسن التقاسیم فی معرفت الاقالیم۔ سفرنامہ بشاری مقدسی۔ لائیڈن پریس ص ۴۸۱۔
۴۔ ایضاً ص ۴۷۹۔

خط و کتابت کرتے تھے اور کتابیں بھی لکھی جاتی تھیں۔"[1]

منصورہ اور برھما آباد (نچلا سندھ) میں ایک اور زبان رائج تھی۔ جس کو سیندب کہتے تھے۔ یہ ملک کے اصلی باشندوں کی زبان تھی۔ لیکن عربوں کی زبان جو عدالت، تجارت اور تعلیم کے موقعوں پر استعمال کرتے تھے۔ وہ سندھ کے مختلف خطوں میں مختلف رہی ہے۔ تیسری صدی تک صرف دو زبانیں استعمال ہوتی رہیں۔ عوام اپنی ملکی بولی بولتے تھے اور خواص عربی اور ملکی دونوں سے واقفیت رکھتے تھے۔ چوتھی صدی کے وسط میں ملتان اور منصورہ کے لوگ ملکی اور عربی زبان میں گفتگو کرتے تھے۔ مگر مکران میں مکرانی اور فارسی رائج تھی۔ چوتھی صدی کے آخر میں دیلمیوں کے عروج سے سندھ پر اثر پڑا اور فارسی زبان کا رواج شروع ہو گیا۔ چنانچہ ۳۷۶ ہجری کے قریب بشاری جب ملتان آیا تو یہاں فارسی زبان رائج ہو چکی تھی۔ اسی طرح مکران میں بلوچی یا مکرانی کا رواج تھا۔ لیکن خواص پر فارسی کا اثر تھا۔ منصورہ کی ریاست میں ابھی تک عربی اپنے قدم جمائے تھی۔ تاجر سندھی اور عربی کے ذریعے اپنا کاروبار چلاتے تھے۔ آب کوثر، تاریخ سندھ اور نقوش سلیمانی کے مصنفین نے عرب سیاحوں کے سفرناموں پر حصر کرکے ملتان یعنی بالائی سندھ اور منصورہ یعنی زیریں سندھ اور مکران کی بول چال کی زبان کے متعلق کم و بیش یہی لکھا ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ عربوں کے تجارتی تعلقات فتح سندھ سے بہت پہلے اس ملک کے ساتھ وابستہ تھے۔ بابل اور نینوا کی تہذیب کے جو اثرات موہنجو ڈارو کی کھدائی میں برامد ہوئے ہیں اس بات

۱۔ تاریخ سندھ۔ ابو ظفر ندوی۔ سلسلہ دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۴۸ء ص ۳۶۰۔

کا پختہ یقین دلاتے ہیں کہ وادی سندھ کے تجارتی، تمدنی اور معاشرتی تعلقات براہ راست عرب ممالک سے تھے۔ اس لئے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ یہاں کی زبان عربی الفاظ اور عربی زبان سے مانوس تھی۔

عربی اور فارسی کے اثرات ہند آریائی زبانوں پر۔

فتح سندھ کے بعد جب براہ راست عرب قبائل نے اس ملک میں توطن اختیار کر لیا اور عنان حکومت عربوں کے ہاتھ میں آ گئی تو زبان کا عربی سے مخلوط ہو جانا کچھ بڑی بات نہیں۔ ایرانی افواج جو عرب فاتحین کے ساتھ داخل ہوئیں اپنے ساتھ فارسی زبان لائیں لیکن یہ فارسی بھی ژند و اوستا کی فارسی نہ تھی۔ بلکہ عربی سے متاثر ہو کر عربی زدہ ہو چکی تھی۔ اور چونکہ آریاون کی اصل زبان سے مختلف نہ تھی اس لئے اس نئی زبان کے قبول کرنے میں بھی دیر نہ لگی۔ ہم دیکھ چکے ہیں کہ انگریزی زبان باوجود اس کے کہ اس کا لسانی تعلق ہماری زبان سے بہت دور کا ہے ہماری زبان کے رگ و ریشہ میں پیوست ہو گئی ہے۔ حالانکہ اس کا قیام اس ملک میں ڈیڑھ دو سو سال سے زیادہ نہیں۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ عربی اور عربی زدہ فارسی جن سے براہ راست تعلقات یہاں کی زبان سے صدیوں سے چلے آتے تھے یہاں کی بول چال کی زبان نہ بنتی۔ مثل مشہور ہے کہ کلام الملوک ملک الکلام یعنی بادشاہوں کی زبان زبانوں کی بادشاہ ہوتی ہے۔ عربوں نے وادئ سندھ یعنی ملتان کے صوبے سے ساحل سمندر تک سوا تین سو سال حکومت کی اور ملتان آج منصورہ علم و فن کے بہت بڑے مراکز تھے۔ اس کے بعد محمود غزنوی کی فتوحات نے مرکز ثقل کو ملتان سے لاہور اور

لاهور سے دهلی منتقل کر دیا ۔ لہذا ان تین صدیوں میں عربی کا عروج حاصل کرنا اور عوام کی بول چال تک میں آ جانا بعید از فہم نہیں ۔

عربی اور فارسی نے تقریباً تمام ہند آریائی زبانوں کو متاثر کیا ہے ۔ یہاں تک کہ برج بھاشا اور ہندی میں بھی جو خالص سنسکرتی زبانیں ہیں ان کے اثرات موجود ہیں ۔ مگر یہ اثرات اوپرے اوپرے سے دکھائی دیتے ہیں ۔ زبان کی ساخت کو نہیں بدل سکے ۔ اردو زبان چونکہ مسلمانوں اور ہندوؤں کے صدیوں کے میل جول کا نتیجہ ہے اس لئے اس زبان میں عربی اور فارسی الفاظ کی تعداد بہت زیادہ ہے ۔ نیز چونکہ یہ ادبی زبان ہے اس لئے اس میں غیر ملکی الفاظ اپنی شکل و صورت تبدیل کئے بغیر جوں کے توں موجود ہیں ۔ اوپر کے پیراگراف میں حروف اور افعال کو چھوڑ کر باقی الفاظ کا ۹۰ فیصد عربی فارسی الفاظ پر مشتمل ہے ۔ یہ الفاظ شکل و صورت کے لحاظ سے بعینہ وہی ہیں جو عربی یا فارسی میں مستعمل ہیں (تت سم) ۔ مگر غیر ادبی زبانوں میں (اگرچہ ان میں بھی ان کا اپنا ادب موجود ہے) ان غیر ملکی الفاظ کو اپنے مخصوص لب و لہجے کے سانچے میں ڈھال لیا گیا ہے ۔ بھگت کبیر سورداس غلام علی بلکہ سلطان قلی قطب کے دیوان میں مخصوص لب و لہجے اور مختلف اصوات کے بدل دینے کی مثالیں ملتی ہیں ۔ مثلاً

خون کو کھون ۔ خدا کو کھدا ۔ نماز کو نماج ۔ مرغ کو مرگا ۔ کاغذ کو کاگد ۔ زمین کو جمین ۔ ہوش کو ہوس ۔ وقت کو وخت ۔ خیر کو کھیر ۔ بزاز کو بجاج ۔ جہاز کو جہاج ۔ مطلب کو مطبل وغیرہ ۔

عربی اور فارسی کے اثرات وادئ سندھ کی زبان پر۔

ملتانی زبان میں چونکہ یہ عربی اور فارسی الفاظ نسبۃً زیادہ تعداد میں داخل ہوئے ہیں۔ اور اس علاقے میں عربی اور فارسی بول چال کی زبان رہی ہے جب کہ دوسرے علاقوں میں یہ بول چال کی زبان نہیں رہی بلکہ محض دفتری اور سرکاری زبان رہی ہے ۔ اس لئے الفاظ کا ملکی اثرات قبول کرنے کا عمل بھی نسبۃً زیادہ ہوا ہے۔

مختلف زبانوں کے الفاظ زبان کے عناصر ترکیبی کا جزو اعظم ہوتے ہیں ۔ غیر ملکی الفاظ نئی زبان میں یا تو

(الف) شکل و صورت اور معانی کے لحاظ سے جوں کے توں رہتے ہیں یا

(ب) ان کی شکل و صورت تو وہی رہتی ہے جو اصل زبان میں تھی مگر معانی بدل جاتے ہیں یا

(ج) ان پر عملِ تصرف ہوتا ہے اور نئی زبان ان الفاظ کی اس طرح تراش خراش کرتی ہے کہ بعض اوقات لسانی تجزیہ بھی انہیں اپنے اصلی رنگ روپ میں پیش نہیں کر سکتا ۔

پہلی قسم کے الفاظ کی اردو اور دوسری زبانوں میں کمی نہیں ۔ ملتانی زبان میں اس قسم کے جو الفاظ موجود ہیں وہ اردو میں بھی ہیں ۔ لہذا ان کو نظر انداز کیا جاتا ہے دوسری قسم کے الفاظ کی تعداد بمقابلہ ملتانی اردو میں زیادہ ہے ۔ مثلاً دستاویز، حقہ، غصہ، محرر، منشی، وغیرہ الفاظ اردو میں ان معنوں میں استعمال نہیں ہوتے جن معنوں میں اصل زبان میں ہوتے ہیں ۔ اردو زبان نے ان کے معنی بدل دئیے ہیں ۔

تیسری قسم کے الفاظ اردو میں بہت کم ہیں۔ مگر ملتانی میں بہت زیادہ ہیں۔ ملتانی زبان نے عربی اور فارسی الفاظ کی اس طرح تراش خراش کی ہے کہ لسانی تجزیہ بھی بعض اوقات اصل کا پتہ نہیں لگا سکتا۔ ذیل کی سطور میں ہم اسی قسم کے الفاظ سے بحث کریں گے۔ مثال کے طور پر اجایا اور سجایا دو لفظ پیش کئے جاتے ہیں جن کا ماخذ عربی کا ''ضائع'' ہے۔ ضائع کو پہلے اجایا بنایا گیا۔ ہند آریائی زبانوں میں (سنسکرت اور پراکرت میں) الف یا ک اور س متضاد معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے

اَوَلّا (دشوار گزار)۔ سَوَلّا (نزدیک)۔ سُپوت (نیک بیٹا)۔ کُپوت (بد بیٹا)۔ کُویلا (بے وقت) ۔ سَویلا (سویرا)۔

اب ملتانی زبان والوں نے اجایا کے مقابلے پر س لگا دیا۔ اور ایک نیا لفظ سَجایا بنا لیا جس کے معنی ہو گئے سود مند۔ سہل وغیرہ۔ ملتانی زبان نے اپنے اندر سمو لینے کی قوت کو عربی اور فارسی الفاظ پر بہت زیادہ استعمال کیا ہے۔ اگلے صفحات میں چند الفاظ کی فہرست پیش کی جاتی ہے :

عربی اور فارسی الفاظ کی مختصر سی فہرست

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
ابتر (ع)	دم بریدہ ۔ بے اولاد	اوترا	بے اولاد
آبخورہ (ف)	پانی پینے کا برتن	آبخورہ	پانی پینے کا برتن
اخوند زاد (ف)	استاد کا بیٹا	آخن زادہ	استاد کا بیٹا
آختہ (ف)	خصی	آختہ ۔ اختہ	پریشان ۔ تنگ ۔ بیزار
آزار (ف)	دکھ درد	ازار	درد
		ازارن (مصدر)	دکھ دینا
اصلاً (ع)	اصل سے	اصلون	بالکل ۔ سراسر
آفتابہ (ف)	لوٹا	آستاوہ	مٹی کا لوٹا
اریحائی (ع)	اریحا کا رہنے والا	ارائیں	ایک مشہور ذات کا نام ہے
امیرالبحر (ع)	سمندر پر حکومت کرنے والا ۔ ملاح	میر بحار	ملاح
اندری (ف)	موٹی اور سخت رسی	ودھری	کمر بند

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
		ب	
باخہ (ف)	کچھوا	باغوں	دریائی بھیڑیا
باکی (ع)	گریہ کرنے والا	باک	گریہ
		(باکن مصدر)	گریہ و زاری کرنا
بحر (ع)	شعر کا وزن	وار	قصیدہ
بخرہ (ف)	حصہ	بخرا	حصہ
بر (ف)	خشکی - ویرانہ	بر	جنگل - ویرانہ
برنا (ف)	جوان گھبرو	بنّان	جوان - گھبرو
بروک (ف)	چیستان - پہیلی	بڑوک	بے تکی بات
بَصَل (ع)	پیاز	وسّل	پیاز
بطخ (ع)	مشہور پرندہ	بدّخ	مشہور دریائی پرندہ
بِطّیخ (ع)	چھوٹا تربوز	بِتّی	چھوٹا تربوز

بغی (ع)	سرکشی	بغان	نافرمان
بُلاق (ع)	ایک زیور	بُلاق	ناک میں ڈالنے کا زیور
بیل (ف)	پھاوڑہ - کدال	بیل	بڑی کدال
بے مَعُول (ع)	ناقابل اعتماد	بے مَعُول	بے وقعت - بے مایہ
بیخر (ف)	پھل توڑنے والا	بیخر	پھل خریدنے والا
بیعانہ (ع)	قیمت خرید کا پیشگی حصہ	بیانہ	قیمت خرید کا پیشگی حصہ

پ

پاترہ (ف)	زمین کا وہ ٹکڑا جو مالک بالائی اخراجات کے لئے کاشتکار کو علیحدہ کر دے	پاترا	حصہ
پاتیلہ (ف)	کھلے منہ کا دیگچہ	پَتیلہ	کھلے منہ کا دیگچہ

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
پارار(ف)	گذشتہ سال	پر	گذشتہ سال
		پرار	گذشتہ سے پیوستہ سال
پازار(ف)	کسان کے پھننے کا ایک قسم کا جوتا	پزار	جوتے کا ایک پاؤں
پاُسک(ف)	جانی	آباسی	جانی
پدندر(ف)	سوتیلا باپ	پتندر	سوتیلا باپ
پلید(ف)	ناپاک	پلیت	ناپاک
پوش پوش(ف)	ہٹ جاؤ۔ الگ ہو جاؤ	پوش پوش	ہٹ جاؤ۔ ایک طرف ہو جاؤ
پیلو(ف)	ایک پھل اور اس کے درخت کا نام	پیلو	جال کا درخت اور اس کا پھل
پینکی(ف)	اونگھ۔ غنودگی	پنکی	نشہ۔ سرور
پیشین(ف)	نماز ظہر کا وقت	پیشین	نماز ظہر کا وقت

تابُوت (ف)	مردے کا صندوق	تنبُوت	تعزیہ
تریز (ف)	کرتے کی کلی - کپڑے کا ٹکڑا	تریز	کپڑے کا ٹکڑا
ترقیدن (ف)	پھٹنا	تَرَکّن	بدبودار ہونا
تَشنہ (ف)	پیاسا	تَسّہ	پیاسا
تعظیم (ف)	عظمت کرنا - عزت کرنا	تظیم	بزرگوں کا ادب کرنا
تعویذ (ع)	خدا کی پناہ چاہنا	تَوِیذ	(۱) گنڈا
			(۲) ایک زیور کا نام
			(۳) قبر کی لوح
تفرقہ (ع)	اختلاف - پھوٹ	تریفوق	نفاق - پھوٹ
تُکمہ (ف)	گریبان کا کپڑے کا بنا ہوا بٹن	تُکماں	گریبان کا کپڑے کا بنا ہوا بٹن

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
تنبان (ع)	پاجامہ ۔ شلوار	تنبا ۔ تنبی	پاجامہ
توشہ (ف)	زاد راہ	توشہ	ایک مٹھائی کا نام

ث

ثوم (ع)	لہسن	تھوم	لہسن

ج

جُثّہ (ع)	بدن ۔ جسم ۔	جُثّہ	بدن ۔ جسم
جخ (ع)	ایک مکان سے دوسرے مکان پر جانا ۔ مٹی اڑانا	جخ	بیہودہ بکواس ۔ آوارہ پھرنا
جرگہ (ف)	گروہ ۔ حلقہ ۔ مجلس	جرگہ	برادری کی عدالت ۔ پنچائیت
جنجال (ف)	کام کی کثرت	جنجال	بکھیڑا ۔ مصیبت

ح

حُجرہ (ع)	کمرہ ۔ کوٹھڑی	حُجرا	مسجد سے ملحق کوٹھڑی
حُلوان (ع)	سرخ کپڑا	حُلوان	سرخ کپڑا
حلیم (ع)	چربی	حلیم	چربی یا گوشت میں پکا ہوا دلیا
حمائل (ع)	گلے کا ہار	حَمَیل	گلے کا ہار

خ

خارش (ف)	کھجلی	خرسی	کھجلی
خُفتن (ف)	سونا	خُفتاں (ویلے)	شام ۔ سونے کا وقت
خلق (ع)	پیدا کرنا	خلقن مصدر	بخشنا ۔ عطا کرنا
خَمِیس (ع)	جمعرات ۔ پانچواں دن	خَمِیس	جمعرات
خوچہ ۔ خوج (ف)	مرغ کی کلغی	خُجّی	گردن کا پچھلا حصہ

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
خواجہ دریا (ف)	دریا کا سردار	خواجہ دُل دریا	خواجہ خضر جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ دریا میں رہتا ہے
		د	
داغ	داغ	دانگ	داغ ۔ دھبہ
دَبّہ (ف)	چمڑے کی کُپّی	دبّا ۔ دبّلا ۔ دبلی	ڈبا ۔ ڈبیہ
درسار (ف)	دروازے کے سامنے	دَرسال	دھلیز
دَغ (ف)	چٹیل زمین	دَگ	چٹیل زمین ۔ راستہ
دَق (ع)	ویرانہ	دَک	ویرانہ ۔ غیر آباد زمین
دَنّ (ع)	بڑا مٹکا	دَن	ڈھیر ۔ انبار
دولائی (ف)	دوتہ والا کپڑا	دُلائی ۔ تُلائی	دوتہی چادر جس میں روئی بھر دی جاتی ہے
دھاز (ف)	فریاد	دھاں ۔ دھاڑ	فریاد ۔ چیخ و پکار

دُھل (ف)	ڈھول ۔ نقارہ	دول ۔ ڈھول	ڈھول
دیگر (ف)	اور ۔ دوسری	دِیگر	نماز عصر کا وقت نماز دیگر یعنی ظہر کے بعد ایک اور نماز
دیوّث (ع)	بھڑوا	دَوُث	بھڑوا
دیانت (ع)	ایمانداری	دانَت	عقل سمجھ بوجھ
دانست (ف)	سمجھ		

ر

رضا (ع)	راضی ہونا	رَضُوآ	رجحان ۔ مرضی ۔ رضامندی
رخنہ (ف)	سوراخ	رخنہ	رکاوٹ ۔ درز ۔ سوراخ
رَدہ (ف)	صف ۔ قطار	رَدّا	اینٹوں کی قطار
رَوا (ع)	کھیت کو ہل چلانے سے پہلے پانی دینا	رَوْنی	کھیت کو ہل چلانے سے پہلے پانی دینا

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
ریش (ف)	زخم	ریش	زخم
ریق (ف)	ٹپکنا	رِق	جانوروں کو دست لگنا
		ز	
زال (ع)	بڑھیا	زال	بیوی - عورت
زَحِیر (ع)	پیچش - ناخوش - آزردہ	زَحِیر	تنگ کرنا - پریشان کرنا ناک میں دم کرنا
زَرشک (ف)	کشمش کی ایک قسم	دراکھ	سوکھی کشمش
زُعم (ع)	گمان - ظن	زوم	اپنی طاقت سے متعلق گمان - ظن- فخر - غرور
زَلّو	جونک	جَلَم	جونک
زور آور (ف)	طاقتور - زبردست	زور وور	زبردست

زِہرہ (ف)	پِتّہ - کلیجی - بہادری	زیرا	پِتّہ - کلیجی
		(زیرے والا)	بڑے دل گردے کا آدمی
ظاہر (ع)	روشن - کھلا ہوا	ظہیر	عیان - کھلا ہوا ظاہر
زِیرہ	زِیرہ	جِیرا	زِیرہ

ژ

ژخ - ژخار (ف)	نعرہ - فریاد - شور	ژاڑ (یخی مارن)	شور ، بیہودہ گفتگو

س

سَحَر (ع)	صبح	سَحُور	آسحُور علی الصبح صبح سویرے
سروال (ع)	شلوار	سلوار	شلوار
سر گیر (ف)	سر کو پکڑنے والی بیماری	سِرگیل	ایک بیماری کا نام
سَعی (ع)	کوشش	سایو	چارہ جوئی - کوشش
سنگ (ف)	پتھر	سنگ+ روڑ= سکروڑ	پتھریلا - پتھر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
		ش	
شاء اللہ (ع)	خدا چاہے	شالا	خدا کرے
شامت (ع)	برائی ۔ نحوست	شامت	بیماری جو پہچانی نہ جا سکے ۔ بیماری کا ایک اچانک حملہ
شریک (ع)	حصہ دار	شریک	یکجدی ورثا
شمہ	اندک ۔ تھوڑا ۔ کم	شمّہ	اشارہ ۔ تھوڑی سی بات
شمع (ع)	شمع	شَمّ	شمع ۔ مشعل
شنگ (ف)	شوخ	شنڑنگ	شوخ ۔ گستاخ
شہبالا (ف)	دولھا کا ساتھی	سَبالا	دولھا کا ساتھی
شیدی (ف)	اھل حبشہ	شیدی	سیاہ فام

ص

صبح - صباح	صبح	صباحین (سبھائین)	کل صبح
صدا (ع)	آواز دینا	سڈّا	بلاوا
		(سڈن مصدر)	بلانا مصدر
صفّہ (ع)	دالان	صُفّہ	صحن سے ملحق کمرہ
صیت (ع)	شہرہ آوازہ	صَیت	شہرت - بخت
صیقل گر (ع - ف)	ہتیار پالش کرنے والا	صِقلیگر	پالش کرنے والا - اوزار تیز کرنے والا

ض

ضائع (ع)	ضائع	اجایا	ناکارہ - بے نتیجہ
ضِیق (ع)	تنگی	ضِیخ	گھبراہٹ - تنگی

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
		ط	
طاس (ع)	بڑا تھال	تاس	بڑا تھال
طاق (ع)	طاق	طاق	کواڑ - دروازہ
		طاقڑی	طاق کی تصغیر - کھڑکی
طبّاخ (ع)	باورچی	طباخی	باورچی
طرّہ (ع)	ٹوپی کا پھندنا	طرّا	پگڑی کا شملہ
طعن و تشنیع (ع)	برا بھلا کہنا	طعنے تشنے	طعنے - مہنے
طلح	ایک درخت کا نام	ٹُولھا	ایک درخت جو ریگستان میں ہوتا ہے
		ع	
عاق (ع)	سرکش - پریشان	اَکّن - اَکاون	تنگ کرنا - پریشان کرنا

عالم الله (ع)	خدا کا جہان	علم الله اَل مُلها	مخلوق خدا۔ لوگ۔ بیڑ بھاڑ
عِرق (ع)	رگ۔ بے پوست کی ہڈی	عِرق	کہنی کی ہڈی۔ کہنی
عشاء (ع)	رات کی نماز	عشا۔ اشاہ	رات کی نماز کا وقت
عِلّت (ع)	سبب، وجہ، بیماری	عِلّت	بیماری۔ عادت بد

غ

غلام	لڑکا۔ نوکر	گولا۔ گولی	غلام۔ نوکر۔ نوکرانی
غوطہ (ع)	غوطہ	گوتا	ڈبکی۔ غوطہ
غمّاز	چغل خور۔ طعنہ زن	غُمازی	چغلخوری

ف

فتیلہ (ع) (فلیتہ) (ع)	شعلہ گیر (توپ چلانے کے لئے استعمال ہوتا ہے)	پَلیتہ	شعلہ گیر

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
فجر (ع)	صبح	فَجّر	صبح
فساد (ع)	جھگڑا - ناھمواری	فَسّہ	جھگڑا - بکھیڑا
فصیل (ع)	شہر پناہ - دیوار	صفیل	دیوار گیر جس پر گھر کی چیزیں رکھی جاتی ھیں
فضیحت (ع)	رسوائی - ذلت خواری	فضیحت	گالی گلوچ - بکواس
فقط (ع)	فقط - بالکل	تَفَک	بالکل - سراسر
فند فریب	مکر - حیلہ - چالاکی	فند فریب نیز (پھند)	مکر - حیلہ - چالاکی

ق

قاطع (ع)	کاٹنے والی چیز	کاتی	کاٹنے والی (چھری)
قرہ (ع)	دیگ کی کھرچن	گھروڑی	دیگ کی کھرچن
قرق (ع)	کوتاھی - کمی ھونا	قَرقن (مصدر)	مرغی کی آواز

قصور(ع)	کوتاھی۔ کمی ھونا	قُصورن (مصدر)	بیمار ھونا
قضا عمری (ع)	عر کا پورا ھونا	قضُومری	ایک تہوار
قند (ع)	میٹھا ۔ شکر	کَھنڈ	کھانڈ شکر

ک

کُتکه (ف)	موٹا ڈنڈا	کُتکا	موٹا اور چھوٹا ڈنڈا
کروه (ف)	کوس	کوه	کوس
کفو (ع)	برابری ۔ ھم نسل	کُف	برادری ۔ ذات نسل
کمان گر (ف)	کمان بنانے والا	کَمنگر	ایک مشہور ذات کا نام ھے
کنَاره (ف)	جس میں قصائی گوشت لٹکاتے ھیں	کنَارا	قصائیوں کا چوک
کُنج (ف)	کپڑے کی سلوٹ	گُنج	کپڑے کی سلوٹ

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
کُنج (ف)	باھر نکالا گیا	کُنجن (مصدر)	آستین چڑھانا ۔ بازو باھر نکالنا
کندورہ۔ کندوری(ف)	دستر خوان	کندورہ ۔ کندوری	دستر خوان
کوارہ (ف)	پھل رکھنے کا ٹوکرہ	کھارا	پھل رکھنے کا ٹوکرہ
		کھاری	پھول رکھنے کی ٹوکری
کورہ (ف)	وہ کپڑا یا برتن جو ابھی پہلی دفعہ بھی نہ دھویا گیا ھو	کورا	یہی معنی ھیں
کودن (ف)	کند ذھن ۔ فرومایہ	گودَن	بے عقل۔ کند ذھن
کوسہ (ف)	داڑھی کے بال نہ نکلے ھوئے	کھودا	یہی معنی ھیں
کیسہ (ف)	جیب	کھیسا	جیب

گ

گال (ف)	بلند آواز	گالھ	بات

گراس (ف)	لقمہ ۔ نوالہ	گِرانہہ	لقمہ ۔ نوالہ
گزک (ف)	ایک قسم کی شیرینی	گَجَک	ایک قسم کی شیرینی
گیر (ف)	گرفتن کا فعل امر ۔ لے	گِھن	لے

ل

لا یعنی (ع)	بے قیمت	لَیانی	فضول ۔ بے قیمت
لثلثہ (ع)	مینہہ کا لگاتار کئی روز برسنا	لسّی جھڑی	بالکل یہی معنی ہیں
لگام (ف)	لگام	لغام	لگام
لنگ (ف)	ران کی جڑ سے پاؤں کی انگلی تک	لنگ	ٹانگ
لوس (ف)	خوشامد	لُوسی	خوشامدی

م

محاذی (ع)	مقابل ۔ آمنا سامنا	مُھَڈّا	مقابلہ ۔ جھڑپ

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
مُچ (ف)	کلائی ۔ پنجہ	مُرچا	کلائی ۔ پنجہ
مُخ (ع)	ھڈی کا گودا	مِکھ	ھڈی کا گودا
تمسخر (ع)	ھنسی مذاق	مَشکری	ھنسی مذاق
معصوم (ع)	پاک ۔ عصمت والا	مَصُوم	نادان بچہ ۔ بھولا بچہ
مزارع (ع)	کھیتی باڑی کرنے والا	مُزیرا	کھیتی باڑی کرنے والا نوکر
مزامیر (ع)	گویوں کے ساز ۔ راگ ودیا	مَزمیر	ساز

ن

نخودی (ف)	بیسن کی ایک مٹھائی	نُتّی	بیسن کی مٹھائی
نزار (ف)	زار و نزار ۔ کمزور	نجھرن (مصدر)	نزار ھونا ۔ کمزور ھونا
نشان (ف)	جھنڈا	نِشان	جھنڈا

نُقل (ع)	وہ چیز جو شراب کے بعد منہ کا ذائقہ بدلنے کے لئے کھاتے ہیں	نُقل	سبزی وغیرہ جو گوشت میں پکائی جائے
نِکد (ع)	بد فال مرد	نِکھد	ناکارہ آدمی
نَوار (ف)	جس سے پلنگ بُنتے ہیں	نِوار	نواڑ جس سے پلنگ بنتے ہیں
نہیق (ع)	گدھے کی آواز	ہِینگ	گدھے کی آواز
نیم شام - نیم عشا یا نماز مغرب کا وقت نماز شام		نِماشاں	مغرب کا وقت - شام

و

وات (ف)	سخن - کلام	وات	منہ
وُثاق (ع)	گھر - حرم سرائے خانہ	وِساخ	بیٹھک

لفظ (عربی فارسی)	معنی	لفظ (ملتانی)	معنی
وحوش (ع)	جمع وحشی	وَحُوش	گنوار ۔ اجڈ
وَن (ف)	مانند ۔ نظیر ۔ شبیہ	وَن	قسم (ونکی ۔ نمونہ)
ویل (ع)	مصیبت ۔ عذاب ۔ فریاد بے قراری	وَیل	مصیبت ۔ عذاب

ہ

ہُملان (ع)	آنسوؤں کا بہنا	ہُملَن (مصدر)	زار زار رونا
ہنگامہ (ف)	ہنگامہ ۔	ہاماں گمان	دھوم دھام ۔ ہنگامہ

ی

یعنی (ع)	یعنی	جَنڑیں	یعنی
یلہ (ف)	آزاد ۔ مطلق العنان	یلّہ وار	بے تحاشا ۔ آزادانہ

ان کے علاوہ متعدد الفاظ ایسے بھی ھیں جن کے ھجے اور تلفّظ ان کے غیر ملکی ماخذ (عربی یا فارسی) کا پتہ دیتے ھیں۔ مثلاً بے وزنا ۔ بے فِیضا بمعنی بدتمیز ۔ ناکارہ۔ غیر تربیت یافتہ وغیرہ

زِبلی	,,	کینہ توز ۔ جوشیلا
غَیرتی	,,	حاسد ۔ (غیرتن مؤنث)
ذَونقی	,,	بے فکری سے ۔ بے پرواھی سے ۔ نڈر ھوکر
عَشقَ اللہ	,,	کلمۂ الوداع
عاشقی بتلفظ عَشقی	,,	واہ واہ ۔ بھئی واہ ! خوب ! !
آغرا آنون	,,	آنچ آنا ۔ نقصان ھونا وغیرہ
حشری لانوں	,,	بدنامی لگانا
سَنّت	,,	خوش بختی (غالباً یہ لفظ سَنَد ھے)
خُشکیل	,,	غصے والا
بے خُونده	,,	انتہائی ذلیل کرنا
خشکَت	,,	سلوار یا پائجامہ کا درمیانی حصہ
جُوفا	,,	فائدہ، نفع کا لالچ ۔ کنجوسی

عربی اور فارسی نے نہ صرف ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کیا ھے بلکہ زبان کے ڈھانچے کو بھی بدل دیا ھے ۔ زبان اردو میں بھی کچھ افعال عربی افعال و الفاظ سے بنائے گئے ھیں۔ مثلاً عربی ماخذ کے مصادر۔ آزمانا ۔ شرمانا ۔ دفنانا ۔ کفنانا ۔ داغنا ۔ گزرنا ۔ تراشنا ۔ بخشنا ۔ بدلنا ۔ نوازنا ۔ فرمانا ۔ گرمانا ۔

قبوانا ۔ بخشنا اور خریدنا ۔

اور کچھ افعال امدادی افعال لگا کر بھی بنائے گئے ھیں ۔ مثلاً

شرم کرنا ۔ قید کرنا ۔ آزاد ھونا ۔ باز آنا ۔ پیش آنا ۔ علاج کرنا وغیرہ ملتانی زبان میں یہ تمام کے تمام افعال موجود ھیں ۔ کچھ ان سے علاوہ بھی ھیں جو ذیل میں دیے جاتے ھیں :۔

عَقّن (عاق کرنا سے) عَقاون ۔ بمعنی تنگ کرنا ۔ ناک میں دم کرنا وغیرہ ۔

نیتن (نیّت سے) نیت کرنا ۔ ارادہ کرنا ۔ کہاوت ھے 'جو نیتی قضا نہ کیتی'

دَمّن (دم سے) دم رکھنا ۔ کچھ پڑھ کر پھونک مارنا ۔

قَصُورن (قصور سے) بیمار ھونا ۔

ھَرجن (ھرج سے) بیمار پڑ جانا ۔ تکلیف ھونا ۔

اَزارن (آزار سے) تکلیف دینا ۔

خلقن (خلق سے) بخشنا ۔ عطا کرنا ۔

طَھورن (طھور سے) ختنہ کرنا ۔

مَستن (مست سے) مست ھونا ۔ (مستیجن)

خَبراون (خبر سے) خبر کرنا ۔ اطلاع دینا ۔

نجرن یا نجھرن (نزار سے) نزار ھونا ۔

غَرقاون ۔ غرقیجن (غرق سے) ڈبونا ۔ ڈوبنا ۔ کھونپنا ۔

ہاکن (ہاکی سے) گریہ و زاری کرنا ۔

تَرَکّن (ترقیدن سے) بدبودار ہونا ۔

سَدّن (صدا سے) بلانا ۔

تَرقن (ترق سے) مرغی کی آواز ۔

کُنجن (کنج سے) آستین چڑھانا ۔

ہینگن (نہیق سے) گدھے کا بولنا ۔

ہُملن (ہملان سے) زار زار رونا ۔

نظرن (نظر سے) دکھائی دینا ۔ وغیرہ

ملتانی زبان کے لاحقے ۔ افعال کی گردان میں ملتانی زبان جو فاعلی لاحقے استعمال کرتی ہے یہ بھی ایرانی اثر کی وجہ سے ہے ۔ مثلاً :—

کھادئی (خوردی) تو نے کھایا ۔ کھادائی (خوردہ ای) تو نے کھایا ہے ۔ کھادَئم (خوردم) میں نے کھایا ۔ کھادائم (خوردہ ام) میں نے کھایا ہے ۔ وغیرہ

کلمات ایجاب و انکار عربی فارسی ہیں ۔ عربی میں ہاں کے لئے بلیٰ ہے اور فارسی میں بلے ۔ ملتانی میں بَھلا کہتے ہیں ۔ فارسی میں نہ اور نیست ملتانی میں نہ اور نستا بن گئے ہیں ۔ کلمہ استفہامیہ چہ فارسی سے ملتانی میں آیا ہے ۔ چہ تھی پیا ۔ کیا ہو گیا ۔ چہ کران ۔ کیا کروں ۔ وغیرہ

اسی طرح مُنہ ملاحظہ ۔ شادی برات ۔ کم کار ۔ رسہ گیر ۔ شُوم شدّ ۔ کالا شیدی ۔ ہان دا گوشہ ۔ وغیرہ مرکبات میں بھی عربی فارسی الفاظ استعمال ہوئے ہیں ۔

انشاء اللہ خاں نے رانی کیتکی کی کہانی لکھی اور یہ التزام رکھا کہ ساری کہانی میں کہیں ایک لفظ بھی عربی فارسی کا نہ آنے پائے۔ مگر جب مقامی اہل زبان نے اس کو دیکھا تو باوجود اسکے کہ ایک لفظ بھی غیر ملکی نہ تھا۔ سب نے کہدیا کہ یہ تو اردو ہے ہندی ہرگز نہیں۔ کیونکہ اس میں الفاظ کی ترتیب ہندی کے الفاظ کی ترتیب سے مختلف تھی۔ گویا زبانیں صرف ذخیرۂ الفاظ سے نہیں پہچانی جاتیں بلکہ زبان کی ساخت کا دار و مدار افعال و حروف کے علاوہ الفاظ کی ترتیب اور نشست پر بھی ہے۔ ملتانی زبان میں جملے کی بناوٹ اور اس میں الفاظ کی ترتیب فارسی جملے کی بناوٹ اور ترتیب کے مطابق ہے مثلاً

ملتانی زبان میں جملے کی بناوٹ

او آندا پئے	او آمدہ شود	وہ آ رہا ہے
او آندا ہا	او آمدہ بود	وہ آیا تھا
آکھیم	گفتہ ام	میں نے کہا ہے
کھادئی	خوردہ ای	تو نے کھایا ہے
نہیں جانڈا	نمے دانم	میں نہیں جانتا
وَنجن ڈے	رفتن دہ	جانے دے

وغیرہ

اور اس لحاظ سے ملتانی اور اردو ایک جیسی ہیں۔ دونوں میں ترتیب الفاظ اور جملے کی ساخت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ صرف آخری فقرے میں ملتانی اور فارسی نے مصدر کو بغیر

تصریف کے استعمال کیا ہے اور اردو نے مصدر کے آخری الف کو ے سے بدل دیا ہے۔

ملتانی پر چونکہ سب سے زیادہ اثر عربی اور فارسی کا ہوا ہے۔ اس لئے اس پر تفصیل سے بحث کرنا ضروری تھا۔ اب ذیل کے صفحات میں اس کا تقابل سندھی، بلوچی، پنجابی اور دوسری ہمسایہ زبانوں سے کیا جائے گا۔

آٹھواں باب

ملتانی اور اس کی ہمسایہ زبانیں

ملتانی کی ماہیت سے متعلق چند توضیحات

جیسا کہ گذشتہ صفحات میں عرض کیا گیا ہے ملتانی کا تعلق پنجابی سے بھی ہے اور لہندا سے بھی — پشتو نے بھی اسے متاثر کیا ہے اور دوسری دردئی زبانوں نے بھی — مگر اس کا گہرا تعلق یا خون کا رشتہ سندھی اور بلوچی سے ہے۔ سندھی اور ملتانی میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ بلوچی ایک طرف ماتانی سے متاثر ہوئی اور دوسری طرف فارسی سے۔ لہذا ان زبانوں سے ملتانی کا تقابل ضروری ہے۔

گذشتہ توضیحات کو ہم مختصراً پھر دھرا دیتے ہیں کہ

(۱) ملتانی اور سندھی دونوں ایک ہی ملک قدیم صوبہ سندھ کی زبانیں ہیں۔ ایک شمالی سندھ کی زبان ہے اور دوسری جنوبی سندھ کی۔ ایک 'سرو' کی زبان ہے اور دوسری لاڑ کی۔

(۲) زمانہ قبل از تاریخ سے لے کر مسلمانوں کی آمد تک اس ملک میں (ضلع ضلع کے معمولی تفاوت کے ساتھ) ایک ہی زبان استعمال ہوتی تھی۔ کیونکہ وادی سندھ کی تہذیب ایک تھی۔ طرز تمدن ایک تھا۔ آب و ہوا اور دوسری جغرافیائی کیفیات ایک تھیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ شمالی اور جنوبی دونوں حصوں کی حکومت اکثر و بیشتر ایک رہی ہے۔

(۳) چونکه ساحل سمندر سے لے کر دریائے جہلم کے منبع تک کا علاقه سیاسی اور جغرافیائی اعتبار سے ایک تھا اور هند یا پنجاب سے مختلف تھا۔ اس لئے اسے سندھ هی کہا جاتا تھا۔ اور اسی ملکی نام کی بدولت یہاں کی زبان خواہ وہ ملتان کی زبان تھی خواہ جنوبی سندھ کی سندھی کہلاتی تھی۔

(۴) ۱۱۱ھ میں تمیم بن زید کی موت کے بعد ملتان کی ریاست سندھ سے الگ ہوگئی اور ملتان میں خود مختار حکومت قائم ہوگئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ملتان کی زبان علحٰدہ ماحول میں پرورش پانے لگی اور سندھی علحٰدہ ماحول میں۔ چنانچہ تاریخوں میں اس علاقے کی زبان کے جو مختلف نام ملتے ہیں وہ ۱۱۱ ہجری کے بعد کے ہیں۔ یہ زبان چونکہ پچ میل قسم کی زبان تھی اور آزادانہ طور پر ایک علحٰدہ خطے میں پرورش پا رہی تھی اس لئے کبھی اسے سرائیکی کا نام دیا گیا کبھی اچ کے نام پر اچی سے اور کبھی ملتانی سے موسوم کیا گیا۔

(۵) ملتان نہ صرف علم و فن کا بہت بڑا مرکز تھا بلکہ یہاں ایک بہت بڑا مندر بھی تھا جس کی یاترا کے لئے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں پنجاب اور وسط هند سے لوگ آتے تھے۔ اس لئے یہاں کی زبان گریرسن کے اندرونی دائرے کی زبانوں سے بھی کھل کھیلتی رہی اور اسی وجہ سے ترقی پذیر رہی۔

(۶) ملتانی سندھی سے الگ ہوکر ایک علحٰدہ حیثیت سے اگرچہ ۱۱۱ھ هی سے اپنا مقام پیدا کر چکی تھی اور خود اهل سندھ کی نظروں میں یہ بہتر زبان تھی (سرائیکی = سرداروں کی زبان) مگر هندوستان والے اسے سندھی هی کہتے رہے۔ حضرت امیر خسرو کا ملتان میں عرصے تک قیام کرنا اور ایک خاص ملتانی لفظ ''جُل'' کو فارسی شعر میں استعمال کرنا ثابت ہے

مگر انہوں نے بھی ملتانی کا ذکر ہندوستان کی دوسری زبانوں کے ساتھ نہیں کیا۔

(۷) ملتانی کا لفظ زبان کے معنوں میں غالباً سب سے پہلے ابوالفضل نے استعمال کیا ہے۔ وہ ہندوستان کی مستقل زبانوں کا ذکر اس طرح کرتا ہے۔۱

۱۔ دھلوی۔ ۲۔ بنگالی۔ ۳۔ ملتانی۔ ۴۔ مارواڑی۔ ۵۔ گجراتی ۶۔ تلنگی۔ ۷۔ مرہٹی۔ ۸۔ کنڑی۔ ۹۔ سندھی۔ ۱۰۔ افغانی۔ ۱۱۔ شال۔ ۱۲۔ بلوچستانی۔ ۱۳۔ کشمیری۔

(۸) باوجود اس بات کے کہ ملتانی زبان اپنے علاقے میں ہر جگہ ایک جیسی بولی جاتی ہے مگر اب بھی مختلف اضلاع میں اس کے مختلف نام ہیں۔ ملتانی چونکہ علاقائی نام ہے اس لئے کسی بھی ضلع کا باشندہ اپنے ضلع کی بولی کو ملتان سے منسوب نہ کریگا۔ مثلاً ڈیرہ اسمعیل خاں اور ملتان کی بولی میں ذرا بھی فرق نہیں مگر وہاں کا باشندہ اپنی زبان کو ڈیرہ والی بولی کہے گا کیونکہ اسے اپنے علاقے سے محبت ہے۔ وہ نہیں چاہتا کہ اپنے ضلع کی بولی کو خواہ مخواہ ملتان سے نسبت دے اور اس طرح اپنے وطن کی تحقیر کرے اسی طرح بہاولپور کے رہنے والے نے اپنے وطن کی عظمت کے لحاظ سے اپنی بولی کو بہاولپوری کہنا مناسب خیال کیا ہے مگر ملتانی کہنے میں اس کو عار ہے۔ ملتانی کا نام علاقائی نام نہ ہوتا اور ملتانی کے بجائے کوئی دوسرا نام ہوتا تو ہر شخص بلا تامل اپنی زبان کو اسی نام سے پکارتا۔

۱۔ آئین اکبری از ابو الفضل جلد ۳ ص ۴۰ - زبانہا - نولکشور ریس آگرہ۔

(۹) زبانوں کے رشتے کو ماں، بیٹی یا بہن کے رشتے کی طرح سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے۔ کیونکہ کوئی زبان جب اپنے ماخذ سے الگ ہوتی ہے تو یہ اس کی نئی پیدائش نہیں ہوتی بلکہ نئے ماحول میں پرورش ہوتی ہے۔ ملتانی اور سندھی ایک دوسرے سے الگ ہونے سے پہلے ایک تھیں۔ تاہم ان میں لب و لہجے کے اختلاف کے علاوہ ضلع ضلع کا لسانی فرق بھی موجود تھا۔ اس ایک زبان سے پہلے وراچڈہ کا دور دورہ تھا۔ اس سے پہلے کیکیہ اپ بھرنش کا نام بھی تاریخوں میں ملتا ہے۔ اس لئے ان میں سے کسی ایک کو دوسری کی ماں یا بیٹی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ایک زبان بولنے والے لوگ آئے۔ صدی دو صدی تک یہاں ٹھہرے آگے بڑھ گئے ان کے بعد اور آئے۔ پہلے لوگوں کی زبان پر اپنی زبان کا اثر ڈالتے رہے۔ صدیاں گزر گئیں۔ کوئی زبان خالص نہ رہی۔ ایک قوم گئی دوسری آ گئی دوسری کے بعد تیسری اور علیٰ ہذالقیاس یہ سلسلہ جاری رہ گیا اور زبانیں گڈ مڈ ہوتی رہیں۔ ملتانی زبان کا علاقہ چونکہ ابتدا ہی سے سینکڑوں قوموں اور ان کی تہذیبوں کی آماجگاہ بنا رہا ہے۔ اور افراتفری کا شکار رہا ہے۔ اس لئے یہاں کی بولی کو کسی دوسری بولی کی بیٹی یا بہن نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس طرح اور الجھنیں پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ بہر حال موجودہ ملتانی اور موجودہ سندھی صرف چند امور کے لحاظ سے مختلف ہیں اور ملتانی زبان کا بولنے والا بہ نسبت پنجابی زبان کے قریب ترین علاقے کے سندھی زبان کے دور دراز علاقے میں پہنچ کر بھی اپنے آپ کو اجنبی نہیں سمجھتا۔ مثلاً ڈیرہ اسمعیل خاں کا باشندہ ضلع لائلپور کی یہ زبان سنیگا (جو فاصلے کے لحاظ سے اس سے زیادہ قریب ہے)۔

''جاھڑا لاھوڑ پتر آھا ۔ اس پیئو نوں آکھیا جوں مال رجک جاھڑا ھے منوں میرے بھاگے دا ونڈہ دے ۔''

تو وہ اسے اپنی زبان سے بالکل الگ زبان سمجھے گا ۔ مگر جب وہ حیدر آباد سندھ کا یہ گیت سنے گا کہ

اوکھا بدھن یاری دا — جینویں کچا دھاگا
جے کھڑا رھے تا پیارا لگے جے ٹٹی ہوے تا بھگے بھاگا
یار اساڈے کوں وچ آکھیو درتے کھڑا غلام تساڈا
حکم ھووے لنگھے آؤں ناتا تھیا سلام اساڈا[1]

یا ریاست خیر پور کی یہ بولی سنے گا کہ

''اُنہاں وچیں ننڈھے پُت پیئو کُوں آکھیا تا بابا جے کو بھانگا مال دا میڈا تھیوے سو مَیکُوں ڈے ''[2]

تووہ ان دو بولیوں کو لائلپور کی بولی کی نسبت اپنی بولی سے زیادہ قریب اور مانوس پائے گا ۔ حالانکہ اس کی اپنی بولی اور ان دو سندھی بولیوں میں زمین و آسمان کا فرق ھے ۔ اس ''انس'' کی وجہ صرف یہ ھے کہ اس کی بولی اور سندھی کسی زمانے میں ایک تھیں ۔ ذیل میں مختصراً دونوں زبانوں کے اختلافات اور اشتراکات درج کئے جاتے ھیں :

ملتانی اور سندھی کے اشتراکات ۔ ۱۔ دونوں زبانوں کے ذخیرۂ الفاظ (Vocabulary) میں ۹۰ فیصد الفاظ کا اشتراک

۱۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا ۔ گریرسن جلد ششم حصہ اول ص ۳۶۹ ۔

۲۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا ۔ گریرسن جلد ششم حصہ اول ص ۳۶۵ ۔

ہے۔ کچھ خاص الفاظ ۱ (جو اردو میں نہیں ہیں اور جن میں سے اکثر شاید پنجابی اور شاہپوری لہندا میں بھی نہیں ہیں) جو دونوں میں مشترک ہیں یہ ہیں:

ملتانی	سندھی	اردو
رشتہ داروں کے نام		
اَدّا	اَدّو	بھائی
اَدّی	اَدّی	بہن
ڈاڈا ۔ ڈاڈی	ڈاڈو ۔ ڈاڈی	دادا ۔ دادی
زال	زال	بیوی
سوتر	سوٹ	چچا زاد بھائی
جنوائترا	جاٹرو	داماد
بھنڑویا	بھیڑینویو	بہنوئی
جانوروں کے نام		
مینہہ	مینہہ	بھینس
گھٹّا	گھٹو	مینڈھا
چھیلا	چھیلو	بکرا
بھولوُن ۔ بھولڑین	بھولڑو ۔ بھولڑی	بندر ۔ بندریا
پاڑھا	پھاڑھو	بارہ سنگا
سَئیہڑ	سیہڑ	خرگوش

۱۔ آسان سندھی ریڈر حصہ اول و حصہ دوم ۔ آغا تاج محمدخان رجسٹرار سندھ یونیورسٹی شائع کردہ عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی نمبر ۲

ملتانی	سندھی	اردو
پرندوں کے نام		
گیرا	گیرو	فاختہ
لٹّھا	لٹھو	گھریلو کبوتر
کیڑے مکوڑے		
کویلی	کولی	چیونٹی
پوپٹ	پوپٹ	پتنگ
ڈڈ ۔ ڈیڈر	ڈڈ ۔ ڈیڈر	مینڈک
پانی کے متعلقات		
پھینگ	پھڑو	قطرہ
بیٹ	بیٹ	جزیرہ
کسی ۔ اڈ	کسی اڈو	نالی
نَیں	نَیں	رود ۔ پہاڑی نالہ
کُتّی	کُتّی	کچھوا
باغوں	باکھون	گھڑیال
اہل حرفہ کے نام		
مہانڈان	مہانڑو	ملاح
میر بحار	میر بحر	ملاح
نرالی	نرولی	رنگریز
اعضائے انسانی کے نام		
بُت	بُت	بدن

ملتانی	سندھی	اردو
وات	وات	منہ
سیندھ	سینڈھ	مانگ
سَتھل	ستھر	ران
چیل	چیلھ	کمر

کھانے کی چیزیں

ماناں - مانی	مانی	روٹی - پتلی روٹی
بوڑ	بوڑ	سالن
وَسّل	بَصر	پیاز
تُھوم	تُھوم	لہسن
دھانڑین	دھانڈیان	دھنیا
بُھگڑیان	بُھگڑان	بھونے ہوئے چنے
لُونڑک	لُونڑک	خرفہ
آناں	آنو	انڈا

متفرق

پٹکا	پٹکو	پگڑی
کوکا	کوکو	میخ
دِلاّ	دِلو	گھڑا
واھن	وانھڑ	پانی بہنے کی جگہ-پتن
پاڑا	پاڑو	محلہ
پندھ	پندھ	فاصلہ
دَگ	دَگ	راستہ

ملتانی	سندھی	اردو
پدھر	پدھر	میدان
کسیرا	کسیرو	پائی

حروف

وانگون۔وانگڑ۔وانگ	وانگر	مانند
سنڑین	سانڑ	سمیت
ڈو ۔ ڈھین	ڈے ۔ ڈانھہ	کی طرف
لیئون	لائے	کے لئے
جیکراھین	جیکڈ نہہ	اگر
مسین مسین	مس مس	مشکل سے
ھرو بھرو	ھرو بھرو	خواہ مخواہ
پسیلا	پسیرو	ترچھا
مٹھا	مٹھو	کند
کوئینہ	کونہ	بالکل نہیں
ایڈے ۔ اوڈے	ھیڈانھہ ۔ ھوڈانھہ	اِدھر ۔ آدھر
کیڈے	کیڈانھہ	کدھر
کڈن ۔ کڈان	کڈ نہہ	کب
جڈن ۔ جڈان	جڈ نہہ	جب
تڈانھہ	تڈ نہہ	تب
جیتائین ۔ تیتائین	جیتائین ۔ تیتائین	جب تک۔ تب تک
کیتائین	کیتائین	کب تک
اجان	انجان	ابھی

ملتانی	سندھی	اردو
مصادر		
کیرن	کیرن	گرانا
ٹھہاون	ٹھہاون	بنانا ۔ سنوارنا
بُڈن	بُڈن	ڈوبنا
جَھلّن	جَھلّن	روکنا ۔ پکڑنا

وغیرہ

۲۔ دونوں زبانوں کے حروف ابجد ایک ھیں ۔ پانچ حروف تہجی جو اردو کے حروف ابجد (اور دوسری ھند آریائی زبانوں) سے زائد ھیں یہ ھیں :—

ب ج ڈ گ اور ڑ

ان میں سے ڑ شاھپوری لہندا میں موجود ھے ۔ باقی چار نہیں ھیں ۔

۳۔ دونوں زبانیں عربی ، فارسی اور بلوچی سے بہ نسبت دوسری زبانوں کے زیادہ متاثر ھوئی ھیں ۔

۴۔ دونوں زبانوں کے حروف افعال و مصادر تقریباً ایک سے ھیں ۔

۵۔ ھندی کا ت سندھی میں ٹ اور د سندھی میں ڈ بلکہ ڈ ھو جاتے ھیں ۔ قدیم پراکرتی قواعد دانوں کا خیال ھے کہ وراچڈا اپ بھرنش میں ایسا ھی ھوتا تھا ۔ یہ خصوصیت ملتانی میں بھی ھے ۔

۶۔ اکثر ھند آریائی زبانیں دو حروف علت کے درمیان کا ت

اختصار کر دیتی ہیں مگر سندھی اور ملتانی (بلکہ لہندا اور پنجابی بھی) اسے برقرار رکھتی ہیں جیسے

سنسکرت	ملتانی	سندھی
جَناتَکَہ	جاتا	جاتو
سُمنجاتَکَہ	سُنجاتا	سُیناتو
کِیا (ہندی)	کیتا	کیتو
سوآ	سُتّا	سُتو

وغیرہ۔

۷- دردی زبانوں میں بھ - جھ - دھ - ڈھ - گھ وغیرہ کی بجائے ب - ج - د - ڈ اور گ کی آوازیں ملتی ہیں - لہندا میں بھی یہ عمل بکثرت ہے مگر ملتانی اور سندھی دونوں میں ایسا نہیں ہوتا - سندھی کی ایک شاخ لاڑی میں ایسا ہوتا ہے -

۸- (Epenthesis) یعنی مشدّد حروف کو غیر مشدّد بنا کر ماقبل حرف علت کی آواز کو لمبا کرنا اکثر ہند آریائی زبانوں میں ہے مگر ملتانی اور سندھی (نیز پنجابی اور لہندا) اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے

سنسکرت	اب بھرنش	پنجابی	لہندا	سندھی	ہندی
اُچّا کہ	اُچّاؤ	اُچّا	اُچّا	اُچو	اُونچا
رِکشہ	رِچھو	رِچھ	رِچھ	رِچھو	ریچھ
اَگّرے	اَگّاہی	اگّے	اگّے	اگّے	آگے

وغیرہ

۹۔ سندھی میں ضمائر شخصی کی جمع ملتانی (نیز لہندا اور دردئی زبانوں) کے مطابق ہوتی ہے ۔

۱۰۔ فاعلی لاحقوں کے استعمال میں سندھی اور ملتانی کا اشتراک ہے ۔

۱۱۔ فعل مجہول کی بناوٹ میں دونوں زبانیں (ایجن) استعمال کرتی ہیں مثلاً کھاون سے دونوں میں کھویجن مصدر ہوگا ۔ جس کا مطلق کھویج بنے گا ۔ لہندا میں ج کی آواز نہیں ہے ۔ اس میں کھویچ کی بجائے کھوی آئے گا ۔

ملتانی اور سندھی کے اختلافات

۱۔ ملتانی کے اسما 'الف' پر ختم ہوتے ہیں سندھی کے 'و' پر ۔

۲۔ کچھ حروف (مثلاً حروف جار) دونوں میں مختلف ہیں ۔

۳۔ افعال کی گردان دونوں زبانوں میں مختلف ہے ۔ مثلاً

سندھی	ملتانی	اردو
رُسڑون پوندو	رُسڑان پوسی	روٹھنا پڑے گا
ویندو هوندو	ویندا هوسی	جاتا هوگا
مان لکھی سگھان تھو	میں لسکھ سنگدان	میں لکھ سکتا ہوں
مان اچان تھو	میں آندا ہاں	میں آتا ہوں
کریان تھو	کریندا پیان	کر رہا ہوں
کندوآھیان	کریندا ہاں	کرتا ہوں
مان دڑ کُندُس	میں دَھرُکسان	میں دوڑوں گا ۔

وغیرہ

حال مطلق اور ماضی مطلق ایک جیسے ہیں صرف 'الف' اور 'و' کا فرق ہے۔

۴۔ سندھی کی ایک خصوصیت یہ ہے (جو ہندوستان کی ایک دو اور زبانوں میں بھی ہے) کہ اس کا ہر لفظ حرف علت پر ختم ہوتا ہے۔ ملتانی میں یہ نہیں ہے۔

ملتانی کی دوسری ہمسایہ زبان بلوچی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ بلوچوں کے سینکڑوں خاندان اور قبیلے وقتاً فوقتاً ترک وطن کر کے اس علاقے میں آتے رہے اور مستقل رہائش اختیار کرتے رہے۔ اسی وجہ سے بلوچی زبان کا نہ صرف ملتانی پر بلکہ سندھی پر بھی گہرا اثر ہے۔ ذیل میں ملتانی اور بلوچی کے تعلقات کی وضاحت کی جائے گی۔

ملتانی اور بلوچی

''بلوچی'' ایرانی نسل سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی تین چار شاخیں ہیں۔ مکرانی معیاری زبان ہے اس میں تھوڑا بہت ادب بھی موجود ہے۔

''ملتانی زبان کے علاقے'' اور سندھ کی مغربی سرحد بلوچی بولنے والوں سے آباد ہے۔ بلوچی اقوام اب مار دھاڑ کو چھوڑ کر کھیتی باڑی اختیار کر چکی ہیں اور مقامی باشندوں سے گھل مل چکی ہیں اس لئے بلوچی اور ملتانی میں بھی بہت اشتراک ہے۔

ملتانی اور بلوچی کے اشتراکات

۱۔ دونوں زبانوں کے ذخیرۂ الفاظ میں اشتراک ہے۔ بلوچ ملتانی کو ہندکو اور بغدال کے نام سے یاد کرتے ہیں (بغدال بلوچی میں کسان کو کہتے ہیں) بلوچی کے بہت سے

الفاظ ملتانی میں پائے جاتے ہیں اور ملتانی کے اکثر الفاظ بلوچی میں ملتے ہیں۔ ذیل میں دونوں زبانوں کے ان مشترکہ الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے جو ''خاص''[1] الفاظ ہیں یعنی جو دوسری ہند آریائی زبانوں میں کم ملتے ہیں :

بلوچی، سندھی اور ملتانی کے کچھ الفاظ

بلوچی	سندھی	ملتانی	اردو
اُبا	اُبھا	اُبّھا	شہال
اَدّا	اَدّو	اَدّا	بھائی
آکھیرو	آکھیرو	آلھناں	گھونسلہ
آلسی	آلسی	آلسی	سُست
آنو	آنو	آنان	انڈا
اوجری	اوجری	اوجھری	اوجھڑ
بھولو	بھوڑو	بھولُو	بندر
بیڑی	بیڑی	بیڑی	کشتی
پھارت	پارت	پارت	نگرانی میں دینا
پاڑ	پاڑ	پاڑ	جڑ
پھاھو	پھاھو	پھاھا	پھندا
تریر	تریر	تریڑ	شبنم

۱۔ کتاب بلوچی نامہ ۔ ھتو رام سی ۔ آئی ۔ ای ، مفید عام پریس ، لاھور ۱۸۹۶ع بار دوم ص ۱۲۲ تا ۱۵۴ ۔
تاریخ بلوچیاں ۔ غلام رسول کورائی ۔ روز بازار الیکٹرک پریس ، ھال بازار ' امرتسر باب چہارم ، بلوچی زبان ص ۱۱۴ تا ۱۱۷ ۔
تاریخ بلوچستان از ھتو رام ، گزیٹئر ڈیرہ غازی خان وغیرہ ۔

بلوچی	سندھی	ملتانی	اردو
تُکّا	تُکّا	تُکّا	تیر
توار	توار	توار	گھنٹی کی آواز
تھورا	تھورو	تھورا	پناہ ۔ احسان
جت	جت	جت	شتربان
جھاتی	جھاتی	جھاتی	جھانکنا
جھیڑع	جھیڑو	جھیڑا	جھگڑا
چٹّی	چٹّی	چٹّی	تاوان
دروہ	دروہ	دروہ	جھوٹ ۔ فریب
دَگ	دَگو	دَگ	راستہ
دِلّا	دِلو	دِلّا	گھڑا
ڈنگ	ڈنگو	ڈنگا	ٹیڑھا
سانگ	سانگو	سانگا	رشتہ
سَندھ	سَندھو	سَندھ	نقب
سَنجھ	سنجھو	سَنجھ	زین
کیر	کیری	کیری	راکھ
کوڑکی	کوڑکی	کوڑکی	پھندا
کھاری	کھاری	کھاری	ٹوکری
کھاھی	کھاھی	کھاھی	خندق
کُلّر	کُلیرو	کُلّر	پلّا
کلّہ	کلّہ	کلّہ	قافلہ

بلوچی	سندھی	ملتانی	اردو
لٹھ	لٹھو	لٹھ	دُھرا
لج	لج	لج	لاج
میہی	میہی	مَہی	مکھین والی لسّی
وٹ	وٹ	وٹ	بتّی
وِتّھی	وِتّھی	وِتّھی	فاصله
وَڈری	وَڈھّی	وَڈھی	رشوت

فارسی، بلوچی اور ملتانی کے کچھ الفاظ

فارسی	بلوچی	ملتانی	اردو
آرد	آرتہہ	اٹّا	آٹا
بها	بهاء	بها	بهاؤ
بے بس	بیوس	بیوس	بے بس
برادر	براس	بهرا	بهائی
—	پورهیا	پورهیا	مزدوری
—	پهول پُهرس	پهول پُچھ	جُستجُو
—	پهراف	پُراف	جوان اونٹنی
—	پُھّری	پُهری	چهوٹا مچهر
—	ٹهیٹر	ٹهیٹر	ٹیله
—	جَهٹیا	جَهٹ	تهوڑی دیر
—	جَغدال	یَغدال	گنوار
—	چوچ	چِیچی	خُنصر - چهنگلیا

فارسی	بلوچی	ملتانی	اردو
—	چھوری	چھوھِر	چھوکری
—	دھاں	دھاں	فریاد
—	کورتی	کُرتی	انگر کھا
—	گیس	گیس	جوان بکری
—	مِھڑ	مھڑ	بھینس
—	مَڈّی	مَڈّی	اسباب

(۲) حرف استثنا 'باجھ' ملتانی اور بلوچی دونوں میں یکساں استعمال ہوتا ہے۔

(۳) جمع کے طریقے دونوں میں (فارسی کے تتبع میں ان بڑھانے سے) ایک ہیں۔

(۴) دونوں زبانوں کے کچھ افعال و مصادر میں اشتراک ہے۔ مثلاً

بلوچی	ملتانی	فارسی	اردو
پَکّه	پکّا	پخته	پکّا
سَڑکه	سڑیا	سوخته	سڑا
چِنه	چُنیا	چیده	چُنا
گِپته	کھڈّا	گرفته	لیا
سَنبھته	سَنبھیا	—	سنور گیا
هَکایَ	هَکیا	—	هنکارا

بلوچی	ملتانی	فارسی	اردو
کَھٹیہَ	کَھٹیا	—	نفع حاصل کرنا
لگیہَ	لگیا	—	لگا
چَٹیہَ	چَٹیا	—	چاٹا
زانْہَ	جاندا	دانسته	جانا
بُڈته	بُڈدا	—	ڈوبتا
تُرته	تُردا	—	چلتا
لتارتَه	لتاڑدا	—	لتاڑتا

(ه) چند ایک دلچسپ الفاظ یه هیں:—

فارسی کا 'کُدام' بلوچی میں کدامی هے اور ملتانی میں کِدان بمعنی کب—اسی طرح فارسی کا اکنوں بلوچی میں هُنی۔ هنو اور ملتانی میں هُن هے ۔ فارسی کا لفظ ریگ بلوچی میں ریچ هے ۔ جو شاید فارسی کے ریخت کا مخفف هے ۔ ملتانی میں ریچ بھی مستعمل هے اور کہیں کہیں یه 'ریت' بھی هو گیا هے ۔ ایک اور لفظ بلوچی زبان میں هے جو همسایه زبانوں کی بجائے انگریزی میں ملتا هے ۔ یه لفظ اژبر هے جو انگریزی میں اَیوَر (Ever) بمعنی همیشه استعمال هوتا هے ۔

ان اشتراکات کے باجود ملتانی اور بلوچی مختلف زبانیں هیں۔

ملتانی اور بلوچی کے اختلافات

بلوچی ایرانی نسل سے تعلق رکھتی هے اور اس کی گرامر

فارسی گرامر سے اشتراک رکھتی ہے ۔ افعال کی تصریف اور الفاظ کی ترتیب اور نشست ملتانی کے قاعدے سے بالکل مختلف ہے۔ مثلاً

	بلوچی	ملتانی
(۱)	من آیا راجتہ (میں نے اس کو مارا)	میں اُون کُون ماریا
(۲)	آیا گریتہ (وہ رویا)	او رُنّان
(۳)	من مُلکا شُتگان (میں شہر گیا)	میں شہر گیوم
(۴)	من تے اسپان گذان من گرانش (میں تمہارے گھوڑوں کو دیکھوں تو پکڑ لوں)	تیڈے گھوڑیان کون ڈیکھان تان پکڑ گھنان

ملتانی اور شاہ پوری لہندا پوٹھواری وغیرہ

ملتانی اور لہندا کی بولیاں ۔ ملتانی اور شاہ پوری لہندا کے تعلق پر گزشتہ صفحات میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے ۔ ان دو زبانوں میں

(۱) ذخیرہ الفاظ کا بیشتر حصہ مشترک ہے

(۲) قواعد زبان میں بھی جزوی اشتراک موجود ہے۔اور

(۳) تلفظ میں بھی کچھ باتیں ایک جیسی ہیں۔مگر

ملتانی لہندا سے بالکل الگ زبان ہے ۔ اس کے باوجود ملتانی لہندا سے بالکل الگ زبان ہے اور اس کا رشتہ بجائے لہندا

کے سندھی سے زیادہ ہے ۔ لہندا اور ملتانی میں حروف تہجی کا اختلاف بہت بڑا اختلاف ہے ۔ لہندا میں

پ چ ڈ گ

ملتانی کے چار خاص حروف تہجی موجود نہیں (صرف ایک ن ٹ موجود ہے) اس لئے وہ الفاظ جن میں یہ حروف موجود ہیں لہندا میں بہت کم ملتے ہیں ۔ جو موجود ہیں ان کا تلفظ ب ۔ ج ۔ گ اور ڈ سے ادا کیا جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ حروف جار اور دوسرے حروف کا اختلاف اور ''دُھری قسم کے فاعل نما لاحقوں'' کے استعمال کا اختلاف ایسا زبردست ہے کہ ملتانی اور لہندا ایک دوسرے سے متعلق نہیں کی جا سکتیں ۔ جہاں لہندا کا مزاج پنجابی ہے ۔ وہاں ملتانی کی طبیعت سندھی ہے ۔ مفصل بحث پیشتر ازیں کی جا چکی ہے ۔ یہاں ہم ملتانی کا مقابلہ شاہپوری لہندا کو چھوڑ کر اس کی دوسری اقسام (الف) میدانی علاقے کی بولیوں اور (ب) کوہستانی علاقے کی بولیوں سے کریں گے ۔

خود شاہپوری لہندا اور اس کی اقسام میں فرق ہے ۔ مثلاً

(۱) یہ بولیاں اکثر اسما کے آخر پر اے یا ای زائد کر دیتی ہیں جیسے گھر سے گھرے ، مجھ سے مجھی وغیرہ ۔ شاہپوری لہندا ایسا نہیں کرتی ۔

(۲) ان بولیوں میں دا وغیرہ کی بجائے تان وغیرہ استعمال ہوتا ہے ۔

(۳) نون کی بجائے ہاں یا آنہہ اور تُھون کی بجائے تھیون استعمال کیا جاتا ہے جو شاہپوری سے مختلف ہے ۔

(۴) ماضی مطلق دا کی بجائے ناں پر ختم ہوتی ہے ۔

(۵) اکثر افعال شاہپوری سے مختلف ہیں۔ گو یہ ملتانی کے مطابق ہیں۔ مثلاً

ہو	کی بجائے	تھی
لے	ایضاً	گھن
چل	ایضاً	جُل وغیرہ

اور شاید اسی اشتباہ پر ملتانی کو بھی لہندا کی حدود میں داخل کر لیا گیا تھا۔

(۶) ان بولیوں میں حروف علت کی آوازوں کو ناک سے نکالنے کی طرف زیادہ رجوع ہے۔

(۷) ن کی بجائے یہ بولیاں ر استعمال کرتی ہیں۔ مثلاً ملتانی کا کَون لہندا میں ''کانڑ'' ہے اور ان بولیوں میں ''کور''۔ اسی طرح اِتنا یا اتلا لہندا میں ''اتڑان'' اور لہندا کی باقی اقسام میں ''اِترا'' بولا جاتا ہے۔

میدانی علاقے کی بولیوں کی مزید دو قسمیں ہیں ایک دوآبی اور دوسری تھلی۔ تھل میں د کی بجائے ڈ، میرا کی بجائے مینڈا اور دیکھ کی بجائے ڈیکھ بولا جاتا ہے اور ماضی مطلق کے آخری حرف علت پر زبر بولا جاتا ہے۔ الفاظ بھی کچھ مختلف ہیں۔ یہاں ہور کی بجائے بیا، زنانی کی بجائے زال، تھوڑا کی بجائے تھولا، اسیں کی بجائے اساں اور دوئین کی بجائے ڈُون استعمال کرتے ہیں۔

ملتانی زبان کا لہندا کی بولیوں سے تقابلی مقابلہ

ذیل میں ملتانی زبان کے نمونے کے مقابل میں شاہپوری لہندا کا نمونہ درج کیا جاتا ہے اور پھر لہندا کی مختلف اقسام کا نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ تقابلی مطالعے میں آسانی ہو:—

ملتانی زبان کا نمونہ	شاہپوری لہندا کا نمونہ

ہِک شخص دے ڈُو پُتّر ہَین۔ ہک آدمی دے دوئیں پُتّر آہُن

اُنہاں وِچوں نَنڈھے آپنے پیُئہ اِنہا نچوں نَڈھے اَپنے پیئو نُوں

کُون آکھیا جو اے پیئو میُکون آکھیا بابا مینوں جتنا حصہ

ڈے جِتّی حِصہ مال دا مَیکُون مال دا مینوں آنداھے دے پیا۔

آنداھے۔ اَتے اُون آپنی جائداد اِس اپنی جائداد اونہاں نُوں

اُنہاں کُون ونڈ ڈِتّی۔ اَتے وَنڈ دِتّی۔ اَتے تھولیاں دیہوں

تھوڑیاں ڈھاڑیاں کنُوں پِچھے پَچھے نَڈھا پُتّر سبھ کِجھ

نَنڈھا پُتّر سب کُجھ کَٹھا ھکٹھا کرکے ھیک دوراں دے

کرکے ہِک پرائے ملک وِچ ملک وچ ٹُر گیا۔

وَنج رہیا۔

حوالہ لنگواسٹک سروے آف انڈیا۔ گریرسن جلد ھشتم حصہ اول سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ انڈیا کلکتہ ۱۹۱۹ء ایڈیشن ص ۳۱۲ - ۵۷۳ -

نام بولی مع علاقہ	نمونہ	سروے جلد ھشتم حصہ اول کا صفحہ نمبر
تھلی بولی ضلع جہلم	ھک آدمی دے دو پُتّر آھے۔ اُنہاں وِچوں نِکے پیئو نُوں آکھیا۔ پیئو!	۳۹۵

نام بولی مع علاقہ	نمونہ	سروے جلد ہشتم حصہ اول کا صفحہ نمبر

مال دا جیہڑا حصہ مَینوں آؤندا ہا
مَینوں دے چا۔ وَت پیئو آپنا مال
آنہاں نُوں وَنڈ دتّا بھوں دھاڑے اَجے
ناہیں لنگھے جے نکّا پُتّر سارا مال
لا کے کسے دور مُلک نُوں ٹُر گیا۔

اَوَنکاری بولی ہکے جَنڑین ٹیں ڈُوں پُتّر آہے۔ ۳۵۳
ضلع اٹک آنہاں وچوں نکڑے پیئواں آکھیا۔
پیئو! مال ناں جیڑھا حصہ مانہہ
آناں مانہہ وَنڈہ دیہہ۔ پیئو آپنا
مال آنہاں وَنڈہ دتّا تھوڑے دِھاڑے
لگھے آہے۔ جے نِکڑا پُتّر ہِبّا کجہ
ہکٹھا کر کے کڈائیں دُور مُلَخ لگا گیا۔

کھیبی بولی ہکّی جنڑین نین دو پُتّر آہے۔ انہاں ۳۷۰
ضلع اٹک وچوں نکڑے پیوآں آکھیا او پئہ
جیڑھا وَنڈا مالے ناں مانہہ اناں ایہے

نام بولی مع علاقہ	نمونہ	سروے جلد ہشتم حصہ اول کا صفحہ نمبر

مانھہ چا دے۔ تاں اس مال آنہاں
وَنڈ دِتا تھوڑے دیہاڑیاں پچھوں نکڑا
پُتّر جیڑھا مال آھس ھبّا کجھ سنبھالناں
اَپنے گھناں ھِکّی دُور مُلخے وچ وَنج
نکھتا۔

ھندکو بولی ھک جنڑیں نین دو پُتّر ھائے۔ نِکڑے ۳۶۲
ضلع کوھاٹ پُتّر پیئوآں آکھیا۔ بابا جے کدے
مینڈا برخا تَینڈے مالے وِچوں پونچنا
اے تاں مینڈے آن دے چھوڑ۔ تد
اس آپنے جِینبان آسان وینڈ دِتا۔
تھوڑے دھاڑیاں وچ آس نے نِکڑے
پُترے سارا مال اکٹھا کرکے اَپنے
ھِک بَہوں دُور مُلخے ڈئیں گیا چلا۔

دُھندی کیرالی ھِکَس آدمیاں نیں دو پُتّر آسے۔ ۳۹۸
ضلع ھزارا نِکے آپنے پیئو کی آکھیا آجی تیرے

نام بولی مع علاقہ	نمونہ	سروے جلد ہشتم حصہ اول کا صفحہ نمبر

مالے بچوں جو حصہ اچیئی آہ حصہ
میگی چائی دے ۔ اوس اپنا مال ، آنہاں
بچ بنڈی دتا ۔ تھوڑیاں دھاڑیاں
پچھے نکے پُتّرے اپنا مال بَٹلا کیتا
تے دُور مُلکھ بچ ٹُری گا ۔

پوٹھواری بولی ہکس جنڑین نے دو پُتّر تھئیے سے ۔ ۴۸۶
ضلع راولپنڈی آنہاں وچوں نکے پیٹو کی ایہہ گل آکھی ۔
اجی مالے ناں جیہڑا بنڈا مکھی اَچنا
(شانا) مکھی چائی دیہہ ۔ اس ویلے اس
مال بنڈی دتا ۔ فری (پھری) تھوڑیاں
دھاڑاں کی نکا پُتّر ہبا کجھ گھٹھا
کری کے کسے دُور مُلکے وچ اٹھی گیا ۔

دھنی بولی ہکی جنڑین دے دو پُتّر آہے ۔ آنہاں ۵۴۶
ضلع جہلم وچوں نکڑے پیٹو نُوں آکھیا ۔ پیٹو

نام بولی مع علاقہ	نمونہ	سروے جلد ہشتم حصہ اول کا صفحہ نمبر

گھرے باھڑیدا جیہڑا حصہ مانہہ
نُوں آؤندا آ آہ توں ماں نُوں چا دیہہ۔
پیئو اپنا مال آنہاں نوں وَنڈ دتا ۔ اجے
بھُوں دھاڑے نہی لنگھے جے نِکڑا پُتّر
ہبّا کجھ ھکٹھا کر کا ھِک دُور دے
مُلخے دِر ٹُر گیا ۔

چبھالی بولی ھِک شخصے نیں دو پُتّر ہے ۔ آنہاں ۵۱۴
ریاست کشمیر وچوں جیڑا نکّا پُتّر سا اس اپنے پیئو
کی آکھیا کی اجی جیہڑا حصہ مالے ناں
مِکھی اَچنا آ مِکھی دا دیئو ۔ تاں اس
مال آنہاں کی بنڈی دتا ۔ تا تھوڑیاں
دِھاڑیاں پچھوں نکّے پُتّر سب کجھ
جمع کری کا دُورانے مُلکا ناں سفر کیتا۔

ھنہ کوبولی ھِک آدمی دے دو پُتّر آئے ۔ آناں ۵۵۷
ضلع پشاور وچوں نِکڑے نیں پیئو نوں کہیا ۔

نام بولی مع علاقہ	نمونہ	سروے جلد ہشتم حصہ اول کا صفحہ نمبر
	باوے ! جائداد وچو جیڑا حصہ منوں پہنچدائے منوں دیدے۔ تے اس نے آناں دے وچکارا سارا مال ونڈ دتا۔ تھوڑے ہی دناں دے پچھے چھوٹے نڈھے نے سب کجھ جمع کرکے ہک دور ملک دا سفر کیتا۔	
ہندکی بولی ضلع ہزارا	ہک آدمی دے دو پتر آھن۔ آنہاں وچوں نکے نے پیو آں آکھیا کہ اے پیئو مالیدا جیڑھا حصہ سہاں پہنچدا ھا سہاں دے اس نے اپنا مال آنہاں نوں ونڈ دتا۔ اتے تھوڑے دناں پچھوں نکا پتر اپنا ھبا کجھ بٹلا کرکے دورے دے ملکے آن ٹر پیا۔	۵۷۶
تنولی بولی ضلع ہزارا	ہکی جنڑیدے دو پتر آسے۔ آنہاں وچوں نکڑے پیئو کو آکھیا کے اے پیئو مالا دا بخرا جو ماہ کو آندا ہے	۵۷۳

نام بولی مع علاقه	نمونه	سروے جلد هشتم حصه اول کا صفحه نمبر

اوه ماه کو دے تاں آس مال بَنڈ دِتا ۔ اور تھوڑے ڈھاڑے پچھوں نکڑے پُترا سبھ کجھ اکٹھا کر کے دورادے ملک ٹُر گیا ۔

کوهستان نمک اگلے ویلے مصر ناں هک پات شاه آها۔

کی بولی آس نے تَرَے پُتّر آهے۔ خدا نی مرضی

ضلع شاهپور اینئیں آهی او وڈا بِمار تھیا ۔ توڑے حکیماں آس ناں دارُو درمل دِتّے نال کیتا ۔ پر او بچناں نظر نه آیا ۔ اوڑک پات شاه روز روز اپنا گھٹنا حال ویکھ کے جاتیئس ۔ بچناں نہاں ۔ نالے ملکھے وچ رالا ویکھ کے اپنے تریهاں پُترانہاں سڈایس ۔

شاهپوری لهندا کو معیاری لهندا قرار دیا جائے تو ان باره نمونوں میں ایک بھی ایسا نمونه نہیں ملے گا جو اس کے مطابق هو یا اس سے تھوڑا سا مختلف هو ۔ علاوه ازیں ان باره نمونوں میں آپس میں فرق ہے جو بمصداق عیاں را چه بیاں ۔ صاف ظاهر

ہے لیکن یہ بارہ بولیاں ایک ہی زبان لہندا کی شاخیں ہیں۔ اس گروپ میں ملتانی زبان کو محض چند الفاظ کے اشتراک کی بنا پر شامل کرنا زبردستی ہے۔

ملتانی کا تعلق پنجابی سے

ملتانی اور پنجابی کا تعلق وہی ہے جو ملتانی اور لہندا کا ہے۔ یعنی دونوں زبانیں مختلف ہونے کے باوجود اشتراک رکھتی ہیں۔ اب تک پنجابی کے دائرہ عمل کو بہت زیادہ وسعت دے کر یہ کہا جاتا رہا ہے کہ لہندا بشمول ملتانی پنجابی ہی کی ایک شاخ ہے۔ اور اسے اس لحاظ سے مغربی پنجابی کہا جاتا رہا ہے۔ حالانکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ ملتانی لہندا کی شاخ نہیں۔ اس میں اور لہندا میں ذخیرۂ الفاظ اور چند ایک اشکال قواعد کا اشتراک ہے لیکن دوسرے اختلافات اس قدر شدید ہیں کہ دونوں بالکل الگ زبانیں سمجھی جانی چاہئیں اور ایک دوسری کی شاخ یا قسم نہیں سمجھی جانی چاہئیں۔ پنجابی اور لہندا نیز ملتانی پر بھی یہی بات صادق آتی ہے۔ ملتانی اور پنجابی کے اشتراک سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن دونوں کے اختلافات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہمیں گریرسن کے دو دائروں کے نظریئے سے اتفاق نہ بھی ہو پھر بھی ہم کہہ سکتے ہیں کہ پنجابی کا تعلق وسط ہند کی زبانوں کے خاندان سے ہے۔ جو زیادہ سنسکرتی ہیں۔ ملتانی کا تعلق سندھی، عربی، فارسی اور بلوچی سے ہے اور یہ ایک آمیزہ (Mixture) ہے۔ اگرچہ اس کے اپنے اصول و قواعد بھی مکمل اور منضبط ہیں۔ پنجابی کے متعلق بجا طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ

''پنجابی کی بہت سی بولیاں ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ پنجاب میں ہر ضلع کی بولی الگ ہے اور بعض ضلعوں میں ایک سے زیادہ بولیاں ہیں۔''[۱]

پنجابی کا ضلع ضلع کا فرق۔ دوسرے ماہرین لسانیات کی بھی یہی رائے ہے کہ پنجابی میں ضلع ضلع کا تفاوت دوسری بولیوں سے کہیں زیادہ ہے۔ جوں جوں مشرق کی طرف جائیے پنجابی پر ہندی اثرات زیادہ گہرے ہوتے جاتے ہیں اور جوں جوں مغرب کی طرف آئیے یہ اثرات کم اور ملتانی اور لہندا کے اثرات زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ ضلع ضلع کا یہ فرق اس قدر تدریجی اور غیر واضح ہے کہ کوئی معیّن حد فاصل قائم نہیں ہو سکتی۔ بقول گریرسن[۲] ''پنجابی'' اپنی خالص ترین شکل میں باری دوآب کے بالائی حصے میں بولی جاتی ہے۔'' لہذا اس علاقے کی زبان کو معیاری زبان تسلیم کر کے ملتانی سے مقابلہ کیا جائے تو ذیل کے نتائج برآمد ہوتے ہیں:-

اشتراک

(۱) وسطی گروہ کی جدید آریائی زبانوں کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ زبانیں مشدد حروف کو جب یہ چھوٹے حرف علت سے پہلے واقع ہوں غیر مشدد کر دیتی ہے ہیں۔ مثلاً

پراکرت کے الفاظ گھوڡَسا۔ جُتّو۔ مَکّھنَ۔ مَرِسّے ایک عام صوتی قانون کے ماتحت گھوڑا سا۔ جوتو۔ ماکھن اور ماری سے

۱۔ ہندوستانی لسانیات کا خاکہ۔ سید احتشام حسین۔ دانش محل لکھنؤ۔ مارچ ۱۹۴۸ء ص ۷۰۔

۲۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا۔ گریرسن۔ گورنمنٹ آف انڈیا پریس کلکتہ ۱۹۱۹ء ایڈیشن جلد نہم حصہ اول ص ۶۰۸۔

ہو جاتے ہیں۔ مگر پنجابی اور ملتانی دونوں ایسے مرکبات کی تشدید رفع نہیں کرتیں۔ ان زبانوں میں

ماکھن کی بجائے مکّھن
کام ,, کم
بیچ ,, وِچ اور
اُونچا ,, اُچّا ہے

(۲) مغربی ہندی میں مذکر اسما کا خاتمہ آ کی بجائے اُو پر ہوتا ہے۔ مگر پنجابی اور ملتانی میں 'آ' ہے جیسے گھوڑا نہ کہ گھوڑو یا گھوڑُو۔

(۳) حرف جار 'دا' ہے نہ کہ مغربی ہندی کا 'کا'، 'کو' یا 'کُو'۔ اس ضمن میں ملتانی اور پنجابی کا اشتراک ہے۔

(۴) ضمائر شخصی اسیں، اساں اور تُسیں، تُساں وغیرہ دونوں زبانوں میں ایک جیسے ہیں اور ہندی سے مختلف ہیں جس میں ہم اور تم استعمال ہوتے ہیں۔

(۵) ضمائر شخصی کی تصریف (اَساڈا ۔ تُساڈا) میں ڈ یا ڈ ملتانی خصوصیت ہے۔

(۶) ملتانی میں فعل مجہول بنانے کے لئے ایج زاید کرنے کا قاعدہ ہے۔ پنجابی میں کہیں کہیں یہ طریقہ ملتا ہے اور مغربی ہندی میں صرف فعل امر میں ہے (کیجئے ۔ دیجئے)۔

(۷) پنجابی کی ایک قسم ماجھی بولی فاعل نما لاحقے بھی ملتانی کی طرح استعمال کرتی ہے۔

(۸) ذخیرۂ الفاظ میں دونوں زبانوں کا کسی حد تک اشتراک ہے۔ مگر یہ اشتراک قابل قدر نہیں۔ پنجابی کا

ذخیرۂ الفاظ اکثر و بیشتر خالص تَدبَھو الفاظ پر مشتمل ہے۔ تتَ سم الفاظ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ملتانی میں دیسج کی کثرت ہے۔ تَت سَم آئے میں نمک کے برابر ہیں۔

پنجابی اور ملتانی کے اختلافات ۔ (۱) دونوں زبانوں کی صوتیات مختلف ہیں۔ ملتانی کے پانچ زائد حروف تہجی میں سے صرف ایک (ڼ) لہندا میں پایا جاتا ہے مگر پنجابی میں ان میں سے ایک بھی نہیں۔

(۲) صوتیات کے علاوہ لب و لہجہ کا فرق بہت نمایاں ہے۔ پنجابی تلفظ میں آوازوں میں بم و زیر ہے۔ تناؤ ہے اور بعض الفاظ میں زبان اور حلق کو دھچکا سا لگتا ہے۔ مثلاً لاہور کی ''ہ'' کا ادا کرنا اہل ملتان کے بس کا روگ نہیں۔

(۳) پنجابی اور ملتانی میں حد فاصل ''سی'' کا لفظ ہے۔ ملتانی میں یہ مستقبل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور پنجابی میں ماضی کے معنوں میں مثلاً

پنجابی	ملتانی	اردو
او جاندا سی۔	او وَیندا ھا۔	وہ جاتا تھا۔
کھاندا سی	کھاندا ھا	کھاتا تھا
آیا سی۔ کی کہندا سی۔ وغیرہ	آیا ھا۔ کیا آدھا ھا وغیرہ	آیا تھا۔ کیا کہتا تھا۔ وغیرہ

بُلھے شاہ کا شعر ہے :۔

تُسیں دل میرے وِچ وَسدے سی تَدسانُوں دُور کیوں دسدے سی
تَدُوں گھت جادُو دِل گھسدے سی ھُن کِتَول جائیوں نَس کرجی

(۴) پنجابی میں ''نے'' کا استعمال بالالتزام کیا جاتا ہے۔ ملتانی میں ''نے'' کا وجود نہیں ملتا۔

(۵) پنجابی کی ذیل کی صورتیں پنجابی ہی سے مخصوص ہیں۔ ملتانی میں ''ان'' کا وجود نہیں۔

(الف) او کل اتھے ہیسی اَج دا پتہ نہیں

(ب) او پاس پستول وی ہیگا سی

(ج) میرے کولوں روٹی ہُن کھا نہیں ہوندی یا اے کم میتھوں نہیں کر ہندا

(۶) مزید اختلافات ذیل کے نمونوں سے ظاہر ہیں :

ملتانی اور پنجابی کی کا تقابلی مطالعہ

ملتانی زبان کا نمونہ	معیاری پنجابی (ضلع لدھیانہ) کا نمونہ
ہک شخص دے دُو پُتر ہَین۔	اک مُنکھ دے دو پُت سَن۔
آنہاں وچوں نندھے آپنے پیئو	اَتے آنہاں وچوں چھوٹے نے
کُوں آکھیا۔ جو اے پیئو	پیئو نُوں آکھیا۔ پتا جی مال
مَیکُوں ڈے جِتی حصہ مال دا	دا جیہڑا حصہ مینوں پہنچدا
مَیکُوں آندا ہے اَتے آوں آپنی	ہے۔ سو مینوں دیدیو۔ اتے
جائداد آنہاں کُوں وَنڈ ڈتی اَتے	اس نے آنہاں نوں پونجی وَنڈ دتی
تھوڑیاں ڈھاڑیاں کُنوں پچھے	اَر تھوڑے دناں پچھوں چھوٹا
نندھا پُتر سب کُجھ کٹھا	پُت سبھو کُجھ کٹھا کر کے
کر کے ہک پرائے مُلک وچ وَنج	دُور دیس نُوں چلا گیا۔
رہیا۔	

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے ۔ پنجابی میں ضلع بہ ضلع کا فرق بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا ذیل میں پنجابی کی تمام شاخوں کے نمونے درج کئے جاتے ہیں تا کہ تقابلی مطالعہ میں دقّت نہ ہو:۔

بولی کا نام اور مقام	نمونہ	سروے جلد نہم حصہ اول کا صفحہ نمبر
ماجھ ضلع امرتسر	اِک مُنکھ دے دو پُت سَے ۔ اَنے چھوٹے نے آناں وچوں اپنے پیئو نُوں آکھیا باپو جی مال دی وَنڈ جِھڑی مینُوں آوندی ہے دِیو ۔ اَتے اُس نے آناں نُوں آپڑیں جَدات وَنڈ دتّی ۔ ار تھوڑے دِناں پچھوں چھوٹا پُت سبّھو کُچ کٹھا کر کے دُوراڈے دیس نُوں چلا گیا ۔	۶۵۷
پوادھی ضلع انبالہ	اِک جُلاہے دی اَدّھی رات نُوں اَکھ کُھل گئی ۔ اپنی جُلاہی نُوں کہیا کہ مینُوں ڈوڈے مَل کے دے ۔ تیمی نے کیہا کے میں تے مُن نہیں آٹھ ہُنداں	۶۹۱

بولی کا نام اور مقام	نمونہ	سروے جلد نہم حصہ اول کا صفحہ نمبر
	جلاہے نے پھیر کیہا جے مُن توں مینوں ڈوڈے مَل کے دیویں تاں میں تینوں ہجار ہجار روپے دیاں چار باتاں سُنانواں۔ اس ویلے بادشاہ دا پُت گلی بچ جاندا تھا۔	
راٹھی ضلع حصار	اک آدمیں دے دوئے پُتّر سَن۔ آنہاں چوں لوڑا پُتّر نے آپ دے پیئو نوں آکھیا۔ کیڑا مال مینوں آؤنداں ہے مینوں دے۔ پیئو نے مال لوڑے پُتّر نوں بنڈ دتّا۔ تھوڑے دیاں مگروں سارا مال اکٹھا کر کے پردیس جاندا رہا۔	۶۹۸
جانڈ ریاست جیند	اِک راجے کا چھورا بیاہ نہ کراوے۔ راجہ اہلکاراں نُوں کہن لگیا انوں سمجھاؤ بیاہ کراوے۔ اہلکاراں نے تینویاں دیاں تصویراں جس جگہ وہی لنگھیا کردا۔ لا دیاں!	۷۰۵

بولی کا نام اور مقام	نمونہ	سروے جلد نہم حصہ اول کا صفحہ نمبر
مالوائی ضلع فیروز پور تحصیل مکتسر	اک آدمی دے دو پُتّر سی گے۔ آنہاں وچوں چھوٹے پُتّر نے پیئو نوں آکھیا جو باپو جیہڑا حصہ مال دا مَینُوں آوندا ہے اوہ مینوں دیدے۔ تاں اوہ نے مال آنہاں نوں وَنڈ دِتّا۔ تھوڑے دناں پچھوں چھوٹے پُتّر نے سب کُچھ کٹھا کر کے اِک دُور ولایت نوں آٹھ گیا۔ تے اوتھے اودا مال بَھیڑے لچھراں وِچ گوایا۔	۷۲۱
بھٹیانی بولی راٹھی ریاست بیکانیر	ھیک آدمی دے دوئے پُت ھا۔ آس دے چھوٹے پُت پیئو نوں آکھا۔ ہے پیئو مال وِچ جیڑا میرا حصہ ھووے مینُوں دیہے۔ آس نوں تدّاں مال بانٹ دتا۔ ڈھیر دِھاڑے نہیں ھوئے۔ چھوٹا پُت سب کچھ کٹھا کر تے دُور دیس جاندا رھا۔	۷۳۷

بولی کا نام اور مقام	نمونہ	سروے بلد نہم حصہ اول کا صفحہ نمبر
بھٹیانی	اِک مانُس را دے بیٹا ہا ۔ واں میاں	۷۴۰
باگڑی بولی ضلع فیروز	چھورو بیٹو باپ نے کہیو او باپ مال را حصا جس کا آوے می نی دے ۔	
پور تحصیل فاضلکا	جڑاں پچھے بی نے مال را پانٹی بانٹ دینی ۔ تھوڑے پچھے چھوٹا کیو بیٹو سگلو دھن مال پھیلو کر کے دور دیس نوں اُٹھ گیو ۔	
بھٹیانی	اِکے گوارے دی بیٹا سین ۔ اون مالے	۷۴۱
راٹھوری بولی ضلع فیروز پور	چھوٹا بیٹا باپے نے کہو ۔ مالے مالہے جتنے حصو منے آوا چھَے ۔ او منے دیو ۔ ای مال ونڈ دِنو چھَے ۔	
رچنا دوآب کی بولی شرقپور لاہور	ہِک آدمی دے دو پُتَر آہے ۔ اُنہاں وِچوں بیٹو نوں نِکے آکھیا بیٹو جو جو میرا حصہ رزق وچ ہے او ونڈ دے ۔ اس نے اپنا مال دوہاں نوں ونڈ دتا ۔ باہلے دن اَجاں نہیں ہوئے نِکے نے سارا مال اکٹھا چا کیتا ۔	۷۴۸

بولی کا نام اور مقام	نمونه	سروے جلد نہم حصه اول کا صفحه نمبر
	کِسی دُور مُلک لے کے وانڈھا رہا ۔	
باری دواب کے مشرقی گوشے کی بولی	ھک آدمی دے دو پُتّر آھے ۔ آنہاں وُچوں لَوڈھے پُتّر پیئو نوں آکھیا ۔ پیئو مال تے رِجک دا حصه جِھڑا	
پاک پٹن	مینُوں آؤندا ھے مینُوں دیھہ۔ تدّاں پیئو مال تے رِجک آنہاں نُوں وَنڈ دتا ۔	
ڈوگری	اِک آدمی دے دو پُتّر تھئے ۔	۷۶۱
بولی	اودے وِچا نکڑے نے بابا کی آکھے	
ریاست جموں	آ ۔ جے ھے باپو جی ۔ جائداتی دا جے حصه میکی پوچدا ھے ۔ اے سبھے میکی دے داؤ ۔	
کنڈیالی ضلع گورداسپور	کُسے مَنُو کھے دے داؤ پُتّر تھے ۔ آنہاں بچوں لَوکڑے نے بابے کی آکھیا۔ باپو جی میکی میرے گھرے دا حصه دے دیو ۔ آنّے آنہاں کی اَسوتی بَنڈی دتّی ۔ تھوڑیاں دِناں پِچھوں لَوکرے	۷۷۵

بولی کا نام اور مقام	نمونہ	سروے جلد نہم حصہ اول کا صفحہ نمبر
	پُتّرے نے ساری رَسوتی کَٹھی کیتی کُسے دُور مُلکے کی چلی گیا۔	
جالندھر	مُنڈے دے سَوہریاں وَل گئے سی۔	۶۳۷
دوآب کی بولی	اوتھے اِک بَلَد دی دس پوندی سی۔ بَلَد تے چنگا ہے پر مار کُھنڈ ہیگا آھدے سولائیاں وانگ سِنگ ہَن۔ رنگ گورا دُوندا ہے۔ پر مُل بَڈا منگدے ہن چالی روپے ایہہ مُل خرچن دی پھر سَت نہیں ہے۔	
کانگڑہ بولی ضلع کانگڑہ	کُسی مَہنُوئے دے دو پُتّر تھے۔ تنہاں بچا لوکھے پُتّرے باپے کنیں بولیا۔ جے ہے باپو جی جے کِچھ گھرے دے لَگے پَھٹے بچا میرا حصہ ہوئے سہ منجو دیو۔ تاں باپے تنہاں کی اپنا لَٹا پَھٹا بنڈی دتا۔	۷۸۵

ملتانی زبان پنجابی کی شاخ نہیں - یہ چودہ نمونے سب کے سب پنجابی زبان کے ہیں۔ ان کے سرسری سے مطالعے سے بھی صاف ظاہر ہے کہ کوئی ایک بولی دوسری سے نہیں ملتی۔ نہ افعال و مصادر کی تصریف میں اور نہ اسما کی تصریف میں۔ ملتانی زبان کو ان بولیوں میں شامل اور پنجابی کی ایک شاخ سمجھنا بہت بڑی غلطی ہے ۔ ملتانی زبان اپنے علاقے میں اس طرح محصور ہے کہ کہیں بھی جغرافیائی حد عبور کیجئے بولی کا فرق نمایاں ہو جائے گا ۔ اور نئی بولی یقیناً ملتانی نہ ہوگی۔ مگر اس علاقے کے طول کے ساتھ ساتھ یعنی شمال سے جنوب کی طرف جہاں بھی جائیے معمولی معمولی فرق کے باوجود زبان کا تانا بانا اور خاندان بالکل ایک دکھائی دے گا۔

پنجابی زبان کو اپنا ادب پیدا کرنے کے مواقع حاصل ہو گئے۔ سکھوں کی مذہبی کتابیں اسی زبان میں ہیں۔ یونیورسٹیوں نے اسے زبان کی حیثیت سے تسلیم کر کے امتحانی مضمون کا درجہ دیا ہوا ہے ۔ اور یہ زبان یوروپین محققین کے لئے تحقیق کا موضوع بنی رہی ہے۔

ہیر وارث شاہ ۔ شعر و ادب کے لحاظ سے وارث شاہ کی ہیر کو بہت بڑا مقام حاصل ہے وارث شاہ ضلع شیخوپورہ کا رہنے والا تھا ۔ مشہور روایات کے مطابق ہیر کا سال تصنیف ۱۱۸۰ھ ہے ۔ ''پنجابی زبان کے علاقے'' کے مغربی حصے میں اس کا زیادہ چرچا ہے ۔ اس میں فارسی اور عربی الفاظ کی کثرت ہے اور زبان بامحاورہ ہے ۔ اس زبان کو موجودہ یعنی جدید پنجابی کا نمونہ تصور کر لیا جائے تو بھی اس کا ملتانی سے مختلف ہونا ظاہر ہے ذیل میں اس سے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں:-

رانجھا آکھدا آٹھیا رزق میرا میتھوں بھائیو تُسی کی منگدے او
وَنڈ لیا جے باپدا ملک سارا تُسی ساکنے سیں نہ اَنگ دے ہو
وِچ مسجداں بیٹھ کے صُبح ویلے تُسیں ذکر تے زُہد کماؤندے ہو
عاصی آن تُساڈی جے کرے زیارت عیب اوس دے چاونجاوَدے ہو
کاربار وچ ہویا جہان سارا چرخے ڈاھنیاں آٹھ سوانیاں نی
آٹھ غسل دے واسطے جان دَوڑے سیجاں جنہاں نے راندیاں مانڑیاں نی
جیہڑا کپڑا دے یا نقد سانوں سبھو اوسدا کم سنوارنے آں
خالی پلیوں ہون جو لَہر کٹے اوھدی گل تے مُول نہ دھارنے آں
دوھاں باھاں توپکڑ رنجھیٹڑے نوں مُڑ آن بیڑی وچ واڑیاں نے
تقصیر معاف کر آوئیے دی مُڑ وچ بہشت دے واڑیاں نے
دس لُڈناں کالیا کُڈناں وے میرے پلنگ نوں کیس خراب کیتا
میری سیج تے کون سوالیائی میرا کچھ نہ اَدَب آداب کیتا
ٹُری جھنگ سیال توں ہیر جٹی آیا روح قلبوت جگاونے نوں
چڑھیا خلد توں حسن دا ابر رحمت ساندر باردا مُلک وساونے نوں
کَتّن تُمن چا چھڈیا ہیر جٹی ہر وقت رنجیٹھے متے جاؤندی سی
لُوئی شرم دی لاہ کے سنے سیاں نال شوق دے گلے لگاؤندی سی

قاضی آکھدا بچئے میرئیے نی راضی ہو آ منت نوں پڑھ ہیرے
وَر گھر تینُوں چنگا بھال دتا ساڈے نال نہ ٹل توُں لڑ ہیرے
آیا آٹھ مہانجلے چھیڑ مجھیں اوھدے کھان دی کسے نہ خبر لیتی
بھتا چک میں آسدا آپ آندا میتھوں ہور کی مندڑی گل بیتی
سُن سہتی اے جوبن متیئے نی تینُوں سچ دا سخن آلاوناں ہاں
برکت اپنے پیر آستاد دی نی تینوں زحمتاں سبھ سناوناں ہاں
کُڑیاں سد کے پینچاں نے پُچھ کیتی لنگا کاس نوں ڈاہ کے ماریا جے
اِکے باھ گناہ تقصیر ماریـا اِکے کوئی گناہ نتاریـا جے

ہیر وارث شاہ کی زبان جیسا کہ عرض کیا گیا ہے۔ رواں دواں اور باحاورہ ہے۔ اس میں جو خاص ترکیبیں، صورتیں افعال و مصادر کی تصریفیں اور دوسری لسانی خصوصیات پائی جاتی ہیں وہ اس فراوانی سے کسی دوسرے کلام میں نہیں پائی جاتیں۔ ہم نے صرف بارہ شعر درج کئے ہیں۔ ان میں جو ترکیبیں وغیرہ ملتانی سے مختلف ہیں ان پر خط کھینچ دیا ہے۔ مختصراً اختلافی اُمور ذیل میں دے جاتے ہیں:—

(۱) تخاطب کا یہ طریقہ

لُڈناں کالیا کُڈناں وے یا بچئیے میرئیے نی یا سہتیئے .وبن متیئے نی ملتانی زبان کے لئے بالکل اجنبی ہے۔

(۲) نی۔ کھان۔ جے۔ ملتانی میں نہیں ہیں

(۳) ذیل کے افعال کی گردان ملتانی سے بالکل مختلف ہے

سنوارنے آں۔ واڑیا نے۔ جاؤندی سی۔ خبر لیتی۔ آلاوناں

ھاں ۔ ڈاھندیاں ۔ پُچھ کیتی ۔ ماریا جے وغیرہ

(۴) ذیل کے اسما ملتانی میں نہیں ھیں:

سوانی ۔ ٹل ۔ کُڑی ۔ سَیّاں ۔ لَہَر کٹے

(۵) اسما اور مصادر پر ے زائد کرنے کا طریقہ ملتانی میں نہیں ھے جیسے

آدمئے ۔ وساونے نوں ۔ جگاونے نوں ۔ ھیرے

(۶) ذیل کے الفاظ سے ملتانی نا آشنا ھے :۔

میتھوں ۔ کی ۔ ھویا ۔ ڈاھندیاں ۔ ڈاہ ۔ مُڑ ۔ چھڈ ۔ ھور ۔ اِکے وغیرہ

یہ اختلافات ایسے شدید ھیں کہ انہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔ ملتانی ھر لحاظ سے پنجابی سے مختلف ھے اور اسے پنجابی کی شاخ نہیں کہا جا سکتا ۔

سطور بالا میں ملتانی کا تعلق سندھی، بلوچی، لہندا اور پنجابی سے دکھایا گیا ھے ۔ اب ھم اس تعلق کو اور زیادہ واضح کرنے کے لئے ۱۱۹ منتخب الفاظ کا ایک چارٹ پیش کرتے ھیں اس میں انسانی زندگی کے ابتدائی لوازمات لئے گئے ھیں اور قدیم فارسی سنسکرت پراکرت سے لیکر پنجابی تک کے مُرادفات دئیے گئے ھیں ۔ امید ھے دلچسپی سے خالی نہ ھوگا ۔

ہند ـــ آریائی ـــ گروہ

پنجابی	سندھی	ملتانی	پوٹھواری	وری لہندا
اِک	ھیکُو ۔ ھیکڑو	ھِک	ھکّ	۔ ھَیک
دو	با	ڈُو	دو	ـوئے
تِن ۔ تَرے	تے ۔ ترائے	ترے	تَرے	۔ ترائے
چار	چار	چارہ	چار	چار
پنج	پنج	پنجہ	پن	پَن
چھے	چھ	چھی	چھے	چھے
ستّ	ستّ	ست	ستّ	ستّ
اَٹھّ	اٹھ	اَٹھ	اَٹھّ	اَٹھّ
نو	ناؤ	نوں	نؤں	ناؤں
دَس	ڈَہ	ڈہ	دس	داہ
وِیہہ	وھیہ	وِیہہ	دِیہیہ	دیہہ
پَنجاہ ۔ پنج آہ	پنجہ	پَنجاہ	پَنجاہ	نجاہ
سَو	سَو	سَو	سَو	سَو
میں	آؤں	میں	ساں	میں
میرا	مونہے جو	میڈا	میڈا۔ سہاڈا مارھا	میرا

ہند ـــــ آریائی ـــــ گروہ

ہ پوری لہندا	پوٹھواری	ملتانی	سندھی	پنجابی
چَنّ	چَنّ	چندر - چَنْ	چندُ	چند - چَنّ
تارا	تارا	تارا	تارو	تارا
اَگّ	اَگّ	بھا	باہ	اگ بَسنتر
پانی	پانی	پانی - جَل	پاڻی - جلءُ	پانی - جَل
گھر	گھر	گھر	گھرُ	گھر
اَٹّھ	اَٹّھ	اَٹھ	اَٹھءُ	اُٹّھ
گاؤں	گاں	گاں	گاں اَوں	گاں - گوٗ
کُتّا	کُتّا	کُتّا	کتُو	کُتّا
بِلّی	بِلّی	بِلّی	بِلّی	بِلّی
پکھّو	پانکھیرو	پکھّی	پکھّی	پکھیرو - جَنوَر
پیؤ	پیؤ	پیؤ	پیءُ	پیؤ - پیؤ - پالُو
پیؤدا	پیؤنا	پیُؤدا	پیءُ جو	پیؤدا
پیئونوں - دھیر	پیئوکی نوں	پیئو کُوں	پیءُ وکھے	پیئو نوں
پیئو تُھوں	پیئو تھیں کولوں	پیئو کنوں	پیءُ کھاں	پیئو تھوں
دو پیئو	دو پیئُوں	ڈُو پیئُو	پا پیئورَ	دو پیئو

نمونہ کے الفاظ	ہند یورپی خاندان — آریائی قبیلہ — ایرانی گروہ				
	فارسی قدیم	آوستا	پہلوی	فارسی	بلوچی
باپوں کا	...	پَٹ پِشرام	ای پَتَرن	پِدران	پتانا۔پتانی
باپوں کو	...	...	پَتَراں رائے	پِدراں را	پتاں دا
باپوں سے	راوی	ھچا (سے)	اج پَتَراں	از پدراں	آچ پتاں
ماں	ھچا (سے)	ماتَر	ماترمات	مادر ۔ ماد	مات
بھائی	ماتر	براتَر	براتر۔ براث	برادر	برات
بہن	براتر	خُ اَن ھَر	خواھر۔خوک	خواھر خُوہ	گُہار
مرد	...	مرتیا ۔ کِشچٹ	مَرت۔کَس	مَرد ۔کَس	مرَدُم
بیوی	مرتی یا گشچی	جینی ۔ جوانئی	زَن	زَن	جَن
عورت	...	جَنی ۔ جَنی	زَن	زَن	جَینن
بچہ	...	...	وَچک	بچ ۔ بچہ	چُک۔چُو۔ زُھک
بیٹا	پُژا	پُژا	پَسَر۔پِس	پِسر۔پِس	بچ
بیٹی	...	دُختر	دُخت	دُخت۔دُختر	جَنِک
اچھا مرد	نائب(اچھا)	...	نیو۔ نیوک	نیک مرد مرد نیک	شرّیں مرد
اچھے مرد	...	...	...	مردانِ نیک	شرّیں مرد
اچھی عورت	...	...	...	نیک زن	شرّیں جَنِیک

ہند۔۔۔ آریائی ۔۔۔ گروہ

شاہ پوری لہندا	بوٹھواری	ملتانی	سندھی	پنجابی
پنگیاں سوانیاں	چنگیاں جنانیاں	چنگیاں زالیں " زالاں	چنیوں زالاں	بھلیاں تیتوباں
آتے	آہر	آتے	متھے	اتّر۔آتاں آتے
تلے	ہُن	ہیٹھ	هيٹهءِ	ہیٹھاں
کول	نیڑے ۔ کول	نیڑے کوالہوں نزیک	ويجهو	نیڑے۔ کول
دُور ۔ موکلے	دُور	پَرے	ڈورءُ ۔ پرے	دُور ۔ دُراڈہ
پہلوں	اگھاں	اگھاں	اڳيان	اگے ۔ اگیرے اگھاں
پِچھے	پِچھاں	پِچھاں	پُٹھپاں	پِچھے
کُون ۔ کیہڑا	کیہڑا ۔ کُن	کُون	کيئرُ	کون ۔ کیہڑا
کے	کَہہ	کیا ۔ ج	کِهيڑو۔ کُوہ چھا	کِی
کِیوں	کیوں ۔ کیاں	کِیوں	چھاکان	کیوں
ہور	ہور	تے ۔ اتے	آلے	ہور۔اتے تے
ہا ۔ ہاں	آہاں۔ ہاں	ہاں	هاؤ	ہاں۔اَہو۔ہلا
نہیں	نہیں ۔ نانہہ	نہیں	نءَ	نہیں ۔ نَ
اسی ہیں ۔ ہاں آں ۔ آہاں	اسیں ہاں آں	اساں ہیں ایں	اسيں آسيون	اسیں ہاں ہیں
تسیں ہو۔اوایہو	تسیں ہو ۔ او	تساں ہواو۔ایہو	توهين ۔ ايهو	تسیں ہو

نمونہ کے الفاظ	ہند یورپی خاندان—آریائی قبیلہ—ایرانی گروہ				
	قدیم فارسی	اوستا	پہلوی	فارسی	بلو
وہ ہیں	هُنستی	هَنستی	هند	اند	ن ہ یا ا
میں تھا	...	بوتا	بُودهم	بودم	سن بتا
تو تھا	...	بوتا	بودهے	بودی	تو بتا یا آ
وہ تھا	...	بوتا	بودهے	بودی	شما بنا
تم تھے	...	بوتا	بودهنید	بودید	ما بتا
ہم تھے	...	...	بودهیم	بودیم	آبتا کن اتنن
وہ تھے	...	...	بودهند	بودند	تو بتا یا ا
میں مارتا ہوں	امہی (لاحقہ)	جنام	زَنَم	زنم	منَ آ
تو مارتا ہے	اهی (لاحقہ)	جناه	زَنَےِ	زنی	تو ا
وہ مارتا ہے	آئی (لاحقہ)	جناتی	زَنَدَ	زند	آجنَ
ہم مارتے ہیں	آمہی (لاحقہ)	جناهی	زَنیم	زنیم	ماجَ
تم مارتے ہو	آتا لاحقہ)	جَنَدَ	زَنید	زنیم	شما ج
وہ مارتے ہیں	(آنی (لاحقہ)	جَنَیَنْ	زَنَندَ	زنند	آجنَ
میں مارا	جتَه	جتَه	زد (هَوَده) ام	زدم	سن ج
تو نے مارا	...	...	د (هَوَه) اے	زدی	توجَ

ہند ——— آریائی ——— گروہ

شاہ پوری	پوٹھواری	ملتانی	سندھی	پنجابی
اَس ماریا ماریُس	اَس کٹیا	آوں ماریا	ھُنے ماریو	آوں نے ماریا
اساں ماریا	اسّیں کُٹیا	اَسّاں ماریا	آساں ماریو	اساں نے ماریا
تُساں ماریا	تُساں ماریا	تُساں ماریا	توھاں ماریو	تُساں نے ماریا
اُنھاں ماریا ماریانے	آناں کٹیا	آنھاں ماریا	انھاں ماریو ماریاں لوں	آنھاں نے ماریا
مَیں مریساں	میں کٹیساں	مَیں مریساں	آؤں مارِ تُدس ءُ	مَیں ماراں گا یادا
تُو مریسیں	تو کٹیسنسیں	تو مریسیں	تو مارِندیں	تومارِیں گا یادا
اُو مارِھیئی او مریسی	اوہ کٹیسی اوہ مریسی	اوہ کنیسی او مریسی	ھو مارِندو	او ماریگا یادا
اسیں مریساں	اسیں کُٹناں	اساں مریسُوں	اسیں مارندا سوں	اسیں ماراں گے یا دے
تُساں مریسو	تسیں کٹیسو	تُساں مریسو	تُوھیں مارِندَو	تسیں مارو گے یا دے
اوہ مریسن	او کُٹیسن	او مریسن	آھے مارندا	اوہ ماریں گے

نواں باب

ملتانی لٹریچر

ملتانی کا قدیم لٹریچر : تاریخ کی قدیم کتابوں[1] اور سیاحوں کے سفرناموں[2] سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ وادئ سندھ میں مقامی بولی کے ساتھ ساتھ عربی اور پھر فارسی بھی (دیلمیوں کے عروج کے زمانے میں) بول چال کی زبان بن گئی تھی ۔ اور عوام بڑی فراخدلی سے غیر ملکی زبان کو اپنا رہے تھے ۔ شعر و شاعری دونوں زبانوں میں ہوتی تھی ۔ اسلامی عقائد سے متعلق نظموں اور رسالوں کا بھی ذکر ملتا ہے ۔ عراقی نے ۲۷۰ھ میں قرآن کا ترجمہ یا تفسیر سندھی زبان میں لکھی ۔ ہندوستان میں قرآن کا پہلا ترجمہ یہی تھا ۔

تاریخ سندھ شائع کردہ[3] دارالمصنفین اعظم گڑھ میں ''سندھ کے علماء'' کے نام سے ایک باب قائم کیا گیا ہے ۔ جس میں فاضل مصنف نے متعدد سندھی علماء کے نام دیے ہیں ۔ ان میں ہارون بن عبداللہ ملتانی کا نام بھی ہے جو اپنی شجاعت اور بہادری کے کارناموں کو نظم کیا کرتا تھا ۔

لیکن اہل قلم حضرات کے کارنامے ہم تک نہیں پہنچے اس لیے کوئی حتمی رائے ان کی زبان کے بارے میں قائم نہیں

۱۔ تاریخ مسعود جلد اول ۔ عجائب الہند ۔ عرب و ہند کے تعلقات ۔ الفہرست ابن ندیم وغیرہ ۔

۲۔ سفرنامہ ابن حوقل ۔ احسن التقاسیم بشاری مقدسی ۔ کتاب الہند البیرونی ۔ مروج الذہب مسعودی ۔ سفرنامہ اصطخری وغیرہ ۔

۳۔ تاریخ سندھ ۔ ابو ظفر ندوی ۔ دارالمصنفین اعظم گڑھ ۔ مطبع معارف ۱۹۳۷ء ص لغایت ص ۳۶۶ ۔

کی جا سکتی سوائے اس کے کہ زبان اور شعر و ادب کو برابر ترقی ملتی رہی۔

وادئ سندھ (جس کا ایک اہم حصہ ملتانی زبان کا علاقہ تھا) اس قدر پرآشوب رہی ہے کہ کسی لٹریچر کا صحیح و سالم بچ جانا معجزے سے کم نہیں۔ اس علاقے کو امن نصیب ہوا تو کسی قدر مغلیہ عہد حکومت میں ہوا یا پھر انگریزوں کے زمانے میں ہوا۔ اس سے پہلے کی تاریخ ہنگامہ آرائیوں کی تاریخ ہے اور اس وقت کی کسی تحریر کے نمونے کے ملنے کی امید رکھنا عبث ہے۔ البتہ کچھ چیزیں حافظے کی مدد سے سینہ بہ سینہ چلی آ رہی ہیں مگر ان پر بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ یہ زبان کا اصلی رنگ پیش نہیں کر سکتیں۔ مختلف ادوار کے لوگوں نے اپنے دور کی زبان کا رنگ چڑھا دیا ہے اور اس طرح زبان کی صورت اور اس کے اصلی خدو خال آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں اور اس وقت ہمارے پاس تدریجی ترقی دیکھنے کے لئے یا تاریخی سلسلہ قائم کرنے کے لئے کوئی سرمایہ موجود نہیں۔ اس قدر یقینی ہے کہ محمود غزنوی کی یورش سے پہلے کے سوا تین سو سال میں عربی، فارسی اور مقامی بولی کی آمیزش سے ایک بیچ میل قسم کی زبان ضرور وجود میں آ چکی تھی اور ۱۱۱ ہجری کے بعد دو شاخوں میں بٹ کر ایک شمالی سندھ میں پرورش پاتی رہی اور دوسری جنوبی سندھ میں۔ شمالی سندھ میں پرورش پانے والی بولی یہی تھی جسے ہم ملتانی کہتے ہیں۔ اور جنوبی سندھ کی زبان کو سندھی کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ چوتھی صدی کے اواخر تک اس زبان کا کوئی خاص نام نہ تھا۔ کسی نے اسے ''سین دب'' کہا ہے اور کسی نے اردناگری۔ اندریں حالات ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ آ

ملتانی کا قدیم لٹریچر کیا ہے۔

نور نامہ: نورنامہ ایک نظم ہے جو اس وقت ہر گھر میں پڑھی جاتی ہے۔ حافظ محمود شیرانی مرحوم اسے ۱۰۵۴ء کی تصنیف تسلیم کرتے ہیں۔[1] لیکن یہ نظم اپنے متن سے ظاہر کرتی ہے کہ یہ اس سے بہت پہلے کی تصنیف ہے۔ ایک جگہ اشارہ ملتا ہے کہ

> ''پنج[2] سے سال جو گزرے آہے ہجرت بعد رسولوں
> ملاں کنہے غریب وچارا کم علماواں کولوں
> نیکی عمل نہ کیتم کوئی شامت نفس جہولوں
> عمر گذری توں پچھوں تاواں بھر لہاں قبولوں
> جو کجھ روئے زمین تے پیدا سب کجھ ہوسی فانی
> نام نشان نہ رہسی کائی جز ایمان نشانی''

وغیرہ اگر شاعر کا یہ بیان تسلیم کرلیا جائے تو نور نامے کا سن تصنیف ۶۰۰ ہجری کے بعد کا زمانہ ثابت ہوتا ہے اور ایک لحاظ سے یہ قابل تسلیم بھی ہے کیونکہ ۷۰۰ ہجری کے لگ بھگ ہمیں اور نمونے مل جاتے ہیں مگر نور نامے کی زبان (جس صورت میں ہمارے سامنے ہے) آجکل کی زبان سے مختلف ہے۔ تاہم یہ اس وقت کی یعنی ۶۰۰ ہجری کی زبان نہیں بعد کے لوگوں نے خصوصاً مطابع والوں نے زبان کو اپنے رنگ میں رنگا ہے۔ بہرحال اس بات کا شبہ ضرور ہے کہ یہ ۶۰۰ ہجری کی یادگار نظم ہے۔

۱۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی، انجمن ترقی اردو اسلامیہ کالج لاہور۔ مطبوعہ کریمی پریس لاہور ص ۵۴۔

۲۔ نورنامہ ملتانی ملک دین محمد اینڈ سنز۔ مطبع دین محمدی، لاہور سال طبع نامعلوم ص ۲۵۔

۷۵۲ھ کا ایک نمونہ:[1] اس کے بعد اس علاقے کی زبان کے دو نمونے ۷۰۲ ہجری کے ملتے ہیں۔ ریاست بہاولپور میں صادق آباد کی کارداری میں ایک قدیم شہر کے کھنڈرات پتن منارا کے نام سے مشہور ہیں۔ اس شہر کا نام پتن پور تھا۔ یہ سمراؤں کا دارالخلافہ تھا۔ اور سمراؤں کا آخری راجہ ہمیر (امیر یا ارمائیل) اس پر حکومت کرتا تھا۔ اس کا ہمسایہ راجہ جو پھل وڈا (موجودہ رحیم یار خاں) کا حاکم تھا اپنی سخاوت کے لئے مشہور تھا۔ اس نے (جس کا نام رکھا تھا) ایک چرن کو جس کو سوامی کہتے تھے کچھ گھوڑے انعام دیے۔ مگر پتن پور میں اس کے یہ گھوڑے چرا لیے گئے۔ چرن کو یقین تھا کہ گھوڑے ہمیر اور اس کے وزیر کے ایما سے چرائے گئے ہیں۔ چنانچہ اس نے ہمیر کی ہجو میں کچھ شعر لکھے جو سارے ملک کے طول و عرض میں پھیل گئے۔ ان اشعار کے تین مصرعے یہ ہیں۔ ؎

دھاڑی دھوڑا رائے جینھہ چرن سانکھیا
پتن پٹیجو تھیو — سیج وٹایو راہ
ھمیرا ہورا راج نہ کندا سمرا

(ترجمہ لٹیرا ہے دھوڑا رائے جس نے چرن کو لوٹ لیا۔ پتن برباد ہو جائے اور دریا سیج اپنا راستہ تبدیل کر جائے۔ ہمیرا سمرا پورا راج نہ کر سکے) ہمیر کی تاریخ وفات ۷۰۲ھ ہے گویا اشعار ۷۰۲ ہجری سے پہلے کی تصنیف ہیں۔

تاریخ فیروز شاہی کا فقرہ: دوسرا نمونہ وہ مشہور جملہ

۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو گزیٹیئر بہاولپور سٹیٹ۔ گورنمنٹ پرنٹنگ پریس ۱۸۹۸ء ایڈیشن ص ۳۷۷۔

ہے جو تاریخ فیروز شاہی شمس سراج عفیف میں ملتا ہے کہ

برکت شیخ پٹھا ۔ اک موآ اک نٹھا

یا

برکت شیخ تھیا اک موآ اک نہا

اگرچہ یہ دونوں حملے ملتانی زبان کے ہیں ۔ تاہم پہلا زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے جب سلطان محمد تغلق نے سمراوں کے شہر ٹھٹھہ پر فوج کشی کی لیکن بیمار ہو کر واپس چلا گیا ۔

حضرت جہانیاں جہاں گشت کا قول : حضرت جہانیاں جہاں گشت کی پیدائیش ۷۰۷ ہجری ہے ۔ آپ نے اپنے چھوٹے بھائی راجو قتال کے حق میں یہ فرمایا کہ

''اساں خوجے تساں راجے''[1]

چنانچہ ملتانی زبان کا یہ فقرہ بھی جمعات شاہی (ملفوظات حضرت شاہ عالم؟) میں محفوظ چلا آتا ہے ۔ خود حضرت قتال نے فیروز شاہ تغلق کی مزاج پرسی ان الفاظ میں کی تھی کہ

''کا کا فیروز چنگا ہے''[2]

حضرت گنج شکر کی زبان : ''حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر کی ولادت ۵۶۹ ہجری میں ملتان کے ایک گاؤں کوٹھوال یا کھوٹ وال میں ہوئی ۔ آپ نے ملتان ہی میں تعلیم و تربیت پائی اور اچ کی ایک مسجد 'جامع جاج' میں آپ کے قیام اور

۱۔ رسالہ اردو ۔ انجمن ترقی اردو پاکستان ۔ بابت اپریل ۱۹۵۱ء ص ۱۳ ۔ جناب حسام الدین راشدی صاحب کا مضمون ''اردو زبان کا اصلی مولد : سندھ'' ۔

۲۔ رسالہ اردو ۔ انجمن ترقی اردو پاکستان بابت اپریل ۱۹۵۱ع جناب حسام الدین راشدی صاحب کا مضمون

۳۔ ''اردو زبان کا اصلی مولد: سند'' ص ۱۲

مجاہدات کا تذکرہ ملتا ہے ۔ ملتان ان دنوں ملک سند کے صدر مقامات میں شامل تھا ۔ اور پنجاب میں اس کی شمولیت بہت بعد کا حادثہ ہے [۱]۔ گنج شکر کے آخری ایام بھی نواح ملتان میں بسر ہوئے آپ نے ۶۶۴ ہجری میں وفات پائی ۔''

سیرالاولیا ۔ جمعات شاہی ۔ تذکرۃ الاصفیا ۔ جواہر فریدی وغیرہ کتب میں آپ کے چند الفاظ اور جملے منقول ہیں ۔ علامہ شیرانی نے اپنی کتاب ''پنجاب میں اردو'' میں اور ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے ''اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام'' میں آپ کے کئی شعر بھی نقلی کئے ہیں ۔ ہمارے پاس آپ کے ملفوظات کا ایک قلمی نسخہ ہے جو گل محمد شیروی متوفی ۱۲۷۸ ہجری کا مرتب کردہ ہے ۔ اس میں آپ کی زبان کے کچھ اور نمونے پیش کئے گئے ہیں ملاحظہ ہوں :۔

[۲]''نقل است کہ روزے زاغ بدن مبارک در چاہے کہ آویزان بود مے کندید ۔ شیخ منع نفرمود تا بچشمان منقار زدن آغاز نہاد ۔ شیخ فرمود :۔ ؎

کانواکرنگ ٹکیندیاں سب چن کھائیو ماس
ایہہ دو نین مت کھائیو ملن دی ہاسے آس''

(ترجمہ) نقل ہے کہ ایک دن کوا آپ کے بدن مبارک کو جبکہ آپ کنوین میں لٹکے ہوئے تھے چونچ مارنے لگا ۔ شیخ نے منع نہ فرمایا ۔ یہاں تک کہ کوا آنکھوں پر چونچ مارنے لگا شیخ نے فرمایا اے کوے تونے بدن کو کاٹتے ہوئے سب گوشت چن کر کھا لیا ہے ۔ یہ دو آنکھیں تو چھوڑ دے

۱۔ ماخوذ از رسالہ اردو انجمن ترقی اردو پاکستان اپریل ۱۹۵۱ء ص ۱۱ ۔ ۱۲ ص ۲۲۳

۲۔ گلزار فریدی ۔ گل محمد شیردی ۔ قلمی نسخہ غیر مطبوعہ ملکیہ راقم ۔ باب چہارم ص ۳۹ ۔

کیونکہ ابھی ہمیں دوست کے ملنے کی امید باقی ہے۔

"دیگر۔ دران زمان بعلت تاخت مغلان چنگیز خان شہر لاہور ویران و خراب بود در آنجا۔ کہ رفت۔ نیز از اژدہام مردمان خاطر مبارکش قرار نگرفت۔ چناچہ تا ہنوز در آنجا چہار دیواری پختہ غیر مسقف بر سرپوہ بمیان چندین درختان اراک از جنوباً مزار سخی داتا گنج بخش ہجویری لاہوری موجود است۔ غرضیکہ آنجناب آخر از لاہور از اژدہام خلائق روانہ گشتہ بااجووھن کہ سخت ترین روئے زمین بود آمدند۔ مردمان سکنائے آنجا مسک درشت خُو و مُنکرِ درویشان و کمال وغیر کمالے کسی نمے دانست پسندیدہ فرمود کہ این مقام لائق بودن من است کہ بخاطر فراخدلی عبادت خواہم کرد۔ چنانچہ فرمود ؎[1]

فریدا آتھاں ٹکیئے جتھاں وسن انھے
نہ کوسا کون جانے نہ کوسا کون منے

(ترجمہ) دوسری نقل۔ چنگیز خان کی لوٹ مار کے سبب اس زمانے میں شہر لاہور ویران و برباد ہو چکا تھا۔ جس جگہ آپ جاتے لوگوں کی بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے آپ کی طبیعت مبارک کو قرار نہ ملتا تھا۔ چنانچہ وہاں آج تک ایک چار دیواری پکی بغیر چھت کے پیلو کے درختوں کے درمیان موجود ہے جس کے جنوب میں سخی داتا گنج بخش ہجویری ثم لاہوری کا مزار ہے۔ غرضکہ آنجناب لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے تنگ آ کر لاہور سے روانہ ہو پڑے اور اجود ھن میں پہنچے جو کہ روئے زمین کے سخت ترین شہروں میں تھا۔ اس جگہ کے لوگ کنجوس

۱۔ گلزار فریدی کل محمد چشتی شیروی نسخہ۔ غیر مطبوعہ ملکیہ راقم باب دوم ص ۸۔

بد مزاج اور درویشوں کے منکر تھے - کسی کے کمال اور غیر کمال کو نہ جانتے تھے - آپ نے اس جگہ کو پسند فرمایا کہ یہ جگہ میری رہائش کے قابل ہے کہ یہاں فراغدلی سے عبادت کرونگا - چنانچہ فرمایا کہ اے فرید اسی جگہ رہئے جہاں اندھے رہتے ہوں تاکہ نہ کوئی ہمیں جان سکے اور نہ کوئی ہم کو مان سکے"۔

حضرت مخدوم بہاالحق و الدین ملتانی حضرت گنج شکر کے پاس گاجرین بطور تحفہ بھیجا کرتے تھے اور آنحضرت مخدوم صاحب کی خدمت میں موسم بہار کے بیر بھیجا کرتے تھے - یہ معمول طرفین کی طرف سے کئی سال تک جاری رہا - ایک سال مخدوم نے گاجرین نہ بھیجیں چنانچہ گنج شکر نے بھی بیر روانہ نہ کئے - موسم بہار گزرنے کے بعد مخدوم نے شکایت لکھ بھیجی جس کے جواب میں گنج شکر صاحب نے فرمایا اے برادرم بہاء الدین سہ [1]

ہتھڑیں وٹوں ہتھڑے پیراں وٹوں بیر
تساں نہ مُتّیاں گاجراں اساں نہ مُتّے بیر

(ترجمہ) ہاتھوں کے بدلے ہاتھ ہیں اور پیروں کے بدلے پیر - آپ نے گاجرین نہ بھیجیں اور ہم نے بیر نہ بھیجے - اس شعر میں وٹوں (کے عوض) اور متے (بھیجے) نیز اساں اور تساں خالص ملتانی الفاظ ہیں -

۱۰۲۵ ہجری میں ملتانی زبان : یہ تھا گویا ملتانی زبان کا ابتدائی دور یعنی ۶۰۰ھ سے ۸۰۰ھ تک - اس کے بعد ہمیں مطبوعہ رسائل اور کتب ملتی ہیں جو فقہی مسائل پر مشتمل

۱- گلزار فریدی - گل ہد چشتی شیروی - قلمی نسخہ غیر مطبوعہ ملکیہ راقم باب دوم ص ۸۷ -

ہیں۔ مولانا عبدی نے ۱۰۲۵ سے ۱۰۷۴ تک متعدد رسالے لکھے۔ جن کی تفصیل یہ ہے :-

تحفہ	۱۰۲۵ ہجری	
نص فرائض	۱۰۳۲ ہجری	
خلاصہ	۱۰۳۴ ہجری	
انواع العلوم	۱۰۴۴ ہجری	
معرفت الٰہی	۱۰۴۵ ہجری	
خبیر العاشقین کلاں	۱۰۵۴ ہجری	
سراجی	۱۰۵۸ ہجری	
خبیر العاشقین خورد	۱۰۶۵ ہجری	وغیرہ

یہ رسائل شیخ عبداللہ لاہوری کی تصنیف ہیں جنہیں ایک جلد میں ''در مطبع کوہ نور با اہتمام جناب کمالات اکتسات منشی ہر سکھ رائے صاحب'' شائع کیا گیا ہے ہم نے ان رسائل کا ایک قلمی نسخے سے بھی مقابلہ کیا ہے جو ''۱۱۹۴ ہجری سلخ شہر ربیع الاول بروز شنبہ'' کا لکھا ہوا ہے۔ یہ قلمی نسخہ پبلک لائبریری ملتان میں (ف ظ الف نمبر ۳) موجود ہے۔ شیخ عبداللہ لاہور کے رہنے والے ہیں۔ حافظ محمود شیرانی صاحب فرماتے ہیں کہ[1] ''مولانا عبداللہ کے حالات زندگی سے ہم ناواقف ہیں لیکن اس میں شک نہیں کہ انہوں نے علوم دین اور فقہ کی زبردست خدمت کی ہے''۔ ان کی زبان پنجابی ہے جیسا کہ ان کے رسائل کے خاتمہ پر مطبع والوں کی طرف سے لکھا ہوا ہے ''الحمد للہ[2] کہ این رسالہ فیض مقالہ

۱۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی۔ شائع کردہ مجلس انتظامیہ انجمن ترقی اردو لاہور مطبوعہ کریمی پریس لاہور ص ۵۴۔

۲۔ رسالہ تحفہ مطبوعہ کوہ نور پریس لاہور ص ۲۳

عجائب و غرائب روزگار تحفه پنجاب دیار بزبان پنجابی . . . . باختتام رسید،، مگر یه پنجابی ملتانی آمیز پنجابی هے اس لئے هم نے ان رسائل کو ملتانی کے لٹریچر میں جگه دی هے ۔ ان رسائل کی زبان میں ملتانی کے خاص الفاظ و تراکیب اس قدر فراوانی سے ملتے هیں که تعجب هوتا هے لسانی اعتبار سے پنجابی لہندا اور ملتانی کا فرق جب بھی تھا اور اب بھی هے مگر ان تمام بولیوں کو پنجابی هی سمجھا جاتا رها ۔ علامه شیرانی ان سب کو پنجابی کہتے هیں ۔ گو انہیں ملتانی کے علیحده وجود سے انکار نہیں ۔ عبدالحکیم کی یوسف زلیخا کے متعلق ارشاد هوتا هے که

"سب سے قدیم عبدالحکیم کی یوسف زلیخا هے جو ۱۲۱۸ ھ میں حلیه نظم پہنتی هے اور راقم سطور نے آئنده اوراق میں اس سے بہت امداد لی هے ۔ عبدالحکیم اوچه تحصیل احمد پور کے باشندے هیں جو بہاول پور کے علاقه میں واقع هے ۔ عبدالحکیم نے یه مثنوی اپنے علاقے کی زبان میں جو ملتانی کے نام سے مشہور هے لکھی هے اور نواب بہاول پور خان کے نام پر معنون کی هے ۔"

بہر حال مولانه عبدالله کے رسائل کی زبان پر ملتانی کے اثرات بہت گہرے هیں اور اس سے یه نتیجه نکالنا دور از قیاس نہیں که ملتانی زبان نے لاهور کی بولی کو بہت حد تک متاثر کیا ۔ اس کی مزید شہادتیں بھی ملتی هیں جو آئنده بیان کی جائیں گی ۔ اس وقت ان رسائل میں سے اقتباسات پیش کئے جاتے هیں تا که زبان کا نمونه سامنے آجائے :

۱۔ پنجاب میں اردو ص ۵۵ ۔

۱۰۳۳ ھجری کا نمونہ : نص فرائض

صفت لئیمی نا کسے دیوے نارج کھاوے نان
گھٹ گھٹ کرے اکٹھی دنیا گھن ویسی ارمان
ایہہ مقصود کرئیے اپنا دیوے ھور ولاہ
ایہہ غرق نہ ھوسی آب وچ اس ناں سڑیسی بھا
کوجھی رن نہ کیجئے کالی لمی کالی چھوٹی
عشق پرا جس اندھی کانڑی لسی لڑنی موٹی
کہہ عبداللہ راگ دا کلی امر بیان
خلقان حق چھپایا ایہی غلفت تھیا جہان
کو سو گند کرے کوڑ دی یا ماپئیو رنجیسی
ھور الا اندر شرک آنے کوڑ گواھی دیسی
آکھ فقیرا کوڑ دا لہسن کیا عذاب
ماس انہاندا گل گل پوسی اندر زمین خراب
جو رنج کرے ھمسایہ تائیں تنہان کیا سزا
دوھین ھتھ کپیسن آنہان دوھین کپیسن پا

۱۰۴۴ ھجری کا نمونہ : انواع العلوم

عالم دی مس بھاری ھوسی رت شھیدان نالون
پیش بے ادبی انہان نہ کیجئے انہان قرب اکاسون
دوزخ ڈونگھا ایڈا ایہی جے سنگ گھتین کیر
دہ سے ورھیان چلیا جاوے پہنچے ناھین زیر

خلاصہ :-

تھوم چھلے یا وسّل چھلے یا وچ آکھیں دُھون
رن ھنج آوے آزاد عذابوں جے رن کرسین تون

۱۰۴۴ ہجری کا نمونہ: حصار الایمان

کھوئی جیڈا ٹویا کھٹن حکم بعضے فرما
ٹویا کھٹ بھرینی پانی پاک ہووے کل ما
جے متفرق پانی کڈھن صالح دو فرما
تراسی بوکی نکھتا ہوسی پھر پانی پاکی آ
کھنگھ آباسی ٹھلنی کھکھہ پکھا را دور
ایہہ پارے کھن مباح ھک ھلک استجاب ظہور
نڈھا چوھا وڈا چچڑ جے وچ آب فنا
ھر دے بوکے دہ دہ کڈھے دلوچ شک نہ پا

——وغیرہ——

ان اشعار میں خط کشیدہ الفاظ غور طلب ہیں۔ گھن ویسی ارمان (ارمان لے جائے گا) خالص ملتانی ہے۔ گھن بلوچی کا گھرے اور فارسی کا گیر ہے۔ سی یہاں فعل مستقبل کے معنوں میں استعمال ہوا ہے پنجابی نہیں۔ دوسرے شعر میں ولا (واپس) اور بھا (آگ) ملتانی الفاظ ہیں۔ پنجابی میں ان کی بجائے مڑ اور اگ لاتے ہیں۔ تیسرے شعر میں کوجھی (بدصورت) ملتانی اور سندھی ہے نہ کہ پنجابی۔ چوتھے شعر میں تھیا بمعنی ہوا ملتانی فعل ماضی ہے۔ پانچویں میں کوڑ (جھوٹ) اور الا (آواز) پنجابی نہیں۔ چھٹے میں لہسن (لفظی معنی اتریں گے) ملتانی محاورہ ہے سزا لہن بمعنی سزا پانا۔ ضرب المثل ہے سس نہ کر برائیاں متاں لہنیں اپنیاں جائیاں (اے ساس برائیاں نہ کر مبادا تمہاری اپنی بیٹیوں کو ان کا انجام بھگتنا پڑے) ساتویں شعر میں کپن مصدر استعمال ہوا ہے جس کے لئے پنجابی کٹن استعمال کرتی ہے سس بمعنی ،وشنائی گھتن بمعنی ڈالنا۔ کیر ، کراون یا کیرن

(گرانا) مصدر سے ہے ۔ رن بمعنی عورت ۔ ٹویا (گڑھا) نکھتا ہوسی (نکلا ہوگا) آباسی بمعنی جاہی سب کے سب ملتانی ہیں۔ ان کتابوں میں لاتعداد الفاظ محاورات اور تراکیب ایسی استعمال ہوئی ہیں جو خالص ملتانی ہیں۔

ملتانی کے مغربی پنجاب کی زبان پر چھا جانے کا ثبوت:

اس سے دو نتیجے نکل سکتے ہیں ایک یہ کہ شاید مصنف ملتانی زبان یا لہندا کے علاقے کا رہنے والا ہے اور دوسرا یہ کہ ملتانی زبان کسی وقت سارے پنجاب پر نہیں تو کم از کم موجودہ مغربی پنجاب پر ضرور چھا گئی تھی ۔ ان میں سے پہلا نتیجہ خود بخود بے وقعت ہو جاتا ہے کیونکہ مولانا عبداللہ کے نام کے ساتھ ہر رسالے کے خاتمے پر لاہوری کا لفظ موجود ہے ۔ اور جب تک اس کے خلاف شہادت نہ ملے اسے قبول کرنا پڑے گا ۔ دوسرے نتیجے کو اس لئے بھی قبول کرنا پڑتا ہے کہ

(۱) ملتانی کے اثرات اب بھی پنجابی پر ہیں اگرچہ بہت کم ۔ بالخصوص فاعلی لاحقوں کا استعمال امرتسر کی ماجھ میں اب بھی ہوتا ہے۔ اور لاہور کی مذکورہ زبان میں اس کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے۔

(۲) مولانا عبداللہ کے ہمعصر شعرائے لاہور کی زبان بھی "ملتانی زدہ" ہے ۔ جیسا کہ آیندہ سطور میں واضح کیا جائے گا اور

(۳) گریرسن اور دوسرے ماہرین لسانیات کے ہاں اس کی تائید میں بیانات ملتے ہیں۔

فقہ ہندی : فقہ ہندی مولانا عبدی کی تصنیف ہے ۔ ان کے حالات معلوم نہیں لیکن یہ یقین ہے کہ یہ مذکورہ بالا

مولانا عبداللہ نہیں ہیں کیونکہ اِنہوں نے ہمیشہ عبدی ہی اپنے آپ کو لکھا ہے اور اُنہوں نے ہمیشہ عبداللہ ۔ مولانا عبدی کی زبان بھی مولانا عبداللہ کی زبان سے مختلف ہے ۔ یہ زبان اردو نما پنجابی ہے ۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اصل کلام ایسا ہی تھا یا بعد کی تصریفات نے اسے یہ رنگ عطا کیا ہے۔ ہمارے پاس ایک قلمی نسخہ ہے ۔ اس میں سے نمونہ کلام پیش کیا جاتا ہے ۔

ایمان آن دلیل سے جو تُوں اہل ایمان
جو تحقیق نہ پاوے تقلید غنیمت جان
بولتا ہے بن جیب سے بوجھے بن دل نال
جوان چاہا سو کیا کرے سو ہو فی الحال
بخشے چھٹاوے ملک کو قادر رب قتال
مارے جلاوے خلق کو اپنے عدل کے نال
جو کجھ آیا حق سے تیں فرض جہان
روشن دین محمدی قیامت تائیں مان
استنجا کے ہاتھ دھو مل کر خاک یا ریت
قبلہ کے رخ بیٹھ کے تین بار پانی بیٹ
منہیات وضو کے جملہ لے پہچان
پانی زیادہ بیٹنا اور سرفہ بھی جان
مسجد اندر ناں وڑے اور تس نجاوے پاس
قرآن نہ چھووے ناں پڑھے جنب کو یہی قیاس

آن (بمعنی لا) جیب (زبان) نال (ساتھ) تائیں (تک) بیٹ (گرا) وڑے (داخل ہو) ملتانی اثرات کا پتہ دیتے ہیں۔ یہ دوسری ہند آریائی زبانوں میں بھی ہیں اور ملتانی میں بھی لیکن چونکہ فقہ ہندی پنجاب میں تصنیف ہوئی ہے ۔ اس لئے ان الفاظ کا

پنجابی میں داخل ہونا ملتانی اثرات کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ دوسری ہند آریائی زبانوں کے اثرات کی وجہ سے نہیں۔ مولانا عبدی نے رسالے کو اردو زبان کا رنگ دینے کی کوشش کی ہے مگر وہ اردو کے پنجابی پن اور پنجابی کے ملتانی پن سے رہائی حاصل نہیں کر سکے۔ فقہ ہندی کا سال تصنیف ۱۰۷۴ھ ہے۔

علامہ شیرانی فرماتے ہیں کہ[1] ''عبدی پنجابی میں بھی ایک شاعر گزرا ہے جو رسالہ مہتدی کا مصنف ہے۔ اب رسالہ مہتدی اور فقہ ہندی کی زبان میں قرابت قریبہ موجود ہے۔ جس سے میرا خیال ہے کہ دونوں رسالوں کا مصنف ایک ہی شخص ہے .... دونوں رسالوں کا وزن بھی ایک اور جملوں کی ترکیب اور بندش بالکل پنجابی طرز میں ہے۔''

اخبار الاخرۃ ۱۱۰۴ ہجری کی تصنیف: لاہور کے ایک اور شاعر ہیں جو اپنے آپ کو درزی کہتے ہیں۔ انہوں نے اورنگ زیب کے عہد حکومت میں ۱۱۰۴ ہجری میں ایک کتاب موسومہ اخبار الاخرۃ لکھی۔ اس رسالے کی زبان بھی ملتانی سے متاثر ہے کتاب کے خاتمے پر لکھتا ہے ؎

پچھے حضرت مصطفےٰ[2] یاراں سے ورھیاں چار
چار مہینے ہوا بھی تدں تھیا تیار
بادشاھی اورنگ زیب دی چھتری سال تمام
اٹھ مہینے ہور بھی جان ایہ تھیا نظام
تم تاریخ چودھویں ربیع الثانی ماہ
فارغ ہویا لکھ کے پر تقصیر گناہ

۱- پنجاب میں اردو — حافظ محمود شیرانی — شائع کردہ انجمن ترقی اردو لاہور — مطبوعہ کریمی پریس لاہور ص ۲۳۸—۲۳۹۔

۲- اخبار الاخرت — مطبع مفید عام لاہور — سال طباعت ۱۳۲۸ ہجری۔

درزی عرف فقیر دا کسبے وچ حقیر
موضع چودھواں ہے جمن بھوم فقیر
گجراتے دا پرگنہ صوبہ بجہ لاھور
ایہ وطن میں عاریت اصلی وطن جو ھور
اصلی وطن وساریم سفر تھئیم دلبند
پنجاں دناں دے سفر نوں کیتا نفس پسند

یہ زبان خالص ملتانی نہیں۔ ملتانی کم اور لہندا زیادہ ہے۔ وساریم - تھیم - تدن - تھیا وغیرہ الفاظ ملتانی ہیں۔

۱۰۸۶ ہجری کی ملتانی کا نمونہ نجات المومنین:

اس کے بعد ہم نجات المومنین کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ جسے عبدالکریم متوطن جھنگ نے ۱۰۸۶ میں تصنیف کیا۔ جھنگ کی زبان ویسے بھی لہندا جمع ملتانی ہے مگر نجات المومنین کی زبان میں ملتانی کا رنگ زیادہ نمایاں ہے۔ ذیل کے اشعار قلمی نسخے سے لئے گئے ہیں:۔

سبھ ثنا خدائنوں جیندا کل جہان
بہت درود رسول نوں لتھا جین فرقان
وت درود اصحابان نوں چارے جان عیان
اول من ابوبکر دوجھا عمر تریجھا ہے عثمان
چوتھا جان شاہ علی اللہ دا پہلوان
رکھ چوانہاں دوستی حضرت دا فرمان
ایمان پچھے حشر ویہنہ ھوسی پچھ نماز
نال تواضع جو کرے لہسی عزت ناز
جیکو ھک نماز کون چھوڑے جان بجھا
رھسی دوزخ وچ او امّی حقبی تا

چار هزار دینهه دا هوسی هکّو ساه
ستر هزار ساعت دینهه ساهت ورهیوں تهیا
چهه لکهه ورهیں بندگی آندی اوس بجا
کیتس یک سجود ناں دوزخ هویس جا
هجرت هک هزار پئے اپر چهیاسی جان
ایه رساله فقه دا کیتا رب آسان
ناؤں نجات المومنین اس رسالے جان
پڑهه کریسی عمل کو هوسی وچ امان
ایه مسائل فقه دے پڑهه کے رکهو یاد
تا تهیئو دینهه حشر دے دوزخ کنوں آزاد
فرض مسائل دین دے هندوی کر تعلیم
کارن مردان امیاں جوڑے عبدالکریم

قدیم درسی رسائل: راقم الحروف کے پاس نجات المومنین کا جو قلمی نسخه هے اس کے ساتھ مختلف دوسرے رسائل بھی ایک هی جلد میں بندهے هوئے هیں۔ ان کی زبان بھی بہت پرانی معلوم هوتی هے۔ مصنف اور تاریخ تصنیف کا علم نہیں هو سکا۔ ان تمام رسالوں کا کاتب ایک هی شخص هے کیونکه طرز تحریر ایک هے اور رسم خط بھی عجیب هے۔ مثلاً پڑهه کو پهر لکها گیا هے ک اور گ میں تمیز نہیں کی گئی ٹ کو ت سے ظاهر کیا گیا هے۔

ملتانی کا رسم الخط: ڑ کو ر لکها گیا هے اور رسم خط عربی نسخ هے۔ جس میں اکثر ملتانی زبان کے رسالے مطبوع هوئے هیں۔

حفظ الایمان : رسالہ حفظ الایمان سے

تمامی صفتاں چنگیاں جو کامل جل جلال
اسم جمیل تے اجمل صفتاں محب حبیب کہاں
کل حامد جوں حمد کریندے ازلوں اند ہمیشاں
جوں خالق نوں مخلوقاں کیتا غنیاں کل درویشاں
اسماناں کل پہاڑاں نالوں میں وڈے گناہ کریندا
بزرگ بخش تحمل ربدا مول نہ پکڑ مریندا
عجب تکبر مان نکیچے کرکے نیک کہائی
کئی بلعم بعور پرسیا وانگے گئے ایمان کھڑائی
نسخہ حفظ ایمان دا کیتا رب تمام
برکت کلمے پاک دی دوزخ بھاہ حرام

اس جلد میں نجات المومنین اور حفظ الایمان کے علاوہ مندرجہ ذیل رسائل ہیں :—

درود ماہی ، تسبیح تراویح ، قعد ، ختم خواجگاں ، زکوٰۃ ایمان ، درود ارواحی ، سایہ اصلی ، شرک نامہ ، رشد المجالس ، پکی روٹی وغیرہ ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب درسی نصاب میں شامل تھی اور مسجدوں میں پڑھائی جاتی تھی ۔ سال کتابت معلوم نہیں ہو سکا لیکن مالک کتاب نے اپنا نام میاں محمد پناہ درویش لکھا ہے ۔ یہ کتاب ہمیں ڈیرہ غازی خاں کے پہاڑی علاقے سے دستیاب ہوئی تھی ۔ میاں محمد پناہ درویش صاحب کے حالات سے معلوم ہوا کہ آپ کا زمانہ آج سے دو سو سال پہلے سے کم نہیں ۔ انہی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک ریختہ بھی شامل کتاب

ہے۔ جو کتاب کی بوسیدگی کی وجہ سے اچھی طرح پڑھا نہیں جاتا۔ ذیل میں اس کی نقل درج کی جاتی ہے۔ زبان کے لحاظ سے دلچسپ ہے۔ ''کہ تا'' کو ''کتا'' اور ''دکھائیو'' کو ''دیکایو'' لکھا گیا ہے :-

ایک ریختہ کا نمونہ

بہجرت میکنم ہر دم پوکارا یا رسول اللہ
مجیدی وار دینا ہے ہمارا یا رسول اللہ
بسے مشتاقم اے اللہ حجاب ازروئے برداری
کتا دیکوں کدا دل سوں لقارا یا رسول اللہ
.... ہے نام تیرا جیو چاہے تدہ کون میرا
عرب اپنا دیکایو خاک پا را یا رسول اللہ
کسی کا کو کسی کا کو مراج بن نہ کوئی ہے
پوکاراں یا نبی دم دم پوکاراں با رسول اللہ
بروز حشر در محشر خدا معلوم چا پچھیں گے
وراں دم ہست ..... ہے ہمارا یا رسول اللہ

یہاں تک جو نمونے پیش کئے گئے ہیں ان کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ خالص ملتانی کے نمونے نہیں۔ لہذا اب ہم خالص ملتانی زبان کے نمونے پیش کرتے ہیں۔ یہ گویا ملتانی زبان کا تیسرا دور ہوگا۔

معراج نامہ : معراج نامہ ایک ایسا کتابچہ ہے جو نور نامے کے ساتھ تقریباً ہر گھر میں موجود رہتا ہے۔ معراج نامے ویسے تو بہت ہیں مگر حافظ محمد شاعر کا معراج نامہ خالص ملتانی زبان میں ہے۔ حافظ محمد کی زندگی کے حالات کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے مولانا عبداللہ کے

فقہی رسائل پر حواشی لکھے ہیں۔ اندازہ ہے کہ یہ ۱۱۰۰ ہجری کے ابتدائی ایام کے بزرگ ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو۔[1]

چڑھ براق ہسوار تہیسی ڈیہنہ حشر دے یا نبی
شفیع امت دا آپ تہیسی ہے فرمودہ رب صحیح
لولاک دا سر چھتر جھلسی پچھے ہوسن کل نبی
آمت دا سردار سرور جلسی امت کوں چھڑا
تـوں آگے فـریاد میڈی یـا محمد مـصطفے

حافظ محمد شاعر ہے مطلوب میڈا اے حبیب
میں طالب ہاں تیڈے دامن دا کر عنایت میں نصیب
صدقہ نبی کونین دا توں ہیں جو دعوت دا مجیب
صـدقہ عـلی حسنـین دا ظاہر عـنایت کرلقا
تـوں آگے فـریـاد مـیڈی محمد مصطفے

حاجی نور محمد سکنہ شیر گڑھ (بہاولپور) نے ۱۱۴۰ ہجری میں میت نامہ کے نام سے مسائل کفن و دفن منظوم کئے ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:۔

میت نامہ ۱۱۴۰ ہجری

جاں ڈٹھا میں ایہو حال[2] تاں میں کیتا اے کشال
حـاجی نـور محمد کـہندا شیر گڑھ سندھ والی وچ رہندا
وستیاں وچ ملا نے رہندے گھن خلقاں تہیں ٹھگیاں کماندے
نہ جانن حیلہ نہ اسقاط ناں جانن غسل کفن دی بات

۱۔ معراج نامہ زبان ملتانی ۱۲۹۴ - حسب فرمائش شیخ لعل محمد صاحب تاجر کتب ملتان در مطبع محمدی واقع لاہور طبع شد۔

۲۔ میت نامہ از نور محمد شیر گڑھی مطبوعہ دیپنگ راجپوت پرنٹنگ ورکس، لاہور و قلمی نسخہ ملکیہ اختر وحید ملتانی مرحوم۔

نورمحمد آکھ سنا ان سکھیاں ملانیاں کوں سکھا
جیندے کجھ نہ ہوئے پلے اوترے کفن کتھوں گھن چلے
چٹا دھوتا بہتر ہے سلادا پیلا مکروہ ہے
لفافہ ڈھلائی پوتھ سوا گٹھ مٹھ ڈوھیں طرف ودھا
اول پانی کوسہ تا بیری پتر وچ گھتا
سکے سوڑے ول نال ملیسن پرائے دل وچ سنگ کریسن
جدن میت پور رکھیوے سراندی بہہ تبار پڑھیوے
سن یاراں اہے چالیہ تدن اساں ایہہ گل سمھالی
چوداں ویہاں بیت بنائے مسلے ظاہر آکھ سنائے
برکت کلمے پار لنگھائیں وچ بہشتاں ہوون جائیں

ان متفرق ابیات میں ملتانی کے خالص الفاظ و تراکیب یہ ہیں:—

کشال (درد ۔ تکلیف ۔ محنت) گھن (لے) نہ جانن (وہ نہ جانیں) ملاناں (ملاں کی تصغیر) جیندے (جس کے) ساوا (سبز) پوتھ (تہ) گٹھ (بالشت) کوسہ (نیم گرم ۔ شیر گرم) پور (دفن) سراندی (سر کی طرف) چوداں ویہاں (۲۸۰) ملتانی زبان کے علاقے میں بیس کی اکائی سے گنتی کا رواج ہے۔ جارج گریرسن کہتے ہیں کہ[1] ''بیس کی اکائی سے شمار کرنا منڈا کی خصوصیت ہے مثلاً ''پتہ لگ ویسی جو کتی ویہاں سوتھیندے'' اور ضرب الامثال جیسے ''چیتا رلیا کراڑ دا چھ ویہاں سو'' وغیرہ سے بھی منڈا اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔

اس قسم کے فقہی رسائل اور مختلف شرعی مسائل کے کتابچے ملتانی زبان میں بے شمار ہیں مثلاً خلاصۃ الفقہ از مولوی

۱۔ لنگواسٹک سروے آف انڈیا ۔ گریرسن۔ گورنمنٹ آف انڈیا پریس کلکتہ ۱۹۱۹ء جلد ۱ حصہ اول ۔ ص ۱۳۲ ۔

شجاع الدین - روزہ نامہ ، توبہ نامہ ، مجموعہ رسائل فتح القلوب ، نافع الصلواۃ ، صدوسی مسئلہ ، زبدۃ الفقہ ، شرعی مسائل ذبیحہ نامہ - وغیرہ

ہماری زبان علامہ طالوت کی نظر میں : اس سے پہلے کہ ہم اصناف سخن کے دوسرے نمونے پیش کریں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں علامہ طالوت کے وہ الفاظ نقل کر دیں جو آپ نے دیوان فرید کے دیباچے میں ''ہماری زبان'' کے عنوان سے تحریر فرمائے ہیں -[1]

''ملتان ریاست بہاولپور ڈیرہ جات مظفر گڑھ میانوالی و جھنگ کے بیشتر باشندوں کی زبان ایک ہے جسے ملتانی زبان یا ملتانی بولی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے چونکہ اس علاقے کی آبادی کی اکثریت ان بزرگوں کی اولاد ہے جو عرب اور ایران سے آئے تھے اور یہاں آکر انھوں نے توطن اختیار کر لیا تھا - اس لئے عربی و فارسی زبانوں کو بھی اس علاقے سے خصوصی تعلق رہا اور اب بھی ہے - اور چونکہ اردو کو بھی برادران وطن نے دھتکار کر اپنے سے علیحدہ کر دیا اور اس کے بیشتر رجحانات بھی چونکہ عربی و فارسی یا اسلامی ہند کے وقت سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے اردو بھی اس علاقے میں کافی مروج اور اثر رکھتی ہے مگر اس کے باجود ہماری زبان ملتانی ہے ... یہ اٹل حقیقت ہے کہ وہ اپنی شیرینی گھلاوٹ لچک اور مؤثریت کی بنا پر کسی ایسی ملکی زبان سے کم نہیں جسے اتنے ہی علاقے سے تعلق ہو بلکہ صوبجاتی تقسیم کے لحاظ سے اگر اس کا مقابلہ صوبائی زبانوں سے کیا جائے تو بھی یہ ان

۱- دیوان فریدی مرتبہ، مترجمہ و مشرح محمد عزیزالرحمن عزیز عزیز المطابع الیکٹرک پریس بہاولپور - ۱۹۴۰ ایڈیشن - دیباچہ ۱۳-۱۴

سے بہتر ثابت ہوگی۔ وسط پنجاب کی زبان پنجابی پر تو اس کی فوقیت گویا مسلم ہے۔ ہماری زبان ہمارے عوام کی ضروریات کو نہایت بہتر طریقہ پر پورا کر دیتی ہے اور ہمیں ضرورت نہیں پڑتی کہ ہم عوام کی کسی ضرورت کو پنجابی سے پورا کریں۔ مگر پنجابی زبان وسط پنجاب کے عوام کی ضروریات کو پورا کرنے میں قاصر رہی ہے اور آج تک محرم کی محفلوں میں قصائد و مراثی بلکہ اکثر بیان بھی وہاں ملتانی زبان میں ہوتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملتانی زبان کا لٹریچر پنجابی سے بہت وسیع اور زیادہ جاذب قلوب ہے۔ ہماری زبان میں تغزل جس طرح منجھا ہوا شستہ و رفتہ اور پختہ و پرورده ہے اس کا جواب فارسی سے ادھر کسی زبان میں بھی نہیں۔ رباعی کا درجہ ہمارے ہاں اس قدر بلند ہے کہ شاید فارسی بھی اس کے مقابلے میں نہ آ سکے مثنوی میں بھی ہماری زبان کافی ترقی یافتہ ہے۔ اس کے علاوہ قصائد و مراثی کا تو اسے مخزن کہا جا سکتا ہے نئے اوزان نئے بحور نئے اصناف کلام کا بھی کافی مواد موجود ہے۔ بلکہ دوسروں کے ہاں جو چیزیں نئی ہیں ہمارے ہاں وہ مدتوں سے رائج ہیں۔ دوسروں نے جو باتیں تقلیدی طور پر اختیار کی ہیں ہمارے ہاں وہ ایجاد و اختراع کے طور پر رائج ہوئیں۔ سب سے بڑی بات جو ہمارے ہاں عام ہے اور دوسروں کے ہاں بمشکل اس کا پتہ ملتا ہے وہ بدیہہ گوئی اور ارتجال ہے ہمارے ہاں نظم و نثر مسجع کا درمیانہ درجہ موجود ہے جسے ہم وار کہتے ہیں اور یہ عموماً فی البدیہہ کہی جاتی ہے۔ طویل سے طویل وار ارتجالی طور پر ہی کہی جائے گی اور ارتجال بھی وہ جس میں دریا کی سی روانی اور آبشار کا سا تسلسل موجود ہوگا۔ ہمارے شعرا کی اس بدیہہ گوئی کا مقابلہ ہندوستان کی کوئی زبان بھی

نہیں کرسکتی۔ صرف قدیم عرب لٹریچر میں اس کے مقابلہ کی مثالیں مل سکتی ہیں اور یہ وہ شرف ہے جس میں آج ہم منفرد ہیں۔

اردو شاعری ابہام گوئی اور رعایت لفظی سے شروع ہوئی مگر ملتانی میں یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں۔ اس میں کلام کی خوبی روانی الفاظ کی بندش اور موسیقی پیدا کرنے کے لئے حروف کے تکرار میں سمجھی جاتی ہے جسے انگریزی میں Alliteration کہتے ہیں۔ ان تین خوبیوں کے لحاظ سے موجودہ ملتانی ادب کے سرمائے میں یہاں لطف علی کی سیفل پیش کی جا سکتی ہے۔ الفاظ کی بندش اور روانی ان کے کلام کا خاصہ ہے۔ مترنم حروف کا استعمال نہایت چابکدستی سے کیا گیا ہے اور تاثیر کا یہ عالم ہے کہ اس کے متعلق ملتانی زبان کے علاقے میں ایک مثل مشہور ہو گئی ہے کہ جو شخص لطف علی کی سیفل ایک ہی نشست میں شروع سے لے کر آخر تک پڑھ لے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے میاں لطف علی ریاست بہاولپور کے رہنے والے تھے۔ ان کے حالات زندگی ابھی تک پردے میں ہیں۔ آپ کا عمر بھر کا علمی کارنامہ یہی سیفل ہے اس کی تاریخ تصنیف ۱۰۹۵ ہجری ہے جیسا کہ آپ خود فرماتے ہیں:

سیف الملوک میاں لطف علی

روز خمیس ختم تھیا دفتر سن تاریخ لکھیوے
بارھویں سخت صدی توں جو ھک پنجک چا گھٹیوے
ماہ رجب دی ستویں تے بھکر گرہ گنیجے
تھیا فیصل اے سیفل نامہ یارو کھول اکھیجے

مطبوعہ نسخہ جات میں "بارھویں" کا لفظ ملتا ہے مگر صورت

خطی کے لحاظ سے چونکہ یارھویں اور بارھویں دونوں میں صرف ایک نقطے کا فرق ھے اس لئے قلمی نسخہ جات کی طرف رجوع کیا گیا۔ ھمیں دو قلمی نسخے مل سکے۔ ان دونوں میں یہ لفظ یارھویں ملا۔ البتہ ان میں گھٹیوے کی بجائے گنیوے تھا۔ جس سے سال تصنیف ۱۱۰۵ ھجری بنتا ھے۔

یہ کتاب چونکہ ملتانی زبان کی شاعری کا بہترین نمونہ تسلیم کیا جاتا رھا ھے۔ اس لئے اسے درسوں میں بھی داخل نصاب کر لیا گیا تھا۔ حضرت خواجہ فرید مٹھن کوٹی نے سیفل نامہ سبقاً سبقاً حفظ یاد کیا تھا اور اب بھی مغربی علاقوں میں سیفل کے حافظ مل جاتے ھیں۔

سیفل نامے میں جو بحر استعمال کی گئی ھے وہ اس قدر مقبول ھوئی کہ بعد کے تمام لکھنے والوں نے خواہ وہ پنجابی زبان کے شاعر تھے خواہ ملتانی کے اسی بحر کو اپنا لیا یہ بحر تیز رفتار رواں دواں اور زندگی سے بھر پور ھے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ھو :-[1]

آکھ ادا کر بندیا ھر دم صفت ثنا سبحانی
صدق سیتی کر صاف صدر کر یاد ذکر یزدانی
ھے ھر شے تے حاضر ناظر ھس ظاھر ھربانی
رکھے شاہ شہار اندر کل قطرہ ریگستانی
جن انسان دلوں واحد دا آکھن ذکر زبانی
جان صفت سبحانی جو کچھ بولن لات لسانی
کیا خاکی کیا آبی بادی کیا ناری نورانی
معلوم کہیں نہ کیتی کینویں کیفیت رحمانی

۱۔ سیف الملوک مصنفہ میاں لطف علی۔ شائع کردہ جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز چوک متی لاھور۔

عرش عظیم تے کرسی قدسی فلک ملک روحانی
ھن مشغول نہ آنن دل تے گاھے گرد گرانی
جے لوڑے شہ زوری /تروڑے بوڑے تاج شہانی
جے چاھے بے واھے کون چا تخت ڈیوے سلطانی
وچہ جگدے ھے جیون تھوڑا آپ جوڑیس جگ فانی
بھوگ و نجے ھر بندہ جو کجھ لکھیا قلم ربانی
قدرت دے قلزم وچ کل دا گم عقل انسانی
ھے فارغ ھر عیب کنوں لا ریب جہاں حقانی
لطف علی کون کھول ڈکھایس گوھر گنج معانی۔

حل لغات : بندیا - اے بندے، صدق سیتی - صدق کے ساتھ ، دلوں - دل سے، آکھن - وہ کہیں، چا دیوے- دے دے، چا کے مختلف استعمال ھیں- اور ھر موقع پر اس کے مختلف معنی ھیں- مثلاً کھاچا میں منت کے معنی ھیں ڈیوس چا میں اصرار ھے، تاکید اصرار منت سماجت اور دھمکی کے معنوں میں اس لفظ کو استعمال کیا جاتا ھے -آپ جوڑیس - اس نے خود بنایا ، بھوگ و نجے - بھگت جائے -

(ترجمہ) اے بندے خداوند تعالیٰ کی تعریف ادا کر اور صفتیں بیان کر اور سچائی سے اپنے سینے کو صاف کر اور خدا کا ذکر کر - وہ ھر چیز پر قادر ھے - حاضر و ناظر ھے اور اس کی قدرت ھر چیز سے ظاھر ھے وہ ایسا بادشاہ ھے کہ ریگستان کے کل ذروں کو بھی شمار میں رکھتا ھے جن اور انسان اپنے دل سے توحید کا اقرار کرکے اس واحد لا ثانی کا ذکر زبان سے کرتے ھیں - اجسام خاکی ، آبی ، بادی اور ناری یا نورانی میں سے کسی نے آج تک یہ معلوم نہ کیا کہ کیفیت رحمانی کسطرح ھے عرش عظیم ھو یا کرسی ھو قدسی ھوں یا ملائک یا روحانیات سب کے سب ذکر میں مشغول ھیں اور دل پر تھکاوٹ کی میل

نہیں لاتے۔ اگر وہ چاہے تو دم میں شہ زوری توڑدے اور شہنشاہیاں ڈبودے اور اگر چاہے تو یکس انسان کو بادشاہی عطا کر دے دنیا میں زندگی چار دن کی ہے اس نے خود اس دنیا کو فانی بنایا ہے۔ اور جو کچھ جس کی قسمت میں لکھا ہے وہ بھگت لیتا ہے۔ قدرت کا کارخانہ ایک قلزم ہے جس میں انسانی عقل گم ہے اور بے شک خدا تعالیٰ کا حسن عیب سے پاک ہے۔ لطف علی کو اس نے ہی گوہر معانی کے خزانے کھول کر دکھا دئے ہیں۔

اس مناجات کے بعد دنیا کی بے ثباتی پر ۱۰ شعر ہیں :-

ے ہکناں کون ہے شاہی بخش ہکناں شہر گدائی
ہکناں دی کرلاندیں گزرے ہکناں غرض لگائی

(ترجمہ) ایک وہ ہیں جنہیں اس نے شاہی عطا کی ہے اور ایک وہ ہیں جو شہروں میں گداگری کرتے پھرتے ہیں ایک وہ ہیں جن کی عمر فریاد کرتے کرتے بیت جاتی ہے اور ایک وہ ہیں جو غرضمندی میں عمر گزار دیتے ہیں۔

اس کے بعد مدح نبی اور مدح صحابہ میں ۵۲ شعر ہیں اور یہاں شاعر نے طبیعت کی خوب جولانی دکھائی ہے۔

ے لالاں لال تے نرگس نازاں نیلا ناز نگردا
سنبل دی ہر تار پریشان تھیا داودی زردا
دیکھن کان نکھتا آہوں ہر گل نیلوفردا
میں بردا دلبر دا دلبر ہے بردا پرور دا
نقش کیتس وچ دل میڈے دے ہر گز نہیں وسردا

اس کے بعد چوبیس شعر نواب بہاول خان والی بہاولپور کی

تعریف میں ہیں اور پھر آغاز داستان سیفلنامہ اس طرح سے ہوتا ہے۔

مرسل میر سلیمان جو ہا سر سلطان دھر دا
اوں مرسل تے ہا بے پایاں لطف کرم پرور دا

اس بادشاہ کو دنیا کی ہر نعمت میسر تھی مگر اولاد نہ تھی اور جس طرح پرانے زمانے میں قصے روایتی طور پر کہے جاتے تھے یہ قصہ بھی جن پریوں کی دنیا میں پہنچ جاتا ہے۔ زبان نہایت سلیس اور بامحاورہ ہے۔ تشبیہیں نہایت برمحل اور دلچسپ ہیں۔ کلام میں جوش اظہار جذبات اور تموج موقع اور محل کے مطابق پیدا کیا گیا اور نیچرل شاعری کا یہ ایک لازمہ ہے جو اس بے نظیر نظم میں بدرجہ اتم موجود ہے مثلاً :۔

دیدن سیفل تصویر را وے تاب شدن وے

تاب کنوں بیتاب تھیا شاہ ڈیکھ حسن دا شعلہ
خوبی دے طومار اتے ہا سونہڑاں تلک تلولہ
ڈٹھا شاہ چمن دے یاوت گل چورنگ چنبولہ
تھی گولا اس گل دا گل تھوں ہویا اولا گولا
ماریس جوڑا لال جگر وچ زہرے سخت سنگولا
کیتے برہ چپا ول تن تے درد آیا کرٹولا
چو طرفوں جڑیہاہ لگی تھیا جان جگر جل کولا
لطف علی گل پایا شوقوں شاہ پری دا چولا

(ترجمہ) شاہزاد شعلہ حسن کی جھلک دیکھ کر گرمی عشق کی وجہ سے بیتاب ہو گیا۔ مجسمہ حسن پر ایک خال اور ایک تل بہت بھلا لگتا تھا۔ شاہزادے نے یہ حسن کیا دیکھا گویا چمن زار میں اس کی نگاہ دلکش اور حسین چورنگ گلاب

پر پڑ گئی اور شاھزادہ اس گل کا غلام ھو کر گل پر سے صدقے قربان ھونے لگا ۔ اس کے جگر میں خونی نیزہ لگا اور اس نے گویا اس کے کلیجے میں بھالا (سنگولا) گھونپ دیا ۔ عشق نے جسم میں ایک میٹھی میٹھی گدگدی سی پیدا کر دی اور درد امنڈ کر آ گئے ۔ شہزادے کے ھر چہار اطراف آگ بھڑکنے لگی اور اس کی جان اور اس کا جگر اس آگ میں جل کر کوئلہ ھو چکے تھے ۔ اے لطف علی شاہ نے عشق میں ڈوب کر گویا پری کا روپ دھار لیا تھا"

جانی باجھ جمیعت اوکھی جیون کُوڑ دلاسا
پاسا مار پری دا ڈیوے پاس پلنگیں پاسا
رتی رت نہ رھیس رخ تے ماس نہ تن تے ماسا
زری اتے زر بفت نہ بھانوس اطلس ململ خاصا
سمن بھن آرام ونجایس چین خوشی گل ھاسا
وسری مصری مصری کوں جاں چکھئیں پرم پتاسا
لطف علی شاہ کان پری دے رھے ھمیش پیاسا

(ترجمہ) دلبر کے بغیر تسکین محال ھے ۔ اور جینا محض جھوٹ اور دلاسا ھے ۔ شہزادے کو پلنگ پر کسی کروٹ چین نصیب نہ ھوتا تھا اور وہ پری کے خیال میں بے چین رھتا تھا اس کے چہرے پر خون کی ایک رتی بھی نہ رھی ۔ نہ اس کے بدن پر گوشت کا ایک ماشہ رھا ۔ زری، زربفت، اطلس، ململ اور خاصہ ان میں سے کوئی کپڑا بھی اسے نہ بھاتا تھا ۔ اس کا سونا ، بیٹھنا اور آرام کرنا سب ختم ھو گیا اور بات کرنا ھنسی مذاق یا چین خوشی سب خواب کی باتیں بن گئیں ۔ اس مصر کے شہزادے کو مصری بھول گئی جب اس نے پریم کا بتاشا

چکھ لیا۔ اے لطف علی شہزادہ پری کے عشق کی پیاس میں تڑپتا رہ گیا۔

ڈھاندا پوندا لوھندا سھندا سیفل سول ھزاراں
چھندا دوست نہ لھندا دل توں کھندا سو گفتاراں
آئے پیش ملوک بدن دے پربت پندھ پہاڑاں
کالے روہ ڈکھالی ڈیون مثل سیہ انگاراں
نازک پیر تھیونس چھالے ظلم کیتا خس خاراں
لطف علی وچ بردے کھادیاں شاہ سیفل سے تاراں
گھت گھت گھیرے سول وھیرے درد گھنیرے وکھرے
چھالے ٹرن نہ ڈیندے ظالم پڈدے قاتل ککرے
دلبر دے دیدار بناں دلدادہ پلک نہ جترے
دل بریاں تے چشماں گریاں جریاں خونی قطرے
نیناں نیر ندی ساون دی جاں جاں پلک آپترے
ناں جند جان جثے توں جاندی ناں کوئی رھبر ٹکرے
جاتس باد صبا دے باجھوں بیا کوئی یار نہ پکرے
لطف علی سے سول سہے پر سہم برھوں وے بخرے

(ترجمہ) گرتا پڑتا اور دم لیتا ہوا شاہ سیفل ہزاروں دکھ درد جھیلتا ہوا چلا جاتا تھا۔ مطلوب کا نقش دل سے نہ مٹ سکتا تھا اور سو سو خیال اس کے ذھن میں ابھرتے تھے۔ نازک بدن کو سخت پربت اور پہاڑوں کے کٹھن سفر درپیش تھے۔ کالے کالے پہاڑ سیاہ انگارے دکھائی دیتے تھے اس کے نازک پیروں پر چھالے پڑ گئے کیونکہ خس و خار نے سخت ظلم ڈھائے تھے۔ اے لطف علی شاھزادے نے بیابانوں میں سینکڑوں ٹھوکریں کھائیں۔

کانٹوں کے دریا گھمر گھیر میں تھے اور رنج و الم اس پر الگ۔ پیروں کے ظالم چھالے چلنے نہ دیتے اور قاتل سنگریزے چبھتے تھے۔ دلبر کے دیدار کے بغیر عاشق ایک پل بھی سہارا نہیں کر سکتا۔ دل کباب تھا۔ آنسو جاری تھے اور خون کے قطرے ٹپ ٹپ گر رہے۔ آنکھیں کیا تھیں آنسوؤں کے سبب ساون کی ندی بن گئی تھیں۔ ایک ایک پلک کے جھپکنے میں ایک ایک ندی جاری تھی نہ جسم سے جان نکلتی تھی اور نہ کوئی رہبر ملتا تھا۔ کہ مطلوب کے ملک کا راستہ ہی بتا دیتا۔ اس نے جانا کہ اب باد صبا کے بغیر اور کوئی دوست کام نہیں آئے گا۔ اے لطف علی عشق کے حصے میں ہزاروں کانٹے آئے ہیں۔

لطف علی کے بعد عبدالحکیم بہاولپوری کا کلام پیش کیا جاتا ہے۔ علامہ حافظ محمود شیرانی نے آپ کی یوسف زلیخا سے بہت مدد لی ہے۔ یہ کتاب ۱۲۱۸ ہجری کی تصنیف شدہ ہے[۱] جیسا کہ ذیل کے اشعار میں شاعر نے اپنے حالات بیان کرتے ہوئے کہا ہے۔

چلو عبدالحکیاں تا چلائیں — اتے تصنیف قصے دی کرائیں
آیا ہک روز در دل فکر میکوں — جو جملہ بھل گیا سب ذکر میکوں
جو کائی چیز ہن تصنیف کیجے — جو کوئی قصہ عشقے دا بنیجے
جو تساں تھیں رہے کوئی نشانی — جہان دنیا دے وچ اے یار جانی
جدوں دل نے فکر دا جام پیتا — یوسف دے عشق دا انجام کیتا
زمانے شاہ عالی شان والے — شجاع الملک ذوالاحسان والے
بلند اقبال عالی جاہ شاہ ہے — سکندر وانگ عالم دی پناہ ہے
وچ احمد پور بہاول خان والے — بہاول خان دے احسان والے

۱۔ زلیخا ہندی از عبدالحکیم بہاولپوری۔ مطبع مصطفائی لاہور۔ و نیز قلمی نسخہ جات مملوکہ پبلک لائبریری، ملتان۔

اساں اے قصہ عشقے دا بنایا جو وچ درگاہ ربدی خوشتر آیا
جو ہوسی دوستے خوشحال ہوسی تے حاسد غم کنوں پامال ہوسی
سن آہے سال سے باراں اٹھاراں دھاڑے بھی زیادہ ہور یاراں
مینوں بخشا خدا دے فیض حصہ میں کیتا عشق دا تصنیف قصہ
آچاں ول اصل دا میرا ٹکانہ وچ احمدپور دے ہے مشہور تھانہ

اس تمہید اور حمد و نعت کے بعد نواب بہاول خاں کی تعریف کی گئی ہے۔ اور پھر قصہ کا آغاز ہوتا ہے۔ مطبوعہ نسخہ جات کی زبان خالص ملتانی نہیں ممکن ہے کاتبوں نے یا مالکان مطابع نے تحریف کی ہو۔ مطبع مصطفائی لاہور کے طبع شدہ نسخے پر ''بزبان پنجابی'' بھی لکھا ہوا ہے۔ قلمی نسخہ جات بھی جو دستیاب ہوئے ہیں قابل اعتماد نہیں کیونکہ ان کا سال کتابت معلوم نہیں ہوسکا۔ تاہم ان سے اتنا ثابت ہوجاتا ہے کہ شاعر نے اصل قصہ خالص ملتانی زبان میں جو اس کی مادری زبان تھی لکھا تھا۔ بعد میں مطابع والوں نے زبان کو اپنی ضروریات کے مطابق بدلنے کی کوشش کی ہے مگر وہ صرف حروف اور چند ایک معمولی اسما کے بدلنے میں کامیاب ہوسکے ہیں ٹھیٹھ ملتانی کے الفاظ کو بدل نہیں سکے۔ نمونہ ملاحظہ ہو:—

(۱)

بھلا زلفاں ایانے نانگ کالے جنہاں دے ڈنگیاں جیون محالے
دھن پر نور اسدا میم تھیں تنگ ذقن چوں سیم بلک ازسیم خوشرنگ
لباں نے عاشقاں دا خون پیتا تے نیناں نے کوئی مفتون کیتا
خبر نہیں جو زمانہ کیا کریسی مریسی یا بڑیسی یا تریسی
نہیں معلوم گجھڑا حال میکوں میں کینویں کھول آکھاں گالھ تیکوں

(۲)

چلن ہر چیز دا موقوف ہویا بلائیں پیر در دامن سنگویا
وجے اس باغ دنیا پر نظارہ نہ ہاکو جاگدا الا ستارہ

(۳)

لباں دوھاں جو کیتا نور چمکار شفق سرخوں جیوں بدی دالسکار
رخ اسدا گوئیا ھک باغ آھا تلولا وچ اوسیدے زاغ آھا
تلولے جو لگائی سانگ اوسنوں ھوئی قربان ھرمل وانگ استھوں

(۴)

لگائیاں عشق نے تیڈے چاٹاں ھجر دی بھاہ توں سینہ براٹاں
آیا وچ خواب دے او یار جانی جیں لائی ھے پرو کی رات کانی

(۵)

بازو بند نے دل بند کیتا دعا دعوت کنوں دل بند کیتا
دیکھو چوڑا تے کنگن نے بھٹے تے پہنچی پہنچ کے لھیندی اولٹے
میں کی آکھاں سخن مندری داتھیوہ کراوے دل محباں دے نوں شیوہ

(۶)

بھلا جادو گرا جادو کنوئی زلف دی تار وچ قابو کنوئی
بھلا زوراورا زورا کنوئی غریباں نے نمانیاں کوں لٹیوئی
بھلا اے دھاڑئیا دھاڑا کنوئی ھکے عشوے کنوں دل موہ گھدوائی
میں ھاں اے دلبرا اللہ راسی غریباں دے قتل توں ھتھ کے آسی
بھلا افسوں گرا افسوں کنوئی عقل دے راہ تھوں باھر سٹیوئی
تساڈے غم اساڈی جان گالی تھئے کنڈے میڈے بستر نہالی
جڈاں دا خواب وچ مکھڑا ڈکھائیو ڈتو ڈکھڑا سبھو سکھڑا ونجایو

(۷)

میں ھاں اے دلبرا گولی تساڈی ازل دے روز دی باندی تساڈی
میں ھاں اے دلبرا مٹھی تساڈی ازل دے روز دی کٹھی تساڈی
میں ھاں اے دلبرا کملی تساڈی ازل دے روز دی رملی تساڈی

(۸)

کیتی یعقوب نے فریاد بیوس جو ھے ھے دلبرا چلدا نہیں وس
آکھے رو رو کے اے فرزند میڈا جدا کیوں ھو گئیوں دلبندا مینڈا
وچھوڑے جوڑلائی سانگ میکوں رھے ھر دم تساڈی تانگ مینکوں

(ترجمہ) (۱) اس کی زلفیں نادان کالے سانپ ھیں جو اگر کاٹ لیں تو زندگی ناممکن ھے ۔ اس کا پر نور دھن میم سے بھی

تنگ ہے اور ذقن چاندی ایسا بلکہ چاندی سے بھی زیادہ خوشرنگ ہے ۔ ہونٹوں کی سرخی بتاتی ہے کہ انہوں نے کسی عاشق کا خون پی لیا ہے ۔ آنکھوں نے بھی کسی کو دیوانہ بنا رکھا ہے میں نہیں جانتا زمانہ میرے ساتھ کیا سلوک روا رکھے گا ۔ مجھے مار دے گا ۔ ڈبو دے گا یا تیرا دے گا مجھے چھپا ہوا بھید کچھ بھی معلوم نہیں ہے میں کس طرح تمہیں بات کھول کر کہوں ۔

(۲) ہر چیز کا چلنا موقوف ہو گیا اور بلاؤں نے اپنے پاؤں دامن میں چھپا لئے ۔ اس با نظارہ باغ دنیا میں سوائے ستاروں کے اور کوئی جاگ نہ رہا تھا ۔

(۳) دونوں لبوں نے جب نور کی چمک دکھائی تو ایسا معلوم ہوا جیسے سرخ شفق میں سے بادل چمک رہے ہوں ۔ اس کا چہرہ گویا ایک باغ اور اس کے چہرے کا خال اس باغ کا کوا تھا ۔ اس خال نے اسے نیزہ مارا اور وہ اس پر اس طرح قربان ہونے لگی جسطرح دانۂ سپند تڑپتا ہے ۔

(۴) تمہارے عشق نے تھپڑ لگائے اور ہجر کی آگ نے سینے کو بھٹی بنا دیا ۔ رات کو خواب میں اس یار جانی نے دیدار دکھایا ہے جس نے گذشتہ سال اسی رات کو دل پر تیر چلایا تھا ۔

(۵) اس کے بازو بند نے اپنا فریفتہ بنا لیا اور اب میرا دل دعا دعوات وغیرہ کی طرف سے بند ہے ذرا اس کے زیورات چوڑا کنگن اور بہٹے دیکھو ۔ یہ جو پہنچی ہے ۔ یہ دل تک پہنچ کر الٹ دیتی ہے میں کیا سخن کہوں ؟ انگوٹھی کا نگینہ عاشقوں کے دل کو وارفتہ بنا دیتا ہے ۔

(۶) بھلا اے جادوگر تو نے جادو کیا اور مجھے زلف کے تاروں میں گرفتار کر لیا ۔ اے زور آور تو نے خوب زور آوری کی

اور غریبوں اور کمزوروں کو لوٹ لیا ۔ اے لٹیرے رھزن ۔ تو نے ایک ھی عشوے سے میرا دل موہ لیا ۔ اے دلبر میں تو اللہ راسی ھوں ۔ مجھ غریب کے قتل کرنے سے تیرے ھاتھ کیا آئے گا ۔ اے افسون گر تو نے کیسا جادو کیا کہ عقل و خرد کے راستے سے مجھے ایک طرف پھینک دیا ۔ تمھارے عشق کے غم نے میری جان تباہ کر دی ھے ۔ اب میرے بستر کی تو شکنیں بھی میرے لئے کانٹوں کی سیج بن گئی ھیں جب سے تو نے خواب میں اپنا چہرہ دکھایا ھے ۔ میرا سکھ چین جاتا رھا ھے ۔ اور دکھوں نے گھیر لیا ھے ۔

(۷) اے دلبر میں ازل کے دن سے تیری غلام اور نوکر ھوں ۔ میں تیری برباد کردہ اور تیری مقتول ھوں ۔ میں تیری دیوانی اور تیری مجنوں ھوں ۔

(۸) یعقوب نے بے بس ھو کر فریاد کی ۔ کہ اے دلبر ھائے افسوس میرا کچھ بس نہیں چلتا وہ رو رو کر کہتے تھے کہ اے میرے فرزند ۔ اے میرے دلبند ۔ تو مجھ سے کیوں بچھڑ گیا ۔ اس جدائی نے تاک کر نیزہ گھونپ دیا ھے ۔ ھر وقت مجھے تمھارا انتظار رھے ۔

قصہ یوسف زلیخا از عبدالحکیم بہاولپوری

عبدالحکیم کے کلام میں وہ خوبیاں نہیں جو ملتانی زبان کے دوسرے بلند پایہ شعرا مثلاً لطف علی یا خواجہ فرید وغیرھم کے کلام میں ھیں ۔ عبدالحکیم کے جذبات خالص نہیں ۔ ان کے شعر تصنع اور تکلف ظاھر کرتے ھیں ۔ شعری خوبیاں بھی بہت کم ھیں ۔ تشبیہات معمولی اور فرسودہ ھیں ۔ زبان عامیانہ ھے ۔ خیالات پست ھیں اور کلام شیرینی سے خالی ھے ۔

لیلے مجنوں گل محمد شیروی : ڈیرہ غازی خان کے جنوب۔ مشرق کی طرف ایک مقام موسومہ شیرو ہے (ہے نہیں بلکہ تھا کیونکہ اس وقت یہ دریا برد ہو چکا ہے) یہاں ایک شخص گل محمد چشتی نامی ہو گزرا ہے جو نہ صرف عربی فارسی کا ماہر تھا بلکہ متعدد علمی کتابوں مثلاً گلزار فریدی حدیقۃالاسرار وغیرہ کا مصنف بھی تھا۔ انہوں نے لیلا مجنوں کے قصے کو نظم کیا ہے اور خوب کیا ہے۔ یہ عبدالحکیم سے تقریباً نصف صدی بعد کے ہیں۔ انہوں نے اپنی نظم میں وہی بحر استعمال کی ہے جو عبدالحکیم نے کی تھی لیکن ان کی زبان عبدالحکیم کی زبان کی نسبت زیادہ عالمانہ ہے۔ اور زیادہ دلکش بھی ہے نمونہ کلام ملاحظہ ہو :

(۱)

خداوندا خداوندا خداوند نہ کر دل بند این بندے کنون بند
خداوندا ہکے مہجور کیتو ڈوجھا دل دابراندے دور کیتو
خداوندا مینوں گردان کیتو طلب دلدار وچ حیران کیتو
خداوندا گیم جنڈری نجر دی نہ ملدم یار ناں عمرہ نبڑدی
خداوندا خداوندا خدایا تو فرما عرض میڈی کون سجایا
خداوندا نہ ملدا دوست دلدا نہ بھیڑا روح کنوں تن دے نکلدا
خداوندا بجا آمید دل دی نہیں باقی رہی توفیق ڈھل دی
خداوندا کہیں تقدیر پھا تم عمر گذری اتے مقصد نہ پا تم
خداوندا طفیلوں مرسلاں دے نہ ڈے ویقے وچھوڑے دلبراں دے
سکیاں ندیاں خدایا ول وہم ھا اتے اے جھوک اجڑی دل وسم ھا
اہیں مغموم کون مخدوم فرما اہیں محروم کون مرحوم فرما
بجا مقصود کلی گل محمد بحرمت سرور داریں احمد

(۲)

جیڑھی جا عشق دا غوغا بپا ہل سبھا تدبیر تقریر آتھ گئی بھل
بسا دیوانہ را فرزانہ کردہ بسا فرزانہ را دیوانہ کردہ
بسا غافل ازو واصل الٰہی بسا واصل ازو داخل مناہی

(۳)

جو رکھدا ھا اوھو ھک دختر خوب — اندر برج اسد ھا اختر خوب
قدش سروے زبستانہا — الٰہی — او ھا بر تر زانسانہا — الٰہی
شمع ثانی ھئی رخ روشن اوس دا — مثل پروانہ بر عاشق ھا کسدا

(۴)

بہا دیدار دا جند جان کیتس — زدل جان جان و دل قربان کیتس

(۵)

نہ ڈتو بار سہندا جوڑ سر تین — وچھوڑے دے ڈتو پنڈتروڑ سرے
جیڑھی قسمت ھئی پلے پیو سے — جو وس بیوس رضا رب سر چتو سے
کڈان راتیں ھجر دیاں توڑ نیہاں — کہ یا ساری عمر اینویں نبھیساں
خدا میڈی ایہا قسمت بنائی — میڈے متھے دھرون لکھیس جدائی
تساڈے عشق لائی جوڑ کائی — رھی گردان حیران دل نمائی

(۶)

کوئی وانگے میڈے مہجور ناھیں — کوئی وانگے میڈے رنجور ناھیں
کہیں دل وچ تفکر کار دا ھے — میڈے دل وچ تصور یار دا ھے
جیڑھے دل وچ ہرم رس آن رلدا — جڈاں جی تن کنوں نکلے نکلدا
جیڑھے دل وچ جو حضرت عشق وڑدا — شکر تے شیر وانگوں کتھ نکلدا
جیڑھی جا عشق آ مرکب دڑائے — خدا جانے بچائے یا رلائے
وچھوڑا موت ثانی عاشقاں کوں — نکھیڑا جان کندن واصلاں کوں

آکھے مجنوں جو ھے لیلیٰ ملم ھا
کڈا نہہ اے جھوک آجڑی دل وسم ھا

(۷)

نہیں کسدا کوئی وی درد مندے — نمانے دے جو ڈکھ سکھ آن ونڈے
نہیں کوئی میڈے دکھ درد ونڈے
میڈے دل دے کڈھے جو کوئی کنڈے
نہیں کوئی میڈے ڈکھ نے سنائے — کوئی جو خیر دیاں خبراں سنائے

(۸)

جنہاں کوں عشق دا جادو لگا ھے — تنہاں دے حال دا واقف خدا ھے
جنہاں کوں عشق پاتا گل کمندے — اوھو وچ بند دائم درد مندے
جنہاں کوں عشق والا تیر چھٹا — مویا چڑھ چڑھ اے اوول نہ چھٹا

جنہاں کوں عشق لائی سانگ جاھی تنہا ندی عشق جڑ جگ تانگھلاھی۔
جنہاں دی عشق جڑ جگ پاڑ پئی بنا سجناں بد ھیسی کون پئی
گھمر گھیر عشق دے او غرق ھویا
بدن تن گم ز پاتا فرق ھویا

(۹)

خداوندا تیڈی درگہ بلندے وچھوڑا کیا سبب تیکوں پسندے
خداوندا تیڈے ھن بار ڈاڈھے بگانہ اج سخن دے گھر ور ادھے
خداوندا جگر دے تیر ماریں خداوندا توں آجڑیں کون اجاڑیں

(۱۰)

کڈانہہ میڈو وی آسیں یار ول کے ونڈیں ھا آ کڈ انہہ احوال ول کے
توڑے میکوں نہیں آندا نظر وچ مگر ھے تانگ تیڈی نت اندر وچ
کراں پرواز تیڈو یار آنواں نہ پووے ھک گھڑی سر آتھ پچاواں
ڈکھاں دا حرف تمسک تے لکھیا ھم ازل دے روز دا ایہہ ساہ چکھیا ھم
ھائی بھیڑا میڈا ازلوں ستارہ گولیندیں مر گئیم دلبر متا رہ
تمامی سنیگیاں خوش حال ھسدیاں سبھے وچ عیش دے ڈینہہ رات وسدیاں
نہیں دارو سوا بیچارگی دے نہیں منتر سوا آوارگی دے
صبر کرنا مناسب ھر طرح ھے جڈوں "اَلصَّبر مِفتاحُ الفَرَح" ھے
خداوندا میڈے غم ٹال ٹالیں
ھجر دے وچ عمر میڈی نہ گالیں

(۱۱)

خداوندا بحرمت ذات پاکے نکر میکوں وچھوڑے وچ ھلا کے
خداوندا بحرمت ذات قدسی کڈ انہہ آمیدا ہیں عاجزی دی پجسی
خداوندا بحرمت ذات حضرت ملا ماھی نہ نینواں نال حسرت
خداوندا بحرمت شاہ شکر گنج میڈے ھن دور فرما کل غم و رنج
خداوندا بحرمت ذات پاکاں ملا میکوں سجن سک لاہ ڈیکھاں
خداوندا بحرمت شاہ سلیماں ملا مطلب نہ نینواں نال ارماں
خداوندا بحرمت چشتیہا ناں ھوون مقصود حاصل دائماناں
خدا نے گل محمد آسرا کر
ھو سن مطلب تیڈے کلی سراسر

(۱۲)

شکر رب دا ہویا قصہ تمامی مصنف گل محمد اس کلامی
اِہو ہے گل محمد ذات چشتی بحرمت خوا یگان ہووے بہشتی
بدریائے اٹک ہویس مقامے ہویا شیرو شہر مشہور نامے
شمالاً دیرہ غازی خان والا مسافت کوہ سولہ کر سنبھالا
اتے وچ راج انگریزی زمانہ تھیا تصنیف اے قصہ یگانہ
صدی ہٹی تیرھویں دا سن چھتر تھیا اتمام اے نسخہ منور
خدایا مشکلا تم سہل فرما
گذر ہر جا ہووم خود فضل فرما

(ترجمہ) (۱) خداوند ! اے خداوند !! اے میرے دلبند!!! اپنے بندے کے حق میں اپنا دل بند نہ کر۔ اے خداوند ایک تو تو نے مجھے مہجور بنا رکھا ہے دوسرا میرے دلبر کے دل کو مجھ سے دور کر دیا ہے۔ اے خدا وند تو نے مجھے سرگردن بنا دیا ہے اور دیدار کی طلب میں مجھے حیران بنا دیا ہے۔ اے خداوند میرا جینا مجھ پر وبال ہو رہا ہے کیونکہ نہ تو مجھے اپنا یار ملتا ہے اور نہ یہ زندگی ختم ہونے میں آتی ہے۔ خداوندا تو میری عرض کو سود مند بنا دے۔ اے خدا دل کا دوست نہیں ملتا ہے۔ نہ ہی جسم سے بد بخت روح پرواز کرتی ہے۔ اے خداوند دل کی امیدیں پوری کر۔ اب تعویق کی برداشت نہیں رہی۔ اے خداوند میں کس قصور میں گرفتار ہوں کہ میری عمر گزر گئی ہے۔ مگر مجھے اپنا مقصد حاصل نہیں ہوا۔ اے خدا! پیغمبروں کے طفیل دلبر کی جدائی کا سخت واقعہ کسی کے پیش نہ آئے۔ اے خدا وند۔ ایک دفعہ کاش میرے دل کی سوکھی ندیاں پھر بہنے لگیں اور میرے دل کی اجڑی ہوئی آبادی ایک دفعہ پھر آباد ہو جائے مجھ غمزدہ کو سرخرو کو اور مجھ محروم پر رحم کر۔ گل محمد کے دل کا یہ مقصد بحرمت رسول پاک سرور دارین پورا کر۔

(۲) جس جگہ عشق کا چرچا ہو گیا وہاں تدبیر۔ اور تقریر سب بھول گئے۔ یہ عشق ایسی بد بلا ہے کہ دیوانوں کو فرزانہ اور فرزانوں کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔ اس سے بہت سے غافل و اصل بالحق ہو جاتے ہیں اور بہت سے عارف باللہ لغزش کھا کر مناجات کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔

(۳) وہ ایک خوبصوت دختر رکھتا تھا۔ یہ دختر کیا تھی گویا برج اسد کا تابندہ ستارا تھی۔ اس کا قد کئی چمن زاروں کا منتخب سرو سہی تھا۔ وہ انسانوں سے ہر لحاظ سے برتر تھی کیونکہ اس کا رخ روشن ایک شمع تھا جس پر ہر عاشق پروانے کی طرح قربان ہوتا تھا۔

(۴) اس نے دیدار کی قیمت جاں اور زندگی مقرر کردی اور جان اور دل دونوں کو دل و جان سے قربان کر دیا۔

(۵) اے خدا تو نے میرے سر پر ایسا بوجھ تو رکھا ہوتا جو میں سہہ سکتا۔ تو نے میرے سر پر جدائی کا پہاڑ توڑ دیا۔ جو میری قسمت میں لکھا تھا وہی میرے پلے پڑا۔ اور چار و ناچار رب کی رضا کو تسلیم کرنا پڑا۔ یہ ہجر کی راتیں کب بسر ہوں گی۔ ہونگی بھی سہی یا یونہی ساری عمر گذر جائے گی خدا نے میری قسمت یہی بنائی ہے اور میری تقدیر میں ازل سے ہی جدائی لکھ دی ہے آپ کے عشق نے تاک کر تیر چلایا ہے اور میرا ناتواں دل حیران و سرگرداں رہا ہے۔

(۶) میری طرح کوئی بھی مہجور نہیں ہے۔ اور نہ کوئی میری طرح کوئی رنجور ہے۔ کسی کے دل میں کام کاج (علائق دنیوی) کا خیال ہے۔ مگر میرے دل میں ہر وقت یار کا تصور جاگزین ہے۔ محبت کا رس جس دل میں آکر مل جاتا ہے پھر

یہ اس وقت وہاں سے نکلتا ہے جب روح بدن سے نکل جاتی ہے اور حضرت عشق جس دل میں گھر بناتے ہیں وہاں سے پھر نہیں نکلتے جس طرح شیر سے شکر نہیں نکالی جا سکتی۔ جس جگہ عشق نے آ کر گھوڑے دوڑائے خدا معلوم ان گھوڑوں نے منزل مقصود تک پہنچایا یا کہیں آوارہ و بے نشان بنا دیا عاشقوں کو جدائی موت کے برابر ہے اور واصلوں کو الگ ہونا جانکنی کے عذاب کے برابر ہے۔ مجنوں کہتا تھا کہ ہائے کبھی لیلیٰ مجھے مل جاتی اور کبھی میرے دل کی یہ اجڑی ہوئی جھوک (بستی) آباد ہوتی۔

(۷) مجھے کوئی بھی درد مند نظر نہیں آتا۔ ایسا درد مند جو اس عاجز کے دکھ سکھ (کے حال) بانٹتا۔ افسوس ایسا کوئی بھی نہیں۔ جو تیرے دل کے کانٹے نکالے۔ کیا ایسا کوئی بھی نہیں جو میرے دکھ کی کہانی لے جا کر انہیں سنائے اور جو کوئی خوشخبری مجھے آ کر دے۔

(۸) جن کو عشق کے جادو نے دیوانہ بنایا ہے ان کے حال سے سوائے خدا کے اور کوئی واقف نہیں۔ جن لوگوں نے عشق کا کمند گلے میں ڈالا ہے وہ اس بند میں ہمیشہ کے لئے گرفتار ہو کر درد مند ہیں جن لوگوں کو عشق کا تیر لگا ہے۔ وہ بیچارے گھل گھل کر مر گئے۔ اور ان کا زخم کبھی مندمل نہ ہوا جن کو عشق نے نیزے کی کاری ضرب لگائی۔ ان کو عشق نے گویا خوب سوچ سمجھ کر انتظار میں پھنسا دیا عشق نے جن کی جڑ اچھی طرح اکھاڑ پھینکی ان بیچاروں کی تلافی مافات سوائے محبوب کے اور کون کرے گا؟ (پٹی بنھن = تلافی مافات کرنا)۔ وہ عشق کے گرداب میں غرق ہو گیا۔ اور پاؤں سے سر تک سارا جسم اس کا گم ہو گیا۔

(۹) اے خدا تیری درگاہ بہت بلند ہے لیکن یہ بتا کہ تجھے جدائی کیوں پسند ہے ۔ اے خدا یہ بوجھ (غم کے) جو تو نے دئے ہیں بہت سخت (بھاری) ہیں۔ آج ایک بیگانہ دوست کے گھر میں گھس گیا ہے اے خداوند تو جگر پر تیر چلائے اور تو اجڑے ہوئے کو اور اجاڑے!

(۱۰) اے میرے مالک محبوب کبھی میری طرف بھی تو آ۔ کبھی میری طرف واپس آ کر میرے دل کے غم بھی تو بانٹ ۔ اگرچہ تو میری آنکھوں کے سامنے نہیں ہے ۔ لیکن تیری چاہت ہمیشہ میرے دل کے اندر ہے ۔ اے دوست جی چاہتا ہے کہ اڑ کر تجھ تک پہنچوں اور ایک پل بھی نہ گزرے کہ میں اپنا سر تیرے قدموں میں پہنچاؤں ۔ میں نے اپنے دکھ درد کا حال دل کے تمسک پر لکھا ہے ۔ یہ میرے حصے میں ازل سے آئے ہیں ۔ میرا ستارا روز ازل سے ہی بد تھا ۔ اے دلبر میں اس نحوست کا اتار ڈھونڈتے ڈھونڈتے مر گئی ہوں ۔ میری تمام ہم عمر لڑکیاں خوشحال ہیں اور ہنستی کھیلتی رہتی ہیں ۔ یہ سب کی سب عیش میں دن رات گزار رہی ہیں ۔ میرا علاج سوائے بیچارگی کے کچھ نہیں اور میرا منتر سوائے آوارگی کے اور کچھ نہیں ۔ اب صبر کرنا ہر طرح مناسب ہے ۔ کیونکہ صبر خوشی کی کنجی ہے اے خدا میرے غم ٹال دے اور میری عمر ہجر میں تباہ نہ کر ۔

(۱۱) اے خداوند بحرمت ذات پاک مجھے جدائی میں ہلاک نہ کر ۔ بحرمت ذات قدسی مجھے بتا کہ میری امید کب پوری ہوگی ۔ بحرمت ذات حضرت میری دعا قبول ۔فرما کہ میں اپنے ساتھ حسرت لے کر اس دنیا سے نہ جاؤں ۔ مجھے میرا دوست ملا ۔ بحرمت شکر گنج تو میرے سب غم اور رنج دور کر دے

بحرمت ذات پاکان تو مجھ سے میرا سجن ملا دے تا کہ میں جی بھر کر شوق پورا کر لوں۔ حضرت سلیمان کے نام پر میرا مطلوب مجھ سے ملا دے تا کہ اس دنیا سے ارمان لے کر نہ جاؤں۔ حضرات چشتیہ کی حرمت کے طفیل مجھے میرا مقصود مل جائے۔ اے گل محمد تو خدا پر بھروسا رکھ۔ تیرے تمام مطالب پورے ہوجائیں گے۔

(۱۲) رب کا شکر ہے کہ قصہ ختم ہوا۔ اس کلام کا مصنف گل محمد ہے جس کا مقام دریائے اٹک کے کنارے شیرو نامی شہر میں ہے۔ اس کے شمال میں ڈیرہ غازی خان ہے جو سولہ کوس کی مسافت پر ہے۔ یہ یگانہ قصہ انگریزی راج کے زمانہ میں لکھا گیا۔ جب کہ تیرھویں صدی کا چھہترواں سال تھا (۱۲۷۶)۔ یہ نسخہ منور ختم ہوا۔

اے خدا میری مشکل کو آسان کر۔ تو خود مجھ پر فضل کر۔ تا کہ میرا گذر ہر مقام پر ہو سکے۔

نمونہ کلام آپ کے سامنے ہے میرے خیال میں زبان کی سلاست حلاوت اور روانی تشبیہات کی سادگی اور پرکاری اور تخیل کی پختگی قابل تعریف ہے۔ سارے قصے میں حشویات بھی ہیں اور دور از کار باتیں بھی۔ مگر مجموعی طور پر یہ کلام صف اول کے شعرا کے کلام کو پہنچتا ہے۔ اور کسی مثنوی گو کے کلام سے کم نہیں۔

اس مثنوی کا جو نسخہ ہمارے پاس ہے وہ مصنف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اور دیمک خوردہ ہو کر بہت بوسیدہ ہو چکا ہے۔ افسوس یہ ہے کہ اس کا اور کوئی نسخہ کسی کے پاس موجود نہیں۔ نہ ہی زیور طبع سے آراستہ ہوا ہے۔ کاش ایسے ادبی جواہر ریزوں کو تباہ ہونے سے بچایا جا سکتا!

پیشتر اس کے کہ ہم ملتانی زبان کے شہنشاہ سخن حضرت خواجہ فرید کے کلام کا نمونہ پیش کریں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ایک عوامی شعرا کے اشعار بھی پیش کر دیں جس سے اندازہ ہوسکے کہ ملتانی زبان میں شعر و شاعری کا کتنا چرچا ہے۔ ناشرین کو چونکہ صرف اپنی تجارت کو فروغ دینا ہوتا ہے اس لئے سینکڑوں شعرا ملتانی زبان کا کلام طبع نہیں ہو سکا اور اس وجہ سے ضائع ہوگیا ہے۔ لوگوں میں بیاضیں رکھنے کا شوق بھی بہت کم ہے اور اکثر شعرا کا کلام معرض تحریر میں نہ آنے کی وجہ سے محفوظ نہیں ہوسکا۔

موجودہ دور کے شعرا کا کلام: عام طبقے کے شعرا میں سے ذیل کے شعرا کا کلام قابل ذکر ہے:-

گداز۔ وفا۔ خادم۔ مونس۔ یتیم۔ نوروز۔ شاھد۔ احمدیار۔ علی حیدر۔ خوشدل۔ کہتر۔ مسکین۔ شاہ عظیم۔ بخشن۔ مولوی نور احمد۔

ان میں سے چند ایک کا کلام دستیاب ہو سکا جو پیش کیا جاتا ہے۔

(۱)

خوشدل

کر کرتا نگھاں تانگھ رہی میڈے یار نہ انگ سوھایا
سیاں کنتھاں طعنے ڈیون ھجر اساں واہ تایا
بھانگے بھاگ نہ ھائی اساڈے اودن جھرن اجایا
ھجریں عمر گذاری خوشدل یار نہ پھیرا پایا

(۲)

اللہ داد

دور گیاں سجناں دیاں تانگاں الڑے درد جگائے
خبر نہیں کیا دیراں پیاں لنگھ سال گئے نہیں آئے

پلک پلک پردیسیاں کارن اکھیاں سانون لائے
اللہ داد آباد کرے تے اجڑی جھوک وسائے

(۳)

بخشن

حیف حیاتی بھیڑی کینویں پنل باجھ جلیساں
چھوڑ بھنبھور براگن تھی وچ تھل دے یار گلیساں
عشق دے پندھ ڑے سر تے چا تم قدم نہ مول ھٹیساں
بخشن جندڑی گھول گھا کے درس پنل دا پیساں

(۴)

اٹھ سسی سیج رنگیلی توں بہہ ٹھنڈے ساہ بھریندی
سینگیاں تے سہیلیاں کون سڈ سہجوں کول بلھیندی
پنل چھوڑ گیم سنجڑی کوں رھساں نیر وھیندی
بخشن ھن بھنبھور سنجے دل نہیں بردائش چیندی

(۵)

بھاگ سوھاگ دی موسم ھائی وسدے ھاسے رلے
دلبر یار سنبھال نہ لہم سانگے تھئے کولے
نت نت روندی کھپدی متاں یار سنبھڑے گھلے
بخشن یار سجن دے باجھوں ڈیسم کون تسلے

(۶)

پنل باجھوں مول نہ جینواں کئی کم کار نہ بھاوے
چوڑا چوڑ کران سے ٹوٹے ساڑان سوہے ساوے
باجھ پنل دے پئی تڑپھانواں صبر آرام نہ آوے
بخشن چین پانواں جیں ویلے ھوت پنل گل لاوے

(۷)

ھن لکھ امیداں پنل تے جو شہر بھنبھور وسیسی
سسڑی درد مندی دی گل پنّی دی لاج پلیسی
مہر کنوں رل نال سسی دے سہجوں سیج سوھیسی
بخشن گیا لڈ ھوت سسی ھن کیندے سانگ جلیسی

(۸)

مولوی نور احمد

ساون ماہ سہیلا آیا دریاواں موجاں لاتن
کانھہ کھیلے جنگل بیلے آن گلکڑیاں پاتن
آ نازک لچپال پنل اج بیٹیں سبزیاں چاتن
احمد پتے پرانیاں تے رنگ منجھیں بھان سنجاتن

(۹)

احمد یار

آڑ ونج کانگا آں دیس آتے جتھ یار پیارا وٹھڑا ای
جے گھونگھٹ کھولے تے مٹھڑا بولے آکھیں کھول سبھو جوڈٹھڑای
ھنجھوں برسن پیاں وچ جھولڑی دے جیویں مینھہ ساون داوٹھڑا ای
احمد یار دے نال پیار کرو اوتاں دھار کجل دا کٹھڑا ای

(۱۰)

شاھد

کھڑ کنے سی سیالے بیتے رتیں چیتر دیاں ولیاں
جوش جنوں سنیہے متے برھوں دعائیں گھلیاں
خار بیاباں کون خوشخبری لسکن میڈیاں تلیاں
شاھد عشق نرودے رولیا جڑ جک گلیاں گلیاں

(۱۱)

شاعر

سینگیاں سرتیاں گھر ور ورتیاں ھک میں پٹی وچ پٹی
پھٹ سٹ یار وسار گیاول یاد نہ مرھم پٹی
برھوں جنگا ور جبر سیتی جڑھ پاڑ خوشی دی پھٹی
شاطر من یتوکل دی واہ عشق پڑھانی پٹی

(۱۲)

پر درد

اوڈیہنہ نہیں آندا ھتھ لانوں دا جڈان گل وچ پھاسی پایم——دل لٹوایم
ھتھ ناداں دے آن کے جندڑی ظلم دے وات ڈوایم——سختی چائم
تیں شہباز شکاری توں چا ھاں زیرا کڈھوایم——سمجھنہ آیم
ہردردانہ بھلسی جیندیاں تائیں جیڑھا یار نے ھتھ چکھایم——سبق پکایم

(۱۳)

علی حیدر

الف اتھان آتھان ساکون آس تیڈی اتے آسرا تیڈڑے زور دائے
منجھین سبھ حوالڑے تیڈڑے نین اساں خوف نہ کھاندڑے چور دائے
ب باجھ تیڈے کون باجھ کرے تیڈے اگڑے کون وسیلڑائے
تیڈے باجھ میں تان نت رھاں کھڑی رنگ رتلا ساولڑا پیلڑائے
ت تاریاں لاریاں تیڈیاں نیں میکوں لاریاں کاریاں ماریاں نے
ھیر جیہاں سے گولیاں گھولیاں نی صدقے کیتیاں تین توں واریاں نی

(۱۴)

گداز

عشقوں محض نہ ھاریں سسی توڑے مارن طعنے——لوک ندانے
کیچی کولوں کچ نہ تھیسی آسمجھیں نال ایمانے——عالی شانے
اوڑک آن وسیسی پنل تیڈے ملک ویرانے——قول شہانے
ھک نگاہ گداز نہ ڈیوین عوض ڈوھیں جہانے——کہیں بہانے

(۱۵)

منگ منگ رھیاں منگیں موت نہ آوے
پاندھی پچھ پچھ رھیاں کوئی کیچ نہ جاوے
ھک ڈھول پریرے ڈوجھا لوگ ستاوے
واراں جان گدازا جیڑھا آن ملاوے

(۱٦)

ھار غماندے بیٹھی پوگل پانواں
بدلی ساون وانگوں اکھیں نیر وھانواں
چولی بوچھن رو رو ھنجوں نال پسانواں
سجن سانگ گداز شالا سانگ سھانواں

(۱۷)

طلب تساڈی مینکوں ھر ھر ویلے
تیڈی راہ بھلیندی ڈھولا سنجھ سویلے
تیں بن پھلاندے سھرے ڈسن شینھہ مریلے
ڈسدے باغ گدازا ھن کانھہ کھیلے

(۱۸)

کیچی ایچی پیچ چلا کے وچ وٹھا کیچ شہر وچ ـــــ پریم نگر وچ
میں مسکین یتیم نمانی رلدی روہ ڈنگر وچ ـــــ کیف کپر وچ
لگڑم تیر فراق پنل دا کیتس پھاڑ اندر وچ ـــــ جان جگر وچ
یار گدازا ساڑ تساڈا نیساں نال قبر وچ ـــــ رولیو ہر وچ

(۱۹)

دردان ماری مٹھی سسی کٹھی روہ جبل وچ ـــــ مارو تھل وچ
ما پیٹو کوں ول یاد نہ کیتس آئی ھوت دے ول وچ ـــــ پیچ پنل وچ
شرم حیا دا پاڑیس برقع رکھیس منہ جنگل وچ ـــــ شوق وصل وچ
ڈیکھ گداز نصیب سسی ھس بانھہ پنل دے گل وچ ـــــ وقت اجل وچ

(ترجمہ) (۱) انتظار کرتے کرتے اب تھک گئی مگر محبوب نے قدم رنجہ نہیں فرمایا۔ میرے غریب خانہ (انگ۔آنگن)

کی رونق دوبالا نہیں کی۔ سہیلیاں طعنے دیتی ھیں۔ ھجر نے ھمیں خوب جلایا ھے۔ ھماری قسمت میں بخت نہیں لکھا تھا۔ گھبرانا اور اجڑنا خواہ مخواہ کا ھے۔ اے خوشدل بچھوڑے (ھجر) میں عمر گذری ھے۔ یار نے دیدار نہیں دکھایا۔

(۲) دور گئے دوست کے انتظار نے عجیب میٹھے میٹھے درد (الڑے درد) پیدا کئے ھیں۔ کئی سال گذر گئے ھیں کہ محبوب نہیں آیا۔ خدا معلوم کیوں دیر ھوگئی ھے۔ اس پردیسی محبوب کی خاطر پلک پلک سے ساون کی ندیاں پھوٹ رھی ھیں۔ اے اللہ داد خدا آباد کرے اور اجڑی ھوئی آبادی پھر بسائے۔

(۳) افسوس کہ یہ مشکل زندگی بغیر محبوب کے کس طرح گزار سکوں گی۔ بھنبھور کو چھوڑ کر بیراگن بن جاؤں گی۔ اور صحراؤں میں محبوب کی تلاش کروں گی۔ میں نے عشق کی مسافتیں اپنے سر پر اٹھائی ھیں تو اب قدم پیچھے نہ ھٹاؤں گی۔ اے بخشن زندگی اپنی قربان کرکے محبوب کے درشن حاصل کروں گی۔

(۴) سسی اب رنگیلی سیج سے اٹھ کر بیٹھی ٹھنڈی آھیں بھرتی ھے۔ اور اپنی ھم عمر سہیلیوں کو از خود بلا بلا کر اپنے پاس بٹھاتی ھے اور کہتی ھے کہ پنوں مجھ بدبخت کو چھوڑ چھاڑ کر چلا گیا ھے۔ اب آنکھوں سے دریا بہاتی رھوں گی اے بخشن اب برباد شدہ بھنبھور میں رھنا دل کی برداشت سے باھر ھے۔

(۵) بخت اور سہاگ کا کیا خوب موسم تھا۔ رل ملکر خوش خوش زندگی بسر کر رھے تھے۔ اب دلبر نے کبھی یاد تک نہیں کیا۔ یہ بہت ٹیڑھے تعلقات بن گئے ھیں ھر روز روتی

اور پریشان ہوتی ہوں کہ ممکن ہے محبوب کوئی پیغام ہی بھیج دے مگر اے بخشن اب سوائے محبوب کے اور میرے دل کو تسلی کون دے گا؟

(۶) محبوب کے بغیر ہرگز زندہ نہیں رہوں گی۔ کوئی کام کاج نہیں بھاتا۔ اس بدبخت چوڑے کے سو ٹکڑے کر دوں۔ اور سبز رنگ کے دوپٹے جلا دوں کیونکہ بغیر محبوب کے تڑپ رہی ہوں اور صبر آرام نہیں ملتا۔ اے بخشن چین جب ملے گا کہ ہوت پنل مجھے گلے سے لگا لے گا۔

(۷) پنوں پر مجھے لاکھ امیدیں تھیں کہ وہ شہر بھنبھور کو آباد کریگا۔ اور درد مند سسی کی ''گلے میں پڑے ہوئے'' کی لاج پالے گا۔ اور اپنی سسی کے ساتھ مہر و محبت کی سیج از خود سجائے گا مگر اے بخشن ہوت بلوچ قافلہ لاد کر لے گیا اب سسی بچاری کس کے سہارے زندگی کے دن پورے کرے گی۔

(۸) ساون کا سہاونا مہینہ آ گیا۔ دریاؤں میں طغیانی آ گئی ہے۔ کانہہ کھیلے اور جنگل بیلے اتنے سرسبز ہو گئے ہیں کہ ان کی شاخیں گویا ایک دوسرے سے گلے مل رہی ہیں۔ اے نازک لجپال پنل آ جا کیونکہ آج دریائی علاقوں میں سبزہ ہی سبزہ ہے۔ اے احمد۔ بھینسوں نے اپنے پرانے ٹکانوں کو پہچان لیا ہے اور ان کی محبت میں انہوں نے واپس آ کر آواز دی ہے۔

(۹) اڑ جا اے کوے اس ملک کی طرف جہاں میرا محبوب آباد ہے۔ اگر وہ گھونگھٹ کھول کر اور پیار سے تمہارے ساتھ کلام کرے تو اسے سارا حال کہہ سنانا جو تم نے یہاں دیکھا ہے اور یہ بھی کہنا کہ میری جھولی میں آنسو اس

طرح ٹپ ٹپ گرتے ھیں جس طرح ساون کا مینھہ برستا ھے ۔ اب احمد یار سے پیار کی باتیں کرو کیونکہ وہ تو صرف تمہاری ''کجل کی دھار'' کا مقتول ھے ۔

(۱۰) سردیاں گئیں ۔ سردی کا موسم گزر گیا اور چیت بہار کے دن لوٹ آئے ۔ جوش جنوں نے پیغام بھیجا ھے اور عشق نے دعاؤں کا تحفہ بھیجا ھے ۔ جنگلوں کے کانٹوں کو خوشخبری دے دو کہ میرے تلوے چھلنی ھونے کے لئے بیتاب ھو رھے ھیں ۔ اے شاھد ظالم عشق نے اچھی طرح مجھے گلی گلی میں آوارہ و سرگرداں کیا ھے ۔

(۱۱) میری ھم عمر سہیلیاں اپنے اپنے گھروں میں آباد ھو چکی ھیں ۔ ایک میں ھوں کہ بیابانوں میں برباد ھو کر پھر رھی ھوں ۔ دوست زخمی کر کے مجھے پھینک کر چلا گیا اور پھر مجھے بھول گیا اور مرھم پٹی بھی اسے یاد نہ رھی ۔ جنگجو عشق نے جبر کے ساتھ خوشی کی جڑ اکھیڑ پھینکی ۔ اے شاعر عشق نے من یتوکل کا کیا خوب سبق پڑھایا ھے ۔

(۱۲) وہ دن اب ھاتھ میں نہیں آتا جب میں نے اپنے گلے میں (عشق کا) پھندا ڈالا تھا اور میں نے دل کی دولت لٹوا دی تھی ۔ اپنی جان نادان کے ھاتھ میں دے کر میں ظلم کے منہ میں آ گئی ۔ اور سختی سر پر اٹھا لی ۔ تجھ شہباز شکاری سے میں نے دل اور جگر نکلوا لیا مجھے اس کی سمجھ ھی نہ تھی ۔ اے پردرد زندگی بھر نہ بھولے گی مجھے وہ چوٹ جو محبوب نے لگائی ھے ۔ اب میں نے سبق حاصل کر لیا ھے ۔

(۱۳) یہاں اور وھاں ھمیں آپ پر امید ھے اور آپ ھی کے زور کا سہارا ھے ۔ بھینسیں سب تیرے حوالے ھیں ھم چوروں کے خوف سے بے خطر ھو گئے ھیں ۔ تیرے بغیر اب کون مجھے

تسلی دے گا۔ تیرے آگے کس کو وسیلہ بناؤں۔ تیرے بغیر میں ہمیشہ انتظار میں کھڑی رہوں اور میرے چہرے کا رنگ سرخ، سبز اور پیلا ہوتا رہتا ہے۔ مجھے تیرا انتظار ہے اور تیرے انتظار ہی نے مجھے ضرب کاری لگائی ہے۔ ہیر جیسی کئی خادمائیں تم پر سے قربان ہوں۔

(۱۴) اے سسی تو عشق کے راستے پر چل کر تھکنے کا نام نہ لینا۔ خواہ نادان لوگ طعنے کیوں نہ دیتے رہیں۔ کیچ کے رہنے والے سے کچی بات نہ ہوگی۔ اپنے ایمان سے یہ بات اچھی طرح سمجھ لے۔ آخر ایک نہ ایک دن پنوں تیرے ویران ملک کو آباد کریگا۔ اس کا قول بادشاہی قول ہے اور اے گداز! دونوں جہانوں کے عوض بھی کسی بہانے پر کسی کو ایک نگاہ نہ دینا۔

(۱۵) مانگنے سے موت نہیں ملتی۔ میں مانگ مانگ کر تھک چکی ہوں۔ پیغام رسانوں (سفر کرنے والوں) کا پتہ نشان معلوم کر چکی ہوں۔ کوئی کیچ جانے کو تیار نہیں ہوتا ایک تو میرا محبوب مجھ سے دور ہے۔ دوسرا مجھے لوگ بہت ستاتے ہیں اے گداز میں جان قربان کر دوں اس پر جو مجھے میرا معبود ملا دے۔

(۱۶) غم و اندوہ کے ہار بنا بنا کر گلے میں ڈالتی رہتی ہوں۔ ساونوں کی طرح آنکھوں سے ندیاں بہاتی رہتی ہوں۔ کرتہ اور دوپٹہ آنسوؤں سے گیلے ہو چکے ہیں۔ اے گداز! خدا کرے میں اپنے محبوب کے ساتھ دوستی نبھاؤں۔

(۱۷) (اے محبوب) تمہاری طلب مجھے ہر وقت رہتی ہے۔ صبح شام تمہاری راہ تکتی رہتی ہوں۔ تیرے بغیر پھولوں کے

سہزے قاتل خونخوار شیر دکھائی دیتے ہیں اور باغ اب سرکنڈوں کے جنگل نظر آتے ہیں۔

(۱۸) چالاک کیچی چالاکی کر کے (دغا دے کر) کیچ میں جا آباد ہوا ہے۔ کیچ جو پریم نگر ہے اور میں مسکین یتیم اور نمانی پہاڑوں اور جنگلوں میں سرگرداں ہوں۔ ہاں سخت پتھریلی زمینوں میں! پنل کے فراق کا تیر میرے سینے میں زخم کر گیا۔ سینے میں نہیں دل و جگر میں پیوست ہو گیا۔ اے یار گداز تیرے عشق کا ارمان اپنے ساتھ قبر میں لے جاؤں گی۔ تو نے مجھے بیابانوں میں آوارہ کیا۔

(۱۹) بدبخت سسی درد و غم کی مقتول قاتل تھل اور جنگل پہاڑ میں فنا ہو گئی۔ ہوت کے عشق میں ایسی گرفتار ہوئی کہ ماں باپ بھی اسے یاد نہ رہے۔ دغا باز ہوت کے عشق میں۔ شرم و حیا کا برقع اتار کر جنگلوں کی طرف بھاگ گئی۔ وصل یار کے شوق میں۔ اے گداز! سسی کے نصیبے دیکھو کہ پنل کے بازو اس کی گردن میں ہیں اور وقت اجل دونوں ایک دوسرے سے مل گئے ہیں۔

ملتانی زبان کا ذخیرہ ہر قسم کے اصناف سخن سے مملو ہے۔ غزل ملتانی زبان کی کافی ہے۔ قصیدہ وار کہلاتا ہے اور ہجو سٹھ۔ رباعیاں بھی ہیں اور مثلث مربع یا مسدس بھی۔ مستزاد بھی ہیں اور ترجیع بند اور ترکیب بند بھی۔ دوہاجات کی تو اتنی کثرت ہے کہ شاید کوئی زبان اس کا مقابلہ کر سکے۔ لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا ہے۔ غیر تحریر شدہ شاعری (Unwritten Poetry) کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ بارہ ماسے اور سی حرفیاں لکھنا تو گویا ہر شاعر اپنا پیشہ ورانہ فرض سمجھتا ہے۔

ملتانی زبان کے لوک گیت ۔ اب ہم لوک گیتوں کا تھوڑا سا نمونہ پیش کر دیتے ہیں تاکہ اس سے اس علاقے کی رنگ رلیوں کا بھی کچھ اندازہ ہو جائے ''ملتانی* ادب کی مقبول ترین صورت دوہا ہے جسے ملتانی میں ڈوڑھا کہتے ہیں۔ اس میں دو مصرعے ہوتے ہیں جب کبھی دھقان لوگ کسی خوشی کے موقعہ پر یا کام کرنے کے وقت جمع ہوتے ہیں تو وہ دوہے گانا شروع کر دیتے ہیں۔ عشق و محبت کی داستانیں، مسرت اور غم، وصال اور فراق، قضا و قدر کی شکایتیں، دیہاتی زندگی کی خصوصیتیں اور اس قسم کے دوسرے واقعات ان دوہوں کا موضوع ہوتے ہیں۔'' مثلاً

(۱) کھجی تیڈی دے پیلے گندوڑے
سنبھل کے آنویں رانجھوآ ویری وسدینیں سوڑے

(۲) پار دی کندھی کئی ٹنگ اے سریہنہ دی
اینویں ولیں جانی جینویں جھانور مہینہ دی

(۳) آڈیاں کونجاں — وچ ساری کونجے
ہک وچھوڑا یار دا ڈوجھا وطن دی مونجھے

(۴) پٹ دی چولی گھت گوڈیں سینہواں
منگاں دعائیں منگ تیڈی تھینواں

* The most popular form of Literature is the Dohra, which is a verse containing two lines. Whenever a collection of Jats takes place for pleasure or for work, they begin to sing dohra.....the joys and pains of love, separation from home immutability of fate and matters collected with Agricultural life form the topics of ninetynine out of a hundred dohras."

——*Glossary of the Multani Language* by E. O'Brien-Pb. Govt. Press—1903 Page 7 X

(۵) کھوہ تیڈے تے کوئی گادھی اکانہہ دی
وسر نہ ویسم میڈا یار تیڈی بانہہ سراندی

(۶) تیڈے سر تے گھڑا میڈی ڈھاک تے گھڑی اے
پکڑ نہ گسنی سجن آں میڈی سینگی کھڑی اے

(۷) دھوڑاے پتن تے - تیڈے وچھوڑے نار مکایا نہیں ھن روح کتن تے اچی کھجی دیاں لیاں چھڑیاں۔ ترس نہ آیو یار کیڑھے ویلے دی کھڑیاں

(۸) کاں گوری دا گابہ الو نھاں - تیڈی بیوفائی دا کوئی ناھی سوھاں

چھلا :-

چھلا میں نہ ڈیندی۔ گھروں ما مریندی — سس مہنے ڈینڈی
سُن وے میڈا چن وے — روندی چھوڑ نہ وچ وے

چھمر :-

میڈی لکھاں تے فلک نہ پوندی تے
باجھوں یار ڈاڈھی دل ماندی تے
سک ھر دم ھک سانول دی تے

میڈی لکھاں تے.....
میڈا یار ھے یار شرابی
میکوں بوچھن گھن ڈے غلابی
اساں ونجناں ھے یار دی شادی

میڈی لکھاں تے.....
نپی کھڑی ھاں ٹنگ شریہنہ دی
اتوں لتھی ھے جھانور مینہہ دی
ڈٹھی سجناں دی جھوک لڈیندی

میڈی لکھاں تے.....

میڈا یار ہے یار بیکس دا
کڈی ملیں ھا روندی کُوں ہمدا
صدقے ونجاں تیڈی لہنڈی مس دا
مینڈی لکھاں تے فلک نہ پوندی ئے

ماھیا :۔
لمیوں جہاز آیا ۔ ستی دیاں اکھڑ گیاں کوئی ویلا جو یاد آیا پھلاں دے کھارے نی ۔ آپ انصاف کریں ڈکھ کیندے بارے نی سڑکاں تے رڑھ وٹیا ۔ جنہاں یاری نہیں لائی انہاں دنیا تے کیا کھٹیا گاڈی آئی اے پھیرے تے ۔ بت ساڈا منجی تے روح سجناں دے ڈیرے تے ماھی ھن تھل ویسی ۔ ملن ہے آجکل دا پچھے جوبن ڈھل ویسی

اب ملاحظہ ہو خواجہ فرید مٹھن کوٹی کا بلیغ کلام جو میاں لطف علی کے بعد سب سے زیادہ بلند پایہ ہے۔ اور جس کی مستقل اقدار نے ملتانی زبان کو زندہ جاوید بنا دیا ہے خواجہ صاحب نہایت ٹھیٹھ قسم کی زبان استعمال کرتے ہیں اور ان کے ہاں خالص ملتانی الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ ہے جسے ہم علیحدہ پیش کریں گے ۔

حضرت خواجہ غلام فرید مٹھن کوٹی کا کلام : خواجہ صاحب بہت بڑے صوفی شاعر ہیں ۔ ان کے کلام پر تبصرہ کرنا آسان نہیں ۔ مختصراً یہ کہ :۔

(۱) آپ کی شاعری فراقیہ شاعری کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔

(۲) آپ کے ہاں فطرت کی عکاسی اور قدرتی مناظر کے نہایت سچے نقشے ملیں گے جن میں سادہ اور صحیح زندگی کے اصلی خد و خال میں دکھائی دے گی ۔

(۳) آپ صوفی شاعر ہونے کی وجہ سے ہمہ اوست مسلک

کے مبلغ ہیں اور کثرت میں وحدت کے قائل ہیں۔ آپ کی اکثر کافیوں میں اسی خیال کی تبلیغ کی گئی ہے۔

(۴) آپ کے کلام میں حلاوت ہے، تروتازگی ہے، روحانی کیف ہے، فراق کی تڑپ ہے، طلب اور آرزو ہے اور ایک ایسی مسلسل خلش ہے جو بیان میں نہیں آسکتی۔ آپ کا کلام ایک ایسا پھول ہے جس کے رنگ و بو کا تجزیہ ناممکن ہے۔

(۵) آپ نے اپنے کلام میں جن مشہور عشقیہ رومانوں کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہیں:۔

ہیر رانجھا	مارو ڈھولہ اور
سسی پنوں	مرزا صاحبان
مومل میندھرا	

شیریں فرہاد اور لیلیٰ مجنوں کی طرف بہت کم اشارہ ملتا ہے۔ متذکرہ بالا قصے چونکہ مقامی سرزمین سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کلام میں اثر اور حقیقت کا رنگ زیادہ پیدا ہوگیا ہے۔

پہلے کچھ مکمل کافیاں[1] پیش کی جاتی ہیں۔ اس کے بعد متفرق اشعار دئے جائیں گے:۔

کافی نمبر ۳۱ صفحہ ۱۰۲ تا ۱۰۵

سُن وو سہیلی سُکھڑِ سیانی - بِرھون دے ہندھڑے سخت بعید
نا کل مَیکوں تیغ قضا دی - نا تقدیر دے تیر وِغا دی - کیتم دوست
دی دید شہید
جے ڈیہنہ بھلڑے مِترَوی بھلڑے - قسمت جوڑے جوڑ گُلڑے
یار شدید تے بخت عنید
روون پِتن کون سمجھون شادی - سُنج پر جھر جھنگ ڈِسم آبادی
عشرہ محرم ساڈی عید

۱- دیوان فرید مترجم - مشرح اور مصور از عزیزالرحمن - طبع کردہ عزیزالمطابع الیکٹرک پریس بہاولپور ۱۹۴۵ء ایڈیشن۔

سَو سَو چھانگاں لکھ لکھ چھیڑو۔ وُٹھڑے دی وَوہ ڈیون پندھیڑو

روھی تھئی آباد جدید
چند اَسیرے جور و جفا دی ۔ دِلڑی قیدی کرب بلا دی

ڈسم رقیب یزید پلید
خرقہ سٹ بھٹ گھت سجّادہ ۔ جامۂ جان شو پاک بہ بادہ

کردم پیر مغاں تاکید
سانول یار دے ناز نگہ دے ۔ مارو چال تے خالِ سیہ دے

تھیو سے مفت فرید خرید

لفظی ترجمہ بلا تشریح

سن اے سہیلی سکھڑ سیانی ۔ عشق کی مسافتیں بہت طویل ھیں۔ مجھے قضا کی تلوار کی کچھ خبر نہیں۔ نہ ھی کچھ خبر مجھے تقدیر کے جنگی تیر کی ھے۔ مجھے تو محبوب کے جلوے نے شہید کر دیا ھے۔

دن اچھے ھوں تو دوست بھی اچھے ھوتے ھیں۔ لیکن قسمت نے ہر پیچ اور بے ڈھنگے جوڑ بنائے ھیں۔ یار طبیعت کا سخت ھے اور بخت بھی اپنا دشمن ھے۔

ھم رونے پیٹنے کو خوشی سمجھتے ھیں ویرانے بیابان سر کنڈوں کے جنگل اور پیلو کے جنگل مجھے آبادیاں دکھائی دیتی ھیں اور (سب سے بڑھ کر یہ کہ) محرم کا عشرہ میرے لئے عید ھے۔

بھینسوں اور مویشیوں کے گلے سینکڑوں ھیں اور ان کے چرانے والے لاکھوں مسافر لوگ مینھہ کے برسنے کی خوشخبری لائے ھیں۔ ریگستان اب نئے سرے سے آباد ھوا ھے۔ میری جان جور و جفا کی قیدی ھے۔ دل میرا تکالیف اور مصائب کا اسیر ھے۔ رقیب مجھے یزید کی مانند ظالم نظر آتا ھے۔

گودڑی (صوفیوں کا خرقہ) کو پھینک دے اور مصلے کو آگ میں ڈال دے۔ اپنی جان کے جامے کو شراب سے دھو ڈال۔ اس کی مجھے پیر مغاں نے تاکید کر رکھی ہے۔

اے فرید! ہم سانول محبوب کی نگہ ناز کے اس کی قاتل چال کے اور خال سیہ کے ہاتھوں مفت بک گئے۔

کافی نمبر ۳۳ ص ۱۰۸ تا ۱۱۱

اساں کنوں دل چایو وے یار
جاپے کتھاں ونج لایووے یار

یار بروچل کیچ دا والی ۔ کیتو حال۔کنوں بے حالی
پربت روہ رُلایو وے یار

مُلک مَلہیر لیونی جھوکاں ۔ میں کاہڑی وچ اوہریاں لوکاں
ہِک تِل ترس نہ آیووے یار

میں کملی کیا جاناں نینہہ کُون ۔ ظلمی نَہر نے قہری شینہہ کُون
آپے دید اَڑایووے یار

آپے اپنان سُوہان کیتو ۔ کِرھون قطاریونال نہ نیتو
کَین دَھوتی بھر مایووے یار

یار مُٹھی کُون ڈِتڑو رولا ۔ ساڑیو کیتو کیری کولا
تتڑی کُون کیوں تایو وے یار

آپے شہر بھنبھور ڈو آیوں ۔ یاری لا کے چھوڑ سدھایوں
مفتا کُوڑ کمایو وے یار

یار فرید کڈاں سنبھلیسی ۔ سہجوں سڈ کر کول بلھیسی
جے وت بخت بھڑایووے یار

لفظی ترجمہ بلا تشریح

اے یار تونے ہم سے دل ہٹا لیا ہے۔ کیا معلوم تم نے کہاں جا کر اپنا دل لگا لیا ہے۔

اے بلوچ محبوب کیچ کے والی تم نے مجھے بالکل بے حال بنا دیا۔ تم نے مجھے پربت اور پہاڑوں میں آوارہ بنایا۔

ملہیر کے ملک میں تونے ڈیرے ڈال دیے ہیں اور میں بیگانے لوگوں میں بالکل اکیلی ہوں۔ تمہیں (میرے اس حال پر) ایک تل کے برابر بھی ترس نہ آیا۔

میں دیوانی عشق کو کیا سمجھوں۔ کیا سمجھوں ظالم بھیڑیے اور قہار شیر کو۔ یہ تُو خود ہی تھا جس نے جلوہ دکھایا اور جس نے میری نگاہیں قید کر لیں۔ تو نے خود مجھے اپنا واقف بنایا اور پھر خود ہی تو نے اونٹ کو سفر کے لئے تیار کیا اور مجھے اپنے ہمراہ نہ لے گئے۔ اے محبوب کس چغلخور نے تجھے میرے خلاف بھڑکا دیا ہے۔

اے یار تونے ایک بد بخت کو آوارگی دی ہے اور اسے جلا دیا ہے، راکھ کر دیا ہے، کوئلہ بنا دیا ہے۔ ہاں تو نے جلی ہوئی کو کیوں جلایا۔

تو خود شہر بھنبور کی طرف آیا تھا اور پھر خود ہی دوستی لگا کر چھوڑ کر چلا گیا۔ مفت میں تم نے یہ جھوٹ کمایا۔

اے فرید۔ دوست کب یاد کرے گا؟ کب از خود بلا کر مجھے اپنی سیج پر بٹھائے گا۔ ہاں اگر بخت نے یاوری کی تو۔

کافی نمبر ۵۹ صفحہ ۱۹۹

وے توں سانولا ناں مار نیناں دے تیر

اکھیاں شرکارن نت بکھیاں — ہن پاپی بے پیر— وے توں . .

زلفاں مشکیں بنھ بنھ ڈیون — دلڑی کوں تعزیر— وے توں . .
تیڈے نال ہے سانول سوہناں — دل لا نوں تقصیر— وے توں . .
ناز نہوڑے غمزے تیڈے . — مصحف دی تفسیر— وے توں . .
کاکل بینڑاں نانگ ورادھا — ڈٹھڑیں چڑھم سریر— وے توں . .
جھوکاں آن سولڑیاں سینگا — نین لڑھیندے نیر— وے توں . .
ووٹھ کنوں تھئی دھرتی تھلڑی — ساگی ملک ملہیر— وے توں . .
رل مل سجن سہاؤں تھلڑے — کارو - ککی - کیر— وے توں . .
جیسلمیر نرھائی مانوں — تھی ڈوھیں کھنڈ کھیر—وے توں . .
تھل چترانگ اندر وچ سسی — بیلیں بیٹیں ہیر— وے توں . .
روز ازل دا تیڈا ساڈا — مال مویشی سیر— وے توں . .
جاون لا دا ملک تساڈا — تن من سیس سریر— وے توں .
کوجھی کملی تیڈے ناں دی — ناں کر یار کریر— وے توں . .

جانی جوڑ چلایو کانی — سندھ سندھ دے وچ بیڑ— وے توں . .
بنھ چوچک بنھ کھیڑے بھیڑے — توں ناں تھی دلگیر— وے توں . .
رو رو تنلیں پیاں ناسوراں — دل وچ سو سو چیر— وے توں . .
عریانی دی خلعت ملڑی — سنج بردی جاگیر— وے توں . .
ہو ہو پھکڑی شہر خواری — ساڈی ہے توقیر— وے توں . .
غوث قطب سب تیں توں صدقے — کون فرید فقیر— وے توں . .

لفظی ترجمہ بلا تشریح

اے سانول یار۔ نگاھوں کے تیر مت چلا۔ تیری آنکھیں ھمیشہ سے شرارت کی بھوکی ھیں ۔ یہ پاپی اور بے پیر ھیں۔ تیری زلفیں زنجیرِ گیسو سے عاشقوں کے دل کو کس کس کر باندھ لیتی ھیں۔ یہ عشق کی سزا ھے ۔ اے سانولے محبوب تیرے ساتھ دل لگانا تقصیر سے کم نہیں۔ تیرے ناز اور انداز اور عشوے قرآن پاک کی تفسیر ھیں۔ تیرا کاکل ایک سانس پی جانے والے سانپ کا روپ دھار کر آ گیا۔ جس کے دیکھتے ھی میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ھو جاتے ھیں ۔

اے ھم عمر محبوب ۔ ذرا اور نزدیک لے آ اپنے ٹھکانے کو۔ میری آنکھیں آنسوؤں کی ندیاں بہا رھی ھیں ۔ برسات کی وجہ سے ریگستان کی زمین بعینہ ملہیر کا ملک بن گئی ھے ۔

اے ساجن کیا ھی اچھا ھو کہ میں اور تم ملکر کالے بھورے بادل اور نرم نرم ریت کا لطف اٹھائیں۔ اور اکیلے بیخوف ھو کر شیر و شکر کی طرح باھم پیوست ھو کر جیسلمیر کے نظاروں کا مزا لیں ۔ سسی تھل اور ریگستان میں (فنا ھوئی) اور ھیر دریا کے کنارے جنگلوں اور ریگزاروں میں ۔ روز ازل سے تم اور ھم مال مویشی میں ایک دوسرے کے شریک ھیں ۔

روز پیدائش سے ھی میرا تن من سر اور جسم تمہاری ملکیت ھیں ۔ میں بد صورت ھوں دیوانی ھوں تیرے نام پر وقف ھوں ۔ اے محبوب نفرت نہ کر۔

اے محبوب تو نے خوب تاک کر تیر چلایا ھے ۔ اب میرے جسم کے جوڑ جوڑ میں درد ھے ۔

اے محبوب میں نے بھاڑ میں جھونک دیے ھیں چوپک (اپنے والد) کو اور بد طینت کھیڑوں کو۔ تو غمزدہ اور پریشان نہ ھو۔

رو رو کر میری آنکھوں کے کناروں پر ناسور پیدا ھو گئے ھیں ۔ اور دل میں سینکڑوں زخم ھیں ۔

مجھے عریانی کی خلعت عطا کی گئی ھے اور ویران بیابانوں کی جاگیر۔ بدنامی ، شہرت اور فضیحت میں ھماری توقیر ھے ۔ جب غوث اور قطب تک سب کے سب تجھ پر سے قربان ھیں تو فرید بیچارا کس باغ کی مولی ھے ۔

کافی نمبر ۷۴ ۔ صفحہ ۲۴۷ تا ۲۵۱

سُن یار پرانی پیڑ وو

تھیاں اکھیاں چَھل گئی دلڑی جل

کلھہ کُمانیں اُجڑیاں جھوکاں

سخت سیالیں کردیاں ٹوکاں

رھندی دل دلگیر وو

سر درد اُتَل پئے روگ اُچھَل

لگڑا نینھہ رنجھیٹے والا

وسر یا فہم فکر دا چالا

ھیر گئی تھل چیر وو

سٹ سیج پلنگ تے رنگ محل

ہوگے مُول نہ دشمن جائی
جو جو سختی مین سر آئی
مارِم ما پیٹو وِیر وو

ول سینگیاں سرتیاں لَہم نہ کل

چاک مَہیندا آ وڑ ویڑھے

کھیڑے بھیڑے رَکھن بکھیڑے
کپڑے لِیر کِتیر وو

گیا ہار سِنگار مُساگ کَجَل

اَوکھے لانگھے روہ جَبَل دے
جَھل جَھل چھالے پیر پَجلدے
رُلدی راہ ملہیر وو

جِتھ راکھس ڈینڑیں پوون دَھل

سَسّی شودی پیر پیادی
ناں تِڑ تاڈے جھوک آبادی
مُٹھڑی بے تقصیر وو

ناں خرچ پلّے ناں گنڈھ سَمَل

ساھی باجھوں سُول قہر دے
لینہاں رات فرید نجھر دے

نینڑاں نیر وہیر وو
جھر جنگل بیلے چھلّو چھل

لفظی ترجمہ بلا تشریح

اے دوست میرے دُکھڑے سن لے۔ آنکھیں جل تھل ہیں اور دل جل گیا ہے۔ کانہہ (جھاڑ) کمھلا گئے۔ دریا کی عارضی بستیاں اجڑ گئیں۔ سخت دل سیال عورتیں مذاق کرتی ہیں۔ دل ہر وقت غمگین رہتا ہے۔ سر کا درد امنڈ امنڈ کر آتا ہے اور ہزاروں روگ ہیں کہ آچھل پڑے ہیں۔ رانجھے کا عشق سر میں اس طرح سمایا ہے کہ عقل و فہم کے سب طریقے بھول گئے ہیں۔

جو سختیاں میرے سر آئی ہیں خدا کرے کہ دشمن زادیاں بھی نہ جھیلیں۔ مجھے ماں باپ اور بھائی مارے ڈالتے ہیں اور پھر اکٹھی کھیلنے والی سہیلیاں اور ہم عمر لڑکیاں میری خبر نہیں لیتیں۔

اے میرے بھینسیوں کے چرواہے آؤ اور میرے صحن خانۂ دل کو آباد کرو۔ بد طینت کھیڑے یوں بکھیڑے کھڑے کرتے ہیں۔ کپڑے پھٹ کر تار تار ہو گئے ہیں اور (سنگار کی چیزیں) ہار سنگار مساگ اور کجل سب ماضی کی باتیں ہو چکی ہیں۔

پہاڑ اور ریگستان کی رہگذاریں بہت کٹھن ہیں (تپش کی وجہ سے) پاؤں جلتے ہیں اور چھالے چھلک رہے ہیں

میں (در یار) ملک ملہیر کی راہوں پر بھٹک رہی ہوں اور یہ راہیں وہ ہیں جہاں جنگلی درندے اور وحشی چڑیلیں بھی دھل جاتی ہیں۔

سسی بچاری پا پیادہ دشوار گذار گھاٹیوں میں اور بے نشان جنگلوں میں آوارہ و سرگردان ہے۔ نہ گھاٹ ہے نہ آرام (دم لینے کا) کا مقام اور نہ کوئی بستی ہے نہ آبادی بیچاری بے قصور ماری جا رہی ہے۔(اس سفر اور مسلسل سفر کے لئے) نہ اس کے پلے خرچ ہے اور نہ زاد راہ۔

دلبر کے بغیر ظالم مصائب ہیں۔ فرید دن رات زار و نزار رہتا ہے۔ آنکھوں سے مسلسل آنسو بہہ رہے ہیں جن سے سر کنڈوں کے جنگل اور بیلے غرقاب ہو گئے ہیں۔

کافی نمبر ۸۱ ۔ صفحہ ۲۷۰ تا ۲۷۳

ڈُکھڑیں کارن جائی ہَم سُولین سانگ سَہائی ہَم
درد اندیشے سَکڑے سَوڑے بیانہ بھین تے بھئی ہَم
گالھی کملی سُنجڑی دُھر دی ہِک غم دی سِد ہرائی ہم
جاوَن لادی بَنڈ بلا دی چُم سر اکھیاں چائی ہم
راحت ویندیں ودا نہ کیتم مئی ہم پر مَتروئی ہم
پیڑ ہرائی اَمڑی سکڑی مونجھ منجھاری دائی ہم
سختی نے بد بختی تَڑی حال ونڈاؤ ہمسائی ہم
بے ٹھائی دی چولی چُنری پائی ہم پاٹھمکائی ہم

سر تے جھٹڑے چوٹیاں سَتھڑے تیں سنگ دلڑی لائی ھم

ھُو ھُو پھکڑی شہر خواری چاتی فخر وڈائی ھم

کینویں یار فرید وساراں

جیں کیتے اِتھ . آئی ھم

لفظی ترجمہ بلا تشریح

دکھوں کے لئے میں پیدا ہوئی تھی - اور کانٹوں کی خاطر میں نے جنم لیا تھا - رنج و الم اور تفکرات میرے قریبی رشتہ دار ہیں - ان کے علاوہ میرا کوئی بھائی بہن نہیں تھا - میں ابتدا ہی سے دیوانی اور پاگل تھی - صرف غم کا مجھے ہوش تھا - پیدا ہونے کے دن سے ہی میں نے مصائب کا بوجھ بوسہ دے کر سر آنکھوں پر رکھ لیا تھا - خوشی بنے جاتے ہوئے الوداع تک نہ کی کیونکہ یہ میری ماں تو تھی - مگر سوتیلی تھی - پرانا درد میری سگی ماں ہے - اور غم و اندوہ میری دائی - سختی اور سوختہ جان بد بختی میری پرسان حال ہمسائی ہے - ناموافقت کی چولی اور دوپٹہ میں نے پہنا اور ٹھمکایا - تیرے ساتھ میں نے دل اس وقت لگایا تھا جب ابھی میرے سر پر چوٹیاں تھیں اور چھوٹے بال تھے (بچپن کا زمانہ تھا) ھُو ھُو پھکڑی اور شہر خواری میرے لئے عزت اور فخر تھا اب اے یار فرید کس طرح بھلا دوں اس مقصد کو جس کے لئے میں یہاں (اس دنیا میں) آئی تھی -

کافی نمبر ۱۳۶ ۔ صفحہ ۴۴۸ تا ۴۵۰

وچ روھی دے رھندیاں نازک نازُو جٹیاں
راتیں کرِن شکار دلیندے ڈینہاں ولوڑِن سٹیاں
کُجھڑے تیر چلاوِن کاری سَے سَے دلڑیاں پھٹیاں
کر کر درد منداں کوں زخمی ھَے ھَے بدھن نہ پٹیاں
چھیڑِن بھیڈاں بکریاں گائیں لیلے گالہے کٹیاں
کئی مسکین مسافر پھاتھے چوڑ کتو نے تَرٹیاں
دھوئیں دھار فقیر تھیو سے فخر وڈائیاں سٹیاں
ھون دلبردے کُتڑے دردے برھوں پیاں گل گٹیاں

سے
مونجھ فرید مزید ھمیشہ
آج کل خوشیاں گھٹیاں

لفظی ترجمہ بلا تشریح

ریگستانوں کے اندر نازک ناز بھری جٹیاں رھتی ھیں ۔ راتوں کو دل شکار کرتی ھیں اور دن کو دودھ بلوتی ھیں چھپ کر کاری تیر چلاتی ھیں جن سے سینکڑوں دل زخمی ھو چکے ھیں ۔ درد مندوں کو زخمی کر کے ھائے افسوس پھر پٹی بھی نہیں باندھتیں ۔ بھیڑوں بکریوں گایوں اور ان کے بچوں کے چرانے میں مصروف رھتی ھیں ۔ کئی مسکین مسافر ان کے دام میں گرفتار ھو گئے ۔ انھوں نے تو تباھی مچا رکھی ھے ۔ ھم بھی دھونی لگانے والے فقیر بن گئے ۔ اور ھم

نے فخر اور بڑائی کو پھینک دیا ۔ ہم دلبر کے در کے کتے ہیں ۔ اور عشق کا پٹہ ہمارے گلے میں ہے ۔ اے فرید غم دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے اور آجکل خوشی کم ہوتی جاتی ہے ۔

کافی نمبر ۱۷۵ ۔ صفحہ ۵۷۶ تا ۵۷۹

آئے مست ڈھاڑے ساوَن دے
وہ ساون دے من بھاون دے
بدلے پورب ماڑ ڈکھن دے
کجلے بھورنے سَو سَو وَن دے
چارے طرفوں زور پَوَن دے
سارے جوڑ وساون دے ۔ آئے ۔

چکویاں چکوے اَغن پپیہے
کوئل مور چچونے چیہے
سہنس چکور چنڈور پپیہے
شاغل گیت سُناون دے ۔ آئے ۔

ڈینہاں پینگھاں ساویاں پیلیاں
راتیں کھمنیاں کھِمّن رنگیلیاں
گج گج گاجاں گجّن رسیلیاں
وقت سِنگار سُہاوَن دے ۔ آئے ۔

روہی راوے تھیاں گلزاراں
تھل چترانگ وی باغ بہاراں
گھنڈ توراں بارش باراں
چرچے دھاون کاون دے ۔ آئے . .
چاندنی رات ملہازی ڈینہہ ہے
ٹھڈڑیاں ہیلاں رم جھم مینہہ ہے
سوہنی موسم لگڑا نینہہ ہے
گئے ویلے غم کھاون دے ۔ آئے . .
مد مستانی تے خوش وِنڑے
سالہوں سوہے کیسر بھنڑے
سہجوں مینہہ برسا توں سنڑے
جھڑکے لانگھے لاون دے ۔ آئے . .
وینہہ فرید آباد تھیو سے
مال مویشی شاد تھیو سے
دل دردوں آزاد تھیو سے
چولے انگ نہ ماون دے ۔ آئے . .

لفظی ترجمہ بلا تشریح

ساون کے مست دن آ گئے
واہ ساون کے دل پسند دن

شمال جنوب اور ماروا ڑ کی طرف کی بدلیاں ۔ کالی کالی اودی

اودی اور سو سو رنگ کی بدلیاں ہر چہار طرف سے ہواؤں کا زور ہے ۔ یہ سارے اہتمام برسنے کے ہیں ۔

چکوہان چکوے اغن پپیہے کوئل مور چچوئے اور چپہے سینکڑوں چکور اور چنڈول گیت سنانے میں مشغول ہیں۔

دن کے وقت سبز اور پیلی قوس قزح اور رات کو رنگ برنگی بجلیوں کی چمک ۔ بادل کس رسیلی گرج کے ساتھ گرجتے ہیں ۔ یہ وقت سنگار سہانے کا ہے ۔

ریگستان اور سخت زمینوں میں چمن زار بن گیا ہے ۔ تھل اور ریگزار باغ و بہار کا نمونہ ہیں مویشیوں کے گلے میں بندھی ہوئی گھنٹیوں کی نرم اور رسیلی آوازیں ہیں ۔ بارش اور باراں ہے اور ہر طرف نہانے اور گانے کے چرچے ہیں ۔

رات چاندنی ہے اور دن ابر آلود ۔ ٹھنڈی ٹھنڈی آہستہ رو ہوائیں ہیں ۔ بارش کی رم جھم ہے ۔ اس خوبصورت موسم میں عشق لگا ہے اب غم کھانے کے دن گئے ۔

کیا مستانہ زمانہ ہے اور کیا خوشیوں کے دن ہیں ۔ پارچات عروسی مشک بیزہیں مینہہ اور برسات کی وجہ سے لہنگوں کے کنارے از خود گیلے ہو رہے ہیں اور بدن سے چپک کر جھلمل کر رہے ہیں ۔

اے فرید ، جھوک آباد ہو گئی ۔ مال مویشی شاد کام ہو گئے ۔ دل غم و اندوہ سے آزاد ہو گیا اور اب خوشی سے پھولے نہیں سماتے ۔

کافی نمبر ۱۹۲ ۔ صفحہ ۶۳۳ تا ۶۳۵

توں بِن موت بھلی وِیدُم شالا مَری

ٹکساں ہِک نہ ذَری جِیساں پل نہ گھڑی

پُورب طرف ڈھُون مینگھ ملہاراں ڈٹھم

بِجلی لسک ڈِتی گج گج گج سُنڑیم

رہساں اِتھ نہ اَڑی وِیساں وطن وری

کنڑیں وَوڑ ہیوم روھی وُٹھڑی دی

ڈھولا کل نہ لدھو ڈُکھڑی کُٹھڑی دی

ہِھاڑیُم چولی چُنی رو رو تھیوم چَری

اپنے دیس وِنجاں دل کُون تانگھ تھئی

ڈیکھاں تاڈے ٹوبھے لانے کھاری ہوئی

برڈو راہی تِھیواں ساڑیں سول سڑی

اَونکاں بَونک آئھن بدلیں کیتی لَس

کِھن کِھن نام تیڈا روندی تھئی بیوس

سانول تینوں مِلاں یا سر ہیوم مری

سُرخی مہندی مُٹھی کجلا دھار گیوم

ناز نِواز بُھلیا ہار سنگار گیئم

بَنسر بُول بھناں آجڑی مانگھ دھڑی

کھیڈن کُڈن گیا ۔ سُکھ دا ٹول گئیم
ڈُکھڑے پُکھڑے پئے خوشیاں رول گئیم
جُڑ کر راول جوگی لائی پرم جڑی
کھمدی کھمن فرید جھوکاں یاد پوون
اکھیاں نیر ہنجوں کر برسات وسن
لکھ لکھ دھانہہ آلھم جاں جاں ڈسم جھڑی
توں بن موت .....

(ترجمہ) تیرے بغیر اے محبوب موت اچھی ہے ۔ خدا کرے وبا مجھ تک آ جائے ۔ میں یہاں ذرا بھی نہ ٹکوں گی اور ایک پل یا گھڑی بھی زندہ نہ رہوں گی ۔

مشرق کی جانب سے ملہاری بدلیاں دیکھ رہی ہوں ۔ بجلی نے چمک دکھائی ہے اور گرج کی آواز میں نے سن لی ہے ۔ اب یہاں ہرگز نہیں رہوں گی ۔ وطن واپس جاؤں گی ۔

میرے کانوں میں بھنک پڑ گئی ہے کہ روہی (ریگستان) میں بارش برسی ہے ۔ اے محبوب تو نے میری خبر تک نہ لی ۔ میں جو دکھوں کی ماری ہوں ۔ اب میں نے کرتا اور دوپٹہ پھاڑ دیا ہے اور رو رو کر دیوانی ہو گئی ہوں ۔

دل میں صرف ایک انتظار ہے کہ اپنے دیس میں جاؤں تاڈے اور ٹوبھے (گڑھے جن میں بارش کا پانی بھر جاتا ہے) اور ریگستانی پودے بوٹی اور کھار دیکھوں ۔ بیابانوں کی طرف راہی ہو جاؤں میں جو کہ مصیبتوں اور دکھوں کی جلی ہوئی ہوں ۔

جدھر دیکھو بادل ہی بادل ہیں اور بجلی کی چمک ہے۔ تیرا نام لے لے کر روتے روتے بے بس ہو گئی ہوں۔ اے سانول یا تجھے پا لوں یا میرے سر موت آئے۔

سرخی اور مہندی برباد ہو گئی۔ کاجل کی دھار اجڑ گئی ناز و انداز بھلا دئے ہیں۔ ہار سنگار ختم ہو گئے ہیں۔ بینسر اور بولے (زیورات) توڑ دوں۔ مانگ اور چوٹی اجڑ گئی۔

کھیل کود بھی گئے اور سکھ کا ساتھ بھی۔ دکھ میرے حصہ میں آئے۔ خوشیاں مجھے چھوڑ کر آوارہ کر گئیں۔ راول جوگی (محبوب) نے اچھی طرح محبت کی آگ لگائی ہے۔

بجلی کے چمکنے سے اے فرید اپنی آبادیاں یاد آتی ہیں۔ آنکھیں آنسوؤں کے دریا بہانے لگ جاتی ہیں اور برسات لگ جاتی ہے۔ لاکھوں آہ و زاریاں دل سے اٹھتی ہیں جوں جوں بدلیاں دکھائی دیتی ہیں۔

کافی نمبر ۲۵۳ - صفحہ ۸۰۸ تا ۸۱۰

گیا رول راول وچ روہ راوے
نہ یار ملدا نہ موت آوے
آتن کتیندیں سینگیاں ستاون
جُگتاں مریندیاں بولیاں سُناون
کئی کیس کر دیاں کئی ٹوک لاون
جیڑا ہمیشہ صدے آٹھاوے۔ گیا رول ۔ ۔

بھینڑیں نہ بھانواں اَمڑی اَلاوے

پیکے سوریجے ہر کوئی دُکھاوے

جانی اَویڑا پھیرا نہ پاوے

ہک سیج ساڑے یا تُول ناوے ۔ گیا رول

دُکھڑے تی ۔ کُون ڈینہو ڈیہنہ سَوائے

جَین ڈیہنہ بروچل گھر ڈو سِدھائے

مونجھیں منجھائے سُولیں ستائے

قادرِ کڈاھیں وچھڑے مِلاوے ۔ گیا رول

مُٹھڑی اکیلی سانول نہ بیلی

اَلبَھل نہ کر دی سَرتی سہیلی

نظرے حویلی سُنجڑی ڈُھیلی

مارُو تھلاں دی والی سہاوے ۔ گیا رول ۔ ۔

قسمت فریدا ڈتڑی نہ واری

اصلُوں پُنل وَل کیتُم نہ کاری

کیڈے ونجے دِل دراں دی ماری

رو رو نبھائی جگ کُون رُواوے ۔ گیا رول ۔ ۔

(ترجمہ) (محبوب) مجھے پہاڑوں اور پتھریلی زمینوں میں آوارہ چھوڑ کر چلا گیا۔ اب نہ محبوب ملتا ہے نہ موت آتی ہے ۔

چرخہ کاتتے ہوئے ہم عمر لڑکیاں مجھے ستاتی ہیں پھبتیاں کستی ہیں ۔ طعنے دیتی ہیں اور نوک جھوک کرتی ہیں ۔ کئی مجھے شرمسار کرتی ہیں اور کئی مذاق کرتی ہیں ۔ میرا جی صدمے اٹھا رہا ہے ۔

میں اپنی بہنوں تک کو نہیں بھاتی ۔ ماں گالیاں دیتی ہے۔ میکے اور سسرال میں سے ہر شخص مجھے دکھ دیتا ہے اور نازک مزاج محبوب بھی ادھر کا رخ نہیں کرتا ۔ ایک مجھے سیج جلاتی ہے دوسرا عروسی تو شک جھلسا دیتی ہے ۔

مجھ بد بخت کے دکھ دن رات زیادہ ہوتے جاتے ہیں ۔ جس دن سے محبوب اپنے وطن کی طرف چلا گیا ہے ۔ غم و اندوہ نے دلگیر بنا دیا ہے اور مصیبتوں نے خوب ستایا ہے۔ اے خدا کبھی بچھڑے ہوئے پھر مل بھی سکیں گے ؟

یہ بد بخت اکیلی ہے اور محبوب بھی مُونس و غمخوار نہیں بنتا ۔ سرتیاں سہیلیاں بھی (پہلے کی سی) خاطر مدارات نہیں کرتیں ۔ گھر کا صحن خالی اور ویران نظر آتا ہے صرف قاتل ریگستان کی ریت سہاونی معلوم ہوتی ہے ۔

اے فرید قسمت نے یاوری نہ کی ۔ محبوب نے بالکل چارہ گری نہ کی ۔ اب کہاں جائے یہ دل جلی اور درد خوردہ ؟ یہ کسی کو نہ بھانے والی بد بخت رو رو کر ایک زمانے کو رُلا رہی ہے ۔

دو سو بہتر غزلوں میں سے صرف نو غزلیں پیش کرنا خواجہ فرید کے ساتھ بے انصافی کرنا ہے مگر مقالے کی تنگ دامانی اجازت نہیں دیتی کہ مزید کافیاں پیش کی

جائیں ۔ لہذا ہم آپ کے چند متفرق اشعار پر اکتفا کرتے ہیں۔ امید ہے ان میں خواجہ صاحب کی لطافت زبان کے علاوہ قادرالکلامی اور مشاہدہ فطرت کا ثبوت مل جائے گا۔

تھیاں سر سبز فرید دیاں جھوکاں
سہجوں خشکی چائی سُو کان
نَنڈ نہ ہاون کھیر
مولا ماڑ وسایا

(ترجمہ) فرید کی آبادیاں سرسبز ہو گئیں ۔ خشک گھاس کی کونپلیں از خود پھوٹ پڑی ہیں اور مویشیوں کے تھنوں میں دودھ نہیں سماتا ۔ مولا نے مار واڑ میں برسات لگا دی ہے

آ تن نہ بھانواں سینگیاں رُوایا
دُھوتیں ڈا وَیڑھا ڈھولن پرایا

(ترجمہ) چرخہ کاتنے والی نو خیز لڑکیوں کو میں نہیں بھاتی ۔ ہم عمروں نے مجھے رلا دیا ہے ۔ یہ محلہ چغلخوروں کا ہے اور اس پر طُرّہ یہ کہ محبوب بھی اپنا نہیں پرایا ہو گیا ہے

دلڑی دشمن سخت ستائے سینے چُبھڑی سانگ
یار بروچل کیچ سدھایا جالاں کیندے سانگ
مارو تھل دی پٹڑی لمبڑی ڈسم فرید نہ ٹانگ

(ترجمہ) دشمن دل نے سخت ستایا ہے ۔ سینے میں نیزہ

پیوست ہے ۔ محبوب بلوچ کیچ کی طرف چلا گیا ہے۔ اب کس کے سہارے زندہ رہوں ۔ قاتل ریگستان کا راستہ بہت طویل ہے اور اے فرید مجھے منزل مقصود کا بھی کچھ پتہ نہیں ؎

پا ہن چکوی کر کر چیکاں الہڑے زخم نہ چول

(ترجمہ) اے پاہن چکوی آہ و زاری کر کر کے میرے دل کے تازہ زخموں کو ہرا نہ کر۔

؎ جاں ڈیکھاں جھڑ مینہہ کِن مِن کُون
رووان کر کر یاد سجن کُون
اکھیاں بلکن مُونہہ ڈیکھن کُون
گل لاون کُون پھتکن باہیں

(ترجمہ) جونہی میں جھڑی اور بوندا باندی کو دیکھتی ہوں ۔ سجن کو یاد کر کر کے رونے لگ جاتی ہوں ۔ آنکھیں یار کے دیدار کے لئے تڑپنے لگ جاتی ہیں اور باہیں محبوب کو گلے لگانے کے لئے بیتاب ہو جاتی ہیں ؎

دُکھے پنڈے تھل دے پُور ہوون پل پل دے
دردیں دے ہتھ رس سائیں

(ترجمہ) تھل ریگستان کے سفر بہت دکھ دینے والے ہیں۔ پل پل میں کئی خیال ذہن پر ابھرتے ہیں۔ میری سواری کی راس (لگام) درد و الم کے ہاتھ میں ہے ؎

کیتی بھاگ سہاگ آتاول رُت آئی کر تُرت آباہل

کن ہن کنیاں رم جھم بادل بارش برکے برکے ووو

(ترجمہ) بخت اور سہاگ نے جلدی کی۔ برسات کا موسم بہت تیزی سے لوٹ آیا۔ بوندا باندی ہو رہی ہے اور بادلوں کی رم جھم ہے۔ بارش اٹکھیلیوں سے آرہی ہے۔

کانھ کھیلے خنکی چائی
چائی لشپاندے بور للائی
کُل پھلا کردے حُسن نمائی
سُکھ ملیا دُکھ ٹلیا ہے

تھیو سے حُول کنوں وانڈا
گذریا ویلھا وقت کھاندا
یار فرید الیم دل بھانڈا
بخت آساں وَل ڈھلیا ہے

(ترجمہ) سرکنڈے اور جھاڑ سرسبز ہو رہے ہیں۔ لئی کے پودوں پر سرخ بور آ رہا ہے۔ پھول پتیاں حُسن نمائی کر رہے ہیں۔ سُکھ مل گیا ہے اور دکھ ٹل گیا ہے۔ مصیبتوں سے جی فارغ ہو گیا۔ دکھوں کا وقت گذر گیا۔ اے فرید مجھے اپنے من کا میت مل گیا ہے۔ بخت نے میری طرف رجوع کیا ہے۔

آج فال فراق ڈسیندی ہے
متاں یار کنوں نکھیڑیندی ہے

سختیاں لودھیاں سکھ تھئے تھولے
رنج الم غم سوز سمولے
چرکھا کھڑے رُوں رُوں بولے
تند ڈنگی وَل چندی ہے
اج فال فراق .....

(ترجمہ) آج فال جدائی کی نکلی ہے۔ مبادا یہ کہیں میرے دوست کو تو مجھ سے جدا نہیں کرتی! مصیبتیں زیادہ ہو گئیں اور راحت کی گھڑیاں کم ہو گئیں۔ رنج الم غم اور سوز سب اکٹھے ہو گئے ہیں۔ چرخہ روں روں کر کے دکھ بھرے گیت گا رہا ہے۔ اور تاگا ٹیڑھے پیچ بنا رہا ہے۔ خدا خیر کرے!!

نال تولہہ ٹانگ سنداری ۔ ہوندا ہی تے نئیں باری
مینہہ بوری رات اندھاری ۔ بیا خاص مہینہ پوہ ہے

حل لغات: تولہہ۔ سرکنڈوں کا گٹھا جس کے ذریعہ ندی پار کرتے ہیں۔ ٹانگ: ندی کے دوسرے کنارے کا وہ نشان جسے پیش نظر رکھ کر دریا پار کرتے ہیں منزل مقصود۔ سنداری: مشکیزہ چرمی جس میں ہوا بھرتے ہیں اور جس کے ذریعے ندی پار کی جاتی ہے۔ بوری: بارش کا زور۔

(ترجمہ) ندی پار کرنے کے لئے نہ تولہہ ہے اور نہ سنداری بلکہ ٹانگ کا بھی کوئی پتہ نہیں۔ میں تیرنا نہیں جانتی اور ندی (پہاڑی نالہ) بھی جوش میں ہے بارش زور کی

شروع ہوگئی ہے اور رات بھی اندھیری ہے اور اس پر طرّہ یہ کہ پوس کا مہینہ ہے۔

ـــہ پیلھوں چُندیں بوچھن لیراں چولاوی تھیا لیر کتیراں

گاڑھے کرنڑ بچار
ہینگیاں ہرتیاں وے

آئیاں پیلھوں چُن دے سانگے اوڑک تھیاں فریدن وانگے

چھوڑ آرام قرار
ہکیّاں بکیّاں وے

(ترجمہ) پیلو (ریگستان علاقے کا ہنگلی پھل) چُنتے چُنتے دوپٹہ تار تار ہو گیا ہے۔ اور چولی بھی پرزے پرزے ہو گئی ہے۔ ہم عمر اور سہیلیاں شکائتیں کرتی ہیں اور نکتہ چینی (بلکہ عیب جوئی) کرتی ہیں۔

یہ سب پیلو چننے (کے تعلق سے) آئی تھیں ـــ لیکن آخر فرید جیسی ہو کر رہ گئیں۔ آرام قرار چھوڑ کر وارفتہ اور حیران ہیں۔

ساون کی برساتیں اور چیت کی بہاریں ریگستانی علاقوں کے شب و روز اس قدر دلکش اور نظر فریب بلکہ ہوش ربا مناظر پیش کرتے ہیں کہ بیان نہیں ہو سکتے۔ خواجہ فرید اپنے گرد و پیش سے متاثر ہو کر اپنے وطن کے مناظر پیش کرتے ہیں۔ اور مصنوعی تشبیہوں، استعاروں اور غیر ملکی ماحول سے اجتناب کرتے ہیں۔ ان کے کلام کی رنگینی اور

جاذبیت کی ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اصلی اور حقیقی زندگی کا عکس پیش کرتے ہیں اور محض خیالات کی دنیا میں کھو کر نہیں رہ جاتے جو کافیاں بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش کی گئی ہیں ان میں زندگی تڑپ رہی ہے اور واردات قلبی کی خیالی اور فرضی رنگ آمیزی کی بجائے سچی اور صحیح تصویر پیش کی گئی ہے۔

اثر آفرینی کے لئے ضروری ہے کہ شاعری کے لئے زبان بھی ایسی استعمال کی جائے جو سادہ سلیس اور صاف ہونے کے علاوہ ماحول کے عین مطابق ہو اور انہیں لوگوں کی زبان ہو جن کے متعلق شعر کہا جا رہا ہے۔ خواجہ صاحب کے کلام میں یہ چیز بدرجہ اتم موجود ہے زبان کے لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ خواجہ صاحب منفرد ہیں۔ آپ الفاظ نہ صرف موقع اور محل کے مطابق استعمال کرتے ہیں بلکہ اس قدر فصیح اور ٹھیٹھ ملتانی بولتے لاتے ہیں کہ کلام کی دلکشی دوبالا ہو جاتی ہے۔

ملتانی زبان باوجود اپنی ہمہ گیر وسعت کے چونکہ بہت کم ضبط تحریر میں آئی ہے اور اس کے مد مقابل زبانیں اسے میدان سے ہٹانے پر تل گئی ہیں۔ اس لئے اس کا بہت جلد کسی دوسری زبان میں ضم ہو جانا یقینی تھا۔ خواجہ صاحب نے ٹھیٹھ ملتانی الفاظ کو اپنا کر ملتانی الفاظ کو زندہ جاوید کر دیا۔

خواجہ صاحب کے ٹھیٹھ ملتانی الفاظ تعلیم یافتہ طبقے میں رواج ہو چلا تھا کہ ملتانی الفاظ پر عربی فارسی یا انگریزی الفاظ کو ترجیح دیتے تھے اور اس میں وہ اپنی

تہذیب یافتگی سمجھتے تھے - رفتہ رفتہ انہیں اپنی زبان کی کم مائگی اور بے بضاعتی کا شبہ ہونے لگ گیا تھا - مگر خواجہ صاحب نے ان برخود غلط اصحاب کی غلط اندیشی دور کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ملتانی زبان کا دامن نہ صرف بہت وسیع ہے بلکہ اس میں نازک سے نازک خیال ادا کرنے کی صلاحیت بھی ہے اور آئندہ ترقی کرنے کے اسباب بھی موجود ہیں -

ذیل میں ہم ان خاص ملتانی زبان کے الفاظ کی فہرست پیش کرتے ہیں - جنہیں خواجہ صاحب نے اپنے کلام میں استعمال کیا ہے اور جو نہ صرف دیہاتی زندگی کی جان ہیں بلکہ فصاحت اور بلاغت کے لحاظ سے انمول موتی ہیں - یہ فہرست ان الفاظ پر مستزاد سمجھی جائے جو ''ملتانی زبان کے الفاظ'' کے تحت پیشتر ازیں پیش کر چکے ہیں - اس فہرست میں کچھ مصدر بھی آ گئے ہیں اگرچہ ہم انہیں علیحدہ بھی اصول وغیرہ کے ضمن میں درج کریں گے :-

خواجہ فرید کی زبان کے ٹھیٹھ ملتانی الفاظ

—الف—

الفاظ	معنی
آتن	وہ مشترکہ چبوترہ جہاں محلے کی لڑکیاں مل کر چرخہ کاتتی ہیں۔
آلا (زخم)	تازہ زخم۔ ہرا زخم
آباھل	جلدی۔ آتاول
اجایا	بے نتیجہ۔ بیکار
اَجھوں	عنقریب
اِڑ کھڑ (کھڑاند)	چھڑ چھاڑ
آکاڑ	وہ میدان جہاں گائیں رات بسر کریں۔
آلانبھا	گلہ۔ شکایت
اَلبھل	خاطر مدارات
اَلول	کلیل
اوڑک	آخر کار
اَواسار	بے خانماں
اولا	جائے پناہ
اوڑا	بے ڈھب۔ انوکھا

—ب—

بار	۱۔ جنگل ۲۔ وہ جگہ جہاں خرمن رکھا جاتا ہے۔

الفاظ	معنی
باکن	درد ناک آواز سے رونا۔
باجھ	بغیر
بَھِڑن	اکسانا۔ شکارنا پیچھے لگانا۔
بر	بیابان
بَردا	غلام۔ نوکر
بِشیر	کالا سانپ
بِکھڑن	رنگ کا پھیکا پڑ جانا
بَکھس	بیتاب ہونا
بَنڑا	دولھا
بھال	تلاش۔ انتظار
بھَت	مد اور زیر زبر کی تختی۔
بَھسّن	بے دم ہو جانا
بُھسّڑ چھائی	راکھ۔ خاکستر
بھنوالی	چکر
بیٹ	دریا کے کنارے کی ریتلی زمین۔
بیشم	بدحواس
بیلا	لائی کا جنگل
بیور	دو پارچات چنی اور چولی۔

— پ —

الفاظ	معنی
پاڑا	۱ - محلہ ۲ - دو ہلونکیے اوڑ کے درمیان کی جگہ -
پَٹّی	کف دست میدانو
پَچارا	گلہ شکایت
پِڑ	۱ - وہ دائرہ جہاں مویشی باندھے جاتے ہیں - ۲ - کنوئیں کا دائرہ جہاں بیل چلتے ہیں ۳ - مقررہ مقام
پِڑی	وہ دائرہ جس کے اندر کشتی وغیرہ کھیلتے ہیں -
پِڑپوون	قسمت میں لکھا ہونا - ملے پڑنا - ملنا
پَسارا	پھیلاؤ - (پسرن — پھیلنا)
پُکھا	حصہ قسمت
پَلیتا	فتیلہ
پَلیرَ	وہ گڑھا جس میں بارش کا پانی جمع رہتا ہے -
پَندھ	مسافت

الفاظ	معنی
پندھیڑو (پاندھی)	سفیر - قاصد
پُنڈ	بوجھ - وزن
پُوز	تفکرات
پھتکن	پھڑ پھڑانا - آزاد ہونے کی کوشش کرنا
پھولن	جستجو کرنا - کریدنا
پھیٹا	نا اتفاق - ناچاکی - دشمنی -

— ت —

تات	۱ - خبر - ۲ - عطیہ
تاڈا	مسافر کے دم لینے کی عارضی قیام گاہ -
تار	اتنا گہرا پانی جس میں آدمی ڈوب جائے
تانگ	انتظار
تاون	جلانا - گرمانا
تَرانڑ	سہارا - آسرا
تریور	سہ پاچہ
تِڑ	وہ مقام جہاں سے پیدل جانے والے دریا یا ندی کو عبور کرتے ہیں -
تند	تانت - تار
تُنلا	گوشۂ چشم
تَوار	مویشیوں کے گلے کی گھنٹی کی آواز -

الفاظ	معنی
توڑ	انجام ۔ آخر تک
تھوک	مد مقابل
تھوہ	منزل مقصود
	— ٹ —
ٹانگ	دریا کے دوسرے کنارے کا وہ نشان جسے سامنے رکھ کر دریا عبور کرتے ہیں۔
ٹبّر	کنبہ
ٹوبھا	بارش کے پانی جمع ہونے کا گڑھا۔
ٹوک	طعنہ
ٹول	مجمع ۔ گروہ
ٹھپّن	(کتاب) بند کر دینا
ٹھہن	سجنا ۔ زیب دینا ۔ موافق ہونا۔
	— ج —
جالن	گذارنا ۔ بسر کرنا
جَترن	برداشت کرنا ۔ صبر کرنا ۔ سہارنا ۔
جُگھون	غم میں گھلنا
جُگت	طعنہ استہزا
جوہ	مشترکہ چراگاہ
جھاب	ظرف شیر
جھر	سرکنڈوں کا جنگل

الفاظ	معنی
جھرن	سوچتے رہنا ۔ سوچ
(جھرانا)	بچار
جھنگ	پیلو کے درختوں کا جنگل ۔
جھوک	عارضی آبادی
	— چ —
چترانگ	چٹیل میدان
چپول	چوچلے
چری	دیوانہ ۔ پاگل
چک	دانت سے کاٹنا
چلّن	ہلنا ۔ سرکنا
(چولن)	ہلانا ۔ سرکانا
چندرا	بدبخت ۔ بد نصیب
(چندری)	
چوڑلی	چوڑے والی
چوگوٹھ	چہار طرف
چونڈھی	چٹکی بھرنا
چھانگ	مویشیوں کی قطار
چھل	سیلاب
چھول	تلاطم
	— د —
درمل	علاج
دروہ	دغا ۔ فریب
دڑکا	دھمکی
دلاسے	دلاسے ۔ تسلیاں

الفاظ	معنی
ڈھاڑ	چیخ - پکار
دھانہہ	فریاد
دُھر	ابتدا
دَھڑَک (دنڑک)	دھاکا
دھڑی	وقت عروسی کے گندھے ہوئے بال -
دھنگانڑیں	جبراً - زبردستی
دُھوتی	چغلخور
دھوڑے	دھکے
دَھیئناں	(جمع دھئیں) برزے ٹکڑے ریشے -
دھیر	تدبیر - تجویز
— ڈ —	
ڈا	ڈھنگ - طریقہ
ڈاگ	مویشیوں کا گلہ
ڈان	گھٹی
ڈُرائے	مصائب - تکلیف
ڈَس	پتہ - سراغ
ڈُسکن	سسکیاں بھرنا
ڈَمر	بیماری - مرض
ڈَمّوسی	فخر - بڑائی
ڈوہ	الزام
ڈوچاپہ	منافق - دورخا

الفاظ	معنی
ڈونگر	پہاڑی علاقہ - پتھریلی زمین سطح مرتفع -
ڈھالا مارن	فال لینا - پان پھینکنا
ڈھانڈہ	آتش جوالہ
ڈھانڈھے	مویشی
ڈَھر	ریگستان کے کف دست میدان -
ڈُھیلی	ملزمہ - غمزدہ
— ر —	
راڑا	شور کرنے والا
رانڈ	کھیل
راوا	دریائی آبپاشی سے دور سخت زمین -
رَڑَن	چیخنا چلانا - فریاد کرنا -
رودھے	مصیبتیں - مشکلات
روھڑی	جلی ہوئی - پکی ہوئی
روک	نقد
رولن (رلّن)	آوارہ کرنا - ہونا
روہ	پہاڑ
روھی	ریگزار
ریگ	ریت کا سمندر
رِیڑھ	درد استخوان
رِیتا	رنگین پوشاک عروسی
— س —	
ساگی	بعینہ
ساھی	دم لینا

الفاظ	معنی
سِراندی	سر کی طرف یا نیچے
سَرتی	ساتھ کھیلنے والی
سُرمجے	سسرال
سڑول	حاسد ۔ جلنے والا
سِک	چاہت ۔ خواہش
سَگھڑی (سکھری)	کنبے سمیت
سگھڑاں	خالی
سَمَل	زادراہ
سمولن	جمع کرنا
سَنجھ	شام
سَندھ	جوڑ
سنگن	لحاظ کرنا ۔ تامل کرنا
سنگولا	نیزہ
سُول	۱ ۔ کانٹے ۲۔ مصائب
سَوَلا	نزدیک
سُوتھہ	واقفیت
سُوتھاں	جان پہچان ۔ واقف
سُوک	(خشک بے جان گھاس) ۔
سے (سہنس)	سینکڑوں
سہجوں	ازخود ۔ خود بخود
سِیڑھ	منجدھار ۔ دھار

الفاظ	معنی
سِیندھ	مانگ
سینگا	ہم عمر
	— ش —
شودا	بیچارا
	— ک —
کاپا	زخم کا نشان ۔ کاٹ
کامن	جادو
کانھ	کاہ ۔ آبی سرکنڈا
کانی	تیر
کاوڑ	غصہ
کُرلاون	دردناک آواز میں رونا
کرنگ	لاش ۔ ڈھانچہ
کرور	کانچ ۔ نازک شیشہ
کِرھوں	اونٹ
کِریر	نفرت ۔ کراہت
کَسنی	قضا ۔ شومی قسمت
کِشال	درد ۔ تکلیف
ککیس	عذاب
کل	خبر
کُور	سخت
کملا	دیوانہ
کوجھی (کوجھا)	بد صورت

الفاظ	معنی
کھاڈا	چوبچہ
کَھپّن	متفکر ہونا
کھڈ	گڑھا
کُھڑ بھُن	دلدل میں مویشی کے کھروں کے نشان۔
کھوب	دلدل
کھیتر	خربوزوں کا کھیت
کَھیڑن	طعنے دینا
کھیل	نالی جو کھیت تک پانی لے جاتی ہے۔
کیبر	تیر
کیری	خاکستر
	— گ —
گاری	کڑکی۔ پرندوں کے پھنسانے کا آلہ
گالن	ضائع کرنا
گالھا	دیوانہ ۔ پاگل
گپ	دلدل
گپاٹے (کھاون)	دشت نوردی کرنا
گُجھ	راز
گولن	تلاش کرنا
گولی	خادمہ ۔ غلام
گھالن	جھیلنا
گھل	اونگھ ۔ غنودگی
گھلن	بھیجنا

الفاظ	معنی
گُھلن	ہوا کا چلنا
گَھنڈ	مویشی کے گلے کی گھنٹی۔
گُھنڈ	گھونگٹ
گھولن	قربان کرنا
گیڑ	گردن کا پھندا
گیڑی	مفسد
	— ل —
لانگھا	گذرگاہ
لُر	بد حواس
لُری	باد شمال
لَسک	بجلی کی چمک
لُکاون	چھپانا
لَمبڑ	طوالت
لَبی	شعلہ
لوڑھن	بہا دینا
لوون	گھولنا ۔ حل کرنا
لوھن	محروم کا خواھشمند رھنا
	— م —
ماندا	بیمار
مت	نصیحت
متاں	شاید
مترائی	سوتیلی

الفاظ	معنی
مَڈ	مجمع - عارضی بستی
مَڈی	ساز و سامان
مَڑیچھ	مارواڑ کا
مُساون	بد نصیب کرنا
مُکلاون	الوداع کہنا
مَنتارا	جو تیرنا نہ جانتا ہو
مُنجن	بھیجنا
مندے	گالیاں
مُنڈھوں	ہرگز
مُوڑی	سرمایہ - اثاثہ
موڈھ	سر پر رکھا ہوا سامان
مُونجھ	غم - اداسی
	— ن —
نِبھایا	نا پسند
نِجرن	نزار ہونا
نِروار	انصاف
نِساہا	بے دم
نِکھڑن	جدا ہونا
نِمانا	بیکس - عاجز - بےمایہ
نَمُوز	ناموس
نَند	شیردان (آلہا)

الفاظ	معنی
نِوَّن	جھکنا
نِہارن	راہ دیکھنا
نِہوڑے	ناز و ادا
نَہیڑن	برا بھلا کہنا
نیٹا	تاریخ - واقعہ
نَیں	رود کوہی
نَیون	لے جانا
	— و —
وات	منہ
واٹ	راستہ
واندا	خالی
وانڈھا	ایک طرف تنہا
وانگ (وانگن)	مانند
واہ	راہ فرار - راہ نجات
وَٹّھ	گرفت
وَڈان	ہتھوڑا
وِرادھن	روپ دھارنا
وِساہ	اعتبار - بھروسا
وَسیب	ہمسائیگی
وَکڑا	پانی روکنے کا بند
وکیڑا	نرغہ - پھندا
وِکھوے	گلے

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
وگھرن	پھیلنا	وِیار	عیب
وَلاونَ	واپس کرنا	ویلا	وقت
وِلاوَن	طفل تسلی سے راضی کرلینا۔	ویلھا	فارغ ۔ بیکار
وَنگ	چوڑی	وَبدن	سرگذشت
وَوٹھ	برسات		ـــ٥ـــ
وَوہ	خبر ۔ خوشخبری افواہ۔	ھٹکن	منع کرنا
وھاون	گذرنا ۔ بسر ہونا	ھُٹّن	تھکنا ۔ تھک کر چور ہو جانا ۔
وَھر	گروہ متلاشیاں ۔ہجوم	ھِک ٹِک	تیربھدف
وَھیر	بہتا ہوا پانی	ھُلّن	مشہور ہونا
		ھِیل	نرم رو ٹھنڈی ہوا

ملتانی زبان کی ادبی حیثیت

سطور بالا میں ملتانی زبان کے لٹریچر کا جو خاکہ پیش کیا گیا ہے ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ :۔

۱۔ ملتانی زبان ادبی زبان ہونے کی حیثیت سے بھی ایک علحدہ مقام رکھتی ہے اور اس پہلو سے بھی یہ کسی دوسری ہند آریائی زبان سے پیچھے نہیں ۔

۲۔ اس میں ادب کی تمام اصناف پر طبع آزمائی کی جاتی رہی ہے گو اس کا ادبی سرمایہ محفوظ نہیں رہ سکا ۔ بعض اصناف سخن میں ملتانی زبان کو اولیت کا رتبہ حاصل ہے ۔

۳۔ ملتانی زبان میں ادب پیدا کرنے ۔ لسانی ارتقا حاصل کرنے اور دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر سمو لینے کی بے پناہ طاقت ہے ۔ اس میں نازک سے نازک خیال کے ادا کرنے کی صلاحیت بھی ہے اور اس میں مقرون اور مجرد مفہوم کے ہر قسم کے الفاظ موجود ہیں ۔

دسواں باب

قواعد ملتانی زبان

"ایک زندہ زبان کے لئے قواعد کی چنداں ضرورت نہیں ... عموماً اور اکثر کبھی زبان کی صرف و نحو اس وقت لکھی گئی جبکہ کسی غیر قوم کو اس زبان کی تحقیق یا اس کے سیکھنے کی ضرورت واقع ہوئی۔ اور صرف و نحو کی ابتدا یا اس کے متعلق جد و جہد ہمیشہ غیر قوم والوں کی طرف سے ہوئی کیونکہ اہل زبان اس سے مستغنی ہوتے ہیں"۔[1]

ملتانی زبان کی گرامر مبسوط اور مکمل صورت میں آج تک نہیں لکھی گئی۔ یوروپین محققین میں سے خارج گریرسن اور مسٹر اوبرائن نے جو چند کلمات اس زبان کے اصول و قواعد سے متعلق تحریر کئے ہیں ان کو صرف ضمنی حیثیت حاصل ہے۔ انفرادی نہیں۔ کیونکہ انہوں نے مختلف علاقوں کی بولیوں کا تقابل کرتے ہوئے اس زبان سے ان کے اختلافات اور اتفاقات بیان کرنے تک اپنے آپ کو محدود رکھا ہے۔ مسٹر اوبرائن کی کتاب 'اے گلاسری آف دی ملتانی لینگویج' میں نسبتاً تفصیل سے کام لیا گیا ہے۔ تاہم ملتانی زبان کی گرامر مفصل اور مکمل صورت میں سامنے نہیں آئی۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہی ہے کہ ملتانی زبان کی گرامر لکھنے کی آج تک ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ غیر اقوام نے ان بولیوں کی طرف زیادہ توجہ کی ہے جن کا سیکھنا انہیں کے لئے سیاسی وجوہ کی بنا پر ضروری تھا۔ سندھ

۱۔ قواعد اردو۔ مولوی عبدالحق صاحب۔ انجمن اردو پریس۔ اردو باغ اورنگ آباد دکن ۱۹۲۶ء ایڈیشن بار دوم ص ۱۷ - ۱۸۔

اور مغربی پنجاب کی بولیوں میں سے سندھی، بلوچی اور پشتو پر ان کی نظرِ انتخاب اسی سیاسی ضرورت کی بنا پر پڑی ورنہ شاید یہ زبانیں بھی منظر عام پر نہ آتیں۔

ملتانی زبان کے اصول و قواعد

ملتانی زبان کا مطالعہ لسانی تحقیقات کے سلسلے میں اس لئے دلچسپ ہے کہ اس میں جہاں ہند آریائی زبانوں سے تقابل کیا جا سکتا ہے وہاں غیر آریائی زبانوں کا عنصر بھی بہت زیادہ ہے اور باوجود اس کے یہ ایک بیچ میل قسم کی زبان ہے اور سندھی، پنجابی، لہندا، بلوچی، پشتو، فارسی، عربی، سنسکرت اور متعدد بیرونی زبانوں کے امتزاج سے وجود میں آئی ہے۔ اس کے اصول و قواعد ان میں سے کسی بھی زبان کے اصول و قواعد پر مبنی نہیں اور مستقل ہیں۔ یعنی اصول و قواعد کے لحاظ سے اس کا ان زبانوں سے اشتراک بھی ہے اور جہاں اشتراک نہیں ہے وہاں اس کے اپنے اصول ہیں اور وہ غیر مبدل اصول ہیں۔ اشتراک صرف ''خذما صفا و دع ما کدر'' کی حد تک واقع ہوا ہے یعنی ملتانی نے دوسری زبانوں میں جو اچھا اصول دیکھا ہے اسے اپنا لیا ہے اور جو اسے مشکل یا غیر ضروری دکھائی دیا ہے وہ اس نے چھوڑ دیا ہے۔

کسی زبان کے قواعد لکھنے میں کیا کیا دشواریاں پیش آتی ہیں خصوصاً اس وقت جب یہ قواعد سب سے پہلے لکھے جا رہے ہوں اور لکھنے والے کے سامنے اس کا کوئی نمونہ موجود نہ ہو۔ اس کا اندازہ کچھ ہم ہی لگا سکتے ہیں۔ تاہم کوشش کریں گے کہ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہو سکیں۔ ملتانی زبان کی گرامر لکھنے میں ہم نے ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب

کا تتبع کیا ہے اور مضامین کی ترتیب اور اصطلاحات کے استعمال وغیرہ کے سلسلے میں ان کی کتاب 'قواعد اردو' کو پیش نظر رکھا ہے۔

ملتانی زبان گرامر کی غیر ضروری پیچیدگیوں سے خالی ہے اور چونکہ مقررہ قوانین کی سختی سے پابندی کرتی ہے اس لئے سادہ اور آسان ہے۔ ہندی الاصل ہونے کے باوجود یہ سنسکرت، ہندی، پنجابی یا برج بھاشا وغیرہ اور وسط ہند کی زبانوں کے اصول وقواعد بہت کم استعمال کرتی ہے اور غیر ہند کے الفاظ کو اپنے اندر سمولینے اور انہیں اپنی ضروریات کے مطابق ڈھال لینے میں بخل نہیں کرتی جیسا کہ آئندہ صفحات میں واضح ہوجائے گا۔

حروف تہجی

اس وقت ملتانی زبان میں وہ تمام حروف اور آوازیں موجود ہیں جو اردو یا اس کی دوسری ہمسایہ زبانوں میں پائے جاتے ہیں بلکہ پانچ ایسی آوازیں بھی ہیں جو سوائے سندھی کے دوسری زبانوں میں نہیں ملتیں۔ یہ آوازیں ب ۔ چ ۔ ڈ ۔ گ ۔ ں ۔ ہیں

ملتانی کے خاص حروف تہجی۔

ان میں سے ں کی آواز لہندا میں پائی جاتی ہے۔ یہ دراصل ہندی کا (ڑان) ہے جسے سندھی میں ڑونڑ کہتے ہیں۔

خاص عربی حروف یہ ہیں :

ث ۔ ح ۔ ذ ۔ ص ۔ ض ۔ ط ۔ ظ ۔ ع ۔ ق ۔ یہ حروف عربی الفاظ میں استعمال ہوتے ہیں۔ ملتانی زبان کے بولنے والے عوام ان میں اور ان کے دوسرے ہم مخرج حروف میں امتیاز نہیں کرتے۔ اگرچہ وہ ان کے ادا کرنے سے قاصر نہیں ہیں۔

قدیم رسم الخط : جب تک موھنجوڈارو سے برآمد شدہ تختیاں پڑھی نہ جا سکیں اور اس قدیم زبان سے متعلق صحیح اطلاعات فراھم نہ ھو سکیں نہیں کہا جا سکتا کہ ملتانی زبان کا رسم الخط کیا تھا ۔ جو کچھ تاریخ کے صفحات ھماری مدد کر سکے ھیں وہ یہ ھے کہ ملتانی زبان ابتداً لنڈا رسم الخط میں لکھی جاتی تھی ۔ یہ رسم الخط مقامی باشندے استعمال کرتے تھے مگر اس کے حروف اس قدر ناقص تھے کہ لکھنے والے کو تحریر کے پڑھنے کے لئے خود ھی تکلیف گوارا کرنی پڑتی تھی اور یہ ضروری بھی نہیں تھا کہ وہ اس کے پڑھنے میں ھمیشہ کامیاب رھتا ۔ ذیل میں لنڈا رسم الخط[1] کے حروف دیے جاتے ھیں ۔ لنڈا کے معنی شاید لنگڑا (Crippled) کے ھیں ۔ یہ غالباً دیوناگری رسم الخط کی بگڑی ھوئی صورت تھی اور غالباً اسی بنا پر اس زبان کو اردھ ناگری یعنی نصف ناگری کہا جاتا تھا :۔

اَ	آڑا	تَ ۔ تھَ
اِ	ایڑی	دَ
اُ	اُوڑا	دَھ
اے		نَ
او		ٹَ
ں		جَ
ہ		چھ
كَ		جَ
كھ		جھ
گَ		نَ
گھ		ڑَ

1. *Linguistic Survey of India* — George Greirson — Govt. of India Press 1919 Edition—Volume VIII Part I Page 311.

ٹھ ڈھ ڑھ
ن م ر ل و ڑ ں ھ ء

خط نسخ کا استعمال: ملتانی زبان نے موجودہ رنگ ۱۱۱۱ ہجری میں اختیار کیا تھا ۔ یعنی جب سے غیر ملکی زبانوں میں سے عربی اور فارسی نے اس وقت کی ملکی زبان کی ہیئت کذائی کر دی ہے اور اس کے نتیجے میں ملتانی زبان معرض وجود میں آئی ہے اس کا رسم الخط عربی وضع پر تبدیل ہو گیا ہے ۔ یعنی ملتانی زبان عربی حروف میں خط نسخ میں لکھی جانے لگی ہے ۔ عربی حروف میں خاص ہندی حروف اور بھ پھ وغیرہ کی آوازیں نہیں ہیں ۔ ملتانی زبان میں تو کچھ عرصہ تک ان آوازوں کو بلا امتیاز دوسرے قریب المخرج حروف سے ادا کیا جاتا رہا لیکن جب اردو نے اپنے حروف گھڑ لئے تو انہیں ملتانی نے بھی اپنا لیا ۔ جو آوازیں اردو میں نہ تھیں ان کے لئے ملتانی نے ایک نقطے کا اضافہ کر دیا ۔ اب اس کی ابجد ہر طرح سے مکمل ہے گو اس نے سندھی حروف تہجی کو رائج نہیں کیا ۔

سندھی اور ملتانی کی آوازیں گو ایک ہی ہیں لیکن دونوں کے رسم الخط میں بہت فرق ہے ۔ ذیل کے سندھی حروف ملتانی میں اردو کے مطابق لکھے جاتے ہیں :-

ڏ : بھ ٽ ۔ ٿھ ٺ ۔ ٽ ٺ ۔ ٹھ ق ۔ پھ ڇ ۔ چھ ڏ ۔ دھ ڊ ۔ ڏ ڊ ۔ ڈھ ڑ ۔ ڑ ک ۔ کھ

سندھی اور ملتانی کے حروف

جو آوازیں صرف سندھی اور ملتانی میں پائی جاتی ہیں دوسری زبان میں نہیں، ان کے لئے بھی ملتانی نے سندھی حروف اختیار کرنے کے بجائے زیادہ آسان طریقہ استعمال کیا ہے یعنی ایک نقطہ بڑھا دیا ہے :

سندھی حروف	ملتانی حروف
پ - چ - ڈ - گ - ڻ	پ - چ - ڈ - گ - ڻ

حط نسخ کا نمونہ : آج سے تین سو سال پرانی تحریروں میں ملتانی زبان خط نسخ میں اس طرح لکھی جاتی تھی :-

پھر	—	پڑھ	ودھ کھت	—	ودھ گھٹ
توری	—	توڑے	کناہ	—	گناہ
ھتہ	—	ھتھ	پندی	—	پنڈے
دینہ	—	ڈینیہ	اسادا	—	اساڈا
کور	—	کوڑ	چنکیاں	—	چنگیاں
کورا	—	کوڑا	کور	—	گور

وغیرہ

بھ - پھ - تھ - ٹھ - جھ - چھ - کھ - گھ - دھ - ڈھ اور ڑھ کے علاوہ ملتانی زبان میں لھ اور نھ کی آوازیں بھی بکثرت موجود ہیں - ان آوازوں کے ظاہر کرنے کے لئے ھائے دوچشمی استعمال کی جاتی ہے -

اعراب : ملتانی زبان میں اعراب وہی استعمال ہوتے ہیں جو عربی، فارسی یا اردو میں ہوتے ہیں - انگریزی کی "E" کا تلفظ

گو ملتانی اور اردو دونوں میں موجود ہے مگر ان کے لئے کوئی علیحدہ علامت دونوں زبانوں میں نہیں ہے ۔ یہ اس لئے غیر ضروری سمجھا گیا ہے کہ یہ حرکت صرف ہ والے الفاظ میں آتی ہے اور اس کے امتیاز کے لئے ہ کی صورت خطی ہی بدل دی جاتی ہے جیسے بہ اور بھ ، کہ اور کھ ، مہ اور مھ وغیرہ میں ۔

اسم : اسم کی دو قسمیں ہیں ۔ ایک اسم خاص دوسرا اسم عام ۔ اسم خاص کو مزید چار پانچ قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ ۱۔ خطاب ۲۔ لقب ۳۔ عرف ۴۔ تخلص وغیرہ خطاب بادشاہ اور حکومت کی طرف سے ملتا ہے ۔ لقب اصلی نام ہے جو کسی خصوصیت یا وصف کی وجہ سے پڑ گیا ہو ۔ ملتانی زبان اس قسم کے القاب دینے میں بہت فراخ حوصلہ ثابت ہوئی ہے اسماء رجال کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ القاب زیادہ تر ذیل کے طبقے کے لوگوں کو حاصل رہے ہیں :۔

(۱) پیروں اور سجادہ نشینوں کو ۔ جیسے پیرانِ پیر سید صدرالدین گیلانی ۔ لالڑیاں والے پیر ۔ پاک مائی ، سخی سرور وغیرہ ۔

(۲) سرداروں اور زمینداروں کو جیسے مَہر ۔ مَلِک ۔ جام ۔ خان ۔ سردار وغیرہ ۔

(۳) اہل حرفہ اشخاص اور بعض دوسری اقوام نانگوال ۔ کھتران بزدار وغیرہ ۔ 'عرف' مختصر سا نام ہے ۔ جو محبت یا حقارت یا محض اختصار کی خاطر پڑ جاتا ہے جیسے سردار خان کو سدّو خان ۔ بخش کو بکھو اور بکھا ۔ اللہ بخش کو بکّا یا بکوّ

بخت بھری کو بکھو - عائشہ کو عاشو - حسن کو حسّو - غلام نبی یا نبی بخش کو نبّا - نبیلا - نبّو - محمد نواز کو نازو - تاج محمد کو تاجو یا تاجا - صاحب خاتون کو صابو - کنیز زہرہ کو زار ہو یا زار خان امیر بخش کو میرو یا میرن - نورالنساء کو نورن - نوراں - نوری - نرائی وغیرہ احمد بخش کو احمدانڑاں یا احمدو - اللہ داد کو دادو - قادر بخش کو قادرو قادرا بلکہ قادو اور قادا - غلام محمد کو گامون - گمان وغیرہ -

تخلص شعرا کا مختصر نام ہوتا ہے، جیسے خوشدل ، فرید ، شاید ، گداز وغیرہ — اس کے علاوہ دریاؤں ، پہاڑوں ، شہروں اور بیماریوں کے نام بھی اسم خاص میں شمار ہوں گے - ملتانی میں ان چیزوں کی بعض خصوصیات کی بنا پر ان کے علیحدہ نام رکھ لئے جاتے ہیں - شہروں ، دیہاتوں اور قصبوں کے نام تو رکھے ہی کسی خصوصیت کی بنا پر جاتے ہیں جیسے مکھن بیلہ ، ٹھٹھہ گورمانی ، خان گڑھ وغیرہ - بیماریوں کے نام بھی دلچسپی سے خالی نہیں - تریجھ تیسرے دن کے باری کے بخار کا نام ہے - تپ دق کو گندا تپ کہتے ہیں اور محرقہ کو دھاڑیاں آلا - بھوڑے کو چیرا دینے کے لیے مبارکی دینا کہتے ہیں -

اسم خاص : بعض اوقات اسم خاص بطور صفت بھی استعمال ہوتے ہیں جیسے حاتم وغیرہ -

اسم عام : اس کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں - ان میں سے چند ایک یہ ہیں :-

اسم کیفیت ، اسم جمع ، اسم ظرف ، اسم آلہ -

اسمائے کیفیت : ملتانی زبان میں شاذ ہی کوئی مصدر ہوگا جس سے اسم کیفیت نہ بنایا گیا ہوگا ۔ ان کی متعدد قسمیں ہیں بعض افعال سے بھی بنائے گئے ہیں بعض اسما اور صفات سے نیز دو لفظوں کے جوڑنے یا ایک ہی لفظ کی تکرار سے بھی بنائے گئے ہیں اور عربی ، فارسی یا ہندی کے اسمائے کیفیت بھی موجود ہیں ۔

افعال و مصادر سے بنائے جانے والے اسمائے کیفیت اور ان کے بنانے کے طریقے

۱۔ افعال و مصادر سے بنانے والے اسمائے کیفیت

(۱) مصدر کی علامت دور کرنے سے جیسے

بدھن سے بدھ	بمعنی	اتفاق	ڈھکن سے ڈھک	بمعنی	قید
بکن سے بک	،،	پختگی	سیکن سے سیک	،،	گرمی، حرارت
پکڑن سے پکڑ	،،	گرفت	سنبھالن سے سنبھال	،،	یاد آوری
پاڑن سے پاڑ	،،	دریدگی	کھلن سے کھل	،،	مسکراہٹ
پٹن سے پٹ	،،	گریہ	وٹن سے وٹ	،،	رسی کا بل
پھٹن سے پھٹ	،،	زخم	چیرن سے چیر	،،	زخم
ٹیکن سے ٹیک	،،	سہارا	وجن سے وج	،،	بجنے کی کیفیت
چھانن سے چھان	،،	بھوسی	کجن سے کج	،،	ڈھالنے کی کیفیت

(۲) مصدر کی علامت دور کر کے پہلے حرف کی حرکت کو لمبا کر دینے سے جیسے

چُھٹّن سے چھوٹ	بمعنی	رہائی	چَٹّن سے چاٹ	بمعنی	چسکا
چُٹّن سے چوٹ	،،	چوٹ	چُھٹن سے چھاٹ	،،	ہوچھاڑ
کُھٹّن سے کھوٹ	،،	کمی	گُھن سے گھ	،،	گھنے کی کیفیت

اور کبھی آخر میں الف بھی زائد کر دیتے ہیں جیسے

رُلّن سے رولا	بمعنی	آوارگی	کَھپّن سے کھاپا	بمعنی	خرچ
ٹلّن سے ٹالا	،،	درگذر	گھسّن سے گھاسا	،،	رگڑ
چٹّن سے چاٹا	،،	چاٹ	لنگھن سے لانگھا	،،	گزرگاہ

(۳) مصدر کی علامت دور کر کے 'اند' بھی زائد کرتے ہیں جیسے

اڑن سے اڑاند	بمعنی	رکاوٹ	چَرن سے چراند	بمعنی	چرنے کی حالت
کھڑاون سے کھڑاند	،،	چھیڑچھاڑ	بھرن سے بھراند	،،	بھروتی

——وغیرہ——

(۴) مستثنیٰ صورتیں یہ ہیں :-

اکھڑن سے اکھیڑ	بمعنی	اکھاڑنے کا عمل	منن یا منّاون سے منیوا یا منوتی	بمعنی	صالح، منت
بھرن سے بھور	،،	چورا	بھیڑن سے بھیڑ	،،	البوہ
بھرن سے بھروتی	،،	مقدار جس سے ظرف بھر جائے	دنگن سے دنگا	،،	دنگافساد
جھلّن سے جھلاّ	،،	جھولنا	رڑھن سے ریڑھ	،،	نشیب
			سمن سے سیم	،،	سیم
			کھٹّن سے کھوٹ	،،	کمی

جاگن سے جگارا بمعنی جاگنے کی حالت
چڑاون سے چیڑ ،، چڑ
روون سے رواٹ ،، گریہ
سُنن سے سناوت ،، طنزیہ بول بوکسی کے سنانے کیلئے کہنے گئے ہوں
سہن سے سہاپ ،، نخرہ
کھٹن سے کھٹی ،، کمائی

کرن سے کیری بمعنی خاکستر
ھلن سے ھلڑ ،، شہرت، شور
ڈیکھن سے ڈٹھ ،، نظارہ
کھیان سے کھیہل ،، کھینچاتانی
وٹن سے وٹک ،، ۱- بکری ۲- طرفداری
دھرکن سے دھروک ،، دوڑ
ھنڈن سے ھنڈیا یا ھنڈیپ

(۵) کبھی کار زیادہ کرتے ھیں جیسے

وجکار وجن سے دھرکار دھرکن سے
دنڑکار دنڑکن سے کھڑکار کھڑکن سے
کھبکار کھبکن سے پھڑکار پھڑکن سے
سنکار سنن سے

——وغیرہ——

۲- صفت سے بننے والے اسمائے کیفیت یہ ھیں۔

نرم سے نرمپ، خوش سے خوشی، کھٹا سے کھٹائی، چنگا سے چنگائی، برا سے برائی، وڈا سے وڈائی وغیرہ ۔ ی یا ئی بڑھانے سے رنگوں کے نام مختلف طریقے سے آئے ھیں جیسے

رتا (سرخ) سے رتول (سرخی) بگا (سفید) سے بگول (سفیدی)
چٹا سے چٹول (آجلا پن) ساوا (سبز) سے ساول (سبزی) پیلا سے پلتن کالا سے کلواھن (سیاھی) نیلا سے نلواھن وغیرہ

کبھی ڑ بڑھا دیتے ہیں جیسے آچا سے آچاڑ ، ہیٹھ سے ہیٹھار اور کبھی پ زیادہ کرتے ہیں جیسے سونڑھان سے سنڑھپ ، کوڑھا سے کڑھپ ، وڈا سے وڈپ ، سدھا سے سدھپ ، ڈنگا سے ڈنگپ ، ڈاڈھا سے ڈڈھپ وغیرہ کبھی ج زیادہ کرتے ہیں جیسے کھاون سے کھاج ، ننگا سے ننگیج کھٹا سے کھٹاج ، مٹھا سے مٹھاج (نیز مٹھاس) وغیرہ ۔

دو لفظوں کے ملانے سے : ۳۔ دو لفظوں کے ملانے یا ایک لفظ کی تکرار سے بھی اسم کیفیت بنائے جاتے ہیں جیسے دھروک بھاج مار کٹائی ، دھاڑ فریاد ، لوڑھ دھاڑ ، لوڑھ اندھار ، اٹھک بیٹھک ، جھک نوائی ، منہ محابا ، منہ ملاحظہ ، لوڑھ لوڑھ ، دھاڑ دھاڑ ، بک بک ، چیخ چیخ وغیرہ

اسم سے بننے والے : ۴۔ بعض اسمائے کیفیت اسم سے بھی بنتے ہیں جیسے ۔

چھپر سے چھپرکی ، مرد سے مردائی ، رنڈ ڑ سے رنڈیپا ، وادھا سے ودھیکی وغیرہ

۵ ۔ عربی اور فارسی الفاظ بھی اسم کیفیت کا کام دیتے ہیں جیسے

صحت ، حسن ، حرکت ، کوشش ، جوش وغیرہ ۔

اسم ظرف : وہ تمام الفاظ جن کے معنی میں جگہ اور وقت کا

تصور پایا جائے اسم ظرف ہوتے ہیں جیسے گھر ، مکان ، پڑ ، کھاڑا، بیلہ ، کوٹ ، وساخ ، ڈیرہ وغیرہ ۔ ہندی اور فارسی کی علامات جن سے اسم ظرف بنتا ہے ملتانی میں بھی رائج ہیں جیسے

سال . . گھڑسال . ٹکسال دھرم سال

ستان گرستان (گورستان)

آل اور بال ـــــــ یا

جے کے ، پیکے ، نانکے ، ڈاڈکے

سوز ھیجے یا سریجے (سسرال)

بعض خاص الفاظ : بعض خاص الفاظ جو دوسرے الفاظ کے ساتھ مل کر ظرف کے معنے دیتے ہیں یہ ہیں :-

بیلہ	خان بیلہ، شکر بیلہ، قاسم بیلہ	کوٹ	کوٹ سلطان ، کلور کوٹ
پور	شاہ پور ، جام پور ، راجن پور وغیرہ	ٹھل	ٹھل وزیر ، ٹھل ہیرو
گڑھ گڑھی	خان گڑھ ، مظفر گڑھ گڑھی اختیار خان	واہن	آدم واہن
میانی	سورہ میانی	بستی	بستی آدم ، بستی ملوک
آڑہ	آڑہ اکبر شاہ	خیل	یارو خیل
آڑی	آڑی لال خان	پورہ	وسن پورہ
ٹھٹھہ	ٹھٹھہ گورمانی ، ٹھٹھہ پاولیاں	ٹبہ	ٹبہ سلطان پورہ
واڑہ	واڑہ سنیڑھان	قصبہ	قصبہ مڑل
کوٹلہ	کوٹلہ حاجی شاہ ، کوٹلہ سادات	جھوک	جھوک حسن خلن وغیرہ
کوٹلی	کوٹلی نجابت	بکھری	بکھری احمد خان
منڈی	سبزی منڈی ، کنک منڈی	وانی	سوانی (دوات)
		واڑی	پھلواڑی
گھر	تاز گھر	شوالہ شالہ	گئوشوالہ یا گئوشالہ، پاٹ شالہ
واڑ	ونواڑ		

وغیرہ

ظرف کی ہندی علامتیں : ہندی کی علامتیں ستھان آل یال ، آنہ اور نگر ملتانی میں مستعمل نہیں ہیں ۔ فارسی علامات یہ ہیں :

خانہ	سلّی خانہ جو دراصل سلخ خانہ (مذبح) ہے ڈاکخانہ ۔ جیلخانہ وغیرہ
گہ	درگہ
دان	قلم دان ۔ عطردان ۔ پاندان ۔ نمک دان وغیرہ
دانی	سرمے دانی
زار	گلزار
ستان	قبرستان چولستان ۔ بلوچستان
سرائے	لنگر سرا ۔ سرائے سدھو
شن	گلشن
آباد	مظفر آباد

فعل سے اسم ظرف : فعل سے بھی اسم ظرف بنتا ہے جیسے بہن سے بیٹھک ۔ بھجن سے بھاجڑ (وہ جگہ جہاں گندم کے پودے توڑے جاتے ہیں اور خوشوں سے دانہ الگ کیا جاتا ہے ۔ جھرن سے جھارا چشمۂ آب)

اسم اور فعل مل کر : کبھی اسم اور فعل ملکر ظرف کے معنی دیتے ہیں جیسے بدر رو ۔ کھڑ بہن ۔ گھڑے بھن (وہ مقام جہاں ہندو لوگ مردہ جلانے کے بعد پانی کے گھڑے توڑتے ہیں)

دو اسموں سے بننے والے : کبھی دو اسم ملکر اسم ظرف بناتے ہیں جیسے پنگھٹ ۔ دھوبی گھاٹ ۔ چارا (چوراھا) چوگلیا وغیرہ

عربی کے اسمائے ظرف جو مفعل یا مفعلہ کے وزن پر آتے ہیں ملتانی زبان میں بھی رائج ہیں جیسے مکتب - مسجد - مسکن - مرقد - مقبرہ - مدرسہ وغیرہ

اسم آلۂ فعل سے بننے والے : ایسے الفاظ (اسما) جو آلہ یا اوزار کے معنوں میں آئے ہیں مثلاً چاقو، چھری، تلوار، ہتھوڑا، ڈاتری کہی (کدال) وغیرہ اسم آلہ کہلاتے ہیں۔

۱ - بعض اسم آلۂ فعل سے بنائے گئے ہیں جیسے

ویلن (ویلن سے) پھاس (پھسن سے) کھاڑی (کوھن سے) وٹنی (وٹن سے) جس سے رسی کو بٹتے ہیں - کوچی (کچن سے) برتن صاف کرنے کی کوچی - پساٹو (سٹن سے) مچھلی پکڑنے کا تا گا جو دور پانی میں پھینکتے ہیں - اڈا (اڈن سے) تھاپی تھپن سے) بمعنی اپلا نیز کپڑے کوٹنے کا ڈنڈا - گھرنی (گھرن سے) قیف جس سے مائعات کسی ظرف میں ڈالتے ہیں - پھرکی (پھرن سے) جھانبا (جھنبن سے) لکڑی جس سے روٹی صاف کرتے ہیں - مندھانی (مندھن سے) متھانی - پھوکنی (پھوکن سے) پھکنی کڑھائی (کڑھن سے)

اسم سے بننے والے :

۲ - بعض اسم سے بنتے ہیں جیسے

نہیرن نونہہ بمعنی ناخن سے - ہتھوڑا ہتھ بمعنی ہاتھ سے پھوڑا پاہ (گوبر) سے ڈندوں ڈند بمعنی دانت سے

دو اسم ملا کر : دو اسم ملا کر جیسے ڈیوٹ = ڈیوا + وٹ

مُنالی = منہ + نال ہتھکڑی = ہتھ + کڑی

ترینگل = ترے + انگل

خاص علامات والے : بعض علامات فارسی یا ملتانی اسما کے آگے بڑھا دیتے ہیں جیسے الف یا ہ بڑھا کر = دست سے دستہ ۔ مٹھ سے مٹھا۔(تصغیر مٹھیڑا) آلہ بڑھا کر جیسے دست سے دستانہ گیر لگانے سے جیسے کفگیر ۔ کش لگانے سے جیسے دُھون کش ۔ دان لگانے سے جیسے قلمدان ۔ چوھے دان ۔

مرکب اسمائے آلہ : ۵ ۔ بعض مرکبات اسم اور فعل سے بنائے گئے ہیں جیسے پٹویڑھا وہ چیز جس پر ریشم لپیٹ کر رکھتے ہیں ۔ پچھوپڑی — پیٹھ پر لپیٹنے کا کپڑا ۔ مُنڈاسا ۔ منہ پر لپیٹنے کا دُھسا ۔ سَوّڑ (— سی ویڑھ) رزائی ۔

عربی فارسی اور ہندی اسمائے جمع مثلاً انجمن ، قطار، جھنڈ، جتھا ،گروہ بھیڑ ، فوج ، لشکر وغیرہ ۔ ملتانی میں بھی دوسری زبانوں کی طرح بکثرت رائج ہیں ۔ وہ جو خاص ملتانی زبان سے تعلق رکھتے ہیں یہ ہیں :—

لودہ	کتوں کا گلہ
ریہڑ	شکاری کتوں کا گلہ
وَگھڑ	بھیڑوں کا گلہ
اَجڑ	بھیڑ بکریوں کا گلہ
وَگ	اونٹوں کا گلہ
مہاگ	بھینسوں کا گلہ
چھیڑ	مویشی کا گلہ جو چرنے جا رہا ہو
چانگ	مویشیوں کی قطار

کُتبَر	کتبہ
مَڈ	خانہ بدوشوں کا ساز و سامان
وَھَر	چور کا سراغ لگانے والی پارٹی
میڑھ	فریادیوں کا مجمع ۔ یا احسان طلب لوگوں کا اجتماع
کھیر	گائے بھینسوں کا ملا جلا گلہ
ھنڈھ	مچھلی کے شکاریوں کا مجمع
جَنج	براتیوں کا مجمع
مجلس	محفل شہدائے کربلا، کربلا کے نوحہ خوانوں کی مجلس
جرگہ	مقامی سرکردہ لوگوں کی عدالت
گوھیڑ	قیاس سے سراغ لگانا
پٹری	کبڈی اور کشتی کا مجمع
ٹول	گروہ ۔ مجمع
میل	خوشی کے موقع پر عورتوں کا مجمع

لوازم اسم

۱ ۔ جنس ۲ ۔ تعداد ۳ ۔ حالت

جنس :۔ ملتانی زبان کے تذکیر و تانیث کے قواعد دوسری ھند آریائی زبانوں کے قواعد کی طرح بہت زیادہ ھیں ۔ تفصیل یہ ھے :۔

جنس اور اس کے قواعد

۱ ۔ جن ھندی اور فارسی الفاظ کے آخر میں الف یا ہ ھوگا وہ مذکر ھوں گے ۔ جیسے گھوڑا ۔ بندہ ۔ خواجہ وغیرہ ۔ عربی

کے الفاظ جن کے آخر میں ہ ہوتی ہے اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں جیسے والدہ ۔ سلطانہ وغیرہ

۲ ۔ جن ہندی اور ملتانی الفاظ کے آخر میں یائے معروف ہوتی ہے وہ مؤنث ہوتے ہیں جیسے گھوڑی ، چڑی وغیرہ ، لیکن پیشہ وروں کے نام اس سے مستثنیٰ ہیں جیسے پٹولی ، پاولی ، موچی ، مالی ، تیلی ، چاکی ، دھوبی وغیرہ نیز وہ الفاظ بھی جن کے آخر میں یائے توصیفی ہوتی ہے جیسے پنجابی ، بنگالی ، لاہوری ، لالچی ، مسیتی وغیرہ ۔ بعض عربی الفاظ قاضی، منشی وغیرہ وغیرہ بھی اس قاعدے کے تحت نہیں آتے ۔

۳ ۔ لہذا الف اور ہ کو ی سے اور جہاں پہلے ی ہو اسے ن سے بدل دیا جائے تو مؤنث بن جاتا ہے جیسے

(الف اور ن کو ی سے بدلنے سے)

گھوڑا	گھوڑی	بکرا	بکری
کھرکا	کھرکی	وھڑکا	جوان وھڑکی
(جوان گدھا)		(بچھڑا)	
بلا	بلی	چوھا	چوھی
کھوتا	کھوتی	چڑا	چڑی
مُنڈا	مُنڈی	ٹُنڈا	ٹُنڈی
بھتریجا	بھتریجی	بھنیجا	بھنیجی
ماما	مامی	چاچا	چاچی
ڈاڈا	ڈاڈی	نانا	نانی
کالھا (پاگل)	کالھی	میانا	میانی
اندھا	اندھی	وغیرہ	

ی کو ن سے بدلنے سے

دھوبی	دھوبن	پنجابی	پنجابن
سندھی	سندھن	مراسی	مراسن
مالی	مالن	پٹولی	پٹولن
تیلی	تیلن	وغیرہ	

۴ - ی کو ن کے علاوہ اور طریقوں سے بھی بدلتے ہیں جیسے

چودھری	چودھرانی	حاجی	حجانی
مہر	مہانی	نائی	نوانی
ملک	ملکانی		

۵ - نی یا نی زیادہ کرنے سے جیسے

نانگ	نانگنی	فقیر	فقیرنی
شیر	شیرنی	بھوت	بھوتنی
بھونڈ	بھونڈنی	جن	جنی
سور	سورنی	ڈوم	ڈومنی

۶ - ار والے مذکر الفاظ کے آگے ی بڑھاتے ہیں :-

سنار (یا سنارا)	سناری	کمبھار	کمبھاری
لہار	لہاری		

۷ - بعض دونوں مختلف ہیں جیسے

مذکر	مونث	مذکر	مونث
پیٹو	ما	پتر	دھی
بھرا	بھین	اٹھ	ڈاچی
نپے	زال	جھوٹا	منبجھ
ڈانڈ	گائے	مرد	تریمت
گھٹا	بھیڈ	گھبرو	کنوار

مذکر	مونث
سوھرا	سس

۸ - ملتانی کا ایک خاص قاعدہ :-

ماقبل آخر مفتوح ہو تو مذکر اور اگر مکسور ہو تو مونث ہوتا ہے

مذکر	مونث	مذکر	مونث
چھوھرَ ھیکَل	چھوھرِ ھیکل	رنڈَڑ	رنڈِڑ
وَھڑ	وَھڑ	کُکڑَ	کُکڑِ
پھنڈَر	پھنڈر	بھکّل	بھکّل
چھڑّوَ گل	چھڑّوگل	خچّرَ	خچّرِ

۹ - کچھ مزید الفاظ یہ ہیں۔

مذکر	مونث	مذکر	مونث
موچی	مچانی	ھرن	ھرنی
ماسٹر	ماسی	پٹھان	پٹھانی
بھیا	بھیھی	سید	سیدزادی
کتا	کتی	جٹ	جٹی
کراڑ	کراڑی	درکھان	درکھانی
چاکی	چکیانی	ارائیں	ارائن
بیلی	بلیانی	قصائی	قصائن
جت	جتنی	درزی	درزیانی
ماچھی	مچھانی	مُلاں	ملوانی
پاولی	پلیانی	مُھانہ	مُھانی

مذکر	مونث	مذکر	مونث
کُٹانان	کُٹانی	مُسلّی	مُسلّن
اوڈ	اوڈنی	نٹ	نٹنی
گڈھاں	گڈھیں	ڈیڈر	ڈڈ
کانْ	کانونی	بھولون	بولنی
استاد	استانی	شیخ	شیخنی
مہتر	مہترانی	سیٹھ	سیٹھنی
سائیں	سائن		

۱۰ - بعض غیر زبانوں کے مذکر و مونث ملتانی زبان میں بعینہ مستعمل ھیں مثلاً کنیز - بیگ - بیگم - ملکہ - خاتون وغیرہ -

۱۱ - بعض الفاظ صرف مذکر استعمال ھوتے ھیں جیسے

باز - الو - چیتا - ھیجڑا - بھنڈ - ٹنڈانہ وغیرہ -

اور بعض حرف مونث جیسے

رنڈی - ڈین - سہاگن - پھاج - مکھی -

۱۲ - بعض جانداروں کی صرف ایک ھی جنس ھوتی ھے جیسے کرڑی (چھپکلی) مونث ھل (چیل) مونث کچھوں (کچھوا) مذکر باغوں (باغہ - دریائی کتا) مذکر - ٹنڈانہ (جگنو) مذکر وغیرہ -

بال کا لفظ بیٹی اور بیٹا دونوں کے لیے استعمال ھوتا ھے -
اسی طرح جانور - ڈنگر - ڈھور وغیرہ

۱۳ - فارسی الفاظ جن کے آخر میں ہ آتی ھے ملتانی وضع پر مونث بنا لیے گئے ھیں جیسے شاھزادہ سے شہزادی - بیچارہ سے بیچاری

بیجان کی تذکیر و تانیث

۱ - دیسی الفاظ جن کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے یا فارسی الفاظ جن کے آخر کی ہ کا تلفظ الف کا سا ہوتا ہے مذکر ہوتے ہیں جیسے

گھڑا - لوٹا - دیرا - حقہ - چُلھا - وَگا - سَگا - کھٹڑا - مَنجا - بسترا - پٹکا - چولا - تختہ - خربوزہ - وعدہ - ٹوکرا - عربی کے سہ حرفی الفاظ جن کے آخر پر الف ہوتی ہے مونث ہیں جیسے

ادا - قضا - رضا - خطا - وفا - وغیرہ مگر حیا مذکر ہے -

۲ - جن الفاظ کے آخر میں ی ہو وہ مونث ہوتے ہیں جیسے کاٹھی - روٹی - نالی - کنجی - بیڑی - ہڈی - پھاسی - حویلی سبزی - پریشانی - وڈھی (رشوت) تھالی - سوٹی - جُتی - بالٹی - پیڑھی - ٹوکری - ہتھی - بوٹی - دَھی - مَہی - مَلائی یا تھَری - چھوٹی - چوٹی

مستثنیٰ یہ ہیں :-

پانی - موتی - جی یعنی (پالا - سردی) -

۳ - زبانوں کے نام مونث ہوتے ہیں - جیسے پنجابی - پشتو - بلوچی - سندھی

۴ - دنوں کے نام سوائے جمعرات کے مذکر ہوتے ہیں - (خمیس مذکر ہے) مہینوں کے نام مذکر ہیں -

۵ - دھاتوں کے نام مذکر ہیں مگر چاندی مونث ہے اگرچہ رُپا (چاندی) مذکر ہے جس (جست) مونث ہے -

۶ - پہاڑوں اور ستاروں کے نام مذکر ہیں ۔

۷ - نمازوں کے نام مونث ہیں ۔

۸ - اسمائے کیفیت (جو افعال و مصادر سے بنائے گئے ہیں) میں سے جو الف پر ختم ہوتے ہیں مذکر ہیں اور جو ی پر ختم ہوتے ہیں مؤنث جیسے پٹیکا ۔ ٹالا ۔ جھلا ۔ چاٹا ۔ رولا ۔ رلا وغیرہ مذکر اور بھروی ۔ دھرکاڑی وغیرہ مونث ۔ کار پر ختم ہونے والے مذکر ہیں جیسے کھڑکار ۔ وجکار ۔ چھنکار گھبکار ۔ ڈنکار ۔ وغیرہ ۔ ڑ پر ختم ہونے والے مونث ہیں جیسے پاڑ ۔ چھیڑ ۔ پکڑ ۔ بھیڑ ۔ اکھیڑ وغیرہ اچاڑ ۔ اتاڑ اور ہٹھاڑ مستثنیٰ ہیں باقی اسمائے کیفیت کی تذکیر و تانیث ذیل کے نقشے میں دی جاتی ہے :-

بدھ (اتفاق)	مذکر	پک (خبر کی تصدیق)	مذکر
پٹ (گریہ)	مونث	پھٹ (زخم)	مذکر
ٹیک (سہارا)	مونث	چھاٹ (بوچھاڑ)	مونث
چھان (بھوسی)	مذکر	چیر (شگاف)	مذکر
ڈھک (قید)	مونث	ڈھوک (ڈھونے کا عمل)	مونث
رواٹ (گریہ)	مذکر	سناہٹ (سننا سے)	مونث
سیک (تپش)	مذکر	سنبھال (یادآوری)	مونث
سہاپ (برداشت)	مذکر	کھل (سکراہٹ)	مونث
وٹ (رسی کا بل)	مذکر	وٹک یاوٹکر (طرفداری)	مونث
سوت (سونے کی کیفیت)	مونث	چھوٹ (تخفیف)	مونث
سکھاوت اور سکھاوت	مونث	چھک (کشش)	مونث

حروف تہجی کی تذکیر و تانیث

۹ - حروف تہجی میں سے

الف - ب - پ - ت - ٹ - ث - ج - چ - ح - خ - ص - ض - ق - ک - گ - ن - کھ - گھ - لھ - نھ مذکر ھیں باقی مونث -

خاص صورتیں : ۱۰ - ملتانی مصادر سب کے سب مذکر ھیں جیسے

اُون دا وَنجن - اَساڈا لکّھن

۱۱ - عربی کے اسمائے کیفیت جن کے آخر میں ت ھوتی ھے مونث ھیں - جیسے شامت - ندامت - محبت - شفقت وغیرہ

۱۲ - جو عربی الفاظ افعال - افتعال - انفعال - استغال - تفعل - تفاعل اور تفعلہ کے اوزان پر آتے ھیں وہ مذکر ھوتے ھیں جیسے

بروزن افعال	استثنیٰ
انکار - احسان - انعام - اجلال	افراط - امداد - اصلاح
وغیرہ	
بروزن افتعال	
اختیار - اعتدال - اضطراب	ابتدا - انتہا - التجا - احتیاط -
وغیرہ	اطلاع
بروزن استفعال	
استغنا - استقلال - استغنیٰ	استدعا - استمداد - استغفار
وغیرہ	

بروزن انفعال استثنیٰ

انقلاب ۔ انکسار ۔ انحراف انتظار

وغیرہ

بروزن تفعل

تکلف ۔ تعصب ۔ تغیر ۔ وغیرہ توکل ۔ توقع ۔ توجہ ۔ تمنا ۔ تہجد

بروزن تفاعل

تنازع ۔ تلاطم ۔ تغافل وغیرہ تواضع

بروزن تفعله

تذکرہ ۔ تجربہ ۔ تصفیہ وغیرہ

۱۳ ۔ مفاعلہ کے وزن پر آنے والے تمام عربی الفاظ مذکر ہیں ۔ جیسے مشاعرہ ۔ معاملہ وغیرہ ۔ مگر یہ اور مذکورہ صدر اوزان کے الفاظ اگر ت پر ختم ہوں تو مونث ہو جاتے ہیں جیسے مصاحبت ۔ تقویت ۔ تربیت وغیرہ ۔

۱۴ ۔ تفعیل کے وزن پر تمام عربی الفاظ مونث ہیں جیسے تحریر ۔ تقریر ۔ تصویر وغیرہ ۔

باستثنا تعویذ

۱۵ ۔ عربی اور فارسی الفاظ جن کے آخر پر اضافی ہ ہوتی ہے مذکر ہوتے ہیں جیسے نسخہ ۔ روضہ ۔ صفحہ ۔ طرّہ ۔ پیمانہ ۔ آئینہ وغیرہ دفعہ اور توبہ مستثنیٰ ہیں ۔

۱۶ ۔ عربی اسمائے ظرف مذکر ہیں جیسے مکتب ۔ مسکن ۔ مغرب ۔ مشرق وغیرہ مگر مجلس ۔ محفل ۔ مسجد ۔ مجال مونث ہیں ۔ مسطر اور مسند ملتانی میں مذکر استعمال ہوتے ہیں اگرچہ اردو میں مونث ہیں ۔

۱۷ - اسمائے آلہ میں سے مقراض - میزان - معیار - مقیاس مذکر ہیں - منبر مذکر ہے مشعل مونث ہے - بروزن مفعلہ ہمیشہ مذکر ہوتے ہیں جیسے منطقہ وغیرہ -

۱۸ - فارسی حاصل مصدر جن کے آخر میں ش ہوتی ہے مونث ہیں جیسے بخشش - تپش - خواہش وغیرہ مگر جوش خروش اور نوش مذکر ہیں -

۱۹ - مرکبات :

آمد و رفت - زدو کوب - تراش خراش - دھروک بھاج وغیرہ مونث ہیں مگر سوز و گداز اور بندوبست مذکر ہیں - ساز باز ملتانی میں مونث ہے اردو میں مذکر - ان مرکبات میں جب ایک مذکر ہو اور دوسرا مونث تو آخری لفظ کو ملحوظ رکھا جاتا ہے جیسے آب و ہوا - ہوا کے لحاظ سے مونث ہے - پیچ و تاب مستثنیٰ ہے - اگر دونوں اجزا مذکر ہوں تو مرکب بھی مذکر ہوگا اور اگر دونوں مونث ہوں تو مرکب بھی مونث ہوگا جیسے آب و دانہ - الا بول - دانہ پانی - لُون پانی ، مذکر اور گفتگو - جستجو مونث - گلقند اردو میں مذکر ہے مگر ملتانی میں مونث -

۲۰ - غیر زبانوں یعنی انگریزی وغیرہ سے آئے ہوئے الفاظ کی تذکیر و تانیث ان کے قبیل کے دیسی الفاظ کی تذکیر و تانیث کے مطابق ہوتا ہے مثلاً ریل مونث ہے کیونکہ گڈی مونث ہے - علیٰ ہذالقیاس -

۲۱ - ملتانی زبان میں ایسا کوئی لفظ نہیں جو مذکر اور مونث دونوں طرح بولا جاتا ہو - اگرچہ اردو میں ایسی بہت

سی مثالیں ہیں۔ ذیل کے الفاظ ملاحظہ ہوں :۔

ساہ (مذکر) قلم (مونث) فکر (مذکر) غور (مذکر) طرز (مونث) نقاب (مذکر) مرقد (مذکر) درود (مذکر) فاتحہ (مذکر) گزند (مذکر) نشاط (مذکر) گیند (مونث) مالا (مونث) املا (مونث) بھنگ (مونث)

تعداد اور خالت کے قواعد

ملتانی زبان میں اردو اور دوسری ہند آریائی زبانوں کی طرح تثنیہ نہیں ہے۔ تعداد کا اثر اسما کی حالت پر مختلف قواعد کے مطابق ہوتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

۱ - جن واحد مذکر الفاظ کے آخر میں الف یا ہ آتی ہے ان میں جمع کے صیغے میں ے ہو جاتی ہے جیسے گھوڑا سے گھوڑے۔ بندہ سے بندے۔ دیوانہ سے دیوانے۔ تماشا سے تماشے۔ جلسہ سے جلسے۔ دانہ سے دانے۔ درجہ سے درجے ونڈلہ سے ونڈلے۔ کُھرا سے کُھرے (نشانِ پا) چُوڑھا سے چُوڑھے وغیرہ۔

خاص نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ داتا۔ ابا۔ بھرا۔ پتا بھی مستثنیٰ ہیں۔ رشتہ داروں کے نام بدل جاتے ہیں مثلاً چاچے۔ ڈاڈے۔ نانے۔ مامے۔ کاکے وغیرہ۔

فارسی کے اسم فاعل دانا بینا۔ آشنا۔ شناسا۔ نہیں بدلتے۔ غیر زبانوں کے بعض اسم دریا۔ ہوا۔ صحرا وغیرہ بھی نہیں بدلتے۔

۲ - جن واحد مذکر لفظوں کے آخر میں الف یا ہ نہیں ہوتی ان کی واحد اور جمع میں ایک ہی صورت رہتی ہے

جیسے

واحد	جمع	واحد	جمع
گھر	گھر	گھڑو	گھڑو
پیٹو	پیٹو	ڈانڈ	ڈانڈ
پُتر	پُتر	ہرن	ہرن
پٹھان	پٹھان	مالی	مالی
نانگ	نانگ	آٹھ	آٹھ
شینہہ	شینہہ	ڈوم	ڈوم
جٹ	جٹ	اوڈ	اوڈ
کراڑ	کراڑ	درکھان	درکھان
موچی	موچی	پاولی	پاولی
ارائیں	ارائیں	سید	سید
ملک	ملک	مہر	مہر
بیلی	بیلی	مرد	مرد
جت	جت	ماچھی	ماچھی
قاضی	قاضی	درزی	درزی
مُلاّں	مُلاّں	سائیں	سائیں

۳ - ر پر ختم ہونے والے لفظ بھی تبدیل نہیں ہوتے۔

جیسے

کمبھار	کمبھار	لوہار	لوہار
لائی ہار	لائی ہار	کمہار	کمہار

۴ - مرکب اسم فاعل جن کا جزو ثانی باز یا ار ہوتا ہے وہ بھی نہیں بدلتے جیسے تتر باز - بٹیر باز - کبوتر باز - آتشباز - چڑی مار - سردار وغیرہ -

۵ - مونث اسما میں اس طرح تبدیلیاں ہوتی ہیں :-
(الف) اگر آخر اسم ی، ہو تو اس کے آگے ا ن لگاتے ہیں جیسے

ڈھی	ڈھیاں	بکری	بکریاں
ہرنی	ہرنیاں	کھوتی	کھوتیاں
گھوڑی	گھوڑیاں	پٹھانی	پٹھانیاں
ڈاچی	ڈاچیاں	جنّی	جنّیاں
چوھی	چوھیاں	بلی	بلیاں
کتّی	کتیاں	چڑی	چڑیاں

— وغیرہ —

(ب) اگر آخری حرف ن ہو یا ں (نون غنہ) تو ئین یا آن زائد کرتے ہیں جیسے

گاں	گائیں	مراسن	مراسنیں
			مراسنیاں
بہن	بہنیں	مالن	مالنیں

(ج) دوسرے مونث الفاظ کی جمع عام طور پر ایں یا ان لگانے سے بنتی ہے جیسے

بھیڈ	بھیڈاں	کنوار	کنواراں
چھوھر	چھوریں	کُکڑ	کُکڑیں
خچّر	خچریں	وَھڑ	وَھڑیں
رنڈڑ	رنڈڑیں	ارائیں	ارائینیں
ٹیر	ٹیریں	زال	زالیں

واحد	جمع	واحد	جمع
گالھ	گالھیں	جال	جالیں
شے	شئیں	کتاب	کتابان
گاجر	گاجراں	بیگم	بیگماں
ونگ	ونگاں	چھل	چھلاں

(د) کچھ اسما کی جمع و ن بڑھانے سے بھی بنتی ہے جیسے ہنجھ (آنسو) سے ہنجھوں۔

۶۔ کچھ مذکر اسما ایسے ہیں جن کی جمع اعراب کے بدلنے سے ہوتی ہے۔ یہ الفاظ ملتانی زبان سے مخصوص ہیں:

ملتانی زبان کا تذکیر و تانیث کا مخصوص قاعدہ

واحد	جمع	واحد	جمع
کُکڑُ	کُکڑَ	چھوھُر	چھوھَر
وَھڑُ	وَھڑَ	پُھر	پُھر
جَنگَل	جَنگَل	رَھُک	رَھُک
خَچّرُ	خَچّرَ	شَھرُ	شَھرَ
مَنڈر	مَنڈرَ	مَنتُر	مَنتَر
ڈیڈر	ڈیڈرَ		

محض جمع کے لیے جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اب ایسی تبدیلیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جو حرف ربط کے آنے سے ہوتی ہیں۔ حرف ربط یہ ہیں:۔

دا۔ دے۔ دی۔ کون۔ تے یا اتے۔ کتوں۔ توڑیں یا تائیں۔ وچ۔

۱۔ جن واحد الفاظ کے آخر میں الف یا ہ ہوتی ہے وہ

ان حروف کے آجانے سے ے سے بدل جاتے ہیں جیسے گھوڑے دا ۔ گھوڑے کُوں ۔ گھوڑے تے ۔ گھوڑے کنوں وغیرہ یا قلعے دا ۔ قلعے وچ ۔ پردے دا ۔ پردے وچ ۔ جمے دے ڈینہہ وغیرہ اس سے خاص نام بھی مستثنیٰ نہیں ہیں جیسے کلکتے کنوں ۔ آنبالے وچ ۔

خالص سنسکرتی الفاظ مستثنیٰ ہیں جیسے گھٹا ۔ سبھا ۔ پوجا ۔ سیتلا ۔ پرجا ۔ داتا ۔ ماتا ۔ جاترا ۔ پتا ۔ وغیرہ مگر راجا راجے میں بدل جاتا ہے ۔

۲ ۔ عربی سہ حرفی الفاظ یا زیادہ حروف کے ایسے الفاظ جن کے آخر میں الف آتا ہے ، لیکن بدلتے نہیں جیسے

دعا ۔ حیا ۔ ہوا ۔ بلا ۔ دوا ۔ وفا ۔ ادا وغیرہ اور

تمنا ۔ التجا ۔ انشا ۔ ابتدا ۔ انتہا وغیرہ ۔

مستثنیات یہ ہیں :

تقاضا جو تقاضے سے بدل جاتا ہے ۔ استعفیٰ جو استعفے بن جاتا ہے اور تماشا جو تماشے میں تبدیل ہو جاتا ہے ۔

۳ ۔ عزیزوں اور رشتہ داروں کے نام اور اسمائے خاص لقب وغیرہ بھی بدل جاتے ہیں جیسے ڈاڈے دا ۔ چاچے کوں ۔ مامے کوں ۔ راجے دی ۔ آغے دا ۔ خلیفے کوں ۔ مرزے دی ۔ وغیرہ ۔

۴ ۔ جغرافیائی نام جو نہیں بدلتے یہ ہیں :۔

سکندرہ ۔ جمنا ۔ گیا ۔ نربدا ۔ ایشیا ۔ سینا ۔ صنعا ۔

باقی سب بدل جاتے ہیں ۔

۵ ۔ جہاں لفظ کے آخر میں الف یا ہ نہیں ہوتی وہاں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی مثلاً شہر وچ ۔ لاہور دا ۔ جھوہر

کُوں - آٹھ دی - سرکار دا وغیرہ -

۶ - اعداد ترتیبی پجواں - چھتینواں - ستواں - ڈانوھاں وغیرہ میں ان ہں سے بدل جاتا ھے جیسے پنجویں کُوں - ستویں وچ وغیرہ -

۷ - جمع کی حالت میں حرف ربط کے آنے سے یہ تبدیلیاں ھوتی ھیں :

(الف) مذکر جمع کے الفاظ میں ا ں بڑھا لیتے ھیں جیسے گھوڑیاں کُوں - راجیھاں دا - مالیاں دی - پردیاں دے پچھوں - چھورھاں دا - دھوبیاں دے - شھراں وچ - ملکاں تائیں - جھوکاں کنوں - سیانیاں دا - کملیاں کنوں -

(ب) جمع مونث کے صیغے جو پہلے ھی ان یا ایں پر ختم ھوتے ھیں نہیں بدلتے جیسے دھیاں دا - زالیں کُوں - کھوتیاں آئے وغیرہ -

(ج) جن واو پر ختم ھونے والے الفاظ کے آخر میں جمع کے لیے ان زائد کرتے ھیں - ان پر ان مزید نہیں بڑھاتے جیسے خوشبواں وچ -

اب تک جن تبدیلیوں کا ذکر کیا گیا ھے وہ جمع یا حرف ربط کے کرنے سے پیدا ھوتی تھیں - بلحاظ معنی بھی اسما کی صورت میں تبدیلی ھوتی ھے - اس کی تفصیل ذیل کے نقشے سے واضح ھوگی :

تصریف اسم کے قاعدے

فاعلی حالت -

واحد مذکر	واحد مونث	جمع مذکر	جمع مونث
گھوڑا	گھوڑی	گھوڑے	گھوڑیاں
گھوڑے	گھوڑیاں	گھوڑیاں	گھوڑیاں

مفعولی حالت

واحد مذکر	واحد مونث	جمع مذکر	جمع مونث
گھوڑے کوں	گھوڑی کوں	گھوڑیاں کوں	گھوڑیاں کوں

ندائی حالت

گھوڑیا	گھوڑی ۔ گھوڑئیے	گھوڑیو	گھوڑیاں او

اخراجی حالت

گھوڑے کنوں	گھوڑی کنوں	گھوڑیاں کنوں	گھوڑیاں کنوں

اضافی حالت

گھوڑے دا	گھوڑی دا	گھوڑیاں دا	گھوڑیاں دا

ظرفی حالت

گھوڑے وچ	گھوڑی وچ	گھوڑیاں وچ	گھوڑیاں وچ

فاعلی حالت : اس حالت میں اردو اور پنجابی میں نے استعمال ہوتا ہے مگر ملتانی میں نہیں ہوتا ۔ اسم خاص میں تبدیلی واقع نہیں ہوتی ۔ دوسرے اسما کے آخر میں یائے مجہول زائد کرتے ہیں جیسے احمد روٹی کھادی ہے ۔ گھوڑے دانہ کھادے جمع میں گھوڑیاں ہو جائے گا ۔

مفعولی حالت : اس میں حرف کوں آتا ہے اور اسم میں تبدیلی فاعلی حالت کے مطابق ہوتی ہے جیسے گھوڑے کوں مارو ۔ گھوڑیاں کوں مارو ۔

ندائی حالت : اس میں الف زائد کرتے ہیں جیسے گھوڑا سے گھوڑیا ۔ چھوھر سے چھوھرا ۔ بندہ سے بندیا مونث اسما میں و بڑھاتے ہیں جیسے دھی سے دھیئو ۔ دھیاں سے دھیاں او ۔

نیز جمع مذکر میں بھی و بڑھاتے ہیں جیسے پتّر سے پتّرو۔ گھوڑے سے گھوڑیو وغیرہ۔

اسم کی اخراجی حالت، اضافی حالت اور ظرفی حالت میں تبدیلیاں فاعلی حالت کے مطابق ہوتی ہیں۔

تصغیر و تکبیر کے قاعدے

تصغیر: ملتانی زبان میں تصغیر کا بہت زیادہ رواج ہے۔ اکثر یہ پیار یا حقارت کی وجہ سے بنائی جاتی ہے مگر چھوٹائی کے لیے بھی بعض الفاظ کی تصغیر بناتے ہیں مثلاً:

۱۔ مذکر کو مونث بنانے سے بھی تصغیر بناتے ہیں جیسے ٹوکرا سے ٹوکری۔ شیشہ سے شیشی۔

۲۔ ڑا۔ ڑی۔ لا۔ ی اور یا وغیرہ بڑھانے سے بھی تصغیر بناتے ہیں۔ تفصیل ذیل کے جدول سے ملاحظہ ہو:۔

واڑھا	سے	وھڑکا
ڈَٹ	سے	ڈَٹکا یا ڈٹکو
وچھا	سے	وچھیرا
تکھا	سے	تکھیرا
مٹّھا	سے	مٹھیرا
وڈّا	سے	وڈیرا
نکّا	سے	نکیرا۔ نُکّو
مٹ	سے	مٹّورا
بھیڈ	سے	بھیڈورا

بال	سے	بلوڑا
پینگھ یا پینگھا	سے	پنگھوڑا

چور	سے	چورٹا
بیر	سے	بروٹا
جال	سے	جلوٹا

دھروک	سے	دھروکڑی
کھٹ	سے	کھٹڑی
سر	سے	سرڑی
صندوق	سے	صندوقڑی
پلنگ	سے	پلنگڑی
چنگھ	سے	چنگھڑی
پنڈ	سے	پنڈڑی
اماں	سے	امڑی
چم	سے	چمڑی
بچھ	سے	بچڑا
بچڑا	سے	بچڑی
روہ	سے	روھڑی

بابا	سے	بابل
چھور	سے	چھوکرا
چاک	سے	چاکر

جنگل	سے	جنگلی
جھنگ	سے	جنگلی
چک	سے	چکّل
چکّل	سے	چکّلی
دو کھ	سے	دو کھلی
انب	سے	انبلی
ونجھ	سے	ونجھلی
تر	سے	ترلی
کُنان	سے	کُنالی
بنگلہ	سے	بنگلی
چپا	سے	چپی
جھگا	سے	جھگی
کلھوٹا	سے	کلھوٹی
پڑوٹا	سے	پڑوٹی
مُکھ	سے	مُکھڑا
باغ	سے	بغوچہ - بغیچہ
بناں	سے	بنرا
بنرا	سے	بنری
ٹبر	سے	ٹبری
کوجھا	سے	کوجھڑی

تکبیر : عام طور پر تکبیر کی علامت ڑ ھے جیسے پگ سے پگڑ وغیرہ۔ مونث کو مذکر بنانے سے بھی تکبیر کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں جیسے بوٹی سے بوٹا - جھوٹی سے جھوٹا وغیرہ - فارسی کا شہ بھی لگاتے ہیں جیسے شہتیر - شہ زور - شہباز - شہ چوڑ - شہ کنارا - شہ بار (بہت گہرا پانی) -

اسمائے مکبر

ذیل کے اسم مکبر ملاحظہ ہوں :

پنڈ	سے	پنڈڑ
جنگھ	سے	جنگھڑ
چھل	سے	چھلڑ
وگ	سے	وگھڑ

مسوانی	سے	مسوان
ھٹی	سے	ھٹ
مٹّی	سے	مٹّ
پتروٹی	سے	پتروٹا
پتروٹا	سے	پتروٹ
بیاھا	سے	سیٹھڑ (خرگوش)

گھُرٹ	سے	گھُراٹ
روڑ	سے	روٹ
پڑوٹی	سے	پڑوٹ
باک	سے	بکاٹ (گریہ)

وڈا	سے	وڈاک
براٹا	سے	براٹ (جزیرہ)
بچہ	سے	بچاٹ
بچاٹ	سے	بچاٹا

— وغیرہ —

جانوروں کے بچوں کے نام

بلی	کا بچہ	بلونگڑا
بھیڈ	کا بچہ	بھڈورا
کتے	کا بچہ	کُلّڑ
ہرن	کا بچہ	بک
گاں	کا بچہ	گابا ۔ وَچھی وَچھا
کُکّڑ	کا بچہ	چوزہ
بھینس	کا بچہ	کٹّا ۔ کٹّی
دُنبے	کا بچہ	چھترا
اُٹھ	کا بچہ	توڈا ۔ توڈی
بکری	کا بچہ	لیلا
گھوڑے	کا بچہ	بِہان
سُوَر	کا بچہ	کنڈ
گدھے	کا بچہ	کھوتا ۔ کھرکا
آدمی	کا بچہ	بال ۔ بلوڑا

جانوروں کی بولیاں

کتے	کی	آواز	بھونکن
آٹھ	کی	آواز	بڑکن
بلی	کی	آواز	میانکن
ناٹنگ	کی	آواز	شوکن
ککڑ	کی	آواز	قرقن
گدھان	کی	آواز	ہینگن
کاں	کی	آواز	باکن
گھوڑے	کی	آواز	ہنڑکن
بھیڈ - بکری	کی	آواز	مِنڑکن
کوجھ	کی	آواز	کُرلانون
منجھ	کی	آواز	رنگن
کاں	کی	آواز	قرقن
ڈیڈر	کی	آواز	ٹرکن
دریائی ناٹنگ	کی	آواز	رنگن

مختلف آوازیں

الف	دلہن کا رونا	نُوکن
	سسکیاں لینا	ڈسکن
	دندناھٹ	دنرکار
	ڈھول کی آواز	وجکار
	بھڑ بھڑانے کی آواز	بھڑکار
	ڈوڑنے کی آواز	دھرکاڑ
	چلنے کی آواز	دبکار

ب۔ کتے کو اپنی طرف بلانے کے لیے تُہ تُہ

بلی — ایضاً — پیش پیش

مرغی — ایضاً — آؤ آؤ

کتے کو دھتکارنے کے لیے دُھر دُھر ۔ کُھری ۔ چَخے

بلی — ایضاً — چُھری چُھری ۔ چُھری

کوے (کاں) ایضاً — ڈو ڈو

کُکڑ کو دھتکارنے کے لیے کڑی

کاں — ایضاً — ھینہہ ۔ ھینہہ

مویشی کو پانی پلانے کے لیے چھے ۔ چھیہہ

(ہجوم) مجمے کو ہٹانے کے لیے پوش پوش

اونٹ (آٹھ) کو بٹھانے کے لیے ھُشّ

صفت

اس کی پانچ قسمیں ہیں :۔

۱۔ صفت ذاتی جس سے کسی چیز کی اندرونی یا بیرونی حالت ظاہر ہو جیسے ہلکا بازا۔ صروف (ٹھوس) پولا ۔ ساوا پیلا ۔ چھنو کَل (سوراخ دار) وغیرہ ۔

۲۔ صفت نسبتی جس سے کس دوسری شے سے لگاؤ ظاہر ہو جیسے ہندی ، عربی ، سندھی وغیرہ ۔

۳۔ صفت عددی جس سے کسی اسم کی تعداد معلوم ہو جیسے پنجواں ۔ چوتھا وغیرہ

۴۔ صفت مقداری جس سے اسم کی مقدار معلوم ہو جیسے جتنا ۔ اتنا وغیرہ اور

۵- صفت ضمیری وہ ضمیریں جن سے صفت کا کام لیا جائے جیسے کون جو وغیرہ۔

ہر ایک کا مفصل ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے :-

صفت ذاتی

الف - دوسرے اسما یا افعال سے بنائی جانے والی :-

لڑاک - لڑاکا - جھڑاک - جھڑاکا - جھڑاکی - کھڈار - کھڈکار -

کھلناں - رونونا - بٹیل (گیتی) کوڑیل (غصّے والا) کڑیل (کڑی والا — کڑی بمعنی پسلی کی ہڈی) اڈراک وغیرہ -

ب - دو الفاظ سے مرکب :-

بھاگوند - بخت سوایا - بخت بھری - بھاگ بھریا - جندوڈا - لچپال - وات پاڑیا - سرپھریا - چھڑوکل - گنڈھ کپ - من موھن - منہ زور - سرزور - وغیرہ -

ج - فارسی علامتوں والی صفات :-

بے فکرا - بسعادت مند - نیک بخت - بد شکلا - بے بختا - بے چین - بے محابا وغیرہ -

د - فارسی اور عربی ذاتی صفات :-

دانا - احمق - شریف - نفس وغیرہ -

صفات کا مقابلہ

۵۰ - صفات کا مقابلہ ان الفاظ سے کیا جاتا ہے :-

ہوں جیسے ہوں وڈا - ہوں جھکّا (گہرا)

وڈا جیسے وڈا چور - وڈا زور ازمیسوں
کنوں جیسے وڈے کنوں وڈا
بہوں زیادہ جیسے اے او کنوں بہوں زیادہ ہے -
ڈھیر جیسے اے ڈھیر ہے -
ڈھیر سارا جیسے ڈھیر سارا کھیر ہے -
بہوں سارا جیسے بہوں سارا نقصان تھی گئے -
بدرجہا - کئی درجے - کئی حصے - کئی سہاں - اول نمبر دا - پرلے درجے دا -

جیہاں - آلی کار (جیسے او پھل آلی کار نازک ہے) وانگوں وغیرہ سے بھی صفات کا مقابلہ کرتے ہیں - اس کے علاوہ ایرا بڑھانے سے بھی مقابلے کے معنی پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً

وڈا	سے	وڈیرا	یعنی	قدرے بڑا
چھوٹا	سے	چھٹیرا	یعنی	قدرے چھوٹا
نکّا	سے	نکیرا	یعنی	قدرے نکّا (چھوٹا)
چنگا	سے	چنگیرا	یعنی	قدرے اچھا
مٹھا	سے	مٹھیرا	یعنی	قدرے سست
تکھا	سے	تکھیرا	یعنی	قدرے تیز
اگے	سے	اگیرا	یعنی	قدرے آگے
پتلا	سے	پتلیرا	یعنی	قدرے پتلا

و - خاص تقابلی مرکبات ملتانی میں یہ ہیں :-

مٹھا مصری - چٹا کھیر - چٹا ڈینہہ - کالا بھجنگ - کالا زنگی - کالا شہور - کالا توا - کالا شیدی - کالا بھنور -

لال انگارا ۔ لال عُلال ۔ رتّا لال ۔ کچا ٹیٹک ۔ پیلا ہلدر ۔ پیلا بہار ۔ پیلا پھندنا ۔ پھکا پانی ۔ کوڑا زہر ۔ ہلکا پھل ۔ ہولا پھل ۔ کھٹا ٹیٹک ۔ پتلا پتنگ ۔ پتلا پانی ۔ پتلا چھنگ ۔ پتلی پتیلی ۔ سکا کانان ۔ سکی ہڈی ۔ سکی ہریڑ ۔ ساوا کچوچ ۔ تتا بھا ۔ تتا توا ۔ اندھیرا گھپ ۔ چٹی چاندنی ۔

ز ۔ منفی صفات ذاتی : ۔

الف شروع میں لگانے سے بنتی ہیں جیسے		الونان ۔ اٹل
ا ن	۔ ایضاً ۔	انجان ۔ انسونہان ۔ ان واقف
بے	۔ ایضاً ۔	بے گھر ۔ بے جوڑ
ک	۔ ایضاً ۔	کراہ ۔ کولا
ن	۔ ایضاً ۔	نڈر ۔ نراس

۲۔ صفات نسبتی

(الف) اسما کے آخر پر یائے معروف لگانے سے بنتی ہیں جیسے خاکی ۔ ہندی ۔ سندھی ۔ آبی ۔ دریائی ۔ کروڑی ۔ شاہپوری وغیرہ ۔

(ب) جن اسما کے آخر میں ی یا ہ یا الف ہو تو اسے واو سے بدل دیتے ہیں جیسے دنیا سے دنیاوی ۔ نبی سے نبوی ۔ دورنہ سے دورنوی ۔

بعض اوقات ہ کو حذف بھی کر دیتے ہیں جیسے مکہ سے مکی ۔ مدینہ سے مدنی ۔

(ج) بعض اوقات انہ بڑھاتے ہیں جیسے ملکانہ ۔ بیانہ ۔ ہندوانہ ۔ مرہانہ (مہر سے) وغیرہ ۔

(د) چند خاص علامتیں یہ ہیں :-

رایا یر جیسے مسیرا ، مسیر = ماسی کا - پھپھیر = پھپھی کا - سنہرا = سونے کا

لا - جیسے مٹیالا - رنگیلا - اگلا - پچھلا وغیرہ

ار - جیسے بھٹیار - کمبھار وغیرہ

والا یا وال جیسے آٹھوال - جتالا (جت = پشم والا)

کا جیسے اج سے اجوکا (آج کا) کلھوکا - پروکا (پر سال کا) وغیرہ

خاص اسمائے صفت

ذیل کے اسمائے صفت ملتانی زبان سے مخصوص ہیں :-

موکلا - پولھا (فراخ - کھلا) بھیڑا (برا) مندا (خراب) لسا (کمزور) خراب - ماڑا (کمزور - خراب) کسا (کم) کراڑا (سخت) کولا (نرم) کنڈیالا (خاردار) ڈندالا (دندانے دار) وتھولا (فاصلے والا) پروبھرا (دور) سولا (نزدیک) کویلا (بے وقت) ڈنگا (کج) اویڑا (سخت دل - انوکھا) (بتھا بوسیدہ) رجیا کجیا (مالدار) اوکھا (مشکل) سوکھا (آسان) کڈھنواں (کڈھب) برکتی (دولتمند) وڈھیک (زیادہ) سوڑا (تنگ) ڈونگھا (گہرا) وغیرہ

صفت عددی تعداد غیر معین

(الف) تعداد غیر معین کے لیے یہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں :-

کئی - بعض - بعضے - سبھ - سب - سبھے - یکے - سارے - کل - ہوں - ہوں سارے - ڈھیر - ڈھیر سارے - تھوڑا -

تھوڑے - گھٹ - وده - کجھ - بھوں کجھ - ذرا ھِک - خس ھِک - قطرہ ھِک وغیرہ

ب - تعداد معین

(۱) ھِکّ - ڈو - تُرَے - چار - پنج - چھی - سَت - اَٹھ - نوں - ڈاہ - بارھاں - بارھاں - تیرھاں - چوڈھاں - پندھراں - سولھاں - ستارھاں - اٹھارھاں - اُنویہہ - اکوی - باوی - تریوی - چوِّی - پنجوی - چھوِّی - سَتاوی - اٹھاوی - اُنتری - تریہہ -

چالیہہ - پنجھا - سٹھ - سَتّر - اسّی - اُنانوے - نوّے - سَو -

ہزار - ڈہ ہزار - لکھ - کروڑ وغیرہ

۲ - صفت ترتیبی

پہلا - ڈوجھا - ترِجھا - چوتھا - پنجواں - چھیواں - ستواں علیٰ ھذالقیاس - واں ... : . ھزاروواں -

اردو کے پانچویں تینوں وغیرہ کی بجائے ملتانی میں اس طرح ہیں :-

ڈوھیں (دونوں) ترئیے (تینوں) چارے ، پنجے ، چھٹے ، ستے اور اٹھے - (نو کے لیے نہیں ہے نوں دے نوں کہتے ہیں) ڈھے - بارھے وغیرہ اٹھارہ تک - اس کے بعد نو کے وزن پر د ھرا دیتے ہیں جیسے ویہہ دے ویہہ - سٹھ دے سٹھ -

۳۔ صفت اضافی

ملتانی میں ڑا لگانے سے بنتی ہے جیسے

ڈوڑا (دگنا) ۔ تریوڑا ۔ چھوڑا ۔ پنجوڑا ۔ چھہوڑا ۔ ستوڑا ۔ اٹھوڑا ۔ ڈھوڑا (نو کے لیے نہیں ہے ۔ اس کے لیے کہتے ہیں نوں سمّاں) دس کے بعد ہر ایک ساتھ سماں لگا دیتے ہیں ۔

۴ ۔ کسری

چوتھائی ۔ ترھائی ۔ اڈّھا ۔ پَونا ۔ سَوّا ۔ ڈڈھ ۔ ڈھائی ۔ ساڈھے

(مُنّاں — ¾) پا — ¼

صفت مقداری

کتنا ۔ جتنا ۔ اتنا ۔ کتّی ۔ جتّی ۔ اتی ۔ کتلا ۔ جتلا ۔ اتلا وغیرہ ۔

ان کے علاوہ ملتانی زبان میں صفات مقداری کو صفات ترتیبی میں بھی تبدیل کر لیتے ہیں ۔ دوسری زبانوں میں ایسا نہیں ہوتا مثلاً

کتواں ۔ جتواں ۔ اتّواں ۔

صفت کی تذکیر و تانیث اور جمع

اسما کی طرح صفات میں بھی الف مذکر کی علامت ہے اور ی مونث کی ۔ جمع میں تبدیلی واقع ہو جاتی ہے :۔

واحد مذکر	واحد مونث	جمع مذکر	جمع مونث
چنگاں	چنگیں	چنگے	چنگیاں
بھیڑا	بھیڑی	بھیڑے	بھیڑیاں

واحد مذکر	واحد مونث	جمع مذکر	جمع مونث
گندہ	گندی	گندے	گندیاں
مندا	مندی	مندے	مندیاں
سونڑھاں	سونڑھیں	سونڑھیں	سونڑھیاں
کوڑھا	کوڑھی	کوڑھے	کوڑھیاں
کوجھا	کوجھی	کوجھے	کوجھیاں
آتلا	آتلی	آتلے	آتلیاں
ہیٹھلا	ہیٹھلی	ہیٹھلے	ہیٹھلیاں
نویکلا	نویکلی	نویکلے	نویکلیاں
پولھا	پولھی	پولھے	پولھیاں
سوڑا	سوڑی	سوڑے	سوڑیاں
تازہ	تازی	تازے	تازیاں
دیوانہ	دیوانی	دیوانے	دیوانیاں
عمدہ	عمدی	عمدے	عمدیاں

صفات کی تصغیر

صفات کی تصغیر واو لگانے سے بنتی ہے جیسے

بڈا سے بڈ کڑو - مندھرا سے مندھڑو -
(چھٹی نلاک والا) (پستہ قد)

ڈیڑا سے ڈیڑ کا نکا سے نکو
(پستہ قد) (چھوٹا) وغیرہ

ضمیر

ضمیر کی پانچ قسمیں ہیں :

۱- شخصی ۲- موصولہ ۳- استفہامیہ ۴- اشارہ اور ۵- تنکیر -

ضمائر شخصی

	متکلم		غائب		حاضر	
	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
فاعلی حالت	میں	اساں	او	او	توں تَیں	تُساں
مفعولی حالت	مَیکُوں	اساکُوں	اوکُوں	اُنہاں کُوں	تَیکوں	تُساکُوں
اضافی حالت	مَیڈا	اساڈا	اوندا	اُنہاں دا	تَیڈا	تُساڈا
ظرفی حالت	میڈے وچ	اساڈے وچ	اوندے وچ	اُنہاں دے وچ	تَیڈے وچ	تُساڈے وچ
ایضاً	مَیں کنّ	اساں کنّ	اوکن	اُنہاں کن	تَیں کن	تُساں کن

ملتانی زبان میں "آپ" خود کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے :—

اے کم میں آپ کریساں (یہ کام میں خود کروں گا)

اے کم او آپ کریسن (یہ کام وہ خود کریں گے) وغیرہ

آپنا کا لفظ ہر ایک ضمیر کے ساتھ اس کی ذات کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جب اکیلا استعمال ہو تو اس کے معنی ہمارا کے ہوتے ہیں جیسے :—

اے آپنا آدمی ہے ۔ (یہ ہمارا اپنا آدمی ہے) ۔

ضمائر موصولہ

	مذکر		مونث	
	واحد	جمع	واحد	جمع
فاعلی حالت	جیڑھا ۔ جیں	جیڑھا جو	جیڑھی جیں	جیڑھیاں جنھاں
مفعولی حالت	جیکُوں جیڑھے کُوں	جنھاں کُوں	جیڑھی کُوں جیکُوں	جیڑھیاں کُوں جنھاں کوں
اضافی حالت	جیندا جیڑھے دا	جنھاں دا	جیڑھی دا جیندا	جیڑھیاں دا جیں دا
طوری حالت	جیں کنُوں وچوں یا	جنھاں کنُوں وغیرہ یا	جیں کنُوں وچوں یا	جنھاں کنُوں وغیرہ یا
	جیندے نال کول آئے وغیرہ	جنھاں دے نال وغیرہ	جیندے نال کول وغیرہ	جنھاں دے نال کول وغیرہ

جو کے بعد (جواباً) سو بھی آتا ہے اور جو اور جنھاں وغیرہ کا تکرار بھی کرتے ہیں جیسے جو جو آدمی یا جیڑھا آدمی یا جنھاں جنھاں آدمیاں دا وغیرہ

ضمائر استفہامیہ

	واحد	جمع
فاعلی حالت	کنّوں - کنّیں	کنّوں - کنھاں
مفعولی حالت	کیکنّوں - کیں کنّوں	کنھاں کوں - کنھاں کنّوں
اضافی حالت	کیندا	کنھاں دا
ظرفی حالت	کیندے وچ	کنھاں وچ
طوری حالت	کیکنّوں - کیں تئیں تونڑیں یا کیندے کول - نال - آتے - اگّوں - پچھّوں وغیرہ	کنھاں کنّوں - کنھاں تئیں تومڑیں یا کنھاں دے کول - نال - آتے - اگّوں - پچھّوں وغیرہ

کیں کیں - کنھاں کنھاں - کیا کیا بھی استعمال ہوتے ہیں - کیڑھا بمعنی کونسا اور کیڑھی بمعنی کونسی بھی مستعمل ہیں - مذکورہ صورتیں مذکر اور مونث دونوں کے لیے ایک جیسی ہیں -

ضمائر اشارہ

بعید کے لیے	قریب کے لیے
او - اوہ	اے - ایہہ

ضمائر اشارہ اور ضمائر غائب شخصی ایک ہی ہیں - حروف ربط کے آنے سے او آوں سے اور اے ایں سے بدل جاتا ہے - ان کی جمع انہاں اور آنہاں آتی ہے -

ضمائر تنکیر

یہ صرف دو ھیں۔ کوئی اور کچھ۔ کوئی اشخاص کے لیے اور کچھ اشیا کے لیے استعمال ھوتا ھے۔ حروف ربط کے آنے سے کوئی کی صورت کہیں ھو جاتی ھے جب کوئی اور کہیں کا تکرار کیا جائے تو معنوں میں خصوصیت پیدا ھو جاتی ھے جیسے کوئی کوئی آدمی اے کم کریندا ھے۔ کہیں کہیں جاہ تے سہینہ وُٹھے اسی طرح کجھ کجھ کہنے سے تھوڑا کے معنی پیدا ھوتے ھیں۔

ان کے علاوہ بعض نے کُل اور سبھ بھی ضمائر تنکیر کا کام دیتے ھیں۔

"سبھ" جمع میں صورت بدل جاتا ھے جیسے

سبھے مرد سبھے گھوڑیاں

ملتانی میں سبھنوں کی بجائے سبھناں استعمال ھوتا ھے۔

ضمائر تنکیری دوسرے ضمائر سے مل کر مرکب بھی آتے ھیں جیسے جو کوئی۔ جیڑھا کوئی۔ جو کجھ۔ جیڑھی کئی (کئی کوئی کی تانیث ھے) جیں۔ کہیں جیڑھی کہیں وغیرہ۔

صفات ضمیری

ملتانی زبان کے صفات ضمیری مقداری یہ ھیں:

اتنا۔ اتلا۔ اتی۔ آتنا۔ آتلا۔ آتی۔ جتنا۔ جتلا۔ جتی۔ کتنا۔ کتلا۔ کتی۔

ان میں سے جتی۔ اتی۔ آتی اور کتی مقدار کے لیے اور اتنا کتنا جتنا تعداد کے لیے آتے ھیں۔

صفات ذاتی ایجھاں - اوجھاں - کیجھاں اور جیجھاں ہیں - ایجھاں دراصل اے جیہاں ہے یعنی اِس جیسا - اسی طرح دوسرے لفظ ہیں - جیہاں بمعنی مانند علحدہ بھی استعمال ہوتا ہے - صفات ضمیری کے دوسرے الفاظ یہ ہیں :

ہِک - ڈُوجھا - بیا - ڈُوہیں - بہوں - بعض - بعضے - غیر - سب - سبھ وغیرہ -

ہِک کی مختلف صورتیں یہ ہیں :

ہِک بیا - ہِک ڈُوجا - ہِکّو - ہِکّو کُجھ - ہِکناں (ایکوں) ہِک نہ ہِک وغیرہ

افعال و مصادر

ملتانی زبان کے مصدر کی علامت ن ہے اور یہ ساکن ہے متحرک نہیں - چونکہ یہ ترقی پذیر زبان ہے اس لیے یہ دوسری زبانوں سے الفاظ لے کر اپنی ضروریات کے لیے مصدر بناتی رہتی ہے مثلاً

عربی اور فارسی ماخذ کے مصادر

الف - مندرجہ ذیل مصادر عربی اور فارسی الفاظ سے بنائے گئے ہیں :-

۱- ازارن	تکلیف دینا	آزار سے
۲- ازماون	آزمانا	آزمائش سے
۳- اکتن	تنگ آ جانا	عاق سے
۴- بدلن	بدلنا	بدل سے
۵- بخشن	بخشنا	بخش سے
۶- تراشن	تراشنا	تراش سے

۷- خریدن	خریدنا	خرید سے
۸- خبراون	خبر دینا	خبر سے
۹- خلقن	پیدا کرنا	خلقت سے
۱۰- داغن	داغنا	داغ سے
۱۱- دفنانوں	دفنانا	دفن سے
۱۲- دمن	دم رکھنا	دم سے
۱۳- دماون	دم رکھانا	دم سے
۱۴- ریکن	ریق کرنا	ریق سے
۱۵- شرمانوں	شرمانا	شرم سے
۱۶- طہورن	خشنہ کرنا	طہور (پاک) سے
۱۷- غرقن	غرق کرنا	غرق سے
۱۸- غرقاون	غرق کرنا	
۱۹- فرماون	فرمانا	فرمودن سے
۲۰- قبولن	قبولنا	قبول سے
۲۱- قصورن	بیمار پڑنا	قصور سے
۲۲- کفناون	کفنانا	کفن سے
۲۳- گرماون	غصہ کرنا	گرم سے
۲۴- گذرن	گذرنا - گذارنا	گزر سے
۲۵- گذارن	مرنا	گزر سے
۲۶- مستن	مست ہونا	مستی سے
۲۷- نجرن	کھلتے رہنا	نزار سے
۲۸- نیتن	نیت کرنا	نیّت سے
۲۹- نوازن	نوازش کرنا	نوازش سے
۳۰- نرماون	نرمانا	نرم سے

ب ۔ امدادی فعل کے لگانے سے مصادر بنانے کا قاعدہ ۔

عربی اور فارسی اسما یا صفات کے ساتھ امدادی فعل لگا کر بھی مصدر بنائے جاتے ہیں جیسے

باز آون ۔ دل ڈیون ۔ پیش ہوون ۔ جمع کرن ۔ ترک کرن ۔ علاج کرن ۔ یقین کرن ۔ شروع کرن ۔ ختم کرن وغیرہ ۔

ج ۔ ہندی اسما و صفت سے مصادر بنانا

ہندی اسما اور صفات سے بھی مصدر بنا لیتے ہیں جیسے پتھر سے پتھراون چکّر سے چکراون ۔ بڑ بڑ سے بڑ بڑاون اور بڑکن ۔ نندر سے نیندراون ۔ میاؤں میاؤں سے میانکن ۔ چھانگ سے چھانگن ۔ ستر سے سوترن ۔ سیدھا سے سیدھن ۔ سیلھی (رسی) سے سیلھاڑن وغیرہ ۔

د ۔ ہندی اسما و صفات کے ساتھ سادہ مصدر لگا کر نیا مرکب مصدر بھی بنا لیتے ہیں جیسے رکھوالی کرن ۔ آدھار ڈیون ۔ ڈینگ مارن ۔ تاڑ رکھن ۔ ہل چلاون ۔ راہ بھالن ۔ واٹ نہارن ۔ کان آڈاون وغیرہ

ہ ۔ انگریزی الفاظ سے مصدر بنانا

انگریزی الفاظ کے ساتھ بھی امدادی فعل لگا کر مصدر بنا لیتے ہیں جیسے بیک مارن ۔ ہلٹ کرن ۔ ٹارٹ بھنن ۔ بمب چھوڑن ۔ اسٹنڈ بناون ۔ پاس تھینون ۔ فیل کرن وغیرہ اور ان سے خاص مفہوم پیدا کیا جاتا ہے ۔

ملتانی کے بعض مصادر

ذیل میں ملتانی مصادر کی ایک مختصر سی فہرست دی جاتی ہے جس میں صرف ایسے مصادر دیے جاتے ہیں جو دوسری زبانوں میں عام طور پر نہیں ملتے اور اب "قبول عام" نے انہیں خالص ملتانی بنا دیا ہے :—

نمبر شمار	مصدر	معنی
۱-	اٹیرن	ہتھیا لینا
۲-	اٹھراون	قدرے خشک ہونا
۳-	آسرن	تعمیر کرنا ۔ ہونا
۴-	آسارن	تعمیر کرنا
۵-	آگاڑن	قرضہ وصول کرنا
۶-	آلارن	ہاتھ اٹھانا
۷-	آلرن	حملے کے لیے آمادہ ہونا
۸-	آسلن	جوش دکھانا
۹-	اودرن	اوسان خطا ہونا
۱۰-	باکن	درد ناک آواز سے رونا
۱۱-	بڑاکن	کھولنے کی آواز
۱۲-	بکّن بکاون	جڑ جانا ۔ جوڑ دینا
۱۳-	بچھاون	بھڑکانا پچھے لگانا
۱۴-	بکّھن	روشنی دینا
۱۵-	بلکن	کیڑوں کا رینگنا
۱۶-	بوکن	چلانا
۱۷-	بھروڑن	ٹکڑے ٹکڑے کرنا

نمبر شمار	مصدر	معنی
۱۸-	بَھنواوَن	چکر دے کر پھینکنا
۱۹-	بَھساون	بیدم کرنا
۲۰-	بِیڑن	قطعی طور بند کر دینا
۲۱-	بِھسّن	پھٹ جانا۔ کچلا جانا
۲۲-	پُسّن	گیلا ہونا
۲۳-	پَکرن	موقع پر کام آنا
۲۴-	پُورن	دفن کرنا
۲۵-	پُوکن	فرار ہونا ۔ ڈرنا
۲۶-	پیڑن	کس کر باندھنا ۔ بوجھ لادنا
۲۷-	تَڈاون۔	مقابلہ کرنا ۔ اپنی طرف کھینچنا
۲۸-	تِرڑن	شگفتہ ہونا
۲۹-	تَرنڈَن	جھپٹا مار کر پھل توڑنا
۳۰-	تَکّن	دیر تک استعمال میں رہنا
۳۱-	تُھمبن	داغ دینا
۳۲-	تُھہن	موزوں ہونا ۔ راضی ہونا
۳۳-	جِھرلین	تیزی سے لکھنا
۳۴-	جُھورن	پھل سے لدا ہوا ہونا
۳۵-	جِھمبن	پتلی شاخ سے مارنا
۳۶-	جَنبَن	تامل کرنا
۳۷-	جِھبن	پانی میں تر بتر کرنا
۳۸-	جھیرن	دھوبی کا کپڑوں کا مصالحہ لگانا

نمبر شمار	مصدر	معنی
۳۹-	جاݨن	معلوم ہونا
۴۰-	جورن	جذب ہونا
۴۱-	چنبھن	آنکھ میں تنکا پڑنا
۴۲-	چنگھن	بوجھ یا درد سے کراھنا
۴۳-	چھڑن	شروع کرنا۔ مویشی کا چرنا چانا
۴۴-	چھڑن	دانے صاف کرنا
۴۵-	چھنڈکن	اناج کا پھٹکنا۔ کسی چیز کا پھٹکنا
۴۶-	چوَون	قطرہ قطرہ گرنا
۴۷-	چھرکن	ڈرنا
۴۸-	درونھکن	دیوار کا بیٹھ جانا
۴۹-	دھُرمبن	کانٹوں سے الجھنا اور زخمی ہونا
۵۰-	درگھرن	پاؤں پھیلانا
۵۱-	دُکنھن	دھواں دینا
۵۲-	دھرن	نقصان پورا کرا لینا
۵۳-	ڈھکّن	شادی کا پیغام دینا ۔ مویشی کا واپس آنا۔
۵۴-	رچّن	جذب ہونا
۵۵-	سِجّھن	قرضہ بیباق ہونا ۔ پانی کا صاف ہو جانا
۵۶-	سنبھن	زیور اور نئے کپڑے پہننا
۵۷-	سُرکن	مائع چیز کے ساتھ کھانا کھانا
۵۸-	سُرن سورن	آگے ہونا ۔ کرنا
۵۹-	سِکّن	چاہت ۔ محرومی

نمبر شمار	مصدر	معنی
۶۰-	بوبن	محبت آرزو کی شدت
۶۱-	سولن	اقبال کرنا
۶۲-	کُوکن	فریاد کرنا
۶۳-	کُرلا نون	درد بھری چیخ مارنا
۶۴-	کُھٹّن	کم ہو جانا
۶۵-	کیرن	خود بخود گرتے رہنا
۶۶-	کِلاون	تیز کرنا
۶۷-	کیرکن	کنوئیں کا آہستہ آہستہ چلنا
۶۸-	گولن	تلاش کرنا
۶۹-	لکّن	زبان سے لپر لپر کرنا
۷۰-	لبّھن	ڈھونڈھ لینا
۷۱-	لُکّن	چھپنا
۷۲-	لُسکن	تلوے کھجلانا ۔ خواہش کرنا
۷۳-	لیھن	مویشی کا بچے کو دودھ پلانا
۷۴-	لیکن	لکیر کھینچنا
۷۵-	مکّھن	چکنا کرنا
۷۶-	متھّن	طے کرنا ۔ صلاح کرنا
۷۷-	مُکھاون	انعام دینا ۔ اجرت دینا
۷۸-	میلن	جمع کرنا
۷۹-	نسرن	پودے کا تیزی سے بڑھنا
۸۰-	نُوٹن	آنکھیں بند کرنا
۸۱-	نکھڑن	جدا ہونا
۸۲-	نھٹیرن	طعنے دینا

نمبر شمار	مصدر	معنی
۸۳-	نُوکن	دلہن کا رونا
۸۴-	نینون	بے جانا
۸۵-	وَٹّن	مبادلہ کرنا ۔ فائدہ اٹھانا
۸۶-	وسمن	آگ کا بجھنا
۸۷-	وَلّن	واپس آنا
۸۸-	ویجھن	اصل سے زیادہ ہو جانا
۸۹-	وَتاوَن	صدقے کرنا
۹۰-	ہنڈن	مستعمل ہو کر ختم ہو جانا
۹۱-	ہُلّن	مشہور ہونا
۹۲-	ہکّن	آواز سے منع کرنا ۔ آواز دے کر منع کرنا ۔ روکنا
۹۳-	ہٹکن	منع کرنا
۹۴-	ہمبھن	درد کا کم ہو جانا
۹۵-	یرکن، یرکاون	ڈرنا ۔ ڈرانا دھمکانا

ہلتانی زبان کی مصادر کے سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ ان میں سے تقریباً ہر مصدر سے متعدی ، متعدی المتعدی اور مجہول بنائے جا سکتے ہیں ۔ دوسری زبانوں کے مصادر میں یہ صفت بہت کم پائی جاتی ہے بلکہ بعض زبانوں میں تو متعدی بالواسطہ شاذ ہی بنایا جا سکتا ہے ۔ ملتانی زبان کے مصادر کی صورت کچھ اس طرح ہے :

ملتانی مصادر کی گردان

لازم	متعدی		
———	مجہول ———	متعدی بالواسطہ	مجہول
متعدی	متعدی المتعدی		
ڈرَن	ڈریجن	ڈراون	ڈرواون	ڈرویجن
دُھرکّن	دُھرکیجن	دُھرکاون	دُھرکواون	دُھرکیویجن
ٹُرن	ٹُریجن	ٹورن	ٹُراوَن	ٹُرویجن
لکّھن	لکھیجن	لکھاوَن	لکھواوَن	لکھویجن
چرن	چریجن	چراوَن	چرواوَن	چرویجن
مارن	مریجن	مراوَن	مرواوَن	مرویجن
پیون	پویجن	پلاوَن	پلواوَن	پلویجن

ب - مجہول بنانے کا قاعدہ

مجہول بنانے کے لیے عام طور پر یجن لگایا جاتا ہے مگر کچھ مصادر اس سے مختلف بھی ہیں جیسے ڈیکھن سے ڈسّن - کوھن سے کُسّن - ننھن سے بجّھن - پھسن سے پھسّن وغیرہ -

ج - حالیہ بنانے کا قاعدہ

حالیہ بنانے کے لیے مصدر کی علامت دور کر کے عام طور پر اندا لگاتے ہیں جیسے آون سے آندا، کھاون سے کھاندا، پیون سے پیندا، ڈیکھن سے ڈیدھا یا ڈیکھدا، چڑن سے چڑدا، وجن سے ویندا، اٹھن سے اٹھدا، پاڑن سے پڑیندا،

وھاون سے وھیندا ، دُھرکن سے دُھرکدا ، سُنن سے سُندا ، دھاوَن سے دھاندا وغیرہ ۔

د ۔ ماضی معطوفہ

ماضی معطوفہ بنانے کے لیے مختلف قاعدے ھیں جو ذیل کی چند مثالوں سے واضح ھو جائیں گے :۔

کھاون سے کھادا ۔ پیون سے پیتا ۔ ڈیکھن سے ڈٹّھا ۔ آون سے آیا ۔ ونجن سے گیا ۔ جوون سے جُتّا ۔ پوون سے پوتا ۔ سمھن سے ستّا ۔ لمین سے لِتّا ۔ گُھن سے گدّھا ۔ کُھاون سے کھانا ۔ بہن سے بیٹھا ۔ ڈیون سے ڈِتّا ۔ وَسّن سے وُٹّھا ۔ کھوھن سے کُھتّھا ۔ وَھَن سے وُڑھا ۔ مرن سے مویا ۔ نِکّن سے نِکّھتا ۔ رَھاون سے رَادھا ۔ کرَن سے کِیتا ۔ بہن سے بیٹھا ۔ ویچن سے ویچیا ۔ وکاون سے وکانا ۔ ڈھھن سے ڈھٹّھا ۔ چاون سے چاتا ۔ آنن سے آندا ۔ رُسّن سے رُٹّھا وغیرہ ۔

۵ ۔ مضارع

مضارع بنانے کا طریقہ یہ ھے کہ مصدر کی علامت ن دور کر کے اس کی بجائے یائے مجہول لگا دی جاتی ھے جیسے

کھاون سے کھاوے ۔ پیون سے پیوے ۔ ڈیکھن سے ڈیکھے وغیرہ

اس کی گردان اس طرح کی جاتی ھے :۔

مضارع کی گردان

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کھاوے	کھاون	کھاویں	کھاوو	کھاواں	کھاؤں
آوے	آون	آویں	آوو	آواں	آؤں

—— وغیرہ ——

و۔ فعل امر

اس کے صرف دو ہی صیغے ہوتے ہیں واحد حاضر اور جمع حاضر :

واحد حاضر	جمع حاضر
کھا	کھاؤ
پی	پیئو
ڈیکھ	ڈیکھو وغیرہ

بعض اوقات مصدر کے آگے الف زائد کر کے امر کے طور استعمال کرتے ہیں :—

آونا ۔ کھاونا ۔ پر کھنا ۔ بُھل نہ وَنجنا وغیرہ

عبدالحکیم بہاولپوری ——

مگر ہک طَور تیکُوں یاد رکھنا
کمینے تے اَصیلاں کُوں پَرکھنا

اس کے علاوہ ے یا جے بڑھا کر بھی امر بناتے ہیں جیسے آئیے کھنیجے وغیرہ

ملتانی زبان میں فعل امر کی کچھ خاص صورتیں اور بھی ہیں جو دلچسپی سے خالی نہیں کھاندارہ ۔ کھا گھِن ۔ کھاوِنج ۔ کھاچا ۔ کھادی رکھ ۔ کھا چھوڑ ۔ کھاون دی کر ۔ کھا ڈکھا وغیرہ ۔

ز ۔ فعل حال مطلق

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کھاندا ہے	کھاندے ہِن	کھاندا ہیں	کھاندے ہو	کھاندا ہاں	کھاندے ہیں

مختصر صورت

کھاندَے	کھاندن	کھاندَیں	کھاندیو	کھاندَاں کھاندوں

ح ۔ حال نا تمام

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کھاندا ہَے	کھاندے ہَین	کھاندا ہیں	کھاندے ہیَو	کھاندا ہیاں	کھاندے ہَے ہَیں

یا دوسری صورت

کھادی وَیندے	کھاندے وَیندن	کھاندا وَیندیں	کھاندے وَیندیو	کھاندا ویندان کھاندے وَیندے ہَیں

یا تیسری صورت

کھاندا وَیندے	کھاندے وَیندن	کھاندا وَیندَیں	کھاندے وَیندیو	کھاندا وَیندان	کھاندے وَیندے ہیں

ط ۔ حال تمام

(فعل متعدی)

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اُون کھاوَے	اُنہاں کھاوَے	تَیں کھاوَے	تُساں کھاوَے	مَیں کھاوَے	اَساں کھاوَے

مختصر صورت

کھاوِس	کھاوَینیں	کھاڈی	کھاڈیوے	کھاوَئم	کھادیسے

(فعل لازم)

او آئے	او آئی	توں آئیں	تُساں آئیو	مَیں آیاں	اَساں آئے ہیں

مختصر صورت

آئے	آئن	آئیں	آئیو	آیاں	آئیسے

امدادی فعل لگا کر بھی حال تمام بنایا جاتا ہے ۔ ملتانی زبان دوسری زبانوں کی نسبت زیادہ امدادی فعل لگاتی ہے اور اس سے مفہوم میں زیادہ وسعت پیدا ہو جاتی ہے ۔ مثلاً

کھا چکا ہے۔ کھا چکے ہن وغیرہ
کھا بیٹھا ہے ۔ کھا بیٹھے ہن وغیرہ
کھا سُتا ہے ۔ کھا سُتے ہن وغیرہ
لکھ تھکا ہے ۔ لکھ تھکے ہن وغیرہ

اس قسم کے امدادی افعال اصل فعل کے معنوں میں وسعت پیدا کر کے کلام میں زور پیدا کر دیتے ہیں تُساں مار مُکائے ۔ میں پڑھ ڈٹھے۔ اسا کوں روا ٹرئیو ۔ تُھا کوں ڈیکھ گھدیسے ۔ او رو سُتے ۔ توں لکھ تھکائیں وغیرہ ایسی ترکیبیں ہیں جن کی افادیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا ۔

ی ۔ احتمالی

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کھاندا ہووے	کھاندے ہوون	کھاندا ہووی	کھاندے ہووو	کھاندا ہوواں	کھاندے ہوؤں

دوسری صورت

کھاندا پیا	کھاندے پے	کھاندا پیا	کھاندے پے	کھاندا پیا	کھاندے پے
ھووے	ھوون	ھووین	ھووو	ھوواں	ھوؤن

ک - ماضی مطلق

غائب		حاضر		متکلم	
واحد :	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کھاندا ھا	کھاندے ھیں	کھاندا ھا ویں	کھاندے ھاوے	کھاندا ھیم	کھاندے ھاسے

دوسری صورت

کھاندا پیا ھا	کھاندے پے ھیں	کھاندا پیا ھاویں	کھاندے پے ھاوے	کھاندا پیا ھیم	کھاندے پے ھاسے

تیسری صورت

کھاندا رھندا ھا	کھاندے رھندے ھیں	کھاندا رھندا ھاویں	کھاندے رھندے ھاوے	کھاندا رھندا ھیم	کھاندے رھندے ھاسے

چوتھی صورت

کھادی رہندا ھا	کھادی رہندے ہیں	کھادی رہندا ہاویں	کھادی رہندے ہاوے	کھادی رہندا ہیم	کھادی رہندے ہاسے

پانچویں صورت

کھاندا ہوندا ھا	کھاندے ہوندے ہیں	کھاندا ہوندا ہاویں	کھاندے ہوندے ہاوے	کھاندا ہوندا ہیم	کھاندے ہوندے ہاسے

چھٹی صورت

او کھاندا	او کھاندے	توں کھاندوں	تساں کھاندے	میں کھاندُم	اساں کھاندے

م - ماضی تمام

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
آوں کھادی ھائی	آنہاں کھادی ھائی	تیں کھادی ھائی	تُساں کھادی ھائی	میں کھادی ھائی	اساں کھادی ھائی

دوسری صورت

او کھا چکا ھا او کھا چکے ھیں وغیرہ
او کھا بیٹھا ھا وغیرہ او کھا سُتا ھا وغیرہ

ن - ماضی احتمالی

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
آوں کھادا	آنھاں کھادا	تَیں کھادا	تساں کھادا	میں کھادا	اساں کھادا
ھووے	ھووے	ھووے	ھووے	ھووے	ھووے

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع

دوسری صورت

آوں کھادا	آنھاں کھادا	تَیں کھادا	تساں کھادا	میں کھادا	اساں کھادا
ھوسی	ھوسی	ھوسی	ھوسی	ھوسی	ھوسی

مختصر صورت

کھادا ہوسیں کھادا ہوسینے کھادا ہوسیا کھادا ہوسیوے کھادا ہوسیم کھادا ہوسی

س - ماضی شرطیہ یا تمنائی

ملتانی زبان میں حرف شرط اگر کے لیے جے یا جیکر استعمال کرتے ہیں۔

کھاون مصدر سے ماضی شرطیہ یا تمنائی کی گردان اس طرح ہوگی :

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
جے او کھاندا	جے او کھاندے	جے تُون کھاندا	جے تُساں کھاندے	جے مَیں کھاندا	جے اَساں کھاندے

دوسری صورت

کھاوے ہا	کھاوں ہا	کھاویں ہا	کھاؤ ہا	کھاواں ہا	کھاؤں ہا

تیسری صورت

جے اُون کھادا	جے اُنہاں کھادا	جے تَیں کھادا	جے تُساں کھادا	جے مَیں کھادا	جے اَساں کھادا

چوتھی صورت

جے اُوں کھادا ہوندا	جے اُنہاں کھادا ہوندا	جے تَیں کھادا ہوندا	جے تُساں کھادا ہوندا	جے مَیں کھادا ہوندا	جے اَساں کھادا ہوندا

ان تمام صورتوں میں جے حرف شرط کو ترک بھی کر دیتے ہیں۔
ان کے علاوہ اور صورتیں بھی رائج ہیں مثلاً
جے او کھاندا رہا وغیرہ جے اوں کھادی رکھیا وغیرہ

ع ۔ دعائیہ

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کھاوے	کھاون	کھاوی	کھاوو	کھاواں	کھاؤں

اس کے علاوہ یہ صورتیں رائج ہیں :
کھادی رکھے وغیرہ ۔ کھاندا ہیا ہووے ۔ کھاندا رہے وغیرہ

ف ۔ مستقبل مطلق

غائب		حاضر		متکلم	
واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کھاسی	کھاسِن	کھاسیں	کھا سو	کھا ساں	کھا سُوں

مستقل مدامی

کھاندا رھسی	کھاندے رھسن	کھاندا رھسیں	کھاندے رھسو	کھاندا رھساں	کھاندے رھسُوں

دوسری صورت

کھادی رھسی	کھادی رھسن	کھادی رھسیں	کھادی رھسو	کھادی رھساں	کھادی رھسوں

—— یا ——

رکھسی	رکھسن	رکسیں	رکھسو	رکھساں	رکھسُوں

فعل جاریہ

فعل جاریہ کے لیے ملتانی زبان میں ایک خاص صورت ان کے علاوہ بھی ہے جو بیان ہو چکی ہیں اور اس صورت میں مفہوم میں عجیب ندرت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً

کھڑا پٹ یعنی تو روتا رہ میں اب چلا ۔ مجھے جو کچھ تم سے کہنا تھا کہہ دیا ۔ اب تمہاری مرضی ۔ وَدّا پڑھ دَے یعنی ابھی وہ پڑھ رہا ہے اگر پہلے لفظ پر زور دیا جائے تو معنی ہوں گے کہ وہ پڑھ نہیں سکتا ۔ ایسے نالائق بھی پڑھا کرتے ہیں کئی سالوں سے وہ پڑھ رہا ہے ۔ اور اگر دوسرے لفظ پر زور دیں تو مطلب ہوگا کہ اس کی عادتیں ایسی خراب ہیں کہ وہ اور کام تو کر سکتا ہے مگر پڑھنے سے اسے نفرت ہے ۔

خاص صورتیں

بیٹھا کھا ۔ پیا لکھ ۔ کھڑا سڈیندا رہ ۔ وَدّا حکومتاں کر ۔ بیٹھا عیش کر پیا اکھ وغیرہ سب اسی قسم کی ترکیبیں ہیں ان میں ایک پہلو متکلم کی بیزاری کا بھی نکلتا ہے کہ ہم تو اب گئے تو یہ کام کرتا رہ وغیرہ

یہ مفہوم اور اس قسم کی ترکیبیں اردو میں بھی رائج رہی ہیں مگر اب بہت کم ہیں ۔ امیر خسرو ۔

کھیر پکائی جتنوں سے چرخہ دیا چلا
کتا آیا کھا گیا تو "بیٹھی ڈھول بجا"

ملتانی میں ہونا مصدر کی صورتیں

ملتانی زبان کی ایک خوبی اس بات میں ہے کہ اس میں ہونا (To Be) کے لیے دو مصدر ہیں (۱) ہوون اور

(۲) تھیون - اس سے بہت سی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں - اور کلام میں حسن زیادہ پیدا ہوتا ہے - اگر ہوون ایک ہی مصدر ہوتا تو اس میں بھی اس قسم کے فقرے ملتے کہ (۱) اس کی شادی ہوئی ہوئی ہے یا یہ برتن قلعی ہوا ہوا ہے - وغیرہ - ہوون مصدر کی مختصر صورت کی گردان اس طرح کی جاتی ہے :-

ہسّی (اس کے پاس ہے)

ہنّیں (ان کے پاس ہے)

ہوّی (تیرے پاس ہے)

ہوّے (تمھارے پاس ہے)

ہم (میرے پاس ہے)

ہسّے (ہمارے پاس ہے)

ہوون سادا ہونا ہے اور تھیون سے مراد ہو جانا - موجود ہو جانا وغیرہ ہوتا ہے -

تمیز

وہ لفظ جو فعل یا صفت کی کیفیت بیان کرے تمیز کہلاتا ہے اور اس کے آنے سے فعل یا صفت کے معنوں میں تھوڑی بہت کمی بیشی واقع ہو جاتی ہے -

ا - وقت کے لیے الف - ہُن - جڈاں - تڈاں - کڈاں

ب - اگے - پچھے - پہلے - اج - کلھ - کَتھُوں - اَڑتھُوں -

فجر - شام وغیرہ
نت سدا - وَت - وَل - اگیرے - لیلے باک -

ج - ہمیشہ - جلدی - یکایک - اچانک - اَچّن چیت - بعد - بعد ازاں - زاں بعد - شب و روز - اَبڑغت - جھٹ ہک - لحظہ ہک -

۲ - مکان یا جگہ کے لیے
اتّھاں - اَتّھاں - جتّھاں - کتّھاں -

اگے - اگیرے - بچھے - پچھوں - اگوں - پرے - اورھاں - پرھاں - کولوں - نال - نیڑے - آئے - آتاں - بیٹھ - بیٹھوں - آتوں - ہٹھاڑ - آتاڑ - اندر - وچ - باھر - بارھوں -

۳ - سمت کے لیے
اِتے - اَتے کنتے - جتے - دو یا ڈو -

۴ - طور و طریقہ کے لیے
الف - ایں - آوں - اینویں - جیویں - کینویں - آونویں - ایں طرح - آوں طرح -

ب - ٹھیک - اچانک - دھیرے - ہولے - ڈاڈھیوں - لگاتار - ساندھ وڑاندھ - برابر - سچی مچی - کوڑ موڑ - کوڑے مچی - تھولا - بھوں - جھٹ پٹ - جھٹ - اونویں - منڈھوں - اصلوں - مول (ہرگز) -

ج - ذرّہ - ذرّہ ھک - تخمیناً - تقریباً - خصوصاً - زیادہ - بالکل - مطلق - تفسک (فقط کی بگڑی ہوئی صورت) ھوبہو ھرچند - یعنی - فوراً وغیرہ -

۵ - تعداد کے لیے

ھک دفعہ - ڈو دفعہ وغیرہ - ھک لنیگیں - ھکّے لنگیں - ھک ھک - ھک ھکڑی - اتنا - جتنا - کتنا وغیرہ -

۶ - ایجاب و انکار کے لیے

ھا - ھونْ - جی ھا - ھا ھا - جی - نہیں - نہ - کُ - کوئناں - نہ نہ - آونہُوں - شاید - غالباً - ضرور - بالضرور - یقیناً - بے شک - بلا شبہ - خود - ھرگز - البتہ - منڈھوں نہ - اصلُوں نہ - آکانْہ - کڈانہہ نہ وغیرہ -

۷ - سبب اور علت کے لیے

اِہتہ واسطے - اینہہ کیتے - اینہہ واسطے - ایندے لیئوں - اِینویں - ایں طرح - آوں طرح - چنانچہ - کیوں جو -

۸ - مرکب تمیز

کے توڑیں - کڈاں تائیں - جتھاں جتھاں - کتھاں کتھاں - اتھاں آتھاں - کتھائیں نہ کتھائیں - کڈانہہ نہ کڈانہہ - جداں جڈاں - اِنتے آنتے - ایڈے اوڈے - اندر باھر وغیرہ -

۹ - مرکب تمیز

ہولے ہولے رفتہ رفتہ - خوشی خوشی - ھک ھک کرکے - روز روز - روز ڈھاڑے - ڈھاڑی ڈھاڑی - ھر روز -

گھڑی گھڑی - جَھٹے جَھٹے - لحظے لحظے - ھووے نہ ھووے - دھُوم دھام - ھاماں گماں - آسے پاسے - اِنّوں اُنّوں - اَگُوں پچھُوں - نت نت - اَج اَج - ڈیہنہ رات - چوری چُھپّی - جینویں کینویں وغیرہ -

حروف

حروف چار قسموں پر مشتمل ھیں :-

(۱) ربط (۲) عطف (۳) تخصیص (۴) فجائیہ -

۱ - ربط

الف - دا - دے - دی -

ب - کُوں - تئیں - کنّوں - وچ - تونڑیں - تے - اَتے - ھیٹھ - نال - کول - کولھوں - پچھوں اگّوں - مُتّوں - باھر - اندر - سامنے - پار وں - لیکھے - مارے - واسطے - کیتے - باجھ - باجھوں -

ج - نزدیک - دور - اَندَر - بغیر - باعث - سبب - واسطے - سوا - طرح - درمیان -

د - وں لگا کر سے کے معنی پیدا کیے جاتے ھیں جیسے اندروں — اندر سے -

۲ - حروف عطف

الف - (وصل) اَتے - بیا - تے - کیا ... کیا - یا - جو -

ب - (تردید) نہ - نہ نہ - خواہ - بھانویں - توڑے - چاھے یا ... یا -

ج - (استدراک) پر - لیکن - بھل - بلکہ -

د - (استثنا) مگر - پر -

۵۔ (شرط) جے ۔ جیکر ۔ جیکرائیں ۔ تاں ۔ بیاتاں بیا ۔ نہیں تاں ۔

۶۔ (علت) سوں ۔ بس اینہنہ واسطے ۔ کیوں جو ۔ تاں جو ۔ مَتّاں ۔

۳ ۔ حروف تخصیص

وی ۔ بے ۔ ہز ۔ تاں ۔

۴ ۔ حروف فجائیہ

ہیں ہیں ۔ اوہو ۔ ہائے ۔ او ۔ اوجینویں ۔ اوہ ۔ اوئے ۔ اے ۔

اسم کے آخر کا ندائیہ الف یا واؤ جیسے او چھوہرا یا او چھورہو ۔

اہا ہا ۔ اہو ہو ۔ واہ واہ ۔ واہ ۔ سبحان اللہ ۔ ماشاء اللہ ۔ واہ بھئی ۔ کوشے کوشے ۔

ہائے ۔ اوئے ہوئے ۔ آہ ۔ آف ۔ افسوس ۔ حیف ۔

اللہ ۔ اللہ ۔ سبحان اللہ ۔ اللہ اکبر ۔ آفو ۔ آہا ۔

دُر ۔ دُھر دُھر ۔ چَخّے چَخّے ۔ پِھٹ پِھٹ ۔ تُف ۔ تُھک ۔ تِھو ۔

استغفراللہ ۔ لاحول ولا ۔ پرے ۔ کَہلّا ۔ چخّے ۔

شاباش ۔ واہ واہ ۔ ماشاء اللہ ۔ جزاک اللہ ۔

الاَمان ۔ توبہ ۔ توبہ توبہ ۔

ہیں ہیں ۔ خبردار ۔ ڈیکھ ۔ سُن ۔ اچھا ۔ واہ سئیں واہ ۔

(۲)

مُلتانی زبان

کا اردو سے تعلّق

گیارھواں باب

ملتانی زبان اور اس کا اردو سے تعلق

زبانوں کے رشتے : جس بزرگ نے سب سے پہلے اپنے شاعرانہ اور رنگین-اسلوب بیان کے تحت برج بھاشا اور اردو میں ماں بیٹی کا تعلق قائم کر دیا تھا اسے کیا معلوم تھا کہ متاخرین ہمیشہ کے لیے اس گورکھ دھندے میں پھنس کر رہ جائیں گے اور ایسے الجھیں گے کہ پھر نکل بھی نہ سکیں گے ۔ ماں بیٹی کا رشتہ تو ایک مثال تھی جس سے یہ واضح کرنا مقصود تھا کہ اردو برج بھاشا سے ماخوذ ہے مگر ہوا یہ کہ بعد کے محققین نے اس رشتے کو پھیلانا شروع کر دیا ۔ اور نانی پوتی ماں اور خالہ بھانجی اور بھتیجی اور سوتیلی ماں بیٹی تک کے رشتے کو بطور تمثیل پیش کرنا شروع کر دیا ۔ اور اس کلیہ قاعدے سے یکسر آنکھیں بند کرلیں۔ کہ کوئی ایک زبان کسی دوسری زبان سے براہ راست نہیں پیدا ہوتی ۔ یعنی کسی دو زبانوں میں ماں بیٹی کا رشتہ قائم ہو ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ زبان ایک ایسی چیز ہے جو کسی ایک فرد واحد یا ایک خاص سوسائٹی سے بالارادہ پیدا نہیں کی جا سکتی اور اس پر پابندیاں اور قیود نہیں لگائی جا سکتیں ۔ اکبر اعظم نے سینکڑوں اصطلاحات وضع کیں لیکن قبول عام کی سند صرف ان الفاظ کو مل سکی جنھیں عوام

نے اپنی پسند کے مطابق اپنا لیا نہ کہ شاہی فرمان سے مرعوب ہو کر رائج کیا۔ بلوچی زبان میں فارسی سے اس قدر مماثلت قریبہ موجود ہے کہ ایک عام آدمی فوراً یہ کہہ اٹھے گا کہ یہ تو

(۱) فارسی کی بگڑی ہوئی صورت ہے یا

(۲) یہ فارسی سے نکلی ہے۔ یقیناً یہ فارسی کی بیٹی ہے۔

الفاظ کی ہیئت کذائی: حالانکہ ماہرین لسانیات اچھی طرح جانتے ہیں کہ بلوچی بالکل ایک جدا حیثیت رکھتی ہے اور اس کا ماخذ (اگر ماخذ سے مراد ماں نہ لیا جائے) وہی ہے جو فارسی کا تھا اب فارسی کا ماخذ کیا تھا؟ یہ کوئی نہیں بتا سکتا۔ کیونکہ فارسی کا رشتہ ادھر سنسکرت سے بھی بہت قریبی ہے اور ادھر قدیم ترین اوستا کی زبانوں سے بھی۔ تاریخ اس سلسلے میں ہماری بہت کم رہنمائی کرتی ہے۔ اور جو کچھ اس وقت تک ہمارا علمی سرمایہ موجود ہے زبانوں کے ماخذ کے متعین کرنے میں بہت حقیر ہے۔ زبان کی عمر مختصر سے مختصر بھی صدیوں تک پھیلی ہوئی ہوتی ہے اور اس میں تبدیلیاں اس قدر سست رفتاری سے ہوتی ہیں کہ زبان کے تغیر پذیر ہونے کا احساس تک نہیں ہونے پاتا۔ مثال کے طور پر اسی لفظ زبان کے لیے قدیم ایرانی میں ازاوَم ملتا ہے جو اوستا کی زبان میں ہزو ہے۔ پہلوی میں یہ آزوان اور پھر زوان ہو گیا۔ فارسی میں یہ زبان ہے بلوچی میں زباں۔ اب اس لفظ کا مادہ زب بشکلی میں دخ بن گیا ہے مگر شینا میں زبب ہی بجائے جیپ ہو گیا۔ ادھر سنسکرت میں یہ لفظ جبھواء ہے۔ جو

پراکرت میں جبھا بولا گیا اور ملتانی میں جبھ ہے ۔ اب کون بتا سکتا ہے کہ یہ لفظ کتنی صدیوں تک ایک شکل میں رائج رہا اور کب اس نے ہیئت بدلی ؟ پھر دوسرے قالب سے تیسرے اور تیسرے سے چوتھے ۔ علی ہذالقیاس آخری قالب تک اس نے کتنی صدیاں دیکھی ہیں چونکہ تاریخ عالم ابھی تک تاریکی کے دبیز پردوں میں چھپی ہوئی ہے اور خود تاریخ کا علم قیاسی اور ظنی حیثیت رکھتا ہے یقینی اور حتمی نہیں کہلا سکتا ۔ اس لیے نہیں بتایا جا سکتا کہ کسی لفظ کی اصل حقیقت کیا تھی ۔ اب اسی جبھ کے لفظ کو پراکرت سے کیوں ماخوذ سمجھا جائے سنسکرت سے آیا ہوا کیوں نہ سمجھا جائے ۔ پھر سنسکرت ہی سے کیوں ؟ اوستا سے بشگلی سے شینا سے یا قدیم ایرانی سے کیوں نہ ماخوذ سمجھا جائے ؟

اس کا جواب عام طور پر یہ دیا جاتا ہے کہ تاریخی واقعات اور قرائن ہماری رہنمائی کرتے ہیں کہ فلاں لفظ کا تعلق قریبہ کس زبان سے ہے یعنی جبھ اس وقت جس علاقے کی زبان کا لفظ ہے اس علاقے کی تاریخ کن واقعات پر مبنی ہے ۔ مگر یہاں پھر وہی دشواری پیش آتی ہے کہ ایک تو تاریخ خود ظن اور قیاس پر مبنی ہے دوسرا قدیم زمانے میں ہزارہا قوموں کا باہم اختلاط ، غلبہ اور عروج و زوال اس قدر سخت رہا ہے کہ کوئی فیصلہ قطعی نہیں کہلایا جا سکتا ۔

ان حالات میں کسی زبان کو کسی دوسری زبان کی ماں سوتیلی ماں خالہ نانی یا بیٹی سوتیلی بیٹی اور بہن کہنا درست نہیں کیونکہ اس سے ایسی دشواریاں پیدا ہو جاتی ہیں جن پر ابتدا پانا ناممکن ہو جاتا ہے ۔ اور ماں بیٹی کا سلسلہ ایک

دفعہ چل نکلے تو وہ ختم ہونے میں نہیں آتا۔

تقابل السنہ کا اصول

دو زبانوں کا تعلق یا تو الفاظ کے بعینہ اشتراک میں ہوتا ہے یا قریبی مشابہت میں۔ ان کے اصول و قواعد کے اشتراک اور اختلاف کا جائزہ لینا چاہیے تاکہ معلوم ہو سکے کہ ان زبانوں کی ساخت میں کیا اصول کارفرما ہیں۔ جب ایک لفظ باہر سے آ کر ایک زبان میں اس طرح خلط ملط ہو جاتا ہے کہ اپنی اصلی شکل و صورت تک کھو بیٹھتا ہے یا اس کے معنوں میں حیرت انگیز تبدیلی واقع ہو جاتی ہے تو اس لفظ کو باہر کی زبان کا لفظ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ اسے اسی زبان کا خاص لفظ سمجھنا چاہیے جس میں یہ رواج پا گیا ہے۔ مثلاً ملتانی کے لفظ پتّی (چھوٹا تربوز) کی اصل عربی کا بطّیخ ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ پتّی عربی لفظ ہے یا یہ کہ ملتانی زبان عربی سے ماخوذ ہے۔ اسی طرح سنسکرت یا پراکرت کا کوئی لفظ ملتانی میں آ کر اپنی شکل و صورت بلکہ معنی تک کھو بیٹھا ہے تو وہ لفظ اب ملتانی کا لفظ بن گیا ہے سنسکرت یا پراکرت کا لفظ نہیں رہا۔

گذشتہ اوراق میں ملتانی زبان تفصیل سے پیش کی گئی ہے۔ یہ ہمارے مقالے کا پہلا اور بنیادی حصہ تھا۔ اب ہم اس کے دوسرے حصے یعنی ملتانی زبان کے اردو سے تعلق کی توضیع کرنے کی کوشش کریں گے۔

ملتانی اور اردو کا پہلا تعلق: ملتانی کا اردو کے ساتھ سب سے بڑا اور پہلا تعلق یہ ہے کہ جن کے حالات کے ماتحت اردو معرض وجود میں آئی بالکل انھی حالات کے زیر اثر ملتانی

نے جنم لیا - اور جن عوامل کے کارفرما ہونے سے اردو پیدا ہوئی بالکل انھی یا ان کے عین مشابہ عوامل کے اثر انداز ہونے سے ملتانی زبان منصہ شہود پر آئی - یہ حالات کیا تھے اور یہ عوامل کس نوعیت کے تھے اس کا جواب دونوں زبانوں کی تاریخ میں ملتا ہے جو مختصراً یہ ہے کہ :

(۱) "جب مسلمان فاتح ہندوستان میں داخل ہوئے اور اہل ہند سے ان کا میل جول روز بروز بڑھتا گیا اس وقت ملک کی زبان میں خفیف سا تغیر ہوتا چلا گیا جس نے آخر ایک نئی صورت اختیار کی جس کا ان میں سے کسی کو سان گمان بھی نہ تھا"۔

(۲) ". . . . . غرض ہندوستانیوں کے اس میل جول اور خلط ملط سے ایک نئی زبان نے جنم لیا جس کا نام بعد میں اردو رکھا گیا اردو کے معنی لشکر کے ہیں اور لشکری زبان جیسی ہوتی ہے - ظاہر ہے یعنی آدھا تیتر آدھا بٹیر - اس لیے اول اول ثقہ لوگ اس کے استعمال سے بچتے رہے . . . لیکن رفتہ رفتہ اس کے قدم جمتے گئے اور مغلیہ سلطنت کے آخری دور میں شعراء نے اس بچے کو اپنے سایۂ عاطفت میں لیا اور پال پوس بڑا کیا"

(۳) "ہندوستان میں مفتوحین کا اثر فاتحین پر پڑا لیکن

---

۱ - قواعد اردو - مولوی عبد الحق صاحب - انجمن اردو پریس - اردو باغ اورنگ آباد دکن ۱۹۲۶ء ایڈیشن بار دوم - مقدمہ ص ۱ -

۲ - ایضاً - ص ۲ -

۳ - تاریخ زبان اردو - اردو نے قدیم از سید شمس اللہ قادری - مطبوعہ تاج پریس - پہلا ایڈیشن - مکتبہ معین الادب موہن لال روڈ - لاہور - ص ۱۴ -

فاتحین کا تمدن ایسا نہ تھا کہ وہ مفتوحین کے تمدن میں ضم ہو جاتا ۔ اس لیے دونوں تمدنوں کے ملنے سے ایک تیسرے تمدن کا ظہور ہوا ۔ یہی کیفیت زبان کی نسبت پیش آئی ۔ فاتحین اپنی زبان کو ہندوستان میں عام نہ کر سکے ۔ لیکن ہندوؤں کی زبان بھی ان کی عام زبان نہ ہوسکی ۔ بلکہ دونوں اقوام کی زبانوں کے اختلاط سے ایک تیسری زبان وجود میں آئی جو اردو کے نام سے مشہور ہے ''۔

(۱) ''جس طرح سندھ خاص میں عربی و ہندی ایک ہو رہی تھی اسی طرح کچھ دنوں بعد مغربی و شمالی ہند میں بھی وہ دونوں شیر و شکر دکھائی دینے لگیں اور یہ اسی اختلاط و اشتراک کا نتیجہ تھا کہ عام لوگوں سے گزر کر عربی بھی ادیبوں اور کنوٹیوں کے شیریں دھنوں سے ٹپکنے اور آخر دیوتاؤں کے پاک منہ سے بھی جھڑنے لگی ۔

اسی اختلاط کا نام کسی زبان کی ترقی و وسعت کے مدارج طے کر کے کسی خاص بام تک اس کا پہنچنا ہے ۔ ہماری بھاشا کی یہی وہ تدریجی ترقی و وسعت تھی جس نے پردیسیوں کو بھی پرچا کر اپنا کر لیا اور ان کی بے تکلف زبانوں سے آخر ایک نیا خطاب (اردو) پا کر اسے تسلیم کر لیا ۔''

(۲) ''ہندوستان کی مقبول خاص و عام زبان اردو کی

---

۱ ۔ داستان اردو ۔ نصیر حسین خیال ۔ ادارہ اشاعت اردو ۔ حیدرآباد دکن ۔ ص ۳۰ ۔

۲ ۔ ارباب نثر اردو ۔ سید محمد قادری ۔ مکتبہ ابراہیمیہ مدینہ باھمی اسٹیشن روڈ حیدرآباد دکن ۔ ۱۹۲۷ ع پہلا ایڈیشن ۔ ص ۱ دیباچہ ۔

بنیاد اس وقت پڑی جب کہ مسلمان فاتحوں نے کوہ ہندو کش کو عبور کر کے سر زمین ہند میں قدم رکھا ۔ اور آریہ ورتھ کے باشندوں سے میل جول قائم کیا ۔ جوں جوں ان دونوں قوموں کے تعلقات میں وسعت پیدا ہوتی گئی مسلمانوں کی عربی فارسی اور ہندوستان کی آریائی زبانوں کے باہمی ملاپ سے ایک مخلوط زبان یعنی اردو عالم وجود میں آئی ۔''

گویا اردو زبان نتیجہ ہے دو مختلف زبانیں بولنے والی قوموں کے باہمی میل جول اور ربط و اتحاد کا اور اس قدرتی ضرورت کا جو دونوں قوموں کو ایک دوسرے تعلقات بڑھانے میں پیش آئی ۔

ادھر ملتانی زبان کی تاریخ بھی ہمیں یہی بتاتی ہے کہ جونہی عرب مسلمانوں نے اور ان کے فارسی ترکی اور بلوچی زبانیں بولنے والے عساکر نے وادی سندھ میں قدم رکھا ایک نئی زبان کی بنیاد پڑنا شروع ہوگئی ۔ وادی سندھ تقریباً چار سو سال تک مسلمانوں کی حکومت کا مرکز اور اسلامی تہذیب و تمدن اور تعلیم و تعلم کا گہوارہ بنی رہی ۔ اس دوران میں مقامی زبان نے قالب بدلنا شروع کیا ۔ اور آہستہ آہستہ ایک نئی زبان وجود میں آ گئی ۔

(۱) ''فارسی اور انگریزی مؤرخین کا یہ بیان بالکل غلط ہے کہ محمد بن قاسم کے بعد سندھ کی اسلامی حکومت تباہ ہوگئی اور ملک پر ہندوؤں نے قبضہ کر لیا ۔ بلکہ عربی

---

۱ ۔ تاریخ زبان اردو ۔ اردوئے قدیم ۔ سید شمس اللہ قادری ۔ تاج بریس ۔ پہلا اڈیشن مکتبہ معین الادب موہن لال روڈ ۔ لاہور ۔ ص ۷ ۔

تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے کہ خلیفہ الواثق باللہ (۲۳۲ھ) کے زمانہ تک دربار خلافت سے سندھ میں گورنر مقرر ہوکر آتے تھے اور منصورہ ان کا مستقر حکومت تھا۔ جب خلافت بغداد کو انحطاط شروع ہوا تو سندھ میں خلفاء کی حکومت برائے نام رہ گئی اور ملک میں عربوں کے جو قبائل آباد تھے ان کے سرداروں نے بہت سی چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کرلیں۔ یہ حکومتیں کشمیر کی سرحد سے بحر فارس اور سیستان و مکران تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اور ان کے حکمران سلاطین غزنیانہ کے تسلط تک ملک سندھ پر قابض و متصرف تھے۔"

گذشتہ صفحات میں ہم بالوضاحت بیان کر چکے ہیں کہ کس طرح یہ دو قومیں آپس میں شیر و شکر ہوگئی تھیں اور تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی زبانیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہونا شروع ہوگئی تھیں۔

(۱) "سندھ کے فاتحین عرب کے مسلمان تھے۔ یہ لوگ جب سندھ میں آئے تو اپنے ساتھ عربی زبان اور عربی تمدن لیتے آئے۔ اور اسے ملک میں اس قدر پھیلایا کہ سندھ شام و عراق کا نمونہ بن گیا۔ سندھ میں کم و بیش بانسو سال ان کی حکومت رہی ہے۔ اس عرصہ میں عراق و عرب کے سینکڑوں قبائل نے آکر سندھ میں سکونت اختیار کرلی اور یہاں کے باشندوں کے ساتھ اس قدر اختلاط بڑھایا کہ دونوں میں امتیاز کرنا اجنبی کے لیے دشوار ہوگیا۔

۱۔ تاریخ زبان اردو۔ اردوئے قدیم سید شمس اللہ قادری۔ تاج بریس پہلا ایڈیشن مکتبہ معین الادب موہن لال روڈ۔ لاہور۔ ص ۱۲۔

ابن حوقل جو چوتھی صدی کا مشہور سیاح ہے جب سندھ میں آیا تو دیکھا کہ یہاں کے ہندو مسلمان دونوں کی ایک سی معاشرت ہے۔ دونوں ایک زبان بولتے ہیں۔ سندھ میں عربی ہندی بولی جاتی ہے ملتان میں ملتانی اور فارسی کا رواج ہے"۔

(۱) "سندھ اور دیگر اضلاع میں عربی اور ہندی بولی جاتی ہے اور ملتان میں ملتانی و فارسی عام ہے۔"

گویا عربی اور عربی زدہ فارسی نے مقامی بولی کو اس طرح اثر انداز کیا کہ ایک نئی زبان عالم وجود میں آ گئی۔ اور یہ موجودہ ملتانی تھی۔

(۲) ہمارے مؤرخین اردو زبان کو شاہجہان کے عہد کی پیداوار سمجھتے چلے آئے ہیں گو بعد کی تحقیقات نے انہیں پیچھے جانے پر مجبور کر دیا ہے تاہم محمود غزنوی سے پہلے کی تاریخ پر ان کی نگاہ نہیں پڑتی کیونکہ اردو کو نواح دھلی کی زبان سمجھا جاتا ہے اور اس کی ابتدائی شکل برج بھاشا کھڑی بولی ہریانی یا میواتی کو تسلیم کیا جاتا ہے اگر محمود غزنوی سے پہلے کے چار سو سال کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو ثابت ہوگا کہ وادی سندھ کو ایک نئی زبان کے پیدا کرنے میں تقدم حاصل ہے۔ اس نئی زبان کا کوئی واضح نام نہیں رکھا گیا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ امیر خسرو اس نئی زبان کو لاہوری کہتا ہے اور ابوالفضل اسے ملتانی کے نام سے یاد کرتا ہے حالانکہ دونوں نام اصل میں ایک ہی

۱۔ داستانِ اردو۔ نصیر حسین خیال۔ ادارہ اشاعت اردو۔ حیدرآباد دکن۔ ص ۲۷۔

۲۔ ایضاً۔ ص ۳۱۔

زبان کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ "اس ترقی یافتہ بھاشا (اردو) کی تاریخ ترکوں اور مغلوں کے وقت سے نہیں بلکہ اس سے کئی صدی پیشتر یعنی اصل عربوں کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے"۔

(۱) "اردو ہندو مسلمانوں کی وہ مشترکہ زبان ہے جو مسلمانوں کی ہندوستان میں آمد اور حکومت اور تمدنی روابط کی بدولت اس طرح وجود میں آئی کہ اسلامی زبانوں کے ہزارہا الفاظ ہندی زبانوں میں شامل ہوگئے اور اہل ہند ہندو ہوں یا مسلمان انہیں سمجھنے اور بولنے لگے..... جو لوگ سندھ کی فتح اسلامی اور بعد کی تاریخ سے واقف ہیں وہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے اس قول کو ماننے میں ذرا بھی تامل نہ کریں گے کہ ہندو مسلمانوں کی متعدد، زبان کا پہلا گہوارہ سندھ ہے"۔

(۲) "فتح سندھ و ملتان کے بعد مسلمانوں کی رفتار ترقی بہت سست پڑ گئی اور ملتان سے دہلی پہنچنے میں انہیں کوئی پونے پانچ سو سال لگے"۔

اور یہی وہ پونے پانچ سو سال ہیں جو وادی سندھ میں ایک نئی مخلوط زبان کے وجود میں آنے کے ذمہ دار ہیں۔

۱۔ رسالہ اردو۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی۔ بابت اپریل ۱۹۵۱ء۔ اردو زبان کا اصلی مولد: سندھ از جناب حسام الدین صاحب راشدی۔ ص ۹ تا ۱۰۔

۲۔ آب کوثر۔ شیخ محمد اکرام۔ ایم اے۔ شائع کردہ فیروز سنز (کراچی۔ لاہور۔ پشاور) بار سوم ۱۹۵۲ء۔ ص ۲۱۱۔

اگر اردو سے مراد وہ زبان ہے جو دہلی اور نواح دہلی میں ترقی پذیر ہوتی ہے تو اس کا مولد برج بھاشا کا علاقہ ہے اور اگر اس سے مراد وہ نئی زبان ہے جو اس پانصد سالہ دور میں بیرونی مسلمانوں اور مقامی باشندوں کے میل جول اور اختلاط سے پیدا ہوئی تو اس کا مولد وادی سندھ کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتا ۔ اور گذشتہ اوراق میں ہم نے تفصیل سے بیان کیا ہے کہ یہ نئی زبان ملتانی تھی ۔

ملتانی اور اردو کے تعلق کی وضاحت کے لیے ہمیں خارجی شواہد کے ساتھ ساتھ داخلی شواہد کا جائزہ لینا ہوگا ۔ علامہ شیرانی فرماتے ہیں :—

(۱) ''اردو اپنی صرف و نحو میں ملتانی زبان کے بہت قریب ہے ۔ دونوں میں اسما و افعال کے آخر میں الف آتا ہے ۔ دونوں میں جمع کا طریقہ مشترک ہے ۔ یہاں تک کہ دونوں میں جمع کے جملوں میں نہ صرف جملوں کے اہم اجزا بلکہ ان کے توالبات و ملحقات پر بھی ایک ہی قاعدہ جاری ہے ۔ دونوں زبانیں تذکیر و تانیث کے قواعد افعال مرکبہ و توابع میں متحد ہیں ''۔

اس سے پہلے کہ ہم ملتانی اور اردو کی صرف و نحو کا جائزہ لیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ برج ہریانی اور میواتی وغیرہ زبانوں کا مقابلہ اردو سے کرلیں ۔ کیونکہ ان زبانوں کی نسبت کہا جاتا ہے کہ یہ اردو سے اس لحاظ سے

---

۲ ۔ پنجاب میں اردو ۔ از حافظ محمود شیرانی شائع کردہ انجمن ترقی اردو ۔ اسلامیہ کالج لاہور مقدمہ ص ج ۔

براہ راست تعلق رکھتی ہیں کہ یہ نواح دھلی کی زبانیں ہیں اور اردو کی اساسی زبانیں ہیں جیسا کہ ڈاکٹر مسعود حسین خان صاحب کے اس بیان سے ظاہر ہے۔

(۱) ''سورا سینی اپ بھرنش کی جانشین ہونے کی حیثیت سے پنجابی زبان کے مقابلے میں ہریانی اور کھڑی بولی کو زیادہ قدیم ماننا پڑے گا''۔ سلاطین مغلیہ کے زمانے تک (جبکہ کھڑی بولی نکھر چکی تھی) اس علاقے کے رہنے والے دھڑلے سے برج بھاشا میں شاعری کرتے تھے ... کھڑی بولی کی قدامت کا تاریخی ثبوت حضرت امیر خسرو شیخ باجن اور ابوالفضل کی تحریروں سے ملتا ہے۔ تینوں نے دھلوی زبان کی علحدہ حیثیت کو تسلیم کیا ہے ..... پنجاب سے لوگ جدید پنجابی بولتے ہوئے دھلی میں داخل ہوئے ہوں گے۔ دھلی میں اور اس کے آس پاس کے علاقوں میں ایک طرف ہریانی اور دوسری طرف کھڑی بولی کی قدیم شکلیں مستعمل تھیں چونکہ کسی قدیم زمانے میں مشرقی پنجابی خود انھی دونوں بولیوں کے زیر اثر پیدا ہوئی تھی۔ اس لیے پنجابی بولنے والوں کو یہ دونوں بولیاں با اعتبار صوتیات اپنے سے زیادہ قریب دکھائی دیں۔ اس طرح ان کی نظر انتخاب انھی بولیوں پر پڑی جنھیں بولنا وہ بہت جلد سیکھ گئے۔''

برج بھاشا اور اردو : برج بھاشا (سورا سینی) کے علاقے کا تعین کرتے ہوئے سید شمش اللہ قادری رقمطراز ہیں کہ

---

۱ - رسالہ اردو انجمن ترقی اردو - جلد ۲۶ حصہ ۴ - اورنگ آباد دکن - بابت اکتوبر ۴۶ - ص ۴۳۸ -

(۱) ''ہندوستان کی زبانوں میں برج بھاشا (سورا سینی) اگرچہ کہ دوآبہ کی زبان تھی لیکن پانچویں صدی ہجری تک اس کو بے حد وسعت ہوگئی تھی - بہار سے نیلاب تک اور نیلاب سے مالوہ تک بولی جاتی تھی اور اس اعتبار سے ملک کے اس خطہ کی عام زبان تھی جہاں سب سے پہلے اسلامی حکومت قائم ہوئی -''

(۲) ڈاکٹر زور مرکزی ہند کی بولیوں کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں :

۱- ''برج بھاشا - وہ بولی جو بریلی ، علی گڑھ ، آگرہ ، متھرا ، دھولپور اور کرولی کے اطراف و اکناف میں رائج ہے -

۲- قنوجی جو بالائی دوآبہ میں برج بھاشا علاقہ کے مشرق میں بولی جاتی ہے -

۳- بندیلی - بندیل کھنڈ اور وسط ہند کے علاقہ میں رائج ہے -

۴- بانگڑو یا ہریانی جو جنوب مشرق پنجاب میں بولی جاتی ہے -

۵- ہندوستانی جو برج بھاشا کے علاقہ کے شمال میں انبالہ سے رامپور تک بولی جاتی ہے اس کو کھڑی بولی اور ہندی بھی کہتے ہیں -''

۱- اردوئے قدیم از سید شمس اللہ قادری - تاج پریس - پہلا ایڈیشن - مکتبہ معین الادب موہن لال روڈ - لاہور - صفحہ ۱۳ -

۲- ہندوستانی لسانیات - ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور - مکتبہ معین الادب اردو بازار - لاہور طبع ثانی ۱۹۵۰ء - ص ۶۸ -

ذیل میں ان زبانوں کے نمونے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ تقابلی مطالعہ میں آسانی ہو۔

برج کے علاقے کی بولیوں کے نمونے

نمبر شمار	نام بولی و ضلع	نمونہ زبان	سروے کا صفحہ نمبر
۱	برج بھاکا ضلع متھرا	ایک جنے کے دو چھورا ہے۔ ان میں تے لہرے نے کہی کہ کاکا میرے بٹ کاو دھن موئے دے۔ تب وا نے دھن انہیں بٹی کری دیاو۔ اور تھوڑے دناں پچھے لوہرے بیٹا نے سگراو دھن اک تھورو کری کے دور دیس کون چلیو اوروا جگے اپنو دھن اڑا دیو۔	۲۷۳
۲	برج بھاکا ضلع علیگڑھ	ایک جنے کے دوے بیٹا اے۔ ان میں تیں چھوٹے نے باپ سوں کہیا کہ اے باپ میرا جو بانٹو ہو تو اسے سو موئے دے دیو۔ تب گوا نے مالو ان میں بانٹی دیاو۔ تب چھوٹو بیٹا سبو اک تھارا کری کے پردیس کوں چلا گیا اور وگوان اپناو سبو مالو گل چھڑاں نوں میں اڑا دیو۔	۲۸۳

۳	برج بھاکا ضلع آگرہ (عربی حصہ)	ایک آدیمی کے دو پت ہے۔ ان میں سے لوھڑے نین باپ تیں کہی کائی اے کاکا میرے بانٹ کو مالو موئی دے دے۔ تب با نیں مالو بنی کوں بانٹی دیاو۔ کچھک دن بتائے لاھرا چھورا سبو اکٹھاو کری کے دوری دیس کوں چلا گیا۔ مہاں با نیں اپنا مالو کسنگ میں اڑایو۔	۲۹۲
۴	برج بھا کا ریاست دھولپور	ایک آدمی کیں دو موڑا ہے۔ ان میں نے چھوٹے موڑا نیں باپ نے کہی باپ جو تیرے پاس دھن نامیں نے بٹ کا بیٹھائی نے موکاو دے دے۔ تو وا کے باپ نیں بانٹی دیاو۔ تھوڑے دن پاچھے چھوٹا و موڑا بسراو دھن اکسو تاو کری پردیس کاون چلاو گیاو۔	۲۹۷

نمبر شمار	نام زبان و علاقہ	نمونہ زبان	سروے کا صفحہ نمبر
۵	برج بھاکا بادو بائی ریاست کرولی و گوالیار	کاو آدمی کیں دو مونڑا ہے۔ ون میں تیں لھارے نیں اپنے باپ تیں کہی۔ باپ موں کوں سامان میں تیں اپنو بٹ دے چکاو۔ اور وا نے ون کوں اپنی سامان بانٹ دی۔ اور بوت دنن کے پچھیں لھارو مونڑا سب جوڑی کیں دور پر دیس میں نکر گئیو۔ اور بھنٹیانی سگری سامان اڑے دی۔	۲۹۹
۶	برج بھاکھا سکرلواڑی ریاست گوالیار	کسو مانس کے دو مور اہتے۔ بن میں سے لہرے بھنے یا نے باپ سے کہی۔ باپ میرو بٹ موٹی دے گھال۔ اور با نے اپنی جاگیر بن میں بانٹ دی۔ اور بہت دنن بعد لہرو موڑا سگ کو بھیلو کر کے دور کے دیس کے چل دیو۔	۳۰۱

نمبر شمار	نام زبان و علاقہ	نمونہ زبان	سروے کا صفحہ نمبر
۷	برج بھاکھا ضلع ایٹہ	ایکو ٹھاکرو ہو - با نیں ایک کو ریا کوں بیگار میں پکرو اور اپنی گھڑیا کے سنگ بانے لبائی کیں اپنی سسرار کوں چلو - تب کوریا کی میتاری نیں کہی کہ بیٹا جب ٹھاکرو کھسی ہوں تب اڑھائی سر روئی مانگ لیے :-	۳۰۵
۸	برج بھاکھا ضلع منی پور	ایکو کے دو لڑیکا ہے - ان میں سے چھوٹے نے باپ سے کہی - باپ ہو! جو ہمارو حصہ نکرے سو ہمیں دے دیو - تب وا نے ان کو مالی بانٹی داو - کچھ دن پچھے چھوٹے لڑیکا نے سب مالو اک ٹھو رو کرو اور دور کے ملک کو چلو گئیو اور ہووں وا نے اپنو مالو بری باتن میں کچھو کر دیو -	۳۰۸

نمبر شمار	نام زبان و علاقه	نمونہ زبان	سروے کا صفحہ نمبر
۹	برج بھاکھا ضلع بریلی	ایک جنے کے دوئی لونڑا ہے۔ ان میں سے لھورے نے باپ سے کہی کہ اے باپ مال میں جو میرا بانٹ ہے۔ بو موئے دے دیو تب باپ نے اسے مال بانٹ دوو۔ تھوڑے دن پچھے لھورو لڑکا سب مال ایکھٹو کر کے پردیس کو چلو۔ گوو۔ اور ھوں آ سب اپنہ بے یات میں اڑائے دوو۔	۳۱۱
۱۰	برج بھاکھا بلند شہر	ایک آدمی کے دو لڑکے ھائے۔ چھوٹے نے کہی بابو ھمارا حصہ ھمیں دیدے۔ اس نے اپنا حصہ وا کو بانٹ دیو۔ چھوٹو تھوڑے ھی دن میں اپنو مال جمی پردیس کو لے کے چلے گیو وھاں سب لٹکا اڑپنے میں برباد کریو۔	۳۱۵

۱۱	برج بھاکھا (کٹھیریا) ضلع بدایوں	ایک آدمی کے دو لڑکا تھے - تا میں سے چھوٹے نے اپنے پتا سے کہی کہ پتا تمھرے دھن میں جو میرو ہوت ہو وا مجکو بانٹ دو - وا کے پتا نے اوس کے بانٹے کا جو تھا وا کو دئے دیو نیک رنن میں ما کو چھوٹو پوت سگرو دھن اکٹھو کر کے کہوں دور کے دیس کو نکس گئو اور وا دیس میں اپنو سگرو دھن برے کامن میں تبار دیو -	۳۱۷
۱۲	برج بھاکھا (مخلوط بھکسا بولی) ترائی نینی تال	ایک پھلانے سکھس کا دو لونڑے ہے - چھوٹے نے اپنے بوآ سے کہو کہ بوو جو میرا مال کا حصہ ہے سو دیدو - اور اس نائی اپنے مال دونوں کو بانٹ دو - تھوڑے دن بعد چھوٹا ؟ لونڑا اپنے مال کو بٹور کے دور دیس کو چلو گئیو اور وہاں جا کے اپنے مال لچا پن میں برباد کر دو -	۳۲۰

نمبر شمار	نام زبان و علاقہ	نمونہ زبان	سروے کا صفحہ نمبر
۱۳	برج بھاکھا ضلع گوڑگاواں	ایک آدمی کے دوئی بیٹا ہے۔ ان نے لوھڑی نے باپ نے کہیو کہ بھائی ھمارے باٹ کو حصہ بانٹ دیجو جب تو وا کوں بانٹ دیو۔ تھوڑے دن پچھے سب دھن لے کے لوھرو لری کا پردیس کوں چل دیو اور وہ اپنو مال کھوٹی سنگت میں اڑا دیو۔	۳۱۰
۱۴	برج بھاکھا ریاست بھرت پور	ایک جنیں کیں دو چھورا ہے۔ اور بن میں تین چھوٹے چھورا نیں اپنیں داو تائیں کہی۔ داو جی دھن میں تیں جو میرے بٹ میں آوے سو مو کوں دیو۔ اور وا نیں اپنوں دھن بن کوں بانٹ دیو۔ اور گینس دن ناں ای بیتے چھوٹا چھورا اپنیں بٹ کوں اکٹھا لے کیں دور دیس کوں ڈگر گئیو۔	۳۲۷

۱۵	برج بھاکھا ڈانگی ریاست کرولی	موپے ڈگیاو نانے جات پانیاوں سکھی گئوں جات ہے	(مجھ سے نہیں جایا جاتا) (پانی سوکھ گیا ہے) (وہ جاتا ہے)	
۱۶	برج بھاکھا ڈانگی ریاست جےپور	ایک کیں دو بیٹا ہے ان میں تے لھوڑے بیٹا نے وا کے باپ تے کہی ارے داو دھن نیں میرو بٹ ہے جایا موکوں بانٹ دے۔ جے دا پٹی دھن ہیتو جے ان کوں بانٹ دیو بھوت دناں نہیں ہوئے لھوڑے بیٹا سبی لیر بھوت دور پردیس میں چلو گو۔ وھاں جار آپ کو سگ دھن لچا پنے میں اڑا دیو۔		۳۴۶
۱۷	بانگڑو ضلع کرنال	ایک مانٹرس کے دو چھورے تھے۔ ان میں تے چھوٹے نے باپو تے کہیارک باپو ہو دھن کا جونسا حصہ میرے بنڈے آوے سے منے		۲۵۹

نمبر شمار	نام زبان و علاقہ	نمونہ زبان	سروے کا صفحہ نمبر
		دیدے - تو اس نے دھن انھیں بانڈ دیا - ار تھوڑے دناں پچھے چھوٹا چھورا سب کچھ کٹھا کر کے پردیس نے چل گیا - ار اپنے اپنا دھن کھوئے چلن میں کھو دیا -	
۱۸	بانگڑو (جاٹو) ضلع رھتک	ایک ھیر ماندا پڑا تھا - اوس کا استا ہیرا لین آیا جس دن اسی کا ستا آیا اوس دن ٹک ٹک اوس کو چین تھی - ھیر اپنی بھائی سے بولا اک یہ چھورا کون سے اوس کا بھائی بولا اک مہارا اسنا سے - ھیر بولا اک کون سا اسنا سے وہ بولا جیکلی کے گھر والا سے -	۲۶۱
۱۹	بانگڑو ھریانی ریاست جنید	ایک بہمن تھا ار ایک بہمنی تھی - بہمن چونگ مانگ کے لے آیا کردا - بہمنی کیہن لگی - اس	

		نگری میں راجہ بھوج سے یو سلوک کو ھا کے بھنائی نیں ایک ٹکا سیونے کا دے ھے۔ اس راجہ کے تون بھی جا کے کہدے۔	٢٦٧
٢٠	گجراتی ایجنسی مہی کتھا	ایک آدمی کے دو بیٹے تھے۔ اور اس میں کے چھوٹے نے باپ کوں کہا کے باپو ملکت کا میرا حصہ مجھ کو دے اور اس نے ان کوں دولت بنیھینچ دی۔ اور تھوڑے دن پچھے چھوٹا بیٹا سب بھیگی کر کر چھیٹے ملک میں گیا۔	١٨١٠
٢١	اڑیسہ مسلمانی کتک	ایک آدمی کا دو لڑکا تھا۔ اور او لوگ کے بیچ سے چھوٹا باوا کو کہا باوا ھمارا جو حصہ ھوتا ھے او ھم کو دو اور او او لوگ کے بیچ میں اس کا دولت بانٹ دیا۔	١٧٣

اگرچہ یہ نمونے بہت بعد کے ہیں تاہم ان میں ابھی اتنی تبدیلی نہیں ہوئی کہ تقابلی مطالعہ میں دشواری پیش آئے۔ مذکورہ اقتباسات سے صاف ظاہر ہے کہ برج بھاشا اور بانگڑو کے اصول و قواعد اردو کے اصول و قواعد سے بالکل مختلف ہیں مثلاً

اردو اور برج کے اختلافات

۱- مصدر بو یا وو یا نو آخر میں لگانے سے بنتا ہے جبکہ اردو میں اس کی علامت نا ہے۔

۲- اسما صفات اور افعال سب کے آخر میں واو کا اضافہ کر دیا جاتا ہے جیسے اپنو تھاریو چلیو وغیرہ۔

۳- فعل مستقبل میں گا کی بجائے گو آتا ہے جیسے ماروں گو بجائے ماروں گا اور ایک اور شکل مارھوں یا مارے ھوں بھی مستعمل ہے۔

۴- تھا کی تصریف دونوں زبانوں میں مختلف ہے۔ برج میں واحد مذکر ھو واحد مونث ھی جمع مذکر ہے اور جمع مونث ہیں آتی ہے جبکہ اردو میں تھا تھی تھے اور تھیں ہے۔

۵- ماضی نا تمام میں تھا کی بجائے ھو لاتے ھیں جیسے میں مارتا تھا کی بجائے میں مارے ھو۔

۶- حال اور مستقبل میں بہت کم فرق ہے۔ ھوں ماروں ھوں یا ھوں مارت ھوں وغیرہ لاتے ہیں۔

۷- ماضی معطوفہ ماریو اچھیو تھاریو اردو سے مختلف ہے۔

۸- جمع کا قاعدہ دونوں زمانوں میں مختلف ہے۔ برج میں موتی کی جمع موتن دن کی دنن گھاٹ کی گھاٹن وغیرہ آتی ہے۔

۹- ظرف کے لیے اسم کے آگے ی یا ن لگا دیتے ہیں مثلاً

گھر سے گھرے یعنی گھر میں اور بھوکن بھوکنی اور بھوکنوں بمعنی بھوک سے وغیرہ۔

۱۰- کا۔ کے۔ کی کی جگہ برج میں کو استعمال کرتے ہیں جیسے ٹلی پھولن کو ہار بجائے گلے میں پھولوں کے ہار۔

۱۱- نے کا استعمال اردو کے برخلاف افعال لازم کے ساتھ بھی ہوتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نے کا استعمال برج والوں نے اہل اردو سے سیکھا ہے۔

۱۲- واو کو اکثر ب اور م سے بدل لیتے ہیں جیسے وا کی با وہاں کو مہاں جاویں کو جامیں روتی (رووتی) کو رومتھی اور والدہ کو مالدہ بنا دیتے ہیں۔

۱۳- اسما کی تصریف میں بھی برج نے اردو کی نقل کی ہے مگر غلط جیسے

اردو	برج
چھوٹے لڑکے کا	لوھڑے چھورا کو

اس میں بے قاعدگی یہ ہے کہ اہل اردو اسم کی تصریف میں خاطر اس کے اسمائے صفات اور دیگر متعلقات کو بھی منصرف کرتے ہیں مگر یہاں برج نے چھورا کو منصرف نہیں کیا اسم صفت لوھڑے کو کر دیا ہے۔

۱۴- ل برج میں ر سے بدل جاتی ہے جیسے چلنا کی بجائے چرنا۔

۱۵- اردو کی ڑ برج میں ر یا ڈ بن جاتی ہے جیسے لڑکی ــ لری۔ لڑائی۔ لرائی ــ گاڑی ــ گاڈی۔ گاڑنا ــ گاڈنا وغیرہ۔

۱۶- برج وسط ہند کی زبان ہونے کی وجہ سے سنسکرت سے زیادہ قریب ہے جیسے

سنسکرت	پراکرت	برج
مارِ تکہ	مارِ رو - ماریاو	ما ریو
مارِ شیامِ	مارِ سامِ - مارِ ھام	مارِ ھاوں وغیرہ

۱۷- ''ر'' عام طور حذف کر دیتے ھیں جیسے مَنّد (بجائے مرد) بَجّاؤ (بجائے مر جاؤ) -

۱۸- ''ہ'' کی آواز کو مخلوط کر دیا جاتا ھے جیسے بھوت بجائے (۱) بہت وغیرہ -

اردو زبان کو جس طرح ھر نواحی زبان نے متاثر کیا ھے اسی طرح نے برج نے بھی کیا ھے مگر یہ کہنا درست نہیں کہ اردو نکلی ھی برج سے ھے(۲) ''بھاشا شاعری کی زبان تھی اور اس میں ھر ھندی شاعر عام اس سے کہ وہ اودھی ھو یا گجراتی مالوی یا بہاری شعر لکھتا تھا - اگرچہ اس کے اشعار میں اس کی وطنی زبان کی خصوصیات زیادہ غالب ھوتی تھیں - ھمیں یہ سمجھ لینا چاھیے کہ مسلمانوں کے لیے جہاں فارسی شاعری اور ادب کی زبان تھی اسی طرح بھاشہ موسیقی اور شعر کی زبان تھی ''-

''دھلی ایک ایسی مرکزی جگہ تھی جہاں کئی زبانیں ملتی تھیں - پنجابی بنگارو (مع ھریانی) کھڑی بولی اور برج بھاشا سب اس علاقہ سے قریب تھیں - برج بھاشا عام طور

۱- ملاحظہ ھو لنگواسٹک سروے آف انڈیا - جارج گریرسن - گورنمنٹ آف انڈیا پریس کلکتہ ۱۹۱۹ء - جلد نہم حصہ اول صفحات ۲۷ تا ۶۷ نیز پنجاب میں اردو - از حافظ محمود شیرانی - شائع کردہ انجمن ترقی اردو لاھور - ص ۱۰۷ تا ۱۰۹ بعنوان برج کی بعض خصوصیات -

۲- پنجاب میں اردو - ص ۱۰۶ -

سے ادبی زبان کی حیثیت رکھتی تھی گو اس کے ادب کا پتہ بہت بعد میں چلتا ہے۔ گریرسن نے البتہ لکھا ہے کہ پرتھی راج راسو برج بھاشا میں لکھی گئی لیکن یہ عام خیال نہیں ہے کہ وسط میں مسلمان اس ادبی زبان کی بجائے بولیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ تھیں پنجابی بنگارو اور کھڑی بولی۔ چیٹرجی نے صاف لکھا ہے کہ ان زبانوں کی قواعدی ساخت میں بہت معمولی فرق ہے اور آج سے آٹھ نو سو سال پہلے تو اور بھی کم فرق رہا ہوگا۔ اس لیے جس نئی زبان کا ڈھانچہ عربی فارسی الفاظ اور آوازوں کے اختلاط سے بن رہا تھا اس میں پنجابی بنگارو اور کھڑی بولی ہر ایک کو شریک سمجھنا چاہیے۔ جیولز بلاک (فرانسیسی ماہر لسانیات) نے جو نظریہ پیش کیا ہے اور جسے ڈاکٹر زور نے تسلیم کیا ہے وہ یہ ہے کہ ابتدا میں پنجابی اور کھڑی بولی میں صرف تدریجی فرق رہا ہوگا بعد میں ایک بولی پنجابی بن گئی دوسری کھڑی بولی۔ اس لیے یہ کہنا درست ہوگا کہ اردو نہ تو پنجابی سے مشتق ہے اور نہ کھڑی بولی سے بلکہ اس زبان سے جو ان دونوں کا مشترک سرچشمہ تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اردو میں دونوں کے عناصر پائے جاتے ہیں لیکن چونکہ دہلی مدتوں صدر مقام رہا اس لیے اردو کا تعلق کھڑی بولی سے زیادہ ہے"۔(۱)

۱۔ ہندوستانی لسانیات کا خاکہ۔ جان بیمز۔ ترجمہ از سید احتشام حسین۔ دانش محل لکھنؤ۔ مارچ ۱۹۴۸ء۔ ص ۵۲ تا ۵۳۔

ہریانی میواتی اردو اور ملتانی

ذیل میں ہم ہریانی میواتی اردو اور ملتانی کے کچھ فقرے پہلو بہ پہلو درج کرتے ہیں تاکہ اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ اردو ملتانی سے زیادہ قریب ہے یا ہریانی اور میواتی کے :-

نمبر شمار	اردو	ملتانی	ہریانی	میواتی
۱	اکرم نے کیا پڑھا	اکرم کیا پڑھیا	اکرم نے کے پڈھا	اکرم نے کہا پڑھو یا بانچو
۲	بچے نے نہ سنا	بچے نہ سنیا	جاتگ نے نائیں سنڑیا	بالک نے ناں سنڑو
۳	وہ ورق استاد نے لکھا	او ورقہ استاد لکھیا	وا برکھا استاج نے لکھیا	وہ ورکھ استاج لکھو
۴	یہ بڈھا نہیں	اے بڈھا نہیں	یو بڈھا نائیں	یا بوڑھو نا ہیں
۵	یہ دروازہ نہیں کھڑکی ہے	اے دروازہ نہیں کھڑکی ہے	یو بار نہ نائیں جھانکی سے	یہ بار نہ ناہیں باری ہے
۶	وہ بچہ نہیں آیا	او بچہ نہیں آیا	او جاتگ نائیں آیا	او بالک نائیں آیو

۷	عورت نے کیا کہا	عورت کیا آکھیا	بیر ے کے کہا	بیربانی نے کہا کہو
۸	انھوں نے مجھ سے کہا	انھاں میکوں آکھیا	انھاں نے میرے تے کہا	وا ہے تو سو کہو
۹	احمد محمود کے ساتھ آیا	احمد محمود دے نال آیا	احمد محمود کے ہیتی آیا	احمد محمود کے گیل آیو
۱۰	اکبر پانی پی کر مدرسہ چلا گیا	اکبر پانی پی کے مدرسے چلیا گیا	اکبر پانی پی کے مدرسے چالا گیا	اکبر پانی پی کر مندرسو چلو گئیو
۱۱	بڈھا وھاں سے یہاں آیا	بڈھا اتھوں اتھاں آیا	بڈھا اوڑے تے آڑا آیا	بوڑھا ھوں سوں ھیں آیو
۱۲	ان عورتوں نے تمھیں کیا دیا	انھاں عورتاں تھاکوں کیا ڈتا	ان بیربانیاں نے تمھیں کے دیا	ان بیربانیں تو لو کہا دیو
۱۳	انھوں نے مجھے کچھ نہیں دیا	انھاں میکوں کچھ نہیں ڈتا	انھاں نے منے کے ناھیں دیا	انھاں نے مولو کچھو ناں دیو

نمبر شمار	اردو	ملتانی	ہریانی	میواتی
۱۴	کیا تم وہاں گئے تھے	کیا تساں اتھاں گئے ہائے	کیا تم اڑے گے تھے	کیا تم ہوں گیا ہا
۱۵	ہاں ۔ گیا تھا	ہا ۔ گیا ہم	ہنبے ۔ گیا تھا	ہنبے ۔ گیو ہو
۱۶	تجھے کس نے پیٹا	تیکوں کیں ماریا	تنے کس نے پیٹا	تو لو کس نے پیٹو
۱۷	میں گھر کے اندر داخل ہوا اور وہ نکلا	میں گھر دے اندر داخل تھیا تے او نکلیا	میں گھر میں بڑا اور وہ لکڑا	میں گھر کے بھیتر گیٹو تو وا باہر نکلو
۱۸	دم بھر یہاں بیٹھا اور چلا گیا	لحظہ ہک اتھاں بیٹھا تے چلیا گیا	ماڑی سی بار اڑے بیٹھا اور چالا گیا	تھوڑی ہیں بیٹھو اور چلو گئیو
۱۹	نہ تم گلی سڑی چیز کھاتے نہ بیمار پڑتے	نہ توں گلی سڑی شے کھاندا نہ بیمار تھیندا	ناں تم گلی سڑی چیج کھاندے ناں تمارے کھیر ہوندا	ناں تم گلی سڑی چیجن مو کھانے ہاں ہڈکل ہوتی

۲۰ تمہارے پاس کوئی تو تہاڈے کول کوئی تاں تہارے دھورے تہارنے کئے کوھی
آیا ھوگا آیا ھوسی۔ کوئے تو آیا ھوگا تو آیو ھو گو۔

لہندا سندھی اور وسطی گروپ کی زبانوں میں ھونا مصدر کی گردان

ان مثالوں سے صاف ظاھر ھے کہ اردو بلحاظ اصول قواعد یعنی اسما افعال اور صفات کی تصریف افعال کی گردان اور صیغوں کی بناوٹ میں جتنی ملتانی سے قریب ھے اتنی ھی بلکہ اس سے زیادہ ھریانی اور میواتی سے دور ھے ۔ افعال کی بناوٹ کی مزید توضیع کے لیے ھونا مصدر سے فعل حال فعل ماضی اور فعل مستقبل کی گردان کا ایک نقشہ پیش کیا جاتا ھے جس میں لہندا گروپ ملتانی سندھی پنجابی گروپ اور وسط ھند کی مذکورہ بالا بولیوں کے اصول دیے گئے ھیں :۔

"ہونا" مصدر سے فعل حال کی گردان

زبان	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اردو	وہ ہے	وہ ہیں	تُو ہے	تم ہو	میں ہوں	ہم ہیں
ملتانی (ملتان ۔ مظفرگڑھ	او ہے	او ہین	تُوں ہیں	تُساں ہو	میں ہاں	اساں ہیں
ڈیرہ غازیخان ۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان	,,	,,	,,	,,	,,	,,
اور بہاول پور)	,,	,,	,,	,,	,,	,,
لہندا (شاہ پور دوآب)	آہ ہے	آو ہین	تُوں ہیں	تسیں ہو	میں ہاں	اسی ہاں
تھلی (شاہ پور)	آہ ہے ۔ اے	آہ ہن ۔ ان	تُوں ہیں ۔ ایں	تساں ہو ۔ او	میں ہاں ۔ آں	اساں آئے ۔
,,	اے ۔	اہن ۔	اہیں ۔	آہو ۔	اہاں ۔	ہائے ۔ ہیں
کوہستان نمک (شاہ پور)	او ایہہ ۔ اہ	آہ اہن ۔ اہن	توں اہیں ۔ ایں	تسی آہو ۔ او	میں ہاں ۔ آں	اسیں آنہہ
,,	اہ	ان ۔ آن	اینہیں ۔	,,	اہواں ۔	آں ۔
اوان کاری (اٹک)	آہ اہ ۔ ایہہ	آنہہ اہن ۔ آین	توں اہیں	تسیں ہو ۔ ار	میں آہاں ۔ آں	اسیں آنہہ
,,	وے اے	,,	,,	آیو ۔	,,	آں ۔ ایاں
ہندکو (کوہاٹ)	او اے ۔ وے	آن ان	توں ایں	تسی او	میں آں ۔ ایں	اسی آں ۔
گھیبی	آہ اے ۔ آہے	آہ اہن	توں آنہہ ۔ ہیں	تسی ہو	میں آنہہ ۔ ہاں	اسی انہہ ۔ ہاں

پوٹھواری	آہ اے - ہے	آہ ان - ہن	توں اہیں- ہیں	تسیں او- ہو	میں آں- ہاں	اسیں آں - ہاں
"	ہاوے	ہاں				
دھنڈی (پنجابی)	آہ آ	آہ اے - وے	توں ائیں	تسیں او - ایو	میں آہے	اینان اس آں- ایاں
چبھالی (کشمیر)	اوہ آ	آہ نے	توہ آئیں	تسی ایو	میں آں	اس ایاں
پوٹھی	اوہ آ- یا- دا	آہ اے - نے	توں ایں- نائیں	تس آ- لیا	میں ایس - نا	اس ایاں -
"	تھیا	وے - تھے	وئیں - تھیں	تھیا -	ایس تھیں	نیوں - تھیاں
دھنی (جہلم)	اوہ آہ - آ	اوہ اھن - ان	توں آہہ	تسیں او- اھو اھینو	میں آں- آہہ	اسیں آہہ آہاں
"						
ہندکو (پشاور)	وہ ہے - اے	اوہ ہاں - آں	توں ہیں - ایں	تسی ہو - او	میں ہوں - آں	اسی ہاں- آں
"	آ - وا	ایں	آں - ویں		واں	واں -
تناولی	اوہ ہا - ہے	اوہ ہاں- ہیں	توں ہاں- ہیں	تسی ہو - او	میں ہاں - آ	اسیں ہاں -
"	آ - اے	آں - ایں	آں - ایں			آں
سندھی (معیاری) (حیدرآباد)	ہو اھے	آھے آھنیں	توں اھیں	تو ھیں آھیو	آیوں آھي یاں	اسیں اھیاں
	"	"	"	"	"	"
لاسی	ہوویا - ایا	ہو وئے - آھنے	توںوئیں- اھیں	آئیں آھیو	آں آیں- آھیں	اسیں اھیاں
"	اھے					
لاڑی	آو اھے	آو آھن	توں آئیں	توں آیو	آیوں آیاں	اسیں آیوں
کچھی	ہواے- اے	ہی آئن	توں آئی ہیں	آئیں آئیو- آیو	آیئوں آیئیاں	اسیں ایوں ایوں
"						

زبان	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
دکھنی (بمبئی)	وو ہے	وہ ہے	تو ہے	تم ہو۔ تم ہو	میں ہوں	ہم ہے
بانگڑو	اوہ ہے - سے ہے - سے	اوہ ہیں - سیں	تو ہے - سے ہے - سے	تھم ہو - سو	میں ہوں۔ سوں ہاں - ساں	ہم ہیں۔ سیں
برج بھاشا	وہ ہے۔ گوائے	وے ہیں گوے آئیں	تو ہے - اے	تم ہو - او	مے ہوں - میں اوں	ہم ہیں۔ ایں
قنوجی (کانپور)	وہو ہے	وے ہیں	تو ہے	تم ہو	میں ہوں	ہموں ہنوں
بندیلی	بوہے - اے	بے - ہیں۔ ایں	تیں ہے - اے	تم ہو - آؤ	میں ہوں۔ آؤں	ہم ہیں۔ آیں
بندیلی (بناپھری)	وا آہے - ہے اے	آوں اہیں۔ ہیں آہیں - آئی	تئیں آہی۔ ہی	تم آہو - آہا۔ ہا -	میں آہوں ہاؤں	ہم آہیں - آہیں ہن
بندیلی (گوالیار)	با ہے	بے ہیں	تیں ہے	تم ہو	میں ہاؤں	ہم ہیں
مانجھہ (امرتسر)	آوہ ہے۔ ای	آہ ہیں - ہن	توں ہیں	تسی ہو	میں ہاں	اسی ہاں۔ ہیں
پوادہ (انبالہ)	اوہ ہے	اوہ ہائن	توں ہیں	تسی او	میں ہاں	اسی ہاں
مالوائی (فیروز پور)	اوہ ہے	اوہ ہن	توں ہیں۔ ہے	تسیں ہو	میں ہاں	اسیں ہاں
ڈوگری	اوہ ہے۔ اے اے -	اوہ ہیں۔ ایں ایں -	تو ہے - اے	تس ہو۔ او	آؤں ہاں۔ آں	اس ہیں۔ ایں ایں -
کانگڑہ	سیہہ ہے ہے -	سیہہ ہاں ہیں۔ ہن۔ ہن	تو ہے۔ ہے	تساں ہاں - ہیں - ہا	میں ہاں	اساں ہاں - ہیں - ہوں
”						

"ہونا" مصدر سے فعل ماضی کی گردان

زبان	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اردو	وہ تھا	وہ تھے	تو تھا	تم تھے	میں تھا	ہم تھے
ملتانی	او ہا	او ہن	توں ہاویں	تساں ہاوے	میں ہم	اساں ہاسے
لہندا (شاہ پور، دوآب)	اوہ ہا	اوہ آھن	توں آھے	تسیں آھے	ماں آھنں	اسیں آھسے
تھلی (شاہ پور)	اوہ آھیا	اوہ آھن	توں آھے	تساں آھے	ماں آھیا۔ آھم	اساں آسے
کوھستان نمک (,,)	او آھا۔ آہ	آن اھے ۔	توں آھوں	تسیں آھو ۔	میں آنہس	اسیں آھاں ۔ آہ
,,	ھا	آھے ۔ ھائے	ھانوں	اھو ۔ ھاؤ	اھس ۔ ھانوس	ھاں
اوان کاری (اٹک)	اوہ آھا	آنھ اہ ۔ اھے	توں اھوں	تسیں آھو	ماں آھوں	اسیں آھوں
ہندکو (کوہاٹ)	اوھا	آن ھے	توں ھاؤں	تسی ھو	ماں ھا ۔ ھاؤں	اسی ھاں
گھیبی	اوہ اھیا اھا	اوہ اھے اھیے ایہے	توں اھیاں	تسی اھیو	ماں اھیاں	اسی اھیاں
,,						
پوٹھواری	او آھا ۔ سا	او اھے ۔ سے	توں آں ۔ ساں	تسیں اھو۔ سو	ماں آ ۔ ساں	اسیں۔اھاں ساں
دھندی کیرالی	او اسے ۔ آسے	اوہ آسا آسا ۔	توں اسیاں آساں	تس اسیؤ آسیؤ	ماں اسیاں آسیاں	اس اسیاں آسیاں
,,						
چبھالی (کشمیر)	اوہ سا	اوہ ساں	تونہہ ساں	تس ساں	ماں ساں	اس ساں

زبان	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
پونچھی	اوہ اساں	اوہ اسے -	توں اسیں -	تس اسٹیا	میں اسیں -	اس اسٹیو
,,		نے سے - سے	سیں -	نے سٹیا سٹیا	سیں - نااسیں	نے سیؤ - سیؤ
دھنی (جہلم)	اوہ آہ	اوہ اہے	توں آہیں	تسیں آہو	ماں آھس	اسیں آھسا
ہندکو (پشاور)	وہ آیا	او آیے	تو ایا	تسی آیے	ماں ایا	اسی ایے
تناولی	اوہ آسا - آسا	اوہ اسے - آسے	توں اساں - آساں	تسیں آسٹیو آسٹیو	میں اساں - آساں	اسیں آسیاں اساں - آساں
,,						
سندھی (معیاری)	ھوں ھو	آھے ھؤا	توں ھوئیں	تو ھیں ھواؤ	اؤں ھوس	اسیں ھو آسوں
لاسی	ھو ھوؤ	ھو ھوآ	توں ھوئیں	ائیں ھوآ-ھوآء	اھوسی	اسیں ھو آسیں
لاڑی	آوھو - ھا	آو ھوا	توں ھوئیں	توں ھؤا	آؤں ھوس،	اسیں ھؤا سیں
کچھی	ھو ھوؤ - ھو	ھو ھوآ - ھؤا	توں ھوئیں	آئیں ھؤا- ھوآ ھوس	آؤں ھووس	اسیں ھو آؤں ھؤا سیں
,,						
دکھنی (بمبئی)	وو تھا - اتھا	وو تھے - اتھے	تو تھا - اتھا	تم تھے - اتھے	میں تھا - اتھا	ہم تھے - اتھے
بانگڑو	اوہ تھا	اوہ تھے	تو تھا	تھم تھے	میں تھا	ہم تھے
برج بھاشا	واہو - کھوھو	وٹے ہے گوئے ہے	تو ہو - ہو	تم ہے - ہے	میں ہو - ہو او - او	ہم ہے - ہے
قنوجی (کانپور)	وھوا ھائے	وے اھائیں	تو اھائے	تم اھاؤ - تھے	میں اھاؤں	ہم اھانوں -
,,	تھو - ھتو	تھے - ھتے	ھتھو - ھتو	ھتے	تھو - ھتو	تھے - ھتے

زبان	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
بندیلی	بوهتو - تو	بے هتے - تے	تیں هتو - تو	تم هتے - تے	میں هتو - تو	هم هتے - تے
بندیلی (بناپھری)	واهتو - تو	آوں تے هتے	تیں هتو - تو	تم هتے - تے	میں هتو تو	هم هتے - تے
,,	اهے	تے اهائیں	هتوئے - تونے	هیتو - یتو	هتوئیں - توئیں	هتین - اهن
,,			اهس	اها	اهاؤں	اهائیں
بندیلی (گوالیار)	باهتو - هو	بے آؤں هتے	تیں هتو - هو	تم آوں هتے	میں هتوں - هو	هم اوں هتے - هے
,,		هے		هے		
ماجھه (امرتسر)	آه سی	آه سے	توں سیں	تسی سو	میں ساں	اسی ساں
پوادہ (انباله)	اوه سی	اوه سن	توں سیں	تسی ساؤ	میں ساں	اسی ساں
مالوائی (فیروز پور)	اوه سی	اوه سن - سی	توں سیں - سی	تسیں سو	میں ساں - سی	اسیں ساں
ڈوگری	اوه سا - تها	اوه سے - تهے	توں سا - تها	تس سے - تهے	آؤں سا - تها - ساں	اس سے - تهے
کانگڑہ	سه تها - تهو	سه تهے	تو تها - تهو	تساں تهے	میں تها - تهو	اساں تهے

"مارنا" مصدر سے فعل مستقبل کی گردان

زبان	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اردو	وہ مارے گا	وہ ماریں گے	تو مارے گا	تم مارو گے	میں ماروں گا	ہم ماریں گے
ملتانی	او مریسی	او مریسن	تو مریسیں	تساں مریسو	میں مریساں	اساں مریسوں
لہندا (شاہ پور دوآب)	اوہ مریسی	اوہ مریسن	توں مریسیں	تسیں مریسو	ماں مریساں	اسیں مرساھاں
تھلی (شاہ پور)	اوہ مریسی	اوہ مریسن	تو مریسیں	تساں مریسو	ماں مریساں	اساں مارساھیں
کوھستان نمک (،،)	او مریسی	آن مریسن	توں مریسیں	تسیں مریسو	میں مریساں	اسیں مریسانھہ مرسانھہ
،،						
اوان کاری (اٹک)	او مریسی	آنھہ مریسن	توں مریسیں	تسیں مریسو	ماں مریساں	اسیں مرسانھہ
ھندکو (کوھاٹ)	او مارسی	آن مارسن	توں مارسیں	تسی مارسو	ماں مارساں	اسیں مارساں
گھیبی	اوہ مریسی	اوہ مریسن	توں مریسیں	تسی مریسو	ماں مریساں	اسی مریساں
پوٹھواری	اوہ کشسی	اوہ کشسن	توں کشسیں	تسیں کشسو	ماں کشساں	اسیں کشساں
دھندی کیرالی	اوہ مارسی	اوہ مارسن مارسن	توں مارساں	تس مارسو سو	ماں مارساں	اس مارساں
،،						

چبھالی (کشمیر)	اوہ مارسی	...	...	...	ماں مارشاں	...
ہونچھی	اوہ مارسی	اوہ مار لے	توں مارنو	تس مار لیا	میں مارشاں	اسی مارنیوں
دھنی (جہلم)	اوہ مارسی	اوہ مریسن	توں مریساں	تسیں مریسو	ماں مریساں	اسیں مریسانہہ
ہندکو (پشاور)	وہ مارسی	او مارسن	تو مارسیں	تسی مارسو	ماں مارساں	اسیں مارسیاں
تناولی	اوہ مارسی	اوہ مارسن سن	توں مارسیں	تسیں نمارسو	میں مارساں	اسیں مارساں
سندھی (معیاری)	ہو مارندو	آھے مارندا	توں مارندیں	توھیں نمارندو	آؤں مارندس	اسیں مارنداسوں
لاسی	ہو کٹندو	ہو کٹندا	توں کٹندے	آئیں کٹندو	اکٹندوسیں	اسیں کٹنداسیں
لاڑی	آو مارندو	آو مارندا	توں مارندیں	توی مارندا	آؤں مارندس	اسیں مارنداسیں
کچھی	ہو مارندھو	ہو مارندھا	توں ماری نیں	آئیں مارندھا	آنوں مارندھوس	اسیں مارندھاسیں
دکھنی (بمبئی)	وہ ماریگا	وو ماریگا	تو ماریگا	تم ماریگا	میں ماروں گا	ہم ماریگا
بانگڑو	اوہ ماریگا	اوہ ماریں گے	توں ماریگا	تھم ماریں گے	میں ماروں گا	ہم ماریں گے
برج بھاشا	وہ مارے گو	وے ماریں گے	تو مارے گو	تم مارو گے	میں ماروں گو	ہم ماریں گے
قنوجی	وھو ماری ہے	وے ماری ہیں	توں ماری ہے	تم ماری ہن	میں ماری ہاں	ہم ماری ہنو
,,						ہم ماری ہیں
بندیلی	ہو ماری ہو	بے ماری ہے	تیں ماری ہو	تم ماری ہو	میں ماری ہو	ہم ماری ہے
,,	مارے گو	مارے گے	مارے گو	مارو گے	مارو گو	مارے گو

زبان	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
بندیلی (بنا بھری)	وا ماری	اوئیں ماری ہیں	تیں ماری ہے	تم ماری ہا ماری ہاؤ	میں ماری ہاؤں	ہم ماری ہے ماری ہیں
"						
بندیلی (گوالیار)	ہا مارہ ہے	بے آون مارہ ہیں	تیں مارے گو	تم آون مارہ ہو	ہوں ماروں گو	ہم آون مارہ ہے
"						
ماجھہ (امرتسر)	اوہ ماریگا	اوہ ماریں گے	توں ماریں گا	تسی مارو گے	میں ماراں گا	اسی ماراں گے
پوادہ (انبالہ)	اوہ ماروگا	اوہ مارن گے	توں ماریں گا	تسی مارو گے	میں ماراں گا	اسی ماراں گے
مالوائی (فیروز پور)	اوہ ماریگا	اوہ مارن گے	توں ماریں گا	تسیں مارو گے	میں ماراں گا	اسیں ماراں گے
ڈوگری	اوہ مارگ	اوہ مارگن	توں مار گا	تس مار گیو	آؤں مارن	اس مارن
کانگڑہ	سہ مار گا	سہ مارگے	تو مار گا	تساں مار گے	میں مار گا	اساں مار گے
"	مار گھا	مار گھے	مار گھا	مار گھے	مار گھا ماراں گا	مار گے
"						

بارھواں باب

اردوئے قدیم اور ملتانی

گذشتہ اوراق میں ہم نے ملتانی زبان کے چند بزرگوں کے اقوال اور منتشر فقرے پیش کیے تھے۔ جو ابتدائی زبان کا نمونہ کہے جا سکتے ہیں ذیل کی سطور میں مشہور شعرائے اردو کے کلام سے ملتانی الفاظ و تراکیب کی مثالیں دی جائیں گی۔ حضرت امیر خسرو سرتاج شعرا ہیں۔ علامہ شیرانی نے قلمی بیاض کے حوالے سے آپ کی ایک نظم دی ہے۔ جو ملتانی الفاظ و تراکیب کی بہترین مثال ہے۔ ملاحظہ ہو:—

امیر خسرو کے کلام میں ملتانی الفاظ و تراکیب

بھائی رے ملاحو ہم کُوں پار اتار
ہاتھ کا دیوونگی مُندرا گل کا دیووں گی ہار

دیکھ میں اپنے حال کُوں رووں زار و زار
بے گُنو نتا بہت ہیں ہم ہیں اوگن ہار

بابل بھیجی میں ویخ کُوں تاندا کو پھول
ہوچھا ویخ وھاجیساناں لدھا مول

سیج وچھتی دیکھ کے رووں دن رین
پیا کرتی ہیں پھروں پل بھر سُکھناں چین

سنبھ ناریں سو سُکھ سیوین کنتاں کُوں گل لا
میں دو کھیاری جنم کی دو کھی گئی بھا

تازی چھوٹا دیس میں قصبے پڑی پکار

دروازے دیتے رہ گئے نکس گیا اسوار

حل لغات : کُوں ۔ کو ، مُندرا ۔ انگوٹھی ، گل کا ۔ گلے کا بابل ۔ بابا کی تصغیر ، بے ۔ اور ، ہوچھا ۔ برا ، وھاجیا ۔ بیوپار کیا
(یہ ویجھن مصدر سے ہے ۔ جس کے معنی ہیں اصل سے زیادہ ہونا ۔ وھاج بیاج ۔ سود) لدھا ۔ ملا ، مول ۔ موڑی اصل پونجی ، وچھتی ۔ بچھتی ، گل لا ۔ گلے لگا کر ، دروازے دیتے رہ گئے ۔ دروازے بند کے بند رہ گئے ۔ نہ کھلے ۔

نشان زدہ الفاظ اور ترکیبیں اصل کے لحاظ سے تو ہندی ہیں لیکن اس لحاظ سے خالص ملتانی ہیں کہ یہ دوسری زبانوں میں ان معنوں میں یا ان ترکیبوں سے استعمال نہیں ہوتیں اگرچہ ملتانی زبان میں یہ عام ہیں ''دروازے دیتے رہ گئے'' میں دروازہ دینا بمعنی دروازہ بند کرنا غالباً نہ اردو کا محاورہ ہے (اور نہ تھا) اور نہ کسی دوسری زبان کا ۔ نہ لدھا مول یعنی اصل بھی حاصل نہ ہوا خاص ملتانی زبان ہے ۔ گل لاون بمعنی گلے ملنا یا گلے لگانا آج بھی ملتانی میں سنا جا سکتا ہے ۔ بے یا بیا بمعنی اور اگرچہ پراکرت سے آیا ہے مگر جدید ہند آریائی زبانوں میں سے سوائے سندھی کے اور کسی زبان میں اس کی کوئی شکل موجود نہیں ۔ سندھی میں یا اور بیو ملتے

ہیں ۔ سنسکرت کا دُوُو پراکرات میں دو اور بے دونوں شکلوں میں موجود ہے ۔ اب ظاہر ہے کہ یہ لفظ جسے ملتانی اور سندھی کے سوا کسی دوسری زبان نے نہیں اپنایا خالص ملتانی لفظ ہے امیر خسرو کے کلام میں اس کا ملنا ملتانی اثر کی غمازی کرتا ہے ۔

اسی طرح "جُلہ" ہے اسے اہل اردو تابع مہمل کہتے ہیں ۔ حالانکہ یہ بامعنی لفظ ملتانی زبان کے روز مرہ کے استعمال کا لفظ ہے اور اردو میں ملنا جُلنا ہلنا جُلنا میں موجود ہے ۔ امیر خسرو نے اسے نہایت خوبصورتی سے اپنے شعر میں باندھا ہے :

من کہ بر سر نمے نہا دم گل
بار بر سر نہاد گفتا جُل

خالق باری امیر خسرو کی تصنیف ہے یا نہیں ہمیں اس سے سروکار نہیں کیونکہ اگر یہ کسی اور صاحب کی اور بعد کے زمانے کی تصنیف ہے تو بھی ملتانی اور اردو کے تعلق کو ظاہر کرتی ہے ۔ لہذا ذیل میں اس کتاب(۱) سے ملتانی الفاظ پیش کیے جاتے ہیں :

۱ ۔ خالق باری ۔ امیر خسرو ۔ مطبوعہ مطبع احمدی واقع میرٹھ ۔ بتاریخ بستم شہر ذیحجہ ۔ ۱۲۷۶ ہجری ۔

خالق باری کی مثالیں

	ملتانی الفاظ و تراکیب	خالق باری کی مثال	نمبر صفحہ
۱	مری بمعنی وبا	مرد منس زن ہے استری	۲
		قحط کال وبا ہے مری	
۲	کاھ بمعنی کل	دوش کاھ رات جو گئی	۲
		امشب اج رات جو بھئی	
۳	کیت بمعنی کہاں و کھیا ۔ رھیا	ترا بگفتم میں تجھ کہیا	۲
		کجا بماندی تو کت رھیا	
۴	جانگھ بمعنی ٹانگ	ران و فخد کہ جانگھ بود ناز لاڈلا...	۴
۵	کاٹھی بمعنی لکڑی	کاہ ھیزم گھاس کاٹھی جانئے	۳
		اینٹ مائی خشت و گل پہانئے	

(نوٹ : میں تجھ کہیا میں "نے" استعمال نہیں کیا گیا)

۶	پاهنا بمعنی مهمان	دل ہے هیاو خاطرو اندیشہ چیتنا مہمان و ضیف را تو بدانی که پا هنا	۴
۷	دمامہ بمعنی دمامه نینهه بمعنی عشق	دشمن بیری کوس دمامہ باراں مینهه عشق محبت عاشق متر جانی نینهه	۴
۸	سواد بمعنی مزا	ملعم سواد و طعام خورش جو کہی کھانا عالم دانا هندوی بول جو کہی سیانا	۴
۹	درره بمعنی عذر جھوٹ کہاڑہ بمعنی کلہاڑا	مس ہے تانبا روئیں کانسی آهن لوه تیشه بسولا تبر کوهاڑه عذر درده	۵
۱۰	تاتا بمعنی گرم	سرد سیتل گرم تاتا چیره سخت نرم پولا نیش ڈنگ اور نگ تخت	۵
۱۱	آکھ دیکھ اور چاکھ دیکھ	عذب شیریں ست میٹھا چاکھ دیکھ تلخ کروا ترش کھٹا اکھ دیکھ	۶
۱۲	آنیے بمعنی لائیے	درو مروارید موتی جانیے هم صدف سیپی سمندر آنیے	۶

	ملتانی الفاظ و تراکیب	خالق باری کی مثال	نمبر صفحہ
۱۳	پھوسی بمعنی گوبر	سرگیں گوبر غلہ ہے پھوسی کدال کلند جو کہیے کسی	۶
۱۴	جیبھ بمعنی زبان ، آکھو بمعنی کہو	لسان و زبان فارسی جیبھ آکھو درخت و شجردار را روکھ آکھو	۶
۱۵	نیڑا بمعنی نزدیک	سمندر ہے آگ میں جیو کیڑا چو بعد ست دور و چو نزدیک نیڑا	۷
۱۶	لون بمعنی نمک	نمک ملح ہے لون شیریں مٹھا ہندی زبان بد مزہ ہست مٹھا	۷
۱۷	اندھاری بمعنی اندھیری	لیل شب دیجور در تازی زبان رات اندھاری تو نیکو تربدان	۸
۱۸	پیش دیگر بمعنی ظہر و عصر و سانجھ بمعنی شام	فجر صبح و ظہر پیش عصر دیگر شام سانجھ دان زن زاینده جنتی ہی عقیمه جو ہے بانج	۹

اس کتاب میں الفاظ کے علاوہ جن کی فہرست دی گئی ہے اور بھی ملتانی زبان کے الفاظ بکثرت ہیں مثلاً

اَپَّھ بمعنی کھیت۔ شِینھہ بمعنی شیر ۔ مَہی بمعنی دوغ تاٹ و ٹپڑو ۔ ڈوئی سہج بمعنی عادت کوکڑی بمعنی مرغی ۔ توں بمعنی تو ۔ ڈٹھا بمعنی دیکھا ۔ نہر بمعنی بھیڑیا ۔ وانگ بمعنی مانند نمونہ وغیرہ ۔

بھگت کبیر کے کلام کا نمونہ

بھگت کبیر کی زندگی کے حالات پردہ اخفا میں ہیں تاہم ان کے کلام کے جو نمونے اب تک دستیاب ہو چکے ہیں ان سے بھی ملتانی کا اردو سے تعلق ثابت ہوتا ہے رسالہ اردو (۱) میں ایک مضمون بعنوان کبیر داس اور ان کی شاعری جناب یوسف حسین صاحب کی طرف سے شائع ہوا تھا ۔ اس میں کبیر کی پیدائش ۱۳۹۸ع دی گئی ہے ایک جگہ تاریخ پیدائش ۱۴۴۰ع درج ہے ۔ بہرحال ان کے کلام میں عربی اور فارسی کے متعدد الفاظ موجود ہیں ۔ ایک شعر میں ہٹکین بمعنی منع کرنا ملتانی لفظ آ گیا ہے ملاحظہ ہو :

آن کو تیاگیں من کو نہ ہٹکیں ۔ پارن کریں سگوئی (شبد ۱۰) ۔

اسی نظم کا پہلا مصرع اس طرح دیا گیا ہے :

سنتو راہ دونوں ہم ڈیٹھا

---

۱۰ ۔ رسالۂ اردو ۔ انجمن ترقی اردو ہند اورنگ آباد دکن ۔ بابت جنوری ۱۹۲۹ع ۔ صفحات از ۲۴ تا ۷۲ ۔ محولہ بالا شعر بر صفحہ ۳۶ ۔

جس کے معنی یہ دیے (۱) گئے ہیں کہ او بہرے لوگو! "میں نے دونوں کا راستہ دیکھ لیا" میں نے دیکھ لیا "ڈٹھا ہم" کا ترجمہ ہے اور یہ ترکیب سوائے ملتانی کے اور کہیں نہیں۔ چھیک بمعنی سوراخ ملتانی لفظ ہے کبیر نے ایک دوہے میں استعمال کیا ہے:

(۲) کبیرا بیڑا جر جرا پھوٹے چھیک ہزار
ہلکے ہلکے تر گئے ڈوبے جن سر بار

گورو نانک کا کلام

گورو نانک صاحب کا کلام ہندی آمیز پنجابی ہے تاہم ملتانی الفاظ و تراکیب سے خالی نہیں مثلاً:(۳)
(راگ سوھنی پہلا محلہ)

متھے ٹکا لال ہے گل وچ مالا چار
باد فروشی سکھیا ٹھگن نوں سنسار

کوٹھے منڈپ ماڑیاں باہروں چتویاں
ڈٹھیاں کم نہ آونی وچوں سکھینیاں

۱ - رسالہ اردو - انجمن ترقی اردو ہند اورنگ آباد دکن - بابت جنوری ۱۹۲۹ء صفحات از ۲۴ تا ۷۲ - محولہ بالا شعر بر ص ۳۶ -
۲ - دوہے بھگت کبیر عرف کبیر دوہا ولی - آر گنیشور - شائع کردہ جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز تاجران کتب - چوک متی لاہور - صفحہ ۲۳ -
۳ - ملاحظہ ہو پنجاب میں اردو - حافظ محمود شیرانی - شائع کردہ انجمن ترقی اردو لاہور - طبع اول صفحات ۱۹۵ تا ۲۰۳ -

"کم نہ آونی" بمعنی تیرے کام نہ آئیں خاص ملتانی ترکیب ہے۔ آونی فاعل نما فعل ہے۔ سکھنیاں بمعنی خالی۔ ماڑی بمعنی دو منزلہ مکان۔ چتویاں بمعنی نقش و نگار کی ہوئی۔ ڈٹھیاں بمعنی دیکھی ہوئی ملتانی ہیں۔

میر جعفر زٹلی

میر جعفر زٹلی بارہ نول کے رہنے والے ہیں۔ ان کی زٹلیات تک میں ملتانی الفاظ و تراکیب موجود ہیں: (۱)

جو کوئی مجھ اوپر شفقت رکھے
جگت بیچ اس کی خدا پت رکھے

کمر جب موڑ کر چلتے عطر سب دیہہ پر ملتے
دیکھو اب خاک میں رلتے کہ آخر خاک ہو جانا

سدا جو پہنتے ململ محل میں باجتے مندل
کہے وہ خاک میں رلمل کہ آخر خاک ہو جانا

دیگر بخوشدامن و خسپورہ ساختہ
بہ للّو پتّو کار در باختہ

دیگر کشتی جعفر زٹلی در بھنور افتادہ است
ڈبکو ڈبکوں میکند باونجھ و چپّا پار کن

دیگر اگر لوٹا نباشد براریڑی
نہ آید آب گرصد بار گیڑی

نشان زدہ الفاظ ملتانی ہیں۔
آونی کر، کھاون کر، ونجن کر، پیون کر، میں

۱۔ ملاحظہ ہو پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی۔ شائع کردہ انجمن ترقی اردو لاہور۔ طبع اول صفحات ۸۹ تا ۹۶۔

"کر" مصدر کے ساتھ لگ کر تاکید کے معنی پیدا کرتا ہے ۔ ملتانی زبان میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے ۔ باقی زبانوں میں اس کا استعمال نہ ہونے کے برابر ہے ۔ لیکن پرانی اردو میں یہ ترکیب موجود ہے :

محمد افضل جھنجھانوی

بہت مدت ہوئی آون نکیتا
نہ کاگد ہی کسی کوں لکھ نہ دیتا
(بکٹ کہانی)

بخت سوایا بخت بھریا لکھ داتا وغیرہ ترکیبیں تقریباً تمام ہند آریائی زبانوں میں پائی جاتی ہیں لیکن بھاگیں بھریا یا لکھیں بھریا میں بھاگ اور لکھ کی جمع ہیں سے ان زبانوں میں بہت کم ہے ۔ سندھپار کے علاقہ ڈیرہ غازیخاں میں یہ جمع کا طریقہ عام ہے مگر پرانی اردو اس سے بھی خالی نہیں :۔

عبداللہ قطب شاہ متوفی ۱۰۸۳ ہجری

نازک اچنبا ہے بدل "لکھیں بھریا" ایسا محل
با ندیا نہ کوئی آخر اول جمشید یا دارا ہوا

آکھنا ، سڑنا ، موڑنا ، اپڑنا ، سٹنا ، لبھانا ، لانا ، لگانا ، پانونا (ڈالنا) لڑنا (ڈسنا) نسنا وغیرہ ملتانی مصادر ہیں (بایزادی الف) ۔ دکنی اردو میں ان کی بیشمار مثالیں مل سکتی ہیں ۔ مصنف پنجاب میں اردو نے ان الفاظ کے لیے بیشمار مثالیں دی ہیں ان کا یہاں دہرانا تحصیل حاصل ہے لہذا ان الفاظ کو چھوڑ کر ہم کچھ مزید الفاظ پیش کرتے ہیں :

پہنچنا کے لیے ملتانی میں پاون مصدر ہے ملتانی کی ایک

خاص ترکیب کی رو سے پاتی وَدّے کے معنی ہین پہن کر پھر رہا ہے جیسے کھادی وَدّے ۔ کھا کر پھر رہا ہے ، چاتی وَدّے ۔ اٹھا کر پھر رہا ہے وغیرہ ۔ اب گیارھویں صدی کے شاعر شیخ جنید کے ایک شعر میں یہ ترکیب ملاحظہ ہو :

شیخ جنید

کجا آں ماہرو خوباں جو مور کھندا وتی پاتے
نہ نام و لے نشان ماندہ سبھی گل گل ہے جاتے
(پنجاب میں اردو صفحہ ۲۳۴)

محمد امین دکنی

دیگر کدھیں روتی کدھیں ہستی وتی او
کدھیں چپ اور کدھیں باتاں کتی او
(پنجاب میں اردو صفحہ ۸۷)

ملتانی زبان کا ایک اور محاورہ کاری کرن ہے جس کے معنی ہیں چارہ گری کرنا محمد جان کے ایک شعر میں یہ محاورہ باندھا گیا ہے :-

مجھ میری کرو کاری کیا ایسی اخوت ہے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کون کیا کہیے
(پنجاب میں اردو صفحہ ۲۶۱)

فعل مضارع کی گردان ملتانی میں اسی طرح ہوتی ہے :-

او کھاوے ، او کھاون ، توں کھاوین ، تساں کھاوو میں کھاواں ، اساں کھاوون ضمائر شخصی کے بغیر صرف فعل استعمال کیا جائے تو یہ فعل خود فاعل نما ہے جیسے کھاوے کھاون کھاوین کھاوو وغیرہ ۔

محمد امین دکنی کے ایک شعر میں یہ فعل اس طرح استعمال ہوا ہے :

امین دل میں خدا کا عشق راکھیں
مجازی عشق کوں سب کاڑ ناکھیں

(پنجاب میں اردو صفحہ ۵۷)

قدیم دکنی شعرا

قدیم دکنی شعرا کے کلام میں ملتانی الفاظ و تراکیب زیادہ فراوانی سے استعمال ہوئی ہیں۔ ذیل میں نمونہ کے لیے کچھ دکنی زبان کے شعر پیش کیے جاتے ہیں :

سلطان قلی قطب شاہ

سمدور ہے ایک ہور ندیاں ہیں سو ہزاراں
باتاں سو کروڑاں ہیں ولے ٹیک رسن ہے

جمع کا طریقہ ملتانی طرز پر ہے۔ باتیں کی بجائے باتاں استعمال ہوا ہے نیز ہزاراں کروڑاں۔

دیگر کس ٹھار میں وستا نہیں سب ٹھار ہے بھر پور
دیکھیں کون سکت کاں اے ٹیک نیں ہے

وستا بمعنی نظر آتا ملتانی کا فعل ہے۔

(۱)ظل اللہ متوفی ۱۰۲۵ ہجری

رہن نا سکے من پیا باج دیکھے
ہووے تن کوں سکھ جب ملے پیو بالا

۱۔ دکنی شعرا کے کلام کے نمونوں کے لیے ملاحظہ ہو دکن میں اردو از نصیرالدین ہاشمی تیسرا ایڈیشن ۱۹۳۶ء۔

سجن کہہ شمے بھاج اوجالا نہ بھاوے
بھلایا ہے منج جیو کوں او او جالا

جو رات آوے چندنی کے منج کیوں ستاوے
کہ چند نامنجے نیں نیں سوز بالا

ان اشعار میں حرف کوں ملتانی ہے اور ہووے بھاوے بجائے ہو اور بھائے ملتانی طرز پر ہیں۔

دیگر جنے سائیں کے عشق کا مد پیا ہے
نکرسی او سے ہور مستی اوتا را
سکی پیو چنتا لگیا ہے ہمیں کو
سجن بن نکرسی لے ہوا کوئی نوارا

نکرسی — نہ کرے گا۔ فعل مستقبل میں سی کا استعمال ملتانی طریقہ ہے۔ نیز لگیا بجائے لگا بھی قابل ملاحظہ ہے۔

(۱) وجہی

(مثنوی قطب مشتری ۱۰۱۸ ہجری)

تُوں اول تُوں آخر قادرا ہے
تُوں مالک تُوں باطن تُوں ظاہرا ہے
شراب ہور صراحی ہور جام
ہوئے مست مجلس کے لوکاں تمام
بسر گئے ندیماں طرز بات کا
گنوائے خبر عطریاں ذات کا

۱۔ قطب مشتری۔ ملا وجہی۔ مرتبہ ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ شائع کردہ انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۵۳ء۔ طبع ثانی صفحات ۶۳ تا ۹۵۔

لگے مست ہوسٹنے مستی سنگت
یکس کے سو پاواں اپر ایک ہات
جو آیا جھلکتا سورج واپ کر
اندھارا جو تھا سو گیا نھاٹ کر

دیگر

کہیں گتی کاون خوش آواز سوں
کہیں پاتری ناچتیاں ساز سوں
بو تاثیر ہے شہ کی تاثیر تھی
کہ جیوں جھاڑ بدتا رہے نیر تھی

کدھیں شہ کوں ٹک لاوے باتاں منے
کدھیں ہات دے شہ کے ہاتاں منے

کہ شاہاں کنے جھوٹ کہیا نہ جائے
بکوی جھوٹ کے سو پیتا را گنوائے

کہے ہد ہداں جا سلیماں کوں
کہ شاہ وار آوے منگن داں کوں

لگی شہ نوں تل تل تپانے سکی
کہ نیں دستی ٹک ہات لانے سکی

ان اشعار میں خط کشیدہ الفاظ قابل ملاحظہ ہیں۔ ضمیر شخصی کا صیغہ واحد حاضر توں استعمال کیا گیا ہے۔ ملتانی میں بھی توں ہے لوگ کی بجائے لوگ اور جمع لوکاں ملتانی طرز پر ہے۔ بسر گئے بجائے بھول گئے۔ سٹنا بمعنی پھینکنا

واٹ ۔ راستہ، نھاٹ بمعنی دوڑنا، بڈتا بمعنی ڈوبتا آج بھی انھی معنوں میں ملتانی میں مستعمل ھیں۔ ھات لاوں کل لاوں میں لاوں بمعنی لگانا ملتانی میں استعمال ھوتا ھے اس طرح کنے۔ کھیا گاون تاچتیاں آوے ملتانی الفاظ و تراکیب ھیں۔

غواصی

(سیف الملوک ۱۰۳۵ھ)

سٹے وھرت پر یوں منڈیاں کاٹ کاٹ
اسو کس کو سمجھتا نہ تھا باٹ گھاٹ

(طوطی نامہ ۱۰۴۹ھ)

سنیا تھا جو سوداگر ایک بے نظیر
اتھا اس کنے ایک راواں گنیر
جیوں ایک دن او سوداگر نام دار
چلیا کرنے سوداگری ایک ٹھار

سنیا چلیا ملتانی طرز کے افعال ھیں۔ سٹے اور کنے بھی ملتانی ھیں۔

جنیدی

(ماہ پیکر ۱۰۶۴ھ)

رکھیا ماہ پیکر سو اس نیک نام
الٰہی توں کر اس نظم کوں تمام

توں کوں اور رکھیا ملتانی کے الفاظ ھیں۔

امین

(مثنوی ۱۰۹۱ھ)

صحابی جتے تھے سود دلگیر ھو
عمر کوں غرض تقصیر یو

کہ شحمہ کوں بخشو تمھیں پیار کر
وگر نئیں تو ھمنا سٹو مار کر
کہ شحمہ بدل سب کو مارو تمن
اس مشکل ستے بھار کا پڑو تمن

جتے (جتنے) کوں اور سٹو ملتانی ھیں۔

غلام علی

(پدماوت ۱۰۹۱ھ)

کتے خون دل سوں سو دل لاونا
تو یک دل سنے توڑ کر جاونا
غلام علی نئیں دنیا میں وفا
کدھیں ھے خوشی ھوا کدھیں ھے جنا

لاونا جاونا بطور کھاونا پیونا ملتانی میں آج بھی مستعمل ھیں۔ کدھیں بمعنی کبھی ملتانی میں موجود ھے۔

ابراھیم عادل شاہ

(۱۰۰۵ھ)

مکت دسے جوں خسرو مدینا
کبھی حیف دھر موتیوں خونا
جوں دیپک میں دسے نگینا
مشک عنبر بچھائی رنگنا

دسے بمعنی دکھائی دے ملتانی میں مستعمل ھے۔

علی عادل شاہ ثانی

(۱۰۶۷ھ تا ۱۰۷۳ھ)

کوئی آو سنو رے میرا حال
پیو کیا منج سوں جو کو تال

میں جگ نے نت اٹھ انجون وهال
کل نہتی آنسو موتی مال
میں نینہہ بندی توں کیتا گھاٹ

انجون بمعنی آنسو ملتانی مین آج بھی مستعمل ہے وهال بمعنی بہانا بھی ملتانی لفظ ہے۔

شاہ میراں جی شمس العشاق متوفی ۹۰۲ھ

صفت کروں میں اللہ اکبری ہے پوری پورن پور
قادر قدرت انگیکاروں نیڑے ناں دور
تا اس روپ نا اس دیکھ نا اس تھاں مکان
نرگن گنونتا کردا کس مکھ کروں بیان

نیڑے بمعنی نزدیک اور تھاں بمعنی جگہ کے علاوہ کردا بمعنی کرتا ملتانی زبان کے الفاظ ہیں۔

خوشنود

جداں لگ رات دن ہے مرغ ماهی
تداں لگ کر توں جگ میں بادشاهی

جداں اور تداں بمعنی جب اور تب ملتانی میں ہیں۔

نصرتی

بولیا رهنے منکے ترے سس پھول کن هلال
بولی کہ باولی میں ہے گی تجھ سے نال بول

نال بمعنی ساتھ ملتانی میں مستعمل ہے۔

شاہ ملک

الہی دے توفیق انسان کوں
جو بندگی کریں تیری دل جان سوں

توں پیدا کیتا محض بندگی کیتیں
سو او چھوڑ پکڑے ہیں گندگی کیتیں

کیتا کے علاوہ کیتیں بمعنی واسطے یا لیے ملتانی میں رائج ہے۔

لطیف

بے گنہ نبی کے فرزندیں تقصیروں فریادی پکڑے ہیں
بھوکے پیاسے کئی کئی دن کے مدت سے بیداری ہے

فرزند کی جمع فرزندیں ملتانی طرز پر ہے۔ تقصیروں میں وں خاص ملتانی کی ترکیب ہے۔ جس کے معنی سے کے ہوتے ہیں جیسے میں تیڈا دلوں خیر خواہ ہاں۔ یعنی میں تیرا دل سے خیر خواہ ہوں۔ ہتھوں پیروں سروں وغیرہ میں وں سے کے معنی دیتا ہے یہاں تقصیروں میں بھی وں کے یہی معنی ہیں۔

ابوالحسن تانا شاہ کا ایک شعر ملاحظہ ہو(۱) :۔

کن دھر کوں کاں جاؤں میں مجھ دل پہ بھل بجھوراں ہے
اک بات کہے ہوں گے سجن یاں جیو بارہ بات ہے

اس میں کن دھر کوں بمعنی کدھر دوڑوں خاص ملتانی ہے۔

اشرف گجراتی نے ایک شعر میں ول ول بمعنی پیچ در پیچ یا بار بار استعمال کیا ہے(۲) :۔

اس مصرع رضی سوں ہے اشرف مجھے لگن
جیون عشق پیچھ عشق میں ول ول گیا ہوں میں

۱۔ شعر الہند۔ عبدالسلام ندوی مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۴۹ء بار چہارم صفحہ ۲۴۔

۲۔ رسالہ اردو۔ انجمن ترقی اردو ہند جلد ۲۷ حصہ ۱ اورنگ آباد دکن بابت جنوری ۱۹۴۷ء۔ صفحہ ۳۸۔

ولی دکنی کا کلام

ذیل میں ولی دکنی کے کلام سے ملتانی اور اردوئے قدیم کے مشترکہ الفاظ و تراکیب پیش کیے جاتے ہیں :

نمبر شمار	ملتانی الفاظ و تراکیب	شعر ولی
۱	کیتا ۔ کُوں ۔ نانوں	کیتا ہوں ترے ناؤں کُوں میں ورد زباں کا کیتا ہوں ترے شکر کُوں عنوان بیان کا
۲	کنیں	تری وہ انتظاری ہے کہ جس حد ہور نہایت نئیں شکایت کس کنے جا کر کروں میں انتظاری کا
۳	سُنیا ۔ لگیا	سُنیا ہوں جب سوں یہ نکتہ ولی شیریں سخن سیتی لگیا ہے تب سوں شیوہ جی کو میرے عشق بازی کا
۴	کن ۔ میٹھے ۔ پڑیا	ہر پھر ولی تیرے کن آتا ہے جیوں کہ سائل تیرے میٹھے بیان کا جب سوں پڑیا ہے چسکا

نمبر شمار	ملتانی الفاظ و تراکیب	شعر ولی
۵	دِستی - دِستا	صورت تسکین نہیں دِستی مگر اس حال میں اے ولی جب پیو نہ پوچھے حال مجھ غمگین کا ترا قد مصرع برجستہ دیوان خوبی ہے تری یو بیت ابرو شعر دِستا ہے ہلدی کا
۶	چِتریا	تیری کمر مصور چِتریا ہے کس ادا سوں کیتا ہے صرف اس میں ناز و نیاز گویا
۷	چوتا ہے	عالم کا جوش کیونکہ رہے گا عجب ہوں میں چوتا ہے اس کی نین سوں رنگ شراب آج
۸	سَٹیا	کئی بار لکھا اس کی طرف نامے کوں لیکن ہر بار سٹیا اشک نے مجھ نامے کوں تر کر
۹	بِسر	بو علی سینا اگر دیکھے اسے قاعدے حکمت کے سب جائے بِسر

۱۰ اتا

یک پلک آپ سوں جدا نہ کیجے
خال تیرے کا دل اتا ہے حریص

۱۱ نال

ممکن نہیں ہے تن کی طرف اس کی بازگشت
جو دل گیا ہے دلبر دلکش کے نال چل

۱۲ تدھاں

بے شک شفائے خاطر بیمار ہو تدھاں
تجھ لب کے جب طبیب سوں پاوے یہ چارہ دل

۱۳ انجھو

دریا پہ جا کے موج رواں پر نظر نہ کر
میرے انجھو کے آکے روانی کوں دیکھ توں

۱۴ لباسی

جو شعر لباسی تھے جوں پھول ہوئے باسی
جب شعر ولی تیرا یو تازہ ہوا تازہ

۱۵ بھواں - تکڑی جکھن مصدر

اغریبی سوں نہ سمجھو سادہ دل بقال پر فن کوں
کہ جو کہا ان نے عاشق کوں بھواں کی ہاتھ لے تکڑی

نمبر شمار	ملتانی الفاظ و تراکیب	شعر ولی
۱۶	لُون ۔ لانا (لگانا)	ستم پرور سوں دکھ کہنا کٹے پر لُون لانا ہے نہ کہیو سر اسے جو کوئی جو بوجھے سر ہے یا ککھڑی
۱۷	بل جاوے (واپس جائے)	تیری زلفاں کے حلقے پر تو جب دریا پہ چل جاوے عجب نئیں اے پری پیکر اگر گرداب بل جاوے
۱۸	پُور	کروں جب آہ و نالہ کا علم برپا تیرے غم میں میرے انجھواں کے خوجاں سوں ندی کا پور چل جاوے
۱۹	بل بمعنی جل	گرمی سوں دیکھتا ہوں تری طرف اے گلرو تا وہ رقیب بد خو جل بل کباب ہو وے
۲۰	جھڑ	برستا ہے سجن کے مکھ اوپر نور نگاہوں کی ہر اک جانب سوں جھڑ ہے

۲۱ هڑ بمعنی طوفان

عجب تیزی ہے تجھ پلکاں میں اے شوخ
دو عالم اس دو دھارے سوں دو هڑ ہے

۲۲ رُوس (روٹھنا)

همن سوں روس رہے بے سبب ہو کیا معنی
کہو همن نے تیار کیا گناہ کبیر کیا

۲۳ النگ

خدا نے فضل سوں اس کو کیا حصار دین
فلک ہے جس کے تلے کی کمینہ ایک النگ

۲۴ اپڑانا

پینچ اپنی چیرہ اجلے کوں جوں اپڑا دیا
عاشقاں کوں مارنے کھینچا ہے جوں خنجر سفید

۲۵ مچھی

یاد تیری بھواں کی مجھ دل میں
جیون مچھی کے گلے مینں ہے گل

۲۶ سٹ

هر وقت نہ سٹ کحل تغافل کوں انکھاں میں
هک مہر سوں اس طرف اے بے مہر نظر کر

دھلوی زبان

کہتے ہیں دکن سے ولی شمالی ہندوستان میں اپنا دیوان لایا۔ اور اس کی بدولت دھلی میں بھی اس نئی زبان کا چرچا ہونے لگا۔ دھلوی زبان ملتانی زبان کے الفاظ و تراکیب سے خالی نہیں۔ ذیل میں میر و سودا تک کے زمانے کے شعرا سے منتخب اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔

مبارک شاہ آبرو

روشنی لے کر کے تو مکھڑے کو مل
دھوپ ہو تو گھر سے باہر مت نکل

زعفران اور تیل چنبیلی کا لے
کاٹ کر اس بیچ رس لیموں کا دے

یہ دوا ہر روز استعمال کر
چھیب جھائی ہو تو یوں پھر چال کر

یہ دوا ہر روز پنڈے کو لگا
رات کو مل صبح اٹھ حمام جا

بند اکھڑے اور نیچی تا کمر
بانھ اور ہاتھوں ستی زیادہ نہ کر

باندھ پٹکا سات گز کا دے کے بل
صاف بندش ہو نہوئے چل بچل

شوق والے کو سبھوں میں تاڑ لے
اک نگاہ میں جیو اس کا کاڑ لے

ان اشعار میں لے کر کے کی ترکیب اور جھائی، پنڈا، بانھ، کاڑ وغیرہ الفاظ ملتانی میں بکثرت مستعمل ہیں۔

مرزا جانِ مظہر

مرزا جان مظہر کے ایک شعر میں کو کی بجائے کُون استعمال ہوا ہے :

خدا کے واسطے اس کُون نہ ٹوکو
یہی ایک شہر میں قاتل رہا ہے
کسی کے خُون کا پیاسا کسی کی جان کا دشمن
نہایت منہ لگایا ہے سجن نے بیڑہ پان کُون

میاں سعادت علی

کیا صیلا آھوئے دل آسواری سے میاں تم نے
کمر کی ڈاب نہیں کھولی گویا چیتے کی ڈوری تھی

محمد شاکر ناجی

پیالہ پیوے ہے سو نہوڑوں سے
کھولے ہے لب ہزار زوروں سے

مرزا رفیع سودا

کس کی ہیں یہ چمن میں صبا بد شرابیاں
ٹوٹی پڑی ہیں غنچوں کی ساری گلابیاں

دیگر

نہ غنچے گل کے کھلتے ہیں نہ نرگس کی کھلی کلیاں
چمن میں لے کے خمیازہ کہنی نیں انکھڑیاں ملیاں

محمد یار خاکسار

دل شیفتہ ہو کے کیا کیا تیں
اے خانہ خراب کیا کیا تیں

محمد فقیر درد ملتانی

کرے کیوں نہ مشکل دو عالم کی حل
کہ جس کا ید اللہ ہے بانہہ بل
تجھے وعدہ کر بھول جانے کی سوں
تجھے اپنی سوگند کھانے کی سوں

محمد قائم

راہ پینڈے اسے رکھتا ہوں اگر گھیر کبھو
ہنس کے کہتا ہے مجھے کام ہے اب پھیر کبھو

مندرجہ بالا اشعار میں ڈاب، نہوڑوں، گلابیاں، ملیاں، تیں، بانہہ بل، سوں اور پینڈے ایسے الفاظ ہیں جو ملتانی میں بکثرت مستعمل ہیں۔ ذیل کے اشعار کلیات میر سے لیے گئے ہیں۔ میر کے زمانے میں زبان اردو منجھ منجھ کر بہت کچھ صاف ہو چکی تھی۔ پھر بھی اس میں ایسے الفاظ محاورات اور ترکیبیں موجود ہیں جن پر ملتانی کا اطلاق ہو سکتا ہے مثلاً آنکھ جھپکانا پر کسی دوسری زبان کی نسبت ملتانی کا زیادہ حق ہے کیونکہ اس زبان میں یہ اب بھی اسی طرح استعمال ہوتا ہے اور جب بھی اسی طرح ہوتا تھا۔ اسی طرح تانا بمعنی گرم کرنا، پوچھنا بمعنی بیمار پرسی کرنا، خار بمعنی نفرت لاگو کھاؤ چلاؤ قسم کے اسم فاعل تیرے ہوتے بجائے تیرے ہوتے ہوئے سر کے بھل بجائے سر کے بل، چلتے ہار بمعنی چلنے والا، کب تئیں بمعنی کب تک، ہووے نہ ہووے بجائے ہو نہو، تختہ ہونا بمعنی ویران ہونا۔ فعل کی جمع وغیرہ۔ ملاحظہ ہوں اشعار ذیل میں خط کشیدہ الفاظ:

میر تقی میر

۱ لقمہ ظلم نہیں پچتا عدالت میں تری
بلّی نکلی ہوئی چڑیا کے تئیں دے ہے اگل

۲ آیا ہے یاد تیرا بہت اب کے ہوں نہ تنگ
اس کے بہلاوے مجھ کو نہیں چھوڑتے غزال

۳ مدعی کی صف ہے کمانوں کی قطار
لشکری اس فوج کا ہر ایک عقاب

۴ لگتی نہیں ہے دارو میں سب طبیب حیران
اک روگ میں بھنبھلایا جی کو کہاں لگایا

۵ دیر میں کعبے گیا میں خانقہ میں اب کی بار
راہ سے میخانے کی اس راہ میں کچھ پھیر تھا

۶ گرمی سے میں تو آتش غم کی پگھل گیا
راتوں کو روتے روتے ہی جوں شمع گل گیا

۷ وہ دن گئے کہ آنکھیں دریا سی جیاں تھیں
سو کھا پڑا ہے اب تو مدت سے یہ دوآبہ

۸ ان صحبتوں میں آخر جانیں ہی جاتیاں ہیں
نے عشق کو ہے صرفہ نے حسن کو محابا

۹ دکانیں حسن کی آگے ترے تختہ ہوئی ہوں گی
جو تو بازار میں ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا

۱۰ وضع کشیدہ اس کی رکھی ہے داغ سب کو
نیوتا کسو سے ہم وہ ابرو کمان نیا سا

۱۱ اس آستاں سے کس دن پر شور سر نہ ٹپکا
اس کی گلی میں جا کو کس رات میں نہ کوکا

۱۲ اتنے منعم جہاں میں گذرے
وقت رحلت کے کس کنے زر تھا

۱۳ بوئے کباب سوختہ آتی ہے کچھ دماغ میں
ہووے نہ ہووے اے نسیم رات کسی کا دل جلا

۱۴ کیا کیا نیاز طینت اے ناز پیشہ تجھ بن
مرتے ہیں خاک رہ سے گوڑے رگڑ رگڑ کر

۱۵ کم گم جو ہم ہوئے تو ستم کچھ نہ ہوگیا
اچھی نہیں یہ بات مت اتنی زبان کر

۱۶ خط کاڑھ لا کے تم تو منڈا بھی چلے دیے
ہوتی نہیں ہماری تمہاری صفا ہنوز

۱۷ ہم اپنی چاک جیب کو سی رہتے یا نہیں
بھائے میں پاؤں دینے کو آئے کہاں سے تم

۱۸ کہہ سانجھ کے موئے اے میر روئیں کب تک
جیسے چراغ مفلس اک دم میں بل بجھا تر

۱۹ دیوان میر صاحب ہر ہک کے ہے بغل میں
دو چار شعر ان کے ہم بھی لکھا کریں گے

۲۰ تک بعد مرے میرے طرفداروں کنے تو
کوئی بھیجیو ظالم کہ تسلی تو کر آوے

۲۱ فرہاد و قیس ساتھ کے سب کب کے چل بسے
دیکھیں نباہ کیوں کے ہو اب ہم چھوڑے رہے

۲۲ ہر کی بہار میں جو محبوب جلوہ گر تھے
سو گردش فلک نے سب خاک میں ملائے

۲۳ پیکاں خدنگ اس کا یوں سینے کے باہر ہے
جوں مارسیہ کوئی کاڑھے ہوئے پھن بیٹھے

۲۴ پایا نہ ہم نے دل گم گشتہ کو اپنے
خاک اس کی سرراہ کی کوئی کب تئیں چھانے

۲۵ آجکل بیقرار ہیں ہم بھی
پیٹھ جا چلتے ہار ہیں ہم بھی

۲۶ آگ میں غم کے ہو کے گداز جسم ہوا سب پانی سا
یعنی بن آن شعلہ خون کی خوب ہی ہم بھی تانے گئے

۲۷ نے وہ نگہ چھپی ہے نہ وے پلکیں گڑ گئیں
کیا جانئے کہ دل کہو ہے یہ خارِ خار کیا

۲۸ چشمک انجم میں اتنی دلکشی آگے نہ تھی
سیکھ لی تاروں نے اس کی آنکھ جھمکا نیکی طرح

۲۹ دردمندوں سے تمہیں دور پھرا کرتے ہو کچھ
پوچھنے ورنہ سبھی آتے ہیں بیمار کے پاس

۳۰ تیرنے ہوتے شام کو گر بزم میں آجائے شمع
ہو خجل ایسی کہ منہ اپنا نہ پھر دکھلائے شمع

۳۱ جب سے سمجھا کہ ہم چلاؤ ہیں
حال پرسی تک آکے کر جائیے

۳۲ نہ کر دیوار کا مجلس میں تکیہ
ہمارے مونڈھے سے مونڈھا لگا بیٹھ(۱)

ملتانی زبان میں خبر کے تابع ایک مہمل لفظ "ادر" لگاتے ہیں (جس کے معنی کی تحقیق نہیں ہو سکی) مثلاً "اج تئیں آوندی کوئی خبر ادر نہیں آئی"۔ میر محمد سجاد کے ایک شعر میں یہ ترکیب ملی ہے لیکن اس میں ادر کی صورت عطر ہے اور اس کے معنی عطر کے نہیں ہیں گو پہلے مصرع میں زلف معطر کا بیان ہے ممکن ہے یہ وہی خبر ادر ہو بہرحال وہ شعر یہ ہے (۲):

باد صبا سے زلف معطر کی ہم تلک
مدت ہوئی کہ پہنچی نہیں کچھ خبر عطر

۱۔ کلیات میر ہر چہار جلد۔ شائع و طبع کردہ منشی نول کشور پریس۔ لکھنؤ۔

۲۔ تذکرہ شعرائے ہند۔ میر حسن۔

دریائے لطافت میں سید انشا کے مقررہ کردہ اصول (۱)

ان مثالوں کے بعد دریائے لطافت میں سے کچھ نمونے پیش کیے جاتے ہیں تاکہ ملتانی اور اردو کے تعلق کے داخلی شواھد کی تکمیل ہو جائے:

نمبر شمار	ملتانی لفظ	دھلوی زبان کا لفظ جس کی سند سید انشا نے دی ہے	نمبر صفحہ کتاب
۱	ڈنڈ بمعنی ورزش	ڈنڈ بمعنی ورزش - آنرا اکثرے از فصیحان ڈنڈ ہم گویند	۷
۲	کھنڈاون	بمعنی پراگندہ کرنا - ا کھنڈانا	۸
۳	جھنڈ - جھنڈولا	جھنڈولا بمعنی طفلے کہ مو در سر داشتہ باشد	۸
۴	ماما - مامی - ماسی	ماما بمعنی برادر مادر و مامی زن برادر مادر و ماسی بمعنی خواھر مادر - اصل ماموں ماما بود اھل ھند باواو مقابل عمّو بدل کر دند و نون غنہ از کثرت استعمال شہرت یافت	۸

۱ - دریائے لطافت - انشاء اللہ خاں انشا - انجمن ترقی اردو - النظر پریس لکھنؤ - طبع اول ۱۹۱۶ء -

نمبر شمار	ملتانی لفظ	دھلوی زبان کا لفظ جس کی سند سید انشا نے دی ہے	نمبر صفحہ کتاب
۵	کندہ ؍	کندہ بمعنی دیوار	۱۵
۶	پگ	پگ دستار را خوانند	۱۰
۷	لُچّی	لُچّی تواضع طعام از قسم حلوا و لچی کرد	۱۰
۸	دی ۔ وڈا وغیرہ	دی ۔ وڈا ۔ چٹا ۔ توڑے ۔ تان ۔ ڈھیرسا کرولی ۔ ہنٹر گھیسہ ۔ کڈھ ۔ اور وچ وغیرہ الفاظ سید انشا نے بطور نمونہ زبان دلا لان دھلی دیے ہیں اور کہا ہے کہ ”بالجملہ دلا لان شاہ جہان آباد با بنیہ خرابی ہندوستان ، از ہندوان شہر ہائے دیگر بلکہ از مسلمانان ہم فصیح ترانند“	۱۵
۹	چوھی ۔ لنڈی	گھور گھنڈی چور لنڈی منگ چنا ڈگڈگی ڈو	۱۴۰
۱۰	لنگھا جوگا وغیرہ	لنگھا بجائے طے کردن راہ و جوگا بجائے لائق و یارھاں بجائے گیارہ و ڈونا بجائے دونا در	۱۴۵

نمبر شمار	ملتانی لفظ	دھلوی زبان کا لفظ جس کی سند سید انشا نے دی ہے	نمبر صفحہ کتاب
		استعمال شاہ باشد ــ اور ''شان'' سے مراد ساکنان مغلپورہ ہیں جن کے متعلق ارشاد ہوتا ہے کہ پوشیدہ نیست کہ ساکنان مغلپورہ کہ محلہ بزرگ شاہجہان آباد است روز مرہ اردو با روز مرہ پنجاب ممزج ساختہ حرف مے زنند''	
۱۱	کون ۔ کڈاں	کو (کوں) ۔ ایں ہم فیض خاک شاہجہان آباد ست کہ نون غنہ را ازیں لفظ جدا کردہ اند الا بزرگان ایشاں کہ در وطن بوجود آمدند گورا کون میگویند مانند ایں عبارت کہ ''اس چھوکرے کون میں نے کڈاں کہا کہ مجھ سوں نہ بولا کر''	
۱۲	دھاون	دھویا دھایا احمق ہے	۲۰
۱۳	لڑھ گیا	گھی کا کپا لڑھ گیا	۸۲
۱۴	گھیٹو	گھی بمعنی روغن زرد دراصل گھیٹو بودہ است	۸۵
۱۵	پٹھا	پٹھا بمعنی شاگرد نو خاستہ پہلوان	۱۳۸
۱۶	آدھلن	آدھل گئی یعنی بدکار شد	۹۵
			۹۵

۵۶۵

۱۷	آشغلہ	آشغلہ بمعنی بہتان یا طوفان	۹۸
۱۸	ولی	بلی - زنہ احمق	۱۲۰
۱۹	پھرولن	پھرول دیا یعنی کھول دیا یا افشا کر دیا	۱۰۰
۲۰	پھوٹ	پھوٹ بمعنی لعنت خدا بر تو	۱۰۱
۲۱	جھلکا	جھلکا بمعنی رسیدن آتش نزدیک روئے کسے	۱۰۱
۲۲	چونڈا	چونڈا بمعنی سر کے بال	۱۰۱
۲۳	کیڑیاں	کیڑیاں لگائی ہیں یعنی جوکیں لگائی ہیں	۱۰۳
۲۴	جمع افعال	قاعدہ جمع : بعضے بجائے آئیں آئیاں ہم مے گویند	۱۰۸
۲۵	بھجن - بھجن	بھاگا و بھاجا بمعنی گریخت و بھیگا و بھیجا بمعنی ترشد	۱۲۴
۲۶	سون	سون بمعنی قسم	۱۳۲
۲۷	مری	مری بمعنی وبا	۱۳۳
۲۸	کھلڑی	کھال کہ اصل آن کھلڑی باشد	۱۳۵

ملتانی اور اردو کے تعلق کی بحث نامکمل رہوگی اگر ہم دونوں زبانوں کے اصول و قواعد کا تقابلی مطالعہ کر کے مشترکہ اور مختلفہ امور کی توضیح نہ کریں - آیندہ سطور میں یہ دونوں پہلو پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی -

٨٣	٠٥٢٥
٠٢١	
٠٠١	
١٠١	
١٠١	
١٠١	
٢٠١	
٨٠١	
٣٢١	
٣٢١	
٣٣١	
٥٢١	

تیرھواں باب

ملتانی اور اردو کے اصول و قواعد کا تقابلی مطالعہ

ملتانی اور اردو کی صرف و نحو کے اشتراکات اور اختلافات

"اردو(۱) اپنی صرف و نحو میں ملتانی زبان کے بہت قریب ہے۔ دونوں میں اسما و افعال کے خاتمہ میں الف آتا ہے۔ دونوں میں جمع کا طریقہ مشترک ہے ..... دونوں زبانیں تذکیر و تانیث کے قواعد، افعال مرکبہ و توابع میں متحد ہیں" اس کی تفصیل یہ ہے:-

ملتانی کا مصدر نہ پر ختم ہوتا ہے اور اردو کا نا پر جو پہلے ناں تھا۔ یہ دونوں سنسکرت کے ن مفتوح کی شکلیں ہیں۔ ملتانی نے متحرک ن کو ساکن کر دیا۔ اور اھالی وسط ہند نے حسب عادت زبر کو الف سے بدل دیا۔ حسب عادت اس لیے کہا گیا ہے کہ وسط ہند کی اکثر زبانیں مشدد الفاظ کو غیر مشدد بناتے ہوئے پہلے حرف علت کی آواز کو بطور تلافی لمبا کر دیتی ہیں بخلاف اس کے ملتانی پنجابی اور لہندا تشدید رفع کرنے کے بعد بھی اس حرف علت کو لمبا نہیں کرتیں جیسے

سنسکرت اپ بھرنش	پنجابی	لہندا	ملتانی	مغربی ہندی
آچا کہ آچاؤ	آچا	آچا	آچا	آونچا
سیتیہ ۔ سچو	سچ	سچ	سچ	سانچ

۱۔ پنجاب میں اردو ۔ حافظ محمود شیرانی ۔ شائع کردہ انجمن ترقی اردو لاہور ۔ مقدمہ صفحہ ج ۔

رکشہ رچھو رچھ رچھ رچھ ریچھ
پرشٹھ پٹھو یا پٹھو پٹھ پٹھ پٹھ پیٹھ
— وغیرہ —

گویا وسط ہند کی ہندی زبانیں زبر کو الف زیر کو ے اور پیش کو واو سے بدل دیتی ہیں چنانچہ اسی اصول کے مطابق ن مفتوح اردو میں نا بن گیا ہے گو ملتانی نے اسے ساکن کر دیا ہے۔

تذکیر و تانیث

۲- تذکیر و تانیث کے قواعد دونوں میں ایک ہیں :-

الف - الف پر ختم ہونے والے الفاظ کی تانیث دونوں زبانوں میں ی لگانے سے ہوتی ہے جیسے گھوڑا گھوڑی - بکرا بکری - کالا کالی وغیرہ -

ب - اسم مذکر حرف علت پر ختم نہ ہو بلکہ حرف صحیح پر ختم ہو تو دونوں زبانیں اسم کے آخر پر نی یا انی زائد کرتی ہیں جیسے فقیر سے فقیرنی وغیرہ -

ج - اگر مذکر ی پر ختم ہو تو دونوں زبانوں میں ی ن سے بدل جاتی ہے جیسے میرائی سے میراثن قصائی سے قصائن وغیرہ -

اسما و صفات کی تصریف

۳- اسما اور صفات جمع اور واحد اور تذکیر و تانیث میں اپنے موصوف کی حالت کے مطابق ہوتے ہیں یعنی جب موصوف کی تصریف نہیں کی جاتی تو اس کا اسم صفت بھی غیر

منحرف رہتا ہے مثلاً

ملتانی	اردو
آچا گھوڑا	اونچا گھوڑا
آچے گھوڑے	اونچے گھوڑے
آچی گھوڑی	اونچی گھوڑی
آچیاں گھوڑیاں	اونچی گھوڑیاں

جمع مونث کی مثال میں اردو نے اونچی استعمال کیا ہے اونچیاں استعمال نہیں کیا ۔ یہ بقول علامہ شیرانی بے قاعدگی ہے جو میر و سودا کے عہد سے شروع ہوئی ہے ورنہ ان کے زمانے تک یہ فقرہ ملتانی ہی کے مطابق تھا جیسے

سودا ۔ دوانہ ہوگیا سودا تو آخر ریختہ پڑھ پڑھ
نہ میں کہتا تھا اے ظالم کہ یہ باتیں نہیں بھلیاں

فعل کی تصریف

۴۔ اسما و صفات کے علاوہ فعل بھی ملتانی اور اردو دونوں میں بلحاظ تذکیر تانیث اور واحد و جمع اپنے فاعل کے مطابق آتا ہے جیسے

اردو : گھوڑا آیا ۔ گھوڑے آئے ۔ گھوڑی آئی ۔ گھوڑیاں آئیں ۔
ملتانی : گھوڑا آیا ۔ گھوڑے آئے ۔ گھوڑی آئی ۔ گھوڑیاں آئیاں ۔

یہاں بھی جمع مونث میں اردو نے پرانے طریقے کو چھوڑ دیا جو ملتانی کے مطابق تھا

مثلاً سودا

گھنی نکلی ہیں لخت دل سے تار اشک کی لڑیاں
یہ انکھیاں کیوں میرے جی کے گلے کا ہار ہو پڑیاں

اضافت

۵- اضافت بھی دونوں زبانوں میں اپنے فاعل کے مطابق آتی ہے۔ پرانی اردو میں کی کی جمع کیاں بھی موجود ہے جیسے

محمد امین دکنی

گگن کی گردشاں نہیں کتیں طرح کیاں
کدھیں غم کیاں ہیں اور کدھیں فرح کیاں (یوسف زلیخا)

ماضی مطلق

۶- ماضی مطلق دونوں زبانوں میں ایک ہے:-

اردو : وہ آیا۔ وہ آئے۔ تو آیا۔ تم آئے۔ میں آیا۔ ہم آئے۔

ملتانی : او آیا۔ او آئے۔ توں آیا۔ تساں آئے۔ میں آیا۔ اساں آئے۔

جمع مونث کے تینوں صیغے ملتانی میں آئیاں ہیں موجودہ اردو میں آئیں ہیں۔ مگر یہاں بھی اصلاحی کوششوں سے یہ تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ ورنہ پرانی اردو ملتانی کے مطابق تھی جیسے

محمد امین دکنی

مصر میں خوب صورت بیبیاں تھیاں
انوں سیاں زلیخا کی سوہ باتاں

حال تمام

۷۔ حال تمام بھی دونوں زبانوں میں تقریباً ایک ہے۔ جو فرق ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ملتانی کا فعل فاعل نما ہے اور اس لیے اس کی تصریف کی گئی ہے جیسے

اردو : وہ آیا ہے۔ وہ آئے ہیں۔ تو آیا ہے۔ تم آئے ہو۔ میں آیا ہوں۔ ہم آئے ہیں۔

ملتانی : او آیا ہے۔ او آئے ہین۔ توں آیا ہے۔ تساں آئے ہو۔ میں آیا ہاں۔ اساں آئے ہیں۔

ماضی بعید

۸۔ ماضی بعید میں بھی حال تمام کا سا فرق ہے۔

ماضی احتمالی

۹۔ ماضی احتمالی اور ماضی نا تمام میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ ملتانی میں ماضی احتمالی او کھاندا ہووے وغیرہ ہے اور اردو میں وہ کھاتا ہو ہے۔ ماضی نا تمام میں ملتانی میں جہاں ند ہے وہاں اردو میں ت ہے جیسے

او کھاندا ہا (ملتانی)

وہ کھاتا تھا (اردو)

مضارع

۱۰۔ مضارع دونوں زبانوں میں ایک ہے

اردو : وہ آوے یا آئے۔ تو آوے یا آئیں۔ تم آؤ۔ میں آؤں۔ ہم آئیں۔

ملتانی : او آوے۔ او آون۔ توں آوین۔ تساں آو

میں آھراں ۔ آساں آون پرانی اردو میں آوے اور آویں ھی تھا ۔

فعل امر

۱۱- فعل امر میں دونوں زبانیں متفق ھیں ۔

ملتانی : آ ۔ کھا ۔ پی ۔ آو ۔ کھاو ۔ پیئو ۔

اردو : آ ۔ کھا ۔ پی ۔ آو ۔ کھاو ۔ پیئو ۔

دعائیہ

۱۲- دعائیہ دونوں میں ایک جیسے ھیں ۔

لازم اور متعدی

۱۳- لازم اور متعدی کے اصول دونوں میں ایک جیسے ھیں ۔

کلمات و حروف

۱۴- کلمات و حروف ایجاب و انکار کے کلمات حروف جار عطف فجائیہ ندائیہ وغیرہ اکثر دونوں میں ایک جیسے ھیں ۔

اعداد

۱۵- اعداد میں بہت کم فرق ھے ۔ گیارہ ملتانی میں یارھاں ھے مگر یہ پرانی اردو میں بھی یارھاں ھی تھا (جیسا کہ گذشتہ باب میں دریائے لطافت کے حوالے سے لکھا گیا ھے) اعداد ترتیبی اضعافی کسری مقداری تقریباً سب ایک ھیں ۔

ذخیرہ الفاظ

۱۶- دونوں زبانوں کے ذخیرہ الفاظ میں تقریباً ساٹھ فیصد الفاظ کا اشتراک ھے ۔

اسمائے کیفیت اسمائے ظرف اسمائے آلہ

۱۷- دونوں زبانوں کے اسمائے کیفیت اسمائے ظرف اسمائے آلہ بقریباً ایک ہیں۔

ضمائر

۱۸- ضمائر میں بہت معمولی اختلاف ہے جیسے

الف - ضمائر شخصی ملتانی : او - او - توں - تساں - میں - اساں -

اردو : وہ - وہ - تو - تم - میں - ہم -

ب - ضمائر موصولہ میں جو جن دونوں میں ایک ہیں - ملتانی میں جن کی صورت جنھاں ہے مگر یہ پرانی اردو میں مستعمل تھا جیسے

شیخ جنید ؎

کجا رفتند آں خوباں جنھاں کے نین تھے بانکے
چناں بگذاشتند خانہ نہ پھر گھر یار دھر جھانکے

ج - ضمائر استفہامیہ ایک سے ہیں - ملتانی : کون - کنھاں (جمع)

اردو : کون - کن

کتھاں پرانی اردو میں موجود ہے -

د - ضمائر اشارہ میں معمولی فرق ہے - ملتانی : اے - او -

اردو : یہ - وہ -

ہ - ضمائر تنکیر میں کوئی فرق نہیں - ملتانی : کوئی - کجھ -

اردو : کوئی - کچھ -

و - صفات ضمیری دونوں میں ایک جیسے ہیں۔
ملتانی : اتنا - جتنا - کتنا -
اردو : اتنا - جتنا - کتنا -
ملتانی کی مزید شکلیں سابقہ صفحات میں ملتانی کی گرامر کے تحت بیان ہو چکی ہیں۔

تمیز

۱۹- تمیز میں دونوں زبانوں کا اختلاف ہے۔
ملتانی : ہن - جداں - کداں - تداں -
اردو : اب - جب - کب - تب -
مگر پرانی اردو میں جداں کداں اور تداں ہی مستعمل تھے۔

مشتق اور مرکب الفاظ بنانے کے قاعدے

۲۰- مشتق اور مرکب الفاظ بنانے کے قاعدے دونوں زبانوں میں ایک سے ہیں۔ مقامی اثرات کے نتیجے کے طور پر کہیں کہیں معمولی اختلاف ہے مگر اصول میں فرق نہیں۔

سابقوں اور لاحقوں

۲۱- سابقوں اور لاحقوں کا استعمال اردو بھی کرتی ہے اور ملتانی بھی - اور یہ سابقے اور لاحقے اکثر دونوں زبانوں میں ایک ہی ہیں - مثلاً ملتانی میں بُزوار کا ترجمہ بھڈ وال مستعمل ہے اسی طرح اکثر الفاظ از قسم گو سائیں - کھتران - پٹے دار - کُنجی دار - کنجی بردار - ہل واہ - ٹُکّر جھپ - بانھ بنھ - محال کھا کھی - غازی گھاٹ نواں شہر وغیرہ ملتانی زبان کے مرکبات ہیں اور جس اصول پر یہ بنائے گئے ہیں - اسی اصول پر اردو میں بنائے جاتے ہیں۔

۲۲- اردو اگر سورا سینی پراکرت کی شائستہ ترین صورت ہے تو ملتانی اپ بھرنش پراکرت کی مہذب ترین شکل

ہے اوو سورا سینی پراکرت اور اپ بھرنش پراکرت میں بعد مشرقین نہیں ۔ ذیل کی سطور میں اس اجمال کی تفصیل پیش کی جاتی ہے :۔

جنس

بے جان اشیا کی تذکیر و تانیث : تذکیر اور تانیث سے متعلق عام قواعد کا بیان صرف میں ہو چکا ہے یہاں بے جان چیزوں کی تذکیر و تانیث کے اردو اور ملتانی کے خاص اصولوں کا ذکر کیا جاتا ہے ۔ واضح رہے کہ بے جان اشیا کی تذکیر و تانیث کا چونکہ(۱) حقیقی زندگی سے کوئی تعلق نہیں اس لیے ایسا کوئی مقررہ قاعدہ کسی زبان میں موجود نہیں جس کی بنا پر ہم ایک شے کو مذکر کہتے ہیں اور دوسری کو مونث ۔ یہ بالکل زبان کے عام رواج پر منحصر ہے ۔

بعض عربی مونث لفظ جیسے ملکہ سلطانہ وغیرہ ملتانی اور اردو دونوں میں رائج ہیں ۔ اردو زبان میں بعض لوگ فارسی اور انگریزی لفظوں کی تانیث بھی اسی قاعدے سے (ہ لگا کر) بنا لیتے ہیں مگر ملتانی زبان میں ایسا نہیں ہوتا جیسے عالم فاضل لائق مصنف وغیرہ سے عالمہ فاضلہ لائقہ اور مصنفہ نہیں بناتے (البتہ شاعر سے شاعرنی ڈاکٹر سے ڈاکٹریانی ماسٹر سے مسٹریانی ٹی ٹی سے ٹٹیانی بنا لیتے ہیں) ۔

جانوروں کے بھی تین درجے ہیں ایک تو عام طریقہ جو اردو اور ملتانی میں مشترک ہے ۔ دوسرا یہ ہے کہ نر اور مادہ کے لفظ بڑھانے سے تذکیر اور تانیث کی شناخت ہوتی ہے

---

۱ ۔ قواعد اردو از ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب ۔ شائع کردہ انجمن ترقی اردو ہند ۔ اورنگ آباد دکن ۔ صفحہ ۱۳۵ ۔

جیسے خرگوش مادہ خرگوش - یہ قاعدہ اردو میں ہے ملتانی میں نہیں - اس زبان میں تقریباً ہر مذکر کی تانیث موجود ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں زبر کو زیر سے بدلنے کا ایک خاص قاعدہ بھی ہے جو اردو میں نہیں جیسے

سیٹھڑ (خرگوش)	سٹیھڑ (مادہ خرگوش)
چھچھوندر	چھچھوندر
چھوھر	چھوھیر وغیرہ

تیسرے وہ کم درجے کے جانور یا کیڑے مکوڑے ہیں کہ جن میں تذکیر و تانیث کی شناخت مشکل ہے - ان کے لیے اردو زبان میں مونث نہیں ہیں جیسے

مکھی - مچھر - بھڑ - چھچھوندر وغیرہ -

ملتانی زبان میں ان کے بھی مونث موجود ہیں جیسے مکھی سے مکھ - مچھر سے مچھیر - ڈیبنبو (بھڑ) سے بلھین - چھچھوندر سے چھچھونڈر کچھون سے کچھین وغیرہ -

بعض الفاظ مثلاً انسان آدمی شخص وغیرہ ایسے ہیں جو دونوں زبانوں میں مذکر ہی استعمال ہوتے ہیں (اگرچہ ملتانی میں شخص کی مونث شخصیانی آتی ہے) -

تعداد

جمع اور واحد کے طریقے : جو چیزیں شمار میں نہیں آسکتیں ان کے لیے ملتانی اور اردو دونوں زبانوں میں بے شمار بے حد لا تعداد ان گنت وغیرہ استعمال کیے جاتے ہیں - بعض الفاظ اگرچہ واحد استعمال ہوتے ہیں لیکن ان میں ایک سے زیادہ کا مفہوم ہوتا ہے مثلاً جوڑا درجن کوڑی ہفتہ عشرہ

پندھرواڑہ مہینہ سال صدی وغیرہ دونوں زبانوں میں مشترک ہیں۔

کوڑی عشرہ اور پندھرواڑہ ملتانی میں نہیں ہیں۔ عشرہ کے لیے لکھ کا استعمال ہوتا ہے اور چار چیزوں کے لیے چوکا یا چمک۔

اردو میں قیمت، وقت ناپ تول اور سمت کے الفاظ جمع کے موقع پر واحد ہی استعمال ہوتے ہیں جیسے

اردو	ملتانی
یہ گھوڑا میں نے دو ہزار روپے میں خریدا	اے گھوڑا میں ڈو ہزار روپے توں کھدے
اس کی قیمت سو اشرفی ہے	ایندی قیمت سو اشرفی ہے
وہ ساٹھ برس کا ہے	او سٹھ سالاں دا ہے

مگر بعض صورتوں میں ملتانی میں جمع کا صیغہ آتا ہے جیسے

اردو	ملتانی
یہ گھوڑا میں نے دو ہزار روپے میں لیا ہے	اے گھوڑا ڈو ہزار روپیاں توں گھدئم
وہ ساٹھ برس کا ہے	او سٹھاں سالاں دا ہے
وہ تین مہینے سے غیر حاضر ہے	او ترین مہینیاں کنوں غیر حاضر ہے
اس کا کھیت چار بیگھے کا ہے	ایندا کھیت چوں وگھیاں دا ہے

ملتانی زبان عموماً جمع کے استعمال کو ترجیح دیتی ہے مگر گنتی کے خاص الفاظ کی جمع نہیں کرتی۔ ان کی جمع اردو

میں بھی نہیں آتی ۔ مثلاً چار راس گھوڑے ۔ اسی طرح زنجیر قطار نفر منزل وغیرہ ۔ دانہ اور جلد اردو میں بھی جمع میں آتے ہیں اور ملتانی میں بھی جیسے سیب کے چار دانے (ملتانی سے دے چار دانے) پچاس جلدیں کتابوں کی (ملتانی : کتابان دیاں پنجاہ جلداں) ۔

تعظیم کے لیے دونوں زبانوں میں واحد کی بجائے جمع استعمال کرتے ہیں جیسے آپ کے والد کہاں ہیں (ملتانی : تہاڈے والد صاحب کتھیں) یہ ہمارے مرشد ہیں (اے ساڈے مرشد ہِن) ۔

اردو زبان میں بعض الفاظ اگرچہ واحد ہیں مگر زبان کے روز مرہ اور محاورے میں جمع مستعمل ہیں مثلاً معنے ، دام بمعنی قیمت ، بھاگ بمعنی نصیب ، کرم بمعنی نصیب ، کرتوت لچھن ، درشن ، اوسان ، مسیں ۔ ملتانی زبان میں دام لچھن اور اُوسان مستعمل نہیں ۔ باقی الفاظ واحد اور جمع دونوں طرح استعمال ہوتے ہیں مثلاً مسیں بھیگنا کی بجائے مس بُھٹن محاورہ ہے ۔ مس کے معنی سیاہی کے ہیں جیسے قلم مس ۔ مسوانی کے معنی دوات کے ہیں ۔ دستخط ، پت اور ختنہ اردو میں جمع اور واحد دونوں طرح مستعمل ہیں لیکن دستخط ملتانی میں جمع آتا ہے واحد نہیں ۔ پت صرف واحد ہے جمع نہیں اور ختنہ بھی صرف واحد مستعمل ہوتا ہے ۔

تعداد غیر معین مثلاً دسوں ، بیسوں، سینکڑوں، ہزاروں، لاکھوں ، کروڑوں ، صد ہا ، ہزار ہا ، لکھوکھا کے ساتھ اردو میں واحد الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں اور جمع بھی جیسے : ہزار ہا مکان جل گیا | ہزار ہا مکان جل گئے

ہزاروں روپیہ بگڑ گیا ہزاروں روپے بگڑ گئے
صدھا تماشائی موجود تھا صدھا تماشائی موجود تھے

ملتانی زبان کا بھی یہی دستور ہے ۔ اس میں جمع ان کے لگانے سے ہوتی ہے جیسے ہزاراں لکھاں وغیرہ دسوں اور بیسوں کے لیے ملتانی میں کوئی لفظ نہیں ۔ جب واحد لفظ استعمال کرتے ہیں تو دا اور دی لگا دیتے ہیں جیسے

آتھاں لکھاں دی خلقت ہائی ۔ یا لکھاں دی مخلوق آندی پئی ہائی وغیرہ ۔

جب ہزار سو وغیرہ بغیر جمع کے لگائے جاتے ہیں تو الفاظ واحد ہی مستعمل ہوتے ہیں جیسے آدمی دا ہزار دوست ہوندے نے ہزار دشمن ۔ ہزار گالھ کیتی ہسی ۔ ایندی قیمت لکھ روپیہ ہے ۔ کئی لکھ روپیہ غرق تھی گیا ہے ۔ دریا وچ سو بیڑی کھڑی ہائے ۔

(ترجمہ) آدمی کے ہزار دوست ہوتے ہیں اور ہزار دشمن ۔ اس نے ہزار باتیں کی ہیں ۔ اس کی قیمت لاکھ روپیہ ہے ۔ کئی لاکھ روپیہ غرق ہوگیا ہے ۔ دریا میں سو کشتیاں تھیں ۔

واحد الفاظ کا یہ استعمال تعداد معین کے لیے بھی جائز رکھا گیا ہے گویا اس ضمن میں اردو اور ملتانی مشترک ہیں ۔ یہی حال مقدار کا ہے ۔

بعض اسما سوائے خاص صورتوں کے ہمیشہ واحد استعمال ہوتے ہیں :—

الف ۔ اسمائے کیفیت جیسے درد بخار مطالعہ رفتار وغیرہ ۔

ب - اسمائے خاص خواہ اشخاص کے ہوں یا اشیا کے۔

ج - اشیائے مادی مثلاً دھاتوں کے نام (سونا چاندی تانبا وغیرہ) یا معدنیات (تیل پانی) یا پیداوار (باجرا جوار موٹھ وغیرہ) ان میں الائچی ، مرچ ، پیاز ، آلو کی جمع بھی آتی ہے اور گیہوں ، چنا ، تل ، جو واحد اور جمع دونوں صورتوں میں مستعمل ہیں - ملتانی زبان میں بعینہ یہی صورت ہے -

فارسی ترکیب اضافی کا مضاف صورت واحد میں زبان فارسی کے خلاف اردو اور ملتانی دونوں زبانوں میں واحد ہی رہتا ہے جیسے

اردو

ہمارے داغ عصیاں داغ کیا کیا رنگ لائیں گے
کہاں گزرے گا دوزخ پر بھی جنت کے گلستاں کا

(داغ)

ملتانی (ترجمہ)

اساڈے داغ عصیاں داغ کیا کیا رنگ گھن آسن
کہاں تھیسی جہنم تے دی جنت دے گلستاں دا

اردو

وہ ان اٹکھیلیوں سے آتے ہیں
فتنہ خفتہ جاگ جاتے ہیں

ملتانی (ترجمہ)

او کیا اٹکھیلیاں دے نال آندن
فتنہ خفتہ جاگ ویندے ہن

اردو زبان میں بعض محاورات میں کچھ لفظ جمع استعمال ہوتے ہیں جیسے بھوکوں مرنا - انگلوں بڑھنا - جاڑوں مرنا

وغیرہ ۔ ملتانی زبان میں ایسے محاورات نہیں ہیں جن میں یہ لفظ اس طرح جمع میں آتے ہوں ۔ البتہ ملتانی کے اسما پر وں زائد کیا جائے تو اس کے معنی میں سے کے ہو جاتے ہیں جیسے او میکوں دلوں دعائیں ڈیندے یعنی وہ مجھے دل سے دعائیں دیتا ہے ۔ او گھروں باہر آگیا یعنی وہ گھر سے باہر آگیا ۔ اسی طرح ہتھوں ، پیروں ، سروں ، شہروں ، باہروں ، اندروں وغیرہ الفاظ کے معنی ہیں ہاتھوں سے ، پیروں سے ، سر سے ، شہر سے ، باہر سے ، اندر سے وغیرہ ۔ اردو کے مذکورہ محاورات میں بھی سے کا مفہوم پنہاں ہے ۔ بھوکوں مرنا بمعنی بھوک سے مرنا ، جاڑوں مرنا بمعنی جاڑے سے مرنا ، انگوں بڑھنا بمعنی انگلیوں سے بڑھنا وغیرہ ۔ ملتانی محاورے کے مطابق اردو میں صرف ایک محاورہ اس ترکیب پر ہے جیسے وہ اس کے ہاتھوں مارا گیا ۔ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ محاورات اردو میں بھوکوں ، جاڑوں ، انگوں وغیرہ حالت جمع میں نہ ہوں بلکہ ان کی علامت وں ملتانی ترکیب کے مطابق ہو ۔

حالت

الفاظ کی تصریف : جس طرح اردو اور ہندی میں جنس اور تعداد کی وجہ سے یا بعض حروف کے آنے سے اسما کے آخری حرف میں تبدیلی ہوتی ہے اسی طرح ملتانی میں بھی ہوتی ہے قدیم زبانوں میں اسم کی حالت حرف کی آخری علامت یا تبدیلی سے ہوتی تھی ۔ اردو اور ملتانی میں اس کی بجائے الگ حرف یا لفظ لائے ہیں مثلاً نے (ملتانی میں نہیں ہے) کو (ملتانی کوں) کا (ملتانی دا) وغیرہ ۔ مگر لفظ کی صورت میں کوئی فرق نہیں

آتا ۔ اور حالت کے مختلف ہونے پر بھی لفظ کی صورت وہی رہتی ہے ۔ البتہ ضمیر میں وہی صورت ہے جو بعض قدیم زبانوں یا ترکی میں پائی جاتی ہے (مجھے تجھے میرا تمھارا وغیرہ ملتانی میکوں تیکوں میڈا تہاڈا وغیرہ) ۔ اس لیے کچھ تو ضمیر کے خیال سے اور کچھ بلحاظ معنی ہمیں اسم کی مختلف حالتیں قائم کرنی پڑتی ہیں مثلاً فاعلی حالت ندائی مفعولی اضافی ظرفی وغیرہ ۔ ذیل میں ان حالتوں کے ماتحت ملتانی اور اردو میں اسم کے اندر جو تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کا مقابلہ کیا جائے گا ۔

فاعلی حالت

اردو میں ''نے'' علامت فاعلی ہے ۔ ملتانی میں اس کا کوئی وجود نہیں ۔ لہندا میں بھی نے نہیں ہے اگرچہ پنجابی کی ہر شاخ میں مستعمل ہے نے کے متعلق(۱) ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کی رائے یہ ہے :۔

''نے فاعلی کی علامت کے طور پر قدیم ہندی میں کہیں استعمال نہیں ہوا ۔ اور ہندی کی پوری شاخوں میں اس کا وجود نہیں ۔ تلسی داس کے کلام تک میں بھی کہیں اس کا استعمال نہیں پایا جاتا ۔ اس کا استعمال اس طور پر غالباً اسی وقت شروع ہوا جب کہ اردو نے اپنا سکہ جمایا ۔ البتہ مرہٹی میں اس کا استعمال اردو یا ہندی کی طرح ہوتا ہے ۔ لیکن پہلے بطور علامت مفعول استعمال ہوتا تھا جس کا پتہ پنجابی اور گجراتی سے ملتا ہے ۔''

۱ - قواعد اردو از ڈاکٹر مولوی عبدالحق ۔ شائع کردہ انجمن ترقی اردو ۔ اورنگ آباد دکن ۔ صفحہ ۱۵۳ ۔

ملتانی زبان میں نے تو استعمال نہیں ہوتا مگر بعض ضمائر کی صورت میں تبدیلی ہو جاتی ہے مثلاً

کوں کی صورت کیں ہو جاتی ہے جیسے تیکوں کیں مارے۔

توں کی صورت تیں ہو جاتی ہے جیسے او کوں تیں مارے۔

جس کی صورت جیں ہو جاتی ہے جیسے جیں روٹی کھادی ہے۔

— وغیرہ —

ندائی حالت

ندائی حالت میں اسم بطور مخاطب کے استعمال ہوتا ہے اور جملے سے الگ تھلگ نظر آتا ہے یا بذات خود ایک جملہ ہوتا ہے۔ اس میں اور امر میں بہت کچھ مشابہت پائی جاتی ہے جیسے

اردو	ملتانی
احمد! ادھر آ جاؤ	احمد! اتے آ وج
احمد! تم ادھر آ جاؤ	احمد! توں اتے آ وج

اردو میں ندائی حالت اکثر حروف ندا کے ساتھ آتی ہے جیسے اے دوستو! او لڑکے او بے رحم وغیرہ۔ ملتانی میں بھی یہی عمل ہے مگر بعض اوقات حرف ندا دونوں زبانوں محذوف ہو جاتے ہیں جیسے صاحبو! لوگو! دوستو! پتر! وغیرہ۔

دور سے بلانے کے لیے اردو میں ہوت استعمال ہوتا ہے۔ ملتانی میں یہ لفظ نہیں ہے یہاں او یا او جینویں وغیرہ الفاظ بولتے ہیں۔ اسی طرح ارے اور اے بھی ملتانی میں نہیں ہیں۔

مفعولی حالت

۱- جب فعل کا ایک ہی مفعول ہو اور ذی عقل ہو تو مفعول کے ساتھ اردو میں کو اور ملتانی میں کوں آتا ہے۔ لیکن اگر مفعول غیر ذی عقل یا بیجان اشیا میں سے ہے تو اس کے ساتھ کو یا کوں نہیں آتے جیسے

اردو	ملتانی
میں احمد کو جانتا ہوں	میں احمد کوں جاندا
میں ریاضی جانتا ہوں	میں ریاضی جاندا
میں نے احمد کو مارا	میں احمد کوں ماریا
میں نے سانپ مارا	میں نانگ ماریا

۲- میں نے ایک آدمی دیکھا اور میں ہک آدمی ڈٹھا صحیح ہیں لیکن جب آدمی کا نام لیں یا کوئی اور تخصیص اشارے یا اضافت وغیرہ سے پیدا کر دیں تو کو اور کوں لاتے ہیں۔

۳- ملتانی زبان میں اسے کی بجائے او کوں ہے اس لیے اس میں کوں کو دوبارہ استعمال نہیں کرتے اردو میں اسے اور اس کو جب مفعولی اور فاعلی حالت میں ہوں تو دونوں صحیح ہیں۔

۴- اردو کے محاورات میں جہاں مفعول مصدر کے ساتھ آتا ہے کو لانا غلط ہے جیسے منہ چڑانا، کمر باندھنا، زبان کھولنا، سر اٹھانا، جان دینا، تنکے چننا، تارے گننا وغیرہ۔ بعینہ یہی صورت ملتانی کے محاورات کی ہے اسی طرح دوسری بے جان اشیا اور کیفیات قلبی کے ساتھ بھی یہی عمل

دونوں زبانوں میں ہے جیسے خط لکھا ۔ شراب پی ۔ خربوزہ کھایا وغیرہ ۔

۵۔ غیر ذوی العقول اور بیجان اشیا میں عمومیت ہو تو کو یا کوں نہیں لاتے مگر جب خصوصیت کا اظہار کیا جانا مقصود ہو تو کو اور کوں استعمال کرتے ہیں مثلاً

اردو	ملتانی
میری فریاد کو پہنچو	میڈی فریاد کوں سنو
اس بوجھ کو اٹھاؤ تو جانیں	ایں بار کوں چاؤ تاں منُوں
اپنے دل کو دیکھ اور غور کر	آپنے دل کوں ڈیکھ اتے غور کر

ان مثالوں میں خصوصیت پائی جاتی ہے اس لیے کو اور کوں آتے ہیں ۔

۶۔ بعض افعال کے ساتھ فعل کے اسی مادے کا مفعول قریب استعمال ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ کو اور کوں نہیں آتے جیسے ، تم کیسی چال چلتے ہو (تساں کیجھیں چال چلدے ہو) ۔

۷۔ افعال متعدی کے دو مفعولوں میں سے مفعول شخص کے ساتھ دونوں زبانیں کو اور کوں استعمال کرتی ہیں ۔ ان کے علاوہ جن صورتوں میں اردو کو استعمال کرتی ہے ان تمام صورتوں میں ملتانی کا کوں استعمال ہوتا ہے ۔ کہیں بھی اختلاف نہیں ۔

اضافی حالت

اضافی حالت ان تعلقات کو ظاہر کرتی ہے :-

		اردو	ملتانی
۱	ملکیت یا قبضہ ظاہر کرنے کے لیے جیسے	راجہ کی باندی	راجے دی باندی
۲	رشتہ یا قرابت ، ایضاً	میرا بیٹا ۔ مسعود کا باپ	میڈا پتر ۔ مسعود دا پیٹو
۳	مادی اشیا کا بیان ایضاً	سونے کی انگوٹھی	سونے دی مندری
۴	ظرف و مکان و زمان ایضاً	متھرا کا باشندہ	متھرے دا باشندہ
		چار دن کی بات	چار ڈیہنّاں دی گالھ
۵	کیفیت یا قسم ایضاً	قسم قسم کی باتیں	قسم قسم دیاں گالھیں
۶	سبب یا علت ایضاً	دھوپ کا جلا	دُھپ دا سڑیا
۷	اصل و ماخذ ایضاً	باجے کی آواز	واجے دی، آواز
۸	وضاحت کے لیے ایضاً	مئی کا مہینہ	مئی دا مہینہ

۹	عمر کے لیے	ایضاً	چھ برس کا بچہ
۱۰	استعمال کے لیے		پینے کا پانی
۱۱	قیمت کے لیے		ایک روپے کے آم
۱۲	تشبیہہ کے لیے		اس کی کلائی شیز کی کلائی ہے
۱۳	استعارہ	ایضاً	اس کے دل کا کنول
۱۴	صفت کے لیے جیسے		غضب کی گرمی
۱۵	ادنیٰ تعلق کے لیے جیسے اسی طرح صفات کے ساتھ بھی جیسے		ہمارا شہر
			قول کا سچا
۱۶	کل کے جز کے لیے جیسے		پہاڑ کی چوٹی
۱۷	کل کے لیے جیسے		سب کے سب
			ڈھیر کا ڈھیر
			آوے کا آوا

چھی مہالاں دا بال	
پیون دا پانی	
ہک روپے دے امب	
اینڈی گنی شینہہ دی گنتی ہے	
اوندے دل دا کنول	
غضب دی گرمی	
اساڈا شہر	
قول دا سچا	
پہاڑ دی چوٹی	
سب دے سب	
ڈھیر دا ڈھیر	
آوے دا آوا	

	اردو	ملتانی
	شہر کا شہر	شہر دا شہر
	قوم کی قوم	قوم دی قوم
	خاندان کا خاندان	خاندان دا خاندان وغیرہ
۱۸ فاعل یا مفعول کے اظہار کے لیے جیسے	اس کے بھاگ جانے کی خبر ہے	ایندے بھج ونجن دی خبر ہے
	رات کا آنا قیامت کا آنا ہے	رات دا آون قیامت دا آون ہے

۱۹ بعض خاص الفاظ جیسے لائق قابل برابر متعلق موجب موافق نسبت طرف ۔ مطابق بابت مشابہ قبل بعد پاس پیچھے اوپر نیچے تئیں تھاں لیے واسطے طرح ۔ اردو میں ہمیشہ اضافت کے حرف کے ساتھ آتے ہیں ۔ ملتانی زبان کے الفاظ یہ ہیں : لائق قابل برابر متعلق موجب موافق نسبت مطابق بابت مشابہ قبل بعد کول اگوں پچھوں اتے بیٹھ واسطے خاطر کیتے جہان ۔

۲۰ بعض اوقات دونوں زبانیں مضاف الیہ کو محذوف بھی کر دیتی ہیں جیسے ایمان کی تو یہ ہے
(ایمان دی پچھو ...) اوں میڈے دل کی بجھی ہے (اس نے میرے دل کی بوجھ لی) -

۲۱ بعض اوقات (خاص کر نظم میں) مضاف الیہ اور مضاف کی ترتیب بدل جاتی ہے جیسے

اردو	ملتانی
یہی حال دنیا میں اس قوم کا ہے	ایہو حال دنیا تے اوں قوم دا ہے
بھنور میں جہاز آ کے جس کا گھرا ہے	بھنور وچ جہاز آ کے جیندا گھریا ہے
یا	یا
نام تو اس کا مجھے یاد نہیں صورت البتہ یاد ہے -	ناں تاں اوندا میکوں یاد نہیں البتہ صورت یاد ہے -

زبان اردو میں جب اضافت کا حرف مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان ہونے کی بجائے آخر میں واقع ہوتا ہے تو از روئے محاورہ کی کی جگہ کے استعمال کرتے ہیں۔ یہ اگرچہ عام قاعدے کے خلاف ہے مگر زبان کا محاورہ یہی ہے اور اس لیے اعتراض کی گنجائش نہیں۔ جیسے ؎

معرفت میں اس خدائے پاک کے
اڑتے ہیں ہوش و حواس ادارک کے

ملتانی زبان اردو کے اس محاورے کے خلاف ہے۔ اس میں کی ہی استعمال ہوگا۔

۲۲- اسی طرح اردو کے محاورے کے مطابق ذیل کے فقرات میں کے کا استعمال درست ہے لیکن ملتانی کے محاورے کی رو سے غلط ہے :-

میں نے اس کی چٹکی لی۔ اس کے اٹھنا ملو۔ اس کے بیٹا ہوا۔ گدھے کے ضم نہ تھی۔ اس کے چوٹ لگی وغیرہ۔

دکن اور چند دوسرے مقامات میں اس کے بیٹا ہوا یا اس کے دو بیٹے ہیں کی جگہ اس کو بیٹا ہوا اور اس کو دو بیٹے ہیں بولتے ہیں۔ ملتانی زبان میں پہلا فقرہ اس طرح ہوگا۔ ''او کوں پتر جایا ہے''۔ یعنی کے کی بجائے کوں بولا جائے گا لیکن دوسرے فقرے میں کوں کا استعمال غلط ہے یعنی اوندے ٹو پتر ہن صحیح ہے۔

طوری حالت

طوری حالت میں زمان اور مکان (ظرف) پیمائش وزن قیمت طریقہ مقابلہ ذریعہ یا آلہ وغیرہ کی تمام حالتیں آجاتی ہیں۔

مکان یا مقام کی حالت عموماً میں پر سے کے ساتھ آتی ہے۔
ملتانی زبان میں نال وچ اتے اور کنوں استعمال ہوتے ہیں۔
زمانہ پیمائش اور وزن کے لیے اردو اور ملتانی میں ایک جیسے
الفاظ استعمال ہوتے ہیں مگر قیمت کے اظہار میں اختلاف ہے
مثلاً

"یہ کتاب کتنے میں پڑی" ملتانی کے محاورے کے خلاف
ہے۔

باقی صورتوں میں دونوں زبانوں کے اصول مشترک ہیں۔

صفت

اردو میں صفات اکثر اسما کی طرح استعمال ہوتی ہیں اور
جس طرح اسما کی آخری علامت میں تبدیلی واقع ہوتی ہے ان
میں بھی ہوتی ہے۔ ملتانی زبان کا بھی یہی اصول ہے سوائے
اس کے کہ اس میں ون زائد نہیں کرتے یعنی اچھوں، بڑوں،
جاہلوں، چھوٹوں وغیرہ کی بجائے اچھیاں، وڈیاں، جاہلاں،
چھوٹیاں باضافہ ان کہتے ہیں۔

کبھی کبھی بعض اسم بھی صفت کے معنوں میں استعمال
ہوتے ہیں جیسے

آگے جاتا نہیں ہے اب بولا
ہوگئی ہے زباں بھی اولا

ملتانی میں بھی یہی اصول ہے۔ اوندا جسم انگارا ہے۔ میڈے
ہتھ یخ تھی گئیں۔ او تاں نرا الو ہے وغیرہ۔ بعض اوقات
صفات تمیز کا کام دیتی ہیں جیسے وہ بڑا بے وقوف ہے وہ
خوب بولتا ہے۔ اس میں بڑا اور خوب ایسی صفات ہیں جو
تمیز کا کام دے رہی ہیں۔ ملتانی کا بھی یہی اصول ہے۔

بعض اوقات تکرار صفت سے صفت میں ترقی ہو جاتی ہے جیسے دور دور کے لوگ (پرے پرے دے لوگ) میٹھے میٹھے پھل (مٹھے مٹھے پھل) اونچے اونچے مکان (اچے اچے مکان) وغیرہ ۔ جب اسی میں اور ترقی مطلوب ہو تو اردو میں سے اور ملتانی میں کنوں دونوں کے درمیان بڑھا دیتے ہیں جیسے بڑے سے بڑا آدمی (وڈے کنوں وڈا آدمی) ۔

ہر ایک اور ہر کوئی اردو اور ملتانی دونوں میں ایک سے اصولوں کے مطابق استعمال ہوتے ہیں ۔ پھر ملتانی میں استعمال نہیں ہوتا ۔ جیسے مٹھی بھر گز بھر وغیرہ اس مفہوم کے لیے ملتانی میں ِھک کا لفظ استعمال ہوتا ہے جیسے لپ ِھک خس ِھک وغیرہ ۔

صفات عددی

۱- قدیم اردو میں ایک کی جمع ایکاں تھی جس کے معنی کچھ اور بعض کے ہیں ۔ ملتانی میں ھک کی جمع ھکناں آتی ہے اور اس کے معنی کچھ اور بعض کے ہیں ۔

۲- بعض اوقات ایک شمار کی بجائے کسی کے معنوں میں آتا ہے جیسے

اردو	ملتانی
ایک دن ایک شخص نے	ھک ڈیہنہ ھک شخص..... نے .....
بمعنی کسی دن کسی شخص نے	بمعنی کسی ڈیہنہ کسی شخص نے ..... وغیرہ ۔

اسی طرح معین اعداد کے ساتھ آ کر ایک غیر معین کے معنی بھی دیتا ہے ۔ جیسے وہاں بیس ایک آدمی بیٹھے تھے ۔

ایک کا یہ استعمال ملتانی میں مفقود ہے۔ اس زبان میں بیس ایک کے لیے وھارا، تیس ایک کے لیے۔ ترھارا، چالیس ایک کے لیے چلھارا وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ ایک ایک میں ایک کا تکرار فرداً فرداً کا مفہوم دیتا ہے۔ ملتانی میں بھی ھک ھک کا یہی مفہوم ہے۔ نیز یہ ہر ایک کے معنی بھی دیتا ہے۔ لیکن جب پہلا ایک فاعلی حالت میں ہوتا ہے اور دوسرا مفعولی یا اضافی حالت میں تو وہاں اس کے معنی باہم یا ایک دوسرے کے ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں ملتانی اور اردو بشترک ہیں جیسے

اردو	ملتانی
ایک ایک کے خون کا پیاسا	ھک ھک دے خون دا تسا ہے

اور جب ایک ہی جملے کے دونوں فقروں میں آتا ہے تو دوسرے ایک کے معنی دوسرے کے ہوتے ہیں جیسے ؎

ایک سب آگ ایک سب پانی۔ دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

ملتانی میں بھی دوسرے ھک کے یہی معنی ہیں۔

اردو میں ایک جن معنوں میں استعمال ہوتا ہے بالکل انھی معنوں میں ملتانی کا ھک استعمال ہوتا ہے مثلاً تحسین کلام کے لیے جیسے ایک تمھارا ہی فکر کیا کم ہے

ملتانی: (ھکو تیڈا فکر تھوڑے؟)

کل یا سارے کے معنوں میں جیسے ایک زمانہ کہہ رہا ہے۔

ملتانی: (ھک زمانہ جانڑ دے)

یکساں کے معنی میں جیسے وہ بھائی بہن ایک ہیں۔

ملتانی (او بھین بھرا ھک ھن)

بے نظیر کے معنوں میں جیسے وہ اپنے رنگ میں ایک ہے۔

ملتانی : (او آپنے رنگ وچ ھک اے)

اکیلے اور تنہا کے معنوں میں جیسے کیا تمھارے ستائے کو ایک میں ھی رہ گیا ھوں۔

ملتانی (مصرع - سینگیاں سرتیاں گھر ور ورتیاں ھک میں پئی وچ پئی)

ترجمہ - ھم عمر سہیلیاں گھر آباد کر چکی ھیں اکیلی میں ویرانوں میں برباد ھو رھی ھوں۔

ذرا یا ادنیٰ کے معنوں میں جیسے ؎

ایک کھیل ہے اورنگ سلیمان میرے آگے
اک بات ہے اعجاز مسیحا میرے آگے

(ملتانی) اعجاز مسیحا تاں اساڈی ھک گالھ ہے۔

ملتانی زبان میں صرف مبالغے کے معنوں میں اس کا استعمال نہیں پایا جاتا جیسے وہ ایک چھٹا ھوا ہے۔

ایک نہ ایک کے معنی دونوں زبانوں میں کوئی نہ کوئی ہے۔

آٹھوں کے آٹھوں کے لیے ملتانی میں اٹھے دے اٹھے بولتے ھیں۔ اس میں وں کا اضافہ نہیں ھوتا۔

ضمائر

۱- ضمیر جنس اور تعداد میں اس اسم کے مطابق ہوتی ہے جس کے لیے وہ استعمال کی گئی ہے۔ اس اصول میں ملتانی اور اردو مشترک ہیں۔

۲- ملتانی میں اکثر ضمائر شخصی فعل کی فاعل ہوتی ہیں اور محذوف کر دی جاتی ہیں اردو میں بھی بعض اوقات محذوف کر دی جاتی ہیں جیسے کل آوں گا۔

۳- جب ایک ہی جملے میں دو مفعول ہوں اور ان میں سے ایک مفعول شے اور دوسرا مفعول شخصی تو کو مفعول شخصی کے ساتھ آئے گا۔ ملتانی میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔

۴- ضمائر شخصی کے ساتھ جب کوئی صفت آجائے تو علامات (فاعلی مفعولی وغیرہ) صفت کے بعد آتی ہیں جیسے مجھ غریب نے یہ بات نہیں کہی۔

(ملتانی) مینْ غریب ایہ گالھ نہیں آ کھی وغیرہ۔

۵- اردو میں علامات فاعلی مفعولی اضافی وغیرہ ہی کے بعد آتے ہیں۔ ملتانی میں اس کے برعکس ہوتا ہے جیسے تیکوں ای وٹجناں پوسی (تجھ ہی کو جانا پڑے گا)۔

۶- اردو میں پاس کا استعمال ضمائر کے ساتھ بلا اضافت بھی آتا ہے جیسے مجھ پاس کس پاس وغیرہ مگر ملتانی میں کول بلا اضافت نہیں آتا۔ البتہ کن آتا ہے جیسے میں کن (میرے پاس)۔

۷- اردو میں آپ بجائے ضمیر مخاطب کے تعظیماً آتا ہے۔ مگر ملتانی میں اس کے معنی خود کے ہیں۔ اردو میں اپنا کے متعدد معنی ہیں مثلاً

الف۔ ضمیر متکلم کے معنوں میں جیسے اپنا تو یہ عقیدہ ہے۔

ب۔ صفت کے معنوں میں جیسے اپنی گرہ سے اپنی نیند وغیرہ۔

ج۔ مکرر آئے تو اس کے معنی ہوتے ہیں ہر ایک کا الگ الگ۔

د۔ بطور اسم جیسے اپنا اپنا ہے۔

ہ۔ خصوصیت کے لیے جیسے اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔

و۔ ہر ایک کو اپنی اپنی پڑتی ہے۔ اس فقرے میں اسم محذوف ہے اسی طرح بعض دوسرے محاورات میں بھی یہ بجائے اسم استعمال ہوتا ہے جیسے اپنی کانا اپنی کہنا وغیرہ۔

ز۔ کبھی آپ بھی اپنی کے معنوں میں آتا ہے جیسے آپ کاج مہا کاج۔

ح۔ آپ سے آپ آپ ہی اور آپ سے خود بخود کے معنوں میں آتے ہیں۔

ط۔ کبھی آپ کے بجائے آپے کا لفظ بھی محاورے میں استعمال ہوتا ہے جیسے آپے سے باہر ہونا وغیرہ۔

ملتانی زبان میں بھی اپنا متعدد معنوں میں استعمال ہوتا ہے ۔ مذکورہ صدر معنوں میں سے صرف ضمیر متکلم کے معنی اس زبان میں نہیں ہیں ۔ اور ان معنوں کے علاوہ جو معنی ہیں وہ یہ ہیں :

الف ۔ آپی آپ بمعنی اپنے آپ ۔

ب ۔ آپ بڑائی بمعنی اکیلا تن ۔

ج ۔ آپ ہوکا بمعنی خود کفیل ۔

د ۔ آپنی کار بمعنی اپنی مانند ۔

ہ ۔ آپے آپے بمعنی عمداً زوراً زوری ۔

و ۔ آپے بمعنی بغیر دوسرے کی مدد کے ۔ خود بخود وغیرہ ۔

۸۔ اردو میں ہی ضمائر کے ساتھ آتا ہے تو ضمائر کی صورت بدل جاتی ہے جیسے وہ ہی بمعنی وہی ، ہم ہی بمعنی ہمیں ، تم ہی بمعنی تمہیں ، ان ہی بمعنی انہیں وغیرہ ملتانی میں ہی کی جگہ اپی یا این ہے علیحدہ لفظ نہیں ہے ۔ اس کے آنے سے ضمائر کی شکلیں اس طرح بدل جاتی ہیں :

وہی بمعنی اوہو ، یہی بمعنی ایہو ، اسی بمعنی انہیں ، وغیرہ ۔

۹۔ یہ اور وہ ایسا کے معنوں میں دونوں زبانوں میں آتے ہیں جیسے

اردو	ملتانی
روشنی کا یہ عالم تھا کہ.....	سوجھلے دا اے عالم ہا جو.....

ضمائر استفہامیہ دونوں زبانوں میں دو ہیں کیا اور کون۔ کیا اشیا کے لیے اور کون اشخاص کے لیے اردو میں کیا جب حیرت یا استعجاب کے لیے آتا ہے تو اشخاص کے ساتھ بھی آتا ہے جیسے وہ کیا آدمی ہے وہ کیا بیوقوف ہے یہ صورت ملتانی میں نہیں ہے۔

استفہام کی جتنی صورتیں ہیں (مثلاً کبھی محض استفسار کے لیے ہے کبھی انکاری اور کبھی اقراری اور کبھی تجاہل کے لیے یا زجر و ملامت کے لیے وغیرہ) سب کی سب ملتانی میں موجود ہیں۔اسی طرح کوئی اور کچھ کے مختلف استعمال بھی ملتانی اور اردو میں ایک جیسے ہیں۔

افعال و مصادر

مصدر کے مختلف استعمال : مصدر کے استعمال مختلف ہیں مثلاً

۱۔ اکثر بطور اسم کے استعمال ہوتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے :

الف۔ فاعل جیسے کھیلنا اچھا ہے پڑھنا اچھا نہیں۔ (ملتانی) کھیڈن چنگا ہے پڑھن چنگا نہیں۔

ب۔ مفعول جیسے وہ کھیلنا پسند کرتا ہے۔ (ملتانی) او کھیڈن پسند کریندے۔

ج - ضرورت اور مجبوری کے معنوں میں - ہم سب کو ایک روز مرنا ہے -

(ملتانی) اساں سب کوں ہک ڈیہنہ مرنا ہے - یہاں ملتانی میں مصدر کے آخر میں الف زائد کر دیا گیا ہے - مجبوری کے لیے اردو میں ہوگا اور ملتانی میں پوسی بھی استعمال کرتے ہیں جیسے

اردو	ملتانی
تمہیں جانا ہوگا	تیکوں وجنا پوسی

د - حرف اضافت کے ساتھ نفی کی صورت مستقبل کے معنوں میں جیسے میں نہیں جانے کا ملتانی میں نہیں ہے -

ہ - کو کے ساتھ اس کا استعمال فوراً ہونے والا کے معنی میں ملتانی میں نہیں ہے اردو میں اس کی صورت یہ ہے گویا جانے کو ہے -

و - ایک فعل کا دوسرے فعل کے ساتھ ایک ہی وقت میں واقع ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے جیسے اس کا نظر بھر دیکھنا تھا کہ وہ غش کھا کر گر پڑا - یہ صورت ملتانی میں نہیں ہے -

۲- امر کے معنوں میں بھی آتا ہے جیسے وہاں نہ جانا - کل ضرور آنا وغیرہ - ملتانی میں اس مقصد کے لیے مصدر کی علامت کے بعد الف زائد کرتے ہیں اور اس طرح اردو اور ملتانی کا یہ امر ایک جیسا ہو جاتا ہے -

۳- مصدر کی تذکیر و تانیث دونوں زبانوں میں ایک ہی قاعدے سے ہوتی ہے -

حالیــہ

حالیہ کی دونوں زبانوں میں تین قسمیں ہیں ۔ اور بلحاظ استعمال دو قسمیں ہیں ایک بطور خبر دوسری بطور صفت ۔ جملے میں استعمال کے وقت اس کی صورت میں جو تبدیلیاں ہوتی ہیں اس کی تفصیل یہ ہے :۔

	اردو	ملتانی
۱	وہ دوڑتی ہوئی آئی ۔ وہ روتے ہوئے آئے ۔ وہ لٹا ہوا آیا ۔ وہ لٹی ہوئی آئی ۔	او دھرکدی ہوئی آئی ۔ او روندا ہویا آیا ۔ او لُٹیا ہویا آیا ۔ او لٹی ہوئی آئی ۔
۲	ہم نے اسے ناچتے ہوئے دیکھا ۔ میں نے روٹی جلی ہوئی دیکھی ۔ میں نے احمد کو سوئے ہوئے یا سویا ہوا دیکھا ۔	اساں آو کوں نچدیں ڈٹھا ۔ میں روٹی سڑی ہوئی ڈٹھی ۔ میں احمد کُوں سُتا یا سُتا ہویا ڈٹھا ۔
۳	وہ سر پکڑے کھڑی تھی ۔	او سر پکڑی کھڑی ہائی ۔
۴	وہ ڈرتے ڈرتے یہاں آیا ۔ یا وہ ڈرتا ڈرتا یہاں آیا ۔ وہ ڈرتی ڈرتی یہاں آئی ۔ وہ پڑے پڑے بیمار ہوگیا ۔ یا پڑا پڑا بیمار ہوگیا ۔	او ڈردیں ڈردیں اتھاں آیا ۔ او ڈردا ڈردا اتھاں آیا ۔ او ڈردی ڈردی اتھاں آئی ۔ او پیں پیں بیمار تھی گیا ۔ یا او پیا پیا بیمار

اس نے بیٹھے بٹھائے مجھے بدنام کر دیا ۔
روتے روتے آنکھیں سوج گئیں ۔

صبح ہوتے چل پڑوں گا ۔ دن نکلتے ہی آ جانا ۔ وہ دن چڑھے اٹھا ۔

اس نے اپنے کیے کی سزا پائی ۔ وہ بے کہے چلا گیا ۔ میرا کہا نہ مانا سوتے کو نہ جگاؤ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ۔

ساری رات جاگتے کٹی ۔ وہ سنتے ہی چل دیا ۔

میں نے اسے تیرتے دیکھا ۔ اس میں اشتباہ ہے کہ میں تیر رہا تھا یا وہ تیر رہا تھا جسے میں نے دیکھا ۔ اس اشتباہ کے دُور کرنے کے لیے یہ اصلاح کی گئی ہے کہ
(۱) میں نے اسے تیرتے ہوئے دیکھا اور
(۲) میں نے تیرتے ہوئے اسے دیکھا ، ہونا چاہیے ۔

تھی گیا ۔ اوں بیٹھیں بٹھائیں میکوں بدنام کر ڈتا ۔ روندیں روندیں اکھیں سج گیاں ۔

فجر تھیندیں ٹُر پوسان ۔ ڈیہنہ نکلدیں آونجیں ۔ او ڈیہنہ آبھرے اُٹھیا ۔

اوں اپنے کیتے دی سزا پائی ۔ او بن آکھے چلیا گیا ۔ منڈا آکھیا نہ منیس ستے کوں نہ جگاؤ ۔ بُڈ دے کوں ککھ دا سہارا ۔

ساری رات جاگدیں گزری ۔ اوسُندیں ٹی ٹُر پیا ۔

میں او کوں تر دیں ڈٹھا ۔
میں او کوں تردا ڈٹھا ۔

حالیہ معطوفہ

	اردو	ملتانی
١	وہ نہا کر سو گیا۔	او دھاں کے سم گیا۔
٢	وہ اسے بلا لایا۔	او آو کوں سڈ گھنایا۔
٣	لڑ کر چلا گیا۔ ڈر کر بھاگ گیا۔	لڑ کر اھیں چلیا گیا۔ یا لڑ کے چلیا گیا ڈر کے (یا کراھیں) دھرک گیا۔
٤	دیکھ کر فریفتہ ہوگیا۔ کچھ کہہ کے اس نے مجھے دیوانہ کر دیا۔	ڈیکھ کے فریفتہ تھی گیا۔ کجھ آکھ کے یا کجھ آکھ کراھیں۔
٥	شرم نہیں آتی مسلمان ہو کر جھوٹ بولتے ہو۔	شرم نہیں آندی مسلمان تھی کے یا تھی کراھیں کوڑ مریندے ہو۔
٦	میں لکھنئو سے ہو کر دھلی جاؤں گا۔	لکھنئو تھی کے دلی ویساں۔
٧	ایک ایک کر کے آؤ۔	ھک ھک کر کے آؤ۔ یا ھک ھک تھی کے آؤ۔

٨	یہ اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یا وہ مقام اس سے آگے بڑھ کر ہے۔	اے او کنوں کتھائیں ودھ کے ہے او مقام اتھوں اگھاں ودھ کے ہے۔
٩	وہ گھر میں سے شراب پئے یا پیتے ہوئے نکلا وہ گھر میں سے شراب پیتا یا پیتا ہوا نکلا وہ گھر میں سے شراب پی کر نکلا۔	او گھر وچوں شراب پی کے نکھتا۔ او گھر وچوں شراب پیندا نکھتا۔ او گھر وچوں شراب پیندیں نکتھا۔ (یہ صورت اردو میں نہیں ہے)۔
١٠	وہ لاہور ہو کر آیا ہے۔ وہ لاہور سے ہوتا ہوا آیا ہے۔	او لاہور تھی کے آئے۔ او لاہوروں تھی کے آئے۔
١١	کر اور کے کا استعمال قدیم ہندی میں نہیں ہوا۔ وہاں صرف مادہ فعل یہ کام دیتا ہے جس کا استعمال اب بھی باقی ہے جیسے وہ دیکھ بھاگ نکلا۔ (کر اور کے میں کچھ فرق نہیں)۔	بغیر کر اور کے کے ملتانی میں بکثرت فقرے ملتے ہیں کر اور کے کا استعمال قدیم نہیں تفصیل ملتانی کی گرامر میں بیان ہو چکی ہے۔

اسم فاعل کی بناوٹ

اسم فاعل کے بنانے کا طریقہ ملتانی اور اردو دونوں زبانوں میں ایک سا ہے اور اس کا استعمال بھی ایک جیسا ہے مثلاً

اپنے پرائے کا غم کھانے والا	اپنے پرائے دا غم کھاون والا
رحم کرنے والا	رحم کرن والا

ملتانی میں مصدر کے بعد یائے مجہول نہیں آتی ۔

وہ ولایت جانے والا ہے	او ولایت وجن والا ہے
میں خط لکھنے والا ہی تھا کہ تم آگئے	میں خط لکھن والا ہم جو تساں آگیو ہے

مضارع

مضارع کا استعمال دونوں زبانوں میں ایک جیسا ہے جیسا کہ ذیل کی مثالوں سے واضح ہوگا :۔

	اردو	ملتانی
۱	کرے کوئی بھرے کوئی ۔ کچھ ہم سمجھے کچھ وہ سمجھے۔	کرے کوئی بھرے کوئی ۔ کجھ اساں سمجھے کجھ او سمجھے ۔

٢	کوئی پوچھے کہ آپ کو اس سے کیا غرض -	کوئی پچھے جو تہا کوں ایندے نال کیا غرض ہے -
٣	اجازت ہو تو عرض کروں -	اجازت ہووے تاں عرض کراں -
٤	مینہہ برسے تو کھیتی ہری ہو -	مینہہ وسے تاں رڑھ ساوی تیہیوے -
٥	اگر وہ نہ آئے تو میں چلا جاتا ہوں یا چلا جاؤں -	او نہ آوے تاں میں چلیا ویندا یا میں لگا ونجاں -
٦	میں نے کہا کہ وہ نہ آئے تو بہتر ہے میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس آؤں مجھے ڈر ہے کہ کہیں گر نہ پڑے -	میں آکھیا کہ او نہ آوے تاں چنگائے میں ارادہ کیتا کہ تہاڈے کول آواں میکوں ڈر ہے کہ کتھائیں ڈہے نہ پووے -
٧	خدا تجھے برکت دے -	خدا تیکوں برکت ڈیوے -
٨	کیا کروں کیا نہ کروں -	کیا کراں کیا نہ کراں -
	یہ خط کسے دوں -	ایہ خط کیکوں ڈیواں -
٩	جب بلائیں تب آنا -	جیڑھے ویلے سڈن تاں ویلے آویں -

	اردو	ملتانی
۱۰-	افسوس وہ اتنی دور آئے اور ناکام چلا جائے۔	افسوس او اتنے پرے کنُوں آوے تے ناکام واپس چلیا ونجے۔
۱۱-	آپ کل تک آجائیں تو میں بھی ہمراہ ہو لوں۔	تساں سبھائیں تئیں آ ونجو تاں میں وی نال تھی پووان۔
۱۲-	نہ میں شعر کہوں نا شاعر کہلاؤں۔	یہ صورت ملتانی میں نہیں ہے۔ اس کی بجائے فعل حال استعمال کرتے ہیں۔ جیسے نہ میں شعز آھدان نہ شاعر اکھویندان۔
۱۳-	کوئی کتنا شور مچائے اسے خبر بھی نہیں ہوتی۔	کوئی کتنا شور مچاوے او کنُوں خبر ای نہیں تھیندی۔
۱۴-	رہئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو۔	جنُ رہوں ایجھیں جاہ تے جتھاں کوئی نہ ہووے۔
۱۵-	چاہئے بھی مضارع ہے مگر اس کا استعمال ملتانی میں نہیں ہے۔	

امـــر

امر اردو زبان میں جن صورتوں میں استعمال ہوتا ہے بالکل وہی صورتیں ملتانی میں ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ اردو کا مت ملتانی میں نہیں ہے۔ ذیل کی صورتیں ملاحظہ ہوں :—

۱۔ امتناعی صورت میں اردو میں نہ اور مت استعمال ہوتا ہے۔ مت میں امتناع تاکیدی ہے۔ نہیں امر کے ساتھ استعمال نہیں ہوتا۔ لیکن کبھی کبھی آخر میں لگا دیتے ہیں۔ جیسے ڈرو نہیں۔ گھبراؤ نہیں۔ ملتانی میں ایک تو مت کا استعمال نہیں پایا جاتا دوسرے اس میں نہیں کی آخری صورت (یعنی امر کے ساتھ) نہیں پائی جاتی۔

۲۔ غائب اور متکلم کے صیغے صرف مشورہ اور اجازت کے لیے آتے ہیں جیسے ہم جائیں یا وہ جائے۔ ملتانی میں بھی یہی صورت ہے اساں ونجوں یا او ونجے یہ حالت دراصل مضارع کی ہے۔

۳۔ ادب اور تعظیم کے لحاظ سے امر کی کئی صورتیں ہیں :—

	اردو	ملتانی
الف۔	آئیو۔ جائیو۔	یہ صورت ملتانی میں نہیں ہے۔
ب۔	آئیے۔ جائیے۔ لائیے۔	یہ صورت ملتانی میں اس طرح ہے آوو۔ ونجو وغیرہ۔
ج۔	آپ جائیں۔	تُساں جانو۔

۴۔ حالیہ نا تمام کے ساتھ رہ کے آنے سے امر مدامی کی صورت پیدا ہوتی ہے جیسے۔

اردو	ملتانی
جیتا رہ۔ کھاتا رہ۔ پھولتا پھلتا رہ وغیرہ۔	جیندا رہ۔ کھاندا رہ وغیرہ۔

۵۔ کبھی نہ لگا کر تاکید کے معنی لیے جاتے ہیں جیسے

اردو	ملتانی
آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی۔ جاو نہ۔ پیئو نہ۔	ملتانی میں نہ ہائے ہوز کی بجائے الف سے آتا ہے جیسے آؤنا کھاؤنا پیئونا وغیرہ۔

۶۔ تو لگانے سے بھی تاکید پیدا کی جاتی ہے جیسے

اردو	ملتانی
سنو تو بیٹھو تو وغیرہ	تو کی بجائے تاں لگاتے ہیں جیسے سن تاں بہہ تاں سہی وغیرہ۔

مستقبل

مستقبل اردو میں گا سے بنتا ہے اور ملتانی میں سی سے۔ مگر استعمال میں دونوں زبانیں مشترک ہیں۔ دونوں زبانوں میں مستقبل مطلق میں زمانہ آیندہ کا علم تحقیقی ہوتا ہے حالانکہ مضارع میں احتمالی یا شرطی ہوتا ہے اور امر میں امکانی جیسے

۱۔ جہاں جاؤ گے (ویسو) میں تمہارے ساتھ رہوں گا (رہساں)۔

۲۔ میں نے وعدہ پورا نہ کیا تو لوگ کیا کہیں گے؟ (کیا اکھسن)۔

۳۔ وہ مکان بہت قدیم معلوم ہوتا ہے۔ ہوگا (ہوسی)۔

فعل حال

حالت موجودہ کے علاوہ دوسرے معنی بھی پیدا ہوتے ہیں مثلاً

۱- عادت یا تکرار فعل جیسے

جب وہ آتا ہے (آندا ہے) یہی شکایت کرتا ہے (کریندا ہے)۔

دونوں بھائی ہر جگہ ساتھ جاتے (ویندے) اور ساتھ آتے (آندے) ہیں۔

۲- دوامی صداقت جیسے

دو اور دو چار ہوتے ہیں (ہوندے ہن)۔

۳- مستقبل قریب جیسے

میں ابھی جاتا ہوں (میں ہنیں ویندا ں)۔

میں شہر جا رہا ہوں (میں شہر ویندا ں پیا ں)۔

۴- زمانہ گذشتہ کے لیے۔

مولانا روم فرماتے ہیں (مولانا روم فرمیندن)۔

میں جو اندر گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ..... (میں اندر گئیم تاں کیا ڈیکھدا ں جو ...) حالت تمام بھی بعض اوقات اور معنے دیتا ہے جیسے

۱- تم کیسے بے فکر بیٹھے ہو؟ (ملتانی بیٹھے ہو)۔

۲- مجھے کل ہی بادشاہ نے خلعت عطا فرمایا ہے (ملتانی عطا فرمایا ہے)۔

۳- پچھلے زمانے میں یہ بھی اپنا نام کر گیا ہے (ملتانی نام کر گیا ہے)۔

۴- حدیث میں آیا ہے (ملتانی آیا ہے)۔

ماضی

زمانۂ گذشتہ کے علاوہ محاورے کے استعمال یہ ہیں۔

ملتانی	اردو
۱- آپ یہاں بہت دنوں تک رہے۔	تساں بہوں ڈیہنہ رہوئے۔

۲- اب یہاں تنکا تک نہیں نہیں رہا یا ریہا۔
رہا۔

۳- وہ آیا اور میں چلا۔ (ملتانی او آیا تے میں گیا)۔

۴- ادھر آو۔ آیا۔ (ایڈے آ۔ آیا)۔

ماضی نا تمام کی صرف ایک صورت ملتانی میں نہیں ہے جیسے وہ مدت تک کالج میں پڑھا کیا۔ ملتانی میں کہیں گے پڑھدا رہا۔

باقی تمام صورتیں اردو کی طرح ہیں۔

ماضی احتمالی

یہ اردو میں گا اور ملتانی میں سی سے بنتی ہے۔ اردو میں ایک صورت بغیر گا کے بھی ہے جیسے

ممکن ہے وہ گھر سے نہ نکلتا ہو۔ شاید وہ آرہا ہو۔

ملتانی میں بھی ہو ہی استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح تشبیہہ کے طور پر احتمالی کا استعمال دونوں زبانوں میں ایک جیسا ہے مثلاً

درختوں پر سے آم ایسے پٹ پٹ گر رہے ہیں جیسے اولے برس رہے ہوں۔

ملتانی میں بھی ہوون لگے گا۔

بعض اوقات احتمالی ماضی کے معنی دیتا ہے جیسے

تم نے اسے کرتے دیکھا؟ کرتا ہوگا۔ (ملتانی کریندا ہوسی)۔

حال شرطیہ کا استعمال بھی دونوں زبانوں میں ایک جیسا ہے:

۱- مینہہ برسے تو کھیت ہرا ہو۔ مینہہ وسے تاں رڑھ ساوی تھیوے۔

۲- اگر وہ آئے تو آنے دو۔ او آوے تاں آون ڈیو۔

ماضی احتمالی اور ماضی شرطیہ کے جو خاص استعمال اردو میں ہیں بعینہ وہی ملتانی کے ہیں مثلاً

	اردو	ملتانی
۱-	آپ نے یہ خبر سنی ہوگی۔	تُساں اے خبر سُنی ہو سی۔
۲-	نا معلوم وہ کیا خبر لایا ہوگا۔	خدا جانے کیا خبر کھن آیا ہوسی۔
۳-	اگر اس نے کوئی ایسی حرکت کی ہو۔	..... ایجھیں حرکت کیتی ہووے۔
۴-	ایسا کوئی نہیں جس نے امتحان نہ دیا ہو اور کامیاب نہ ہوا ہو۔	.....جیں امتحان نہ ڈتا ہووے تے کامیاب نہ تھیا ہووے۔
۵-	شاید اس نے ایسا ہی کہدیا ہو۔	شاید اوں اینویں آکھ ڈتا ہووے۔
۶-	وہ اس کا ایسا دشمن ہے جیسے اس نے اس کا باپ مارا ہو۔	او اینڈا ایجھاں دشمن ہے جینویں اوں اینڈا پیئو ماریا ہووے۔

	اردو	ملتانی
٧	جو کچھ بھی اس نے کیا ہو اور جو کچھ بھی اس نے کہا ہو سب معاف ہے ۔	جو کجھ بھی ایں کیتا ہووے تے جو کجھ بھی ایں آکھیا ہووے سب معاف ہے ۔
٨	اگر اس سے اس کا ذکر کر دیتے تو یہ نوبت نہ آتی ۔	آوندے نال اینڈا ذکر کر ڈیندے تاں اے نوبت نہ آندی ۔
٩	جب کبھی وہ ملنے آتا اپنا دکھڑا ضرور روتا ۔	جڈاں وی او ملن آندا اپنا ڈکھڑا ضرور روندا ۔
١٠	اگر مجھے معلوم ہوتا تو میں یہاں کبھی نہ آتا ۔	جے میکنوں پتہ ہوندا تاں میں اتھاں کڈانہہ نہ آندا ۔
١١	وہ اسے کیوں نہ ملتا ۔	او آو کوں کیوں نہ ملدا ۔
١٢	کاش وہ میرے ساتھ ہوتا ۔	کاش او میڈے نال ہوندا ۔
١٣	وہ آجاتا تو میں بھی اس سے مل لیتا ۔	او آویندا تاں میں وی آو کوں مل گھندا ۔
١٤	اگر میں وہاں نہ گیا ہوتا تو اچھا ہوتا ۔	میں اتھاں نہ گیا ہوندا تاں چنگا ہوندا ۔

افعال مجہول

اردو اور ملتانی میں افعال مجہول کی بناوٹ میں اگرچہ کسی قدر اختلاف ہے تاہم دونوں کا استعمال بالکل ایک جیسا ہے مثلاً

	اردو	ملتانی
۱-	مجھ سے چلا نہیں جاتا۔	میکوں ٹُریا نہیں ویندا۔
۲-	وہ تم سے نہیں نکالا جائے گا۔	او تیکنوں نہ کڈھیا ویسی۔
۳-	وہ نہیں پکڑا گیا۔	او پکڑیا نہیں گیا یا او نہیں پکڑیا گیا۔

مرکب افعال کا استعمال دونوں زبانوں میں ایک جیسا ہے البتہ کچھ مرکب افعال ملتانی کے ایسے ہیں جو اردو میں نہیں اوو کچھ اردو کے ایسے ہیں جو ملتانی میں نہیں ہیں مثلاً کھا چھوڑ، پی چھوڑ، گھن سٹ، ڈیکھ سٹ، مار مکا وغیرہ اردو میں استعمال نہیں ہوتے اور جا لیا آلیا لے بھاگا لے دوڑا جانا چاہیے ملتانی میں نہیں ہیں۔

باقی سب کے سب مرکب افعال بطور محاورہ استعمال ہوتے ہیں دونوں زبانوں میں مشترک ہیں۔

تمیز اور حروف سے متعلق گذشتہ اوراق میں بحث کی گئی ہے۔ زبان میں خوبی پیدا کرنے کے لیے اردو زبان میں بعض الفاظ کی تکرار کی جاتی ہے ملتانی زبان میں بھی یہی عمل ہے۔ چونکہ انہی سے دونوں زبانوں کے اسلوب محاورہ کا اشتراک اور اختلاف ظاہر ہوتا ہے اس لیے اس پر ذیل کی سطور میں علحدہ بحث کی جاتی ہے:-

تکرار الفاظ کے قواعـــد

تکرار لفظی اردو اور ملتانی کی بڑی خصوصیات میں سے ہے ۔ دونوں زبانوں میں تمام اجزائے کلام (یعنی اسم صفت ضمیر فعل تمیز) سوائے حرف ربط و عطف کے ایک ہی ساتھ مکرر استعمال ہو سکتے ہیں۔ اور انہیں دہرانے سے مختلف معنے پیدا ہوتے ہیں۔

	اردو	ملتانی
١-	گھر گھر عید ہے ۔	گھر گھر عید ہے ۔
٢-	میرا رواں رواں اس کو دعا دے رہا ہے ۔	میڈا روں روں او کوں دعا ڈیندا ہے ۔
٣-	وہ برس کے برس آتا ہے ۔	او سال دے سال آندے ۔
٤-	ملک ملک کا جانور وہاں جمع تھا ۔	ملک ملک دا جانور اتھاں جمع ہائی ۔
٥-	دل ہی دل میں کڑھتیا رہا ۔	دل ہی دل وچ سڑدا رہا ۔
٦-	ہاتھوں ہاتھ راتوں رات ۔	ہتھوں ہتھ راتو رات ۔
٧-	آدمی کیا ہے دیو کا دیو ہے ۔	آدمی کیا ہے دیہہ دا دیہہ ہے۔

٨- قوم کی قوم شہر کا شہر وغیرہ -	قوم دی قوم شہر دا شہر -
٩- جنگل کے جنگل کاٹ ڈالے -	جنگل دے جنگل کٹ چھوڑے -
١٠- قطاروں کی قطاریں -	قطاراں دیاں قطاراں -
١١- سڑک کے کنارے کنارے چلا جا -	سڑک دے کنارے کنارے لگا وچ -
١٢- رات کی رات ملاقات رہی -	رات دی رہتو جھٹ دا جھٹ -
١٣- روپے کا روپیہ گیا اور عزت کی عزت - وہ آدمی کا آدمی ہے اور بندر کا بندر -	روپے دا روپیہ گیا اتے عزت دی عزت - او آدمی دا آدمی اے تے بھولوں دا بھولوں -
١٤- پانی کا پانی اور دودھ کا دودھ -	پانی دا پانی تے کھیر تا کھیر -
١٥- بڑے بڑے لوگ چھوٹے چھوٹے بچے -	وڈے وڈے لوگ چھوٹے چھوٹے بچے -
١٦- نئے نئے کام انوکھی انوکھی باتیں -	نویں نویں کم انوکھیاں انوکھیاں گالھیں -
١٧- ننگے کا ننگا - بھوکے کا بھوکا -	ننگے دا ننگا بکھے دا بکھا -

	اردو	ملتانی
١٨-	کھٹے کھٹے آم - سفید سفید دانے -	کھٹے کھٹے امب - چٹے چٹے دانے -
١٩-	بیوقوف کا بیوقوف -	بیوقوف دا بیوقوف -
٢٠-	دال میں کچھ کالا کالا ہے -	دال وچ کچھ کالا کالا ہے -
٢١-	ان کو چار چار روپے ملے -	انہاں کوں چار چار روپے ملیے -
٢٢-	وہ چار چار پہر بیٹھا رہتا ہے -	او چار چار پہر بیٹھا رہندے -
٢٣-	وہ اپنے اپنے گھر چلے گئے -	او آپنے آپنے گھر لگے گئے -
	جو جو جس کا طالب ہو حاضر ہو جائے -	جو جو جیندا جیندا طالب ہووے حاضر تھی ونجے
	اس نے کیا کیا نہ کہا اور میں نے کیا کیا نہ سنا -	اوں کیا کیا نہ آکھیا نے میں کیا کیا نہ سنیا -
	کچھ کچھ درد باقی ہے -	کجھ کجھ درد باقی ہے -
	اب بھی کوئی کوئی مل جاتا ہے -	ہن وی کوئی کوئی مل ویندے -

کوئی نہ کوئی مل ہی جائے گا۔	کوئی نہ کوئی مل ای ویسی۔
کچھ نہ کچھ ضرور کہتے رہتے ہیں۔	کجھ نہ کجھ ضرور آدھے رہندن۔
۲۴- یہ لکڑیاں بہہ بہہ کر آتی ہیں۔	اے کاٹھیاں لڑھ لڑھ کے آندئیں۔
وہ پوچھتے پوچھتے یہاں تک آ گیا۔	او پچھدے پچھدے اے تھیں آ گیا۔
مکھیاں پھولوں پر آ آ کر بیٹھتی ہیں۔	مکھیاں پھلاں تے آ آ کر اھیں بھندیاں ہن۔
میں کہتے کہتے تھک گیا۔	میں آدھیں آدھیں تھک گیاں۔
روتے روتے آنکھیں سوج گئیں۔	روندیں روندیں اکھیں سج گیں۔
وہ دوڑا دوڑا پھر رہا ہے وہ مارا مارا پھر رہا ہے	یہ دونوں صورتیں ملتانی زبان میں نہیں ہیں۔
لکھتے لکھتے خط اچھا ہو جاتا ہے۔	لکھدیں لکھدیں خط چنگا تھی ویندے۔
گاتے گاتے گلا وتت ہو جاتا ہے۔	گاندیں گاندیں مراثی تھی ویندے۔
بھیس بدل بدل کر آنا۔	ویس وٹا وٹا کے آون۔
قصے سنا سنا کر خوش کرنا۔	قصے سنا سنا کے خوش کرن۔

اردو	ملتانی
کہ آتی ہے اردو زبان آتے آتے ۔	آندیں آندیں آندی ہے ۔
وہ جاتے جاتے رہ گیا ۔ وہ کہتے کہتے رک گیا ۔	او ویندا ویندا رہ گیا ۔ او آدھا آدھا رک گیا ۔
مرتے مرتے بچا ۔ پڑھتے پڑھتے سو گیا ۔	مردا مردا بچیا ۔ پڑھدے پڑھدے سم گیا ۔
دیکھا دیکھی ۔ روا روی ۔	(یہ صورت ملتانی میں نہیں ہے) ۔
۲۵- بیٹھے بٹھائے سنی سنائی ۔	یہ صورت یعنی فعل لازم اور اس کے متعدی کے حالیہ کا مل کر آنا ملتانی زبان میں بکثرت ہے ۔ مثلاً پڑھی پڑھائی سیتی ستائی ۔ آکھی اکھائی چاتی چتائی تھئی تھوائی وغیرہ ۔
(یہ سماعی ہے ۔ ہر فعل کا استعمال اس طرح نہیں ہو سکتا) ۔	
۲۶- مارے نہ مرے مٹائے نہ مٹے ۔	ماریں نہیں مردا مٹائے نہیں ہٹدا ۔

۲۷-	نہ ہوا پر نہ ہوا۔	نہ تھیا تے نہ تھیا۔
۲۸-	دیکھو دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔	ڈیکھو ڈیکھو اے کیا تھیندے۔
	ہٹو ہٹو بچو بچو۔	ہٹو ہٹو بچو بچو۔
۲۹-	جہاں جہاں جوں جوں روز روز ہمیشہ ہمیشہ ہولے ہولے ہرگز ہرگز کبھی کبھی کہاں کہاں کہیں کہیں کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں۔	جتھاں جتھاں جیویں جیویں روز روز ہمیشہ ہمیشہ ہولے ہولے ہرگز ہرگز کڈانہہ نہ کڈانہہ کتھائیں نہ کتھائیں۔
۳۰-	ادھر ادھر وہ تھے اور بیچ بیچ میں ہم۔ بیچوں بیچ۔	اِنوں آنوں اوتھّن وِچوں وِچوں اساں۔ ملتانی میں نہیں ہے۔
	پیچھے پیچھے آگے آگے ساتھ ساتھ۔	پچھوں پچھوں اگوں اگوں نال نال کول کول وغیرہ۔

نحو ترکیبی

اردو زبان میں جملے کی ساخت اور الفاظ کی ترتیب ہندی سے مختلف ہے ۔ اور یہ غالباً اسی بنا پر تھا کہ انشا کی مشہور کہانی رانی کیتکی کو باوجود اس کے کہ اس میں کوئی لفظ غیر ملکی زبان کا نہ تھا ۔ ہندی تسلیم نہ کیا گیا ۔ لیکن ملتانی زبان اس ضمن میں اردو کے عین مطابق چلتی ہے ۔ اس میں خبر اور مبتدا ۔ مبتدا کی توسیع صفت کی مطابقت اسم سے خبر کی مبتدا سے اور تعداد و جنس وغیرہ کے قواعد بالکل وہی ہیں جو اردو کے ہیں ۔ علاقائی اثرات بہت معمولی اور نمایاں ہیں ۔ مرکب جملوں میں سے ہم رتبہ جملے اور تابع جملے دونوں زبانوں میں ایک ہی اصول کے ماتحت آتے ہیں ۔ اور ایک ہی قواعد کا اطلاق ان پر ہوتا ہے ۔

الغرض یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اختلافات کے باوجود جس قدر اشتراک ملتانی اور اردو کا ہے اور کسی زبان کا نہیں ۔ اور علامہ شیرانی کے اس قول میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہتی کہ

(۱) ”اردو اپنی صرف و نحو میں ملتانی زبان کے بہت قریب ہے“۔

---

۱ ۔ پنجاب میں اردو از حافظ محمود شیرانی شائع کردہ انجمن ترقی اردو اسلامیہ کالج لاہور ۔ مقدمہ صفحہ ج ۔

چودھواں باب

کچھ دلچسپ الفاظ کا مطالعہ

"صرف الفاظ(۱) میں بلا لحاظ کسی فقرہ بندی یا عبارت کے اخلاق اور تحریری حقائق انسانی جذبات اور ولولوں کے بیشمار گنجینے بھرے پڑے ہیں ..... الفاظ جو ہم دن رات استعمال کرتے ہیں پڑھتے یا سنتے ہیں خواہ وہ عالم روحانی کے متعلق ہوں خواہ عالم جسمانی کے بلکہ معمولی الفاظ بھی جو کوچہ و برزن میں رائج ہیں اور روز مرہ کی بول چال شب و روز کے معاملات میں ہمارے سامنے آتے ہیں ایسے ایسے قیمتی ہیروں کی کان ہیں جو دم بھر کے تجسس اور کاوش سے ہمیں مالا مال کر دیں گی۔"

دونوں زبانوں کا ذخیرہ الفاظ : ملتانی اور اردو میں معمولی اختلافات کے باوصف جہاں اصول و قواعد میں بے حد اشتراک ہے وہاں ان دونوں زبانوں کا ذخیرہ الفاظ بھی ایک ہی قسم کے الفاظ پر مشتمل ہے۔ چونکہ دونوں زبانیں ایک ہی قسم کے حالات کے ماتحت معرض وجود میں آئیں اس لیے دونوں میں مشترکہ الفاظ کا ہونا بعید از قیاس نہیں۔ اردو زبان دہلی اور اس کے نواح میں وسط ہند کی زبانوں پر مسلمانوں کی نئی زبانوں کے اثر انداز ہونے سے وجود میں آئی۔ اور ملتانی کا ہیولا وادیٔ سندھ کی زبان پر عربی اور فارسی کا اثر ہونے سے تیار ہوا۔ وسط ہند کی پراکرت سورا سینی تھی اور وادیٔ سندھ کی پراکرت اپ بھرنش۔ اور یہ دونوں

۱۔ سرگذشت الفاظ از احمد دین۔ مطبع کریمی واقع لاہور۔ طبع اول صفحات ۱ تا ۲۔

پراکرتیں کسی قدر مختلف ہونے کے باوجود متحد الاصل تھیں۔ لہذا جو فرق اب دو پراکرتوں میں ابتداً تھا وہی فرق یا اس سے کمتر اس وقت اردو اور ملتانی میں ہے۔ پس جب ہم کسی لفظ کو گذشتہ صفحات میں ملتانی کہتے آئے ہیں (یا آیندہ صفحات میں ملتانی کہیں گے) تو اس سے ہماری یہ مراد ہرگز نہیں ہو سکتی کہ وہ لفظ کسی دوسری مقامی بولی میں نہیں مل سکتا۔ کیونکہ دوسری بولیاں مثلاً لہندا پنجابی برج بھاشا باگڑو میواتی وغیرہ بھی پراکرتیں ہیں اور اپنے اپنے ماحول پر پرورش پا کر موجودہ شکل و صورت اختیار کر چکی ہیں اس کے علاوہ یہ مختلف علاقائی بولیاں ایک دوسرے پر اثر انداز بھی تو ہوتی رہی ہیں کیونکہ کسی ایک بولی کے بولنے والے کو کسی دوسری بولی کے علاقے میں جانے پر کوئی ممانعت نہیں ہو سکتی۔ ملتانی لفظ سے ہماری مراد ایسا لفظ ہے جو دوسری بولیوں کی نسبت ملتانی زبان کے علاقے میں زیادہ استعمال میں ہے۔ مثال کے طور پر آرکت(۱) سنسکرت زبان میں سرخ رنگ کو کہتے ہیں۔ رکت کے معنی سرخ رنگ یا خون کے ہیں۔ رتن جوت ایک پودہ ہے جس سے تیل کا رنگ سرخ ہو جاتا ہے۔ رتنا۔ رتنارے ہندی میں سرخ یا روشن کے معنوں میں آتے ہیں۔ رتوا ایک سرخ پتھر ہے۔ اب ملتانی زبان میں رتا بمعنی سرخ اور رت بمعنی خون روزمرہ کے الفاظ ہیں۔ یہ الفاظ اگر دوسری بولیوں مثلاً پنجابی لہندا برج بھاشا باگڑو وغیرہ

۱ :- ملاحظہ ہو جامع اللغات۔ خواجہ عبدالحمید بی۔ اے شائع کردہ جامع اللغات کمپنی۔ لاہور جلد اول صفحہ ۲۹ و جلد سوم۔ صفحات ۱۸۸ و ۱۸۹ و ۲۰۸۔ نیز فرہنگ آصفیہ و فالن کی ہندوستانی ڈکشنری وغیرہ۔

میں انہی معنوں میں مل بھی جائیں پھر بھی ہم انہیں ملتانی کہیں گے کیونکہ ان بولیوں کی نسبت ملتانی میں یہ کثیر الاستعمال ہیں بخلاف اس کے سرخ اور لال اگرچہ دونوں ملتانی زبان میں بولے اور سمجھے جاتے ہیں (بلکہ لال تو رتا کے ساتھ مل کر مرکبات تک میں موجود ہے) مگر ہم انہیں ملتانی الفاظ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ رتا کی نسبت ان کا استعمال کم ہے۔ اسی طرح "چُنگی" کے لفظ کو ہم خالص ملتانی لفظ کہیں گے کیونکہ چُنگ بمعنی مٹھی بھر مقدار خواہ چنگ (فارسی) سے ہو خواہ چنگل (ہندی) سے ملتانی میں مستعمل ہے۔ دوسری زبانوں میں بہت کم استعمال میں آتا ہے۔ یا ایک اور لفظ کیترا ہے جو ہندی لفظ بتایا گیا ہے اور جس کے معنی "ایک(۱) قوم جو تیر بناتی ہے" دیے گئے ہیں یقیناً ہندی سے زیادہ ملتانی کہلانے کا مستحق ہے کیونکہ

۱۔ ملتانی زبان کے علاقے میں آج بھی یہ قوم موجود ہے اور "تیر بنانے" کی بجائے پان بٹنے اور چارپائیاں بننے کا کام کرتی ہے۔

۲۔ کیترا کا ماخذ کانا بمعنی سرکنڈا ہے جو ملتان کا لفظ ہے۔

۳۔ کانی ملتانی زبان میں تیر کو کہتے ہیں۔

۴۔ بوریا باف (۲) کیترا سفید باف پاولی۔

چربب مساحت کچھ ونڈ پھاولی۔

۱۔ جامع اللغات۔ خواجہ عبدالحمید بی۔ اے۔ جامع اللغات کمپنی لاہور۔ صفحہ ۱۶۱۔

۲۔ نصاب ضروری ــ مولوی خدا بخش۔ کیکسٹن پرنٹنگ الیکٹرک ورکس۔ لاہور۔ صفحہ ۴۔

اسی طرح ایک لفظ کانجی ہے جس کا ماخذ سنسکرت کا کانجکا ہے - یہ چاولوں کی پیچ یا ایک قسم کا کھٹا پانی یا گاجروں کے اچار کا پانی وغیرہ معنوں میں استعمال ہوتا ہے - یہ لفظ ہندی زبانوں میں بھی ہے اور کانجی ہاؤس میں اردو میں بھی ہے - مگر اس لفظ پر دوسری زبانوں کی نسبت ملتانی کا زیادہ حق اس لیے ہے کہ اس زبان میں دوسری زبانوں کی نسبت زیادہ کثیرالاستعمال ہے - اب اگرچہ رسم و رواج بدل گئے ہیں اور چائے اور حقہ نے اس کی جگہ لے لی ہے مگر جب بھی کوئی شخص باہر سے مہمان ہو کر آتا ہے تو شہروں میں چائے پانی یا حقہ پانی سے تواضع کی جاتی ہے مگر دیہات میں اب بھی پانی کانجی پوچھتے ہیں - پانی کانجی پچھن بمعنی تواضع کرنا ملتانی کا عام محاورہ ہے - علیٰ ہذاالقیاس کثرت استعمال کو اصول بنا کر ہی ہم کہہ سکتے ہیں کہ کون سا لفظ کس زبان کا لفظ ہے - ورنہ اصل کے لحاظ سے سب نہیں تو اکثر لفظ ہندی ہیں اور آریائی خاندان السنہ سے تعلق رکھتے ہیں -

لفظ ہندی کا اطلاق کونسی زبان یا زبانوں پر ہوتا ہے : یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں لفظ ہندی زبان کا لفظ ہے تو اس سے ہمارے سامنے کسی زبان کا خاص اور متعین مفہوم نہیں ہوتا کیونکہ ایک طرف تو ہندی کا اطلاق اتنا ہمہ گیر ہے کہ بیرون ہند کے لوگوں نے اہل ہند کی ہر زبان کو خواہ وہ پنجابی تھی یا لہندا سندھی تھی یا ملتانی ہندی ہی کے نام سے یاد کیا - اور دوسری طرف اس کا مفہوم اتنا سکڑ جاتا ہے کہ صرف یو پی بہار سی پی سنٹرل انڈیا اور راجپوتانہ کی بولیاں

اس کے دائرے میں آتی ہیں بلکہ بعض تنگ نظروں نے تو صرف برج بھاشا کی شاعری کو ہندی تسلیم کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ بیرون ملک سے آنے والے لوگوں نے خواہ وہ ترکی تھے یا عرب ایرانی تھے یا افغان ہند اور سندھ کی ہر بولی کو ہندی یا ہندکو وغیرہ ناموں سے موسوم کیا ہے اور یہ دستور برابر گیارھویں صدی ہجری تک جاری رہا ہے۔ مثلاً شاہ میراں جی شمس العشاق متوفی ۹۰۲ھ رسالہ خوش نغز میں اس زبان کا ذکر ہندی کے نام سے کرتے ہیں۔ امیر خسرو نے ۷۲۵ھ میں وفات پائی۔ انہوں نے عربی فارسی اور ہندی تینوں زبانوں میں علحدہ علحدہ بھی شعر لکھے اور تینوں کو ملا کر بھی۔ غرۃ الکمال کے خاتمے پر آپ نے اپنے ہندی شاعری پر فخر کیا ہے۔ سعد سلیمان المتوفی ۵۱۵ھ لاہور میں پیدا ہوئے ان کے متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے تین زبانوں میں اپنے دیوان یادگار چھوڑے۔ یکے ہیشبنازی(۱) دیگے بہ پارسی دیگے بہ ہندی۔ یعنی ایک عربی میں ایک فارسی میں اور ایک ہندی میں۔ اس سے اور پیچھے کی طرف جائیے تو معلوم ہوتا ہے کہ کالنجر کے راجہ انندا نے ۴۱۳ھ میں ہندی میں بادشاہ کے لیے مدحیہ شعر لکھے۔

"انندا (۲) بزبان ہندی در مدح سلطان شعرے گفتہ نزد او فرستاد۔ سلطان آنرا بفضلائے ہند و عرب و عجم کہ در ملازمت او بودند عمگی تحسین و آفرین کردند۔"

۱۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی۔ انجمن ترقی اردو لاہور ص ۳۷ بحوالہ لب الالباب محمد عوفی ص ۲۴۶ جلد دوم۔

۲۔ تاریخ فرشتہ۔ (اردو) جلد دوم۔ مطبع نامی گرامی منشی نول کشور لکھنؤ ستمبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۲۴۹۔

(ترجمہ : انندا نے ہندی زبان میں بادشاہ کی تعریف میں شعر لکھے اور اس کے پاس بھیج دیے ۔ بادشاہ نے انہیں عرب اورعجم اور ہند کے فضلا کےپاس بھیج دیا جو اس کی ملازمت میں تھے ۔ ان سب نے تحسین اور آفرین کی'')

یہ حالت تھی اس وقت سے ۹۰۲ھ تک کی ۔ اس کے بعد ۱۰۴۰ھ کے قریب ملا وجہی نے سب رس تصنیف کی تو اس میں اپنی تصنیف کی زبان کو زبان ہندوستان کہا(۱) ۔

'' آغاز داستان ۔ زبان ہندوستان ۔ نقل ۔ ایک شہر تھا ۔ اس کا ناوں سیستان ''

ہمارے پاس نجات المومنین مصنفہ مولانا عبدالکریم کا قلمی نسخہ ہے ۔ اس میں ملتانی زبان کو ہندوی زبان کہا گیا ہے :-

فرض مسائل دین دے ہندوی کر تعلیم
کارن مردان امیاں جوڑے عبدالکریم

مولوی عبداللہ لاہوری نے ۱۰۲۵ھ سے ۱۰۶۵ھ تک متعدد فقہی رسائل لکھے ان سب میں وہ اپنی زبان کو ہندی ہی کہتا ہے ۔

مولانا عبدی نے ۱۰۷۴ھ میں فقہ ہندی تصنیف کی تو جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اسے ہندی ہی کہا :

ہزار چہتر ہجری رمضان وچ تمام
اورنگ زیب کے دور میں نسخہ ہوا تمام

امیر خسرو کی تقسیم السنہ

مگر ان تمام زبانوں کے ہندی ہونے کے باوجود نہ امیر خسرو نے اپنی مثنوی نہ سپہر میں کہیں ہندی کو علحدہ

۱- رسالہ اردو ۔ انجمن ترقی اردو ہند ۔ اورنگ آباد دکن حصہ شانزدھم بابت صفحہ ۲۵ ۔

زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے اور نہ ابوالفضل نے آئین اکبری میں زبانہا کے تحت اس کا نام لکھا ہے۔ مثنوی نہ سپہر میں ان بولیوں کو گنوایا گیا ہے :

سندھی - لاہوری - کشمیری - بنگالی - گوڑی - گجراتی - تلنگی - معبری (کنڑی) دھور سمندری - اودھی اور دھلوی

آئین اکبری (۱) میں ان زبانوں کی فہرست ملتی ہے :

ابوالفضل کی تقسیم

دھلوی - بنگالی - ماروائی - گجراتی - تلنگی - مرہٹی - کرناٹکی - سندھی - افغانی - شالی - بلوچستانی اور کشمیری

گویا جہاں ملتانی اور پنجابی بھی ہندی تھی سندھی اور گجراتی بھی ہندی تھی اور دھلوی اور ماروائی بھی ہندی وہاں خود ہندی کا کوئی علاحدہ وجود نہ تھا۔ ابتداً ہندی ہندوستانی اور اردو میں کوئی فرق نہ تھا۔ سیاسی حالات کے ماتحت ایک زبان وجود میں آئی یا لائی گئی جسے ہم جدید ہندی کہہ سکتے ہیں۔ اس کے متعلق ڈاکٹر زور فرماتے ہیں کہ (۲)

۱- آئین اکبری (جلد سوم) از ابوالفضل۔ مطبع نامی منشی نولکشور درمقام لکھنؤ چاہ اگست ۱۸۶۹ء طبع شدہ ص ۸۰ زبانہا۔
اصل عبارت یہ ہے : در فراخنائے ہندوستان بغراوان زبان سخن سرائیدن اختلاف کہ از فہمیدگی یکدیگر باز ندارد از شمار بیرون واقعہ نیازلد دریافت دھلی بنگالہ ملتانی و ماروائ گجرات تلنگانہ برھٹ کرنا تک سندھ افغانان مثال کہ عیان شدہ و کابل و قندھارا - بلوچستان کشمیر۔"

۲- ہندوستانی لسانیات - ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ایم اے مکتبہ معین الادب اردو بازار لاہور - طبع ثانی ۱۹۵۰ء ص ۱۰ (تمہید)

(ترجمہ : انندا نے ہندی زبان میں بادشاہ کی تعریف میں شعر لکھے اور اس کے پاس بھیج دیے ۔ بادشاہ نے انہیں عرب اورعجم اور ہند کے فضلا کےپاس بھیج دیا جو اس کی ملازمت میں تھے ۔ ان سب نے تحسین اور آفرین کی")

یہ حالت تھی اس وقت سے ۹۰۲ھ تک کی ۔ اس کے بعد ۱۰۴۰ھ کے قریب ملا وجہی نے سب رس تصنیف کی تو اس میں اپنی تصنیف کی زبان کو زبان ہندوستان کہا(۱) ۔

" آغاز داستان ۔ زبان ہندوستان ۔ نقل ۔ ایک شہر تھا ۔ اس کا ناوں سیستان "

ہمارے پاس نجات المومنین مصنفہ مولانا عبدالکریم کا قلمی نسخہ ہے ۔ اس میں ملتانی زبان کو ہندوی زبان کہا گیا ہے :۔

فرض مسائل دین دے ہندوی کر تعلیم
کارن مرداں امیاں جوڑے عبدالکریم

مولوی عبداللہ لاہوری نے ۱۰۲۵ھ سے ۱۰۶۵ھ تک متعدد فقہی رسائل لکھے ان سب میں وہ اپنی زبان کو ہندی ہی کہتا ہے ۔

مولانا عبدی نے ۱۰۷۴ھ میں فقہ ہندی تصنیف کی تو جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اسے ہندی ہی کہا :

ہزار چھہتر ہجری رمضان وچ تمام
اورنگ زیب کے دور میں نسخہ ہوا تمام

امیر خسرو کی تقسیم السنہ

مگر ان تمام زبانوں کے ہندی ہونے کے باوجود نہ امیر خسرو نے اپنی مثنوی نہ سپہر میں کہیں ہندی کو علحدہ

۱۔ رسالہ اردو ۔ انجمن ترقی اردو ہند ۔ اورنگ آباد دکن حصہ شانزدھم بابت صفحہ ۲۵ ۔

زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا ہے اور نہ ابوالفضل نے آئین اکبری میں زبانہا کے تحت اس کا نام لکھا ہے۔ مثنوی نہ سپہر میں ان بولیوں کو گنوایا گیا ہے :

سندھی ۔ لاہوری ۔ کشمیری ۔ بنگالی ۔ گوڑی ۔ گجراتی ۔ تلنگی ۔ معبری (کنڑی) دھور سمندری ۔ اودھی اور دھلوی

آئین اکبری (۱) میں ان زبانوں کی فہرست ملتی ہے :

ابوالفضل کی تقسیم

دھلوی ۔ بنگالی ۔ مارواڑی ۔ گجراتی ۔ تلنگی ۔ مرہٹی ۔ کرناٹکی ۔ سندھی ۔ افغانی ۔ شالی ۔ بلوچستانی اور کشمیری

گویا جہاں ملتانی اور پنجابی بھی ہندی تھی سندھی اور گجراتی بھی ہندی تھی اور دھلوی اور مارواڑی بھی ہندی وہاں خود ہندی کا کوئی علحدہ وجود نہ تھا ۔ ابتداً ہندی ہندوستانی اور اردو میں کوئی فرق نہ تھا ۔ سیاسی حالات کے ماتحت ایک زبان وجود میں آئی یا لائی گئی جسے ہم جدید ہندی کہہ سکتے ہیں ۔ اس کے متعلق ڈاکٹر زور فرماتے ہیں کہ (۲)

۱۔ آئین اکبری (جلد سوم) از ابوالفضل ۔ مطبع نامی منشی نولکشور درمقام لکھنؤ جاہ اگست ۱۸۶۹ء طبع شد ص ۸۰ زبانہا ۔
اصل عبارت یہ ہے : در فراخنائے ہندوستان بفراوان زبان سخن سرائیدن اختلاف کہ از فہمیدگی یکدیگر باز ندارد از شمار بیرون واندچہ نیازند دریافت دھلی بنگالہ ملتانی و مارواڑ گجرات تلنگانہ پرھٹ کرنا ٹک سندھ افغانان شمال کہ عیاں سندھ و کابل و قندھارا ۔ بلوچستان کشمیر ۔"

۲۔ ہندوستانی لسانیات ۔ ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ایم اے ۔ مکتبہ معین الادب اردو بازار لاہور ۔ طبع ثانی ۱۹۵۰ء ص ۱۰ (ممہید)

"نہ تو اردو برج بھاشا سے نکلی ہے اور نہ برج بھاشا کا نام ہندی ہے۔ ہندی اردو کی اس جدید ترین شاخ کا نام ہے جو فورٹ ولیم کالج کے قیام (انیسویں صدی کے آغاز) کے بعد سے ناگری رسم الخط میں لکھی جانے لگی ہے اور جس پر فارسی اور عربی کی جگہ برج بھاشا اور سنسکرت کا اثر زیادہ ہے۔"

ان تصریحات سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ "ہندی" اگر کسی ایک زبان کا نام ہے تو وہ یہی جدید ہندی ہے جس کا ذکر اقتباس بالا میں کیا گیا ہے۔ اور اگر اس لفظ کا اطلاق ایک سے زیادہ زبانوں پر ہوتا ہے تو سندھی ملتانی پنجابی لہندا وغیرہ تمام ہند آریائی زبانیں یا کم از کم وسطی اور شمالی ہند و پاکستان کی زبانیں ہندی ہیں۔ چنانچہ مروجہ لغات میں جب کسی لفظ کو ہندی ظاہر کیا گیا ہے تو اس سے مراد کبھی ایک زبان لی جاتی ہے اور کبھی دوسری مثلاً جامع اللغات میں آل اور آلا بمعنی ہرا یا کچا زخم کو ہندی ظاہر کیا گیا ہے۔ مندرجہ بالا اصول کے لحاظ سے اگر یہ لفظ ایک ہی زبان کا لفظ ہے جسے ہم جدید ہندی کہتے ہیں تو یہ لفظ ہندی کہا جا سکتا ہے اور اگر یہ اس ایک زبان کے علاوہ بھی کسی زبان میں پایا جائے تو یہ ہندی ہونے کے علاوہ اس دوسری زبان کا لفظ بھی ہے۔ اب آلا زخم بمعنی ہرا یا کچا زخم ملتانی میں بھی نہ صرف موجود ہے بلکہ روزمرہ کے استعمال میں ہے جیسے: خواجہ فرید: پا پن چکوی کر کر چیکاں — آلڑے زخم نہ چول پس اگر ہندی کے دائرے میں ملتانی لہندا پنجابی اور دوسری زبانیں بھی شامل ہیں تو ان زبانوں کے الفاظ بھی ہندی کہلانے کے مستحق ہیں یا بالفاظ دیگر لغات میں جب کسی لفظ کے محاذ میں ہندی کا لفظ دیا گیا ہو تو اس سے مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ یہ لفظ ان ہندی زبانوں میں سے ایک یا ایک سے زیادہ زبانوں میں بھی پایا جاتا ہے۔

کچھ دلچسپ الفاظ

ذیل میں چند دلچسپ الفاظ کی فہرست دی جاتی ہے جن کا مطالعہ لسانی پہلو سے مفید ثابت ہوگا :

نمبر شمار	اردو یا ہندی کا لفظ مع معنی	جامع اللغات کا صفحہ نمبر	ملتانی لفظ
۱-	آتر - گھبرایا ہوا - بیکل - بے صبر وغیرہ -	۱۵	اوردن مصدر - گھبرانا پریشان ہونا -
۲-	آل (ہ) لَلا (ہم) - ہرا کچا زخم -	۵۳	آلا - کچا زخم -
۳-	آلاپ (س) گفتگو -	۵۳	آلاون مصدر - بولنا - گفتگو کرنا -
۴-	آلنگ (ہ) فصیل -	۵۳	آلنگ - فصیل -
۵-	آسُول (س) پیٹ کا درد -	۵۶	سُول - پیٹ کا درد -
۶-	آنا (ہ) لانا -	۷۷	آنن مصدر - لانا - اس کی مجہول اور متعدی صورتیں اینجن اور اناون ہیں -

نمبر شمار	اردو یا ہندی کا لفظ مع معنی	جامع اللغات کا صفحہ نمبر	ملتانی لفظ
۷-	آلسنا (ھ) گلنا سڑنا ۔	۹۰	آلسن ۔ بدبودار ہونا ۔ گلنا سڑنا ۔
۸-	اِت ۔ آت (ھ) اس جگہ ۔	۱۱۹	اِتھاں بمعنی اس جگہ آتھاں بمعنی اُس جگہ
۹-	آت آت (ھ) وہاں ۔ اُس جگہ	۱۱۹	آتھاں بمعنی اُس جگہ وہاں ۔
۱۰-	اِتا ۔ آتا (ھ) اِتنا ۔ آتنا ۔	۱۱۹	اِتنا ۔ آتنا ۔ اِتلا ۔ آتلا ۔ اِتیّ ۔ آتیّ بمعنی اتنا آتنا ۔
۱۱-	آتاں (س) منہ اوپر کی طرف ہو ۔	۱۲۰	آتاں ۔ اوپر کی طرف آتہ ۔ اوپر ۔ آتلا ۔ اوپر کا ۔ آتوں ۔ اوپر سے ۔
۱۲-	آدھل (ھ) (س) آو ۔ اوپر بر ۔ لے جانا آدھلنا ۔ عورت کا آوارہ ہو جانا۔	۱۵۷	آدھلن ۔ عورت کا کسی کے ساتھ بھاگ جانا ۔
۱۳-	ارڑانا (ھ) چیخنا ۔	۱۶۷	رڑن ۔ چیخنا چلانا ۔

۱۴- آرلا (ھ) اُس طرف کا ۔ ۱۷۱ اورھاں ــ اس طرف ۔ آرے ــ اس طرف کو
اورھوں ــ اس طرف سے ۔ آرلا ــ اس
طرف کا ۔

۱۵- الانبا (ھ) شکوہ شکایت ۔ ۲۵۰ الانبھا ــ شکوہ شکایت ۔

۱۶- آل بَل (ھ) صدقے قربان ۔ ۲۵۱ آلبھل ــ آؤ بھگت ۔ مداوات ــ تواضع ۔

۱۷- اولا (ھ) اوٹ ۔ پردہ ۔ ۳۲۵ اولا ــ آڑ ۔ پردہ ۔ اوٹ ۔

۱۸- اِھ ۔ ایہ ۔ ایہ (س) ــ یہ ۳۳۱ ایہہ ــ یہ ۔
آہ ۔ آہ (س) ــ وہ ۔ آہ ــ وہ

۱۹- بادھا (ھ؟) ــ زیادتی ۔ ۳۷۶ وادھا ــ زیادتی ودھن مصدر بمعنی بڑھنا ۔

۲۰- بالنا (ھ) جلانا ۔ آگ روشن کرنا ۔ ۳۹۳ بالن ــ جلانا ۔

۲۱- بِنا (ھ) دھوکا ۔ فریب ۔ ۴۰۷ بھنّی بمعنی دھوکا ۔ فریب ۔

۲۲- بِرگا (ھ) شہتیر ۔ کڑی ۔ ۴۴۹ وَگا بمعنی لکڑی کی وہ چفتیاں جو کڑیوں
پر رکھی جاتی ہیں ۔

۲۳- بِرلا (ھ) بہت کم ۔ ۴۴۹ ورلا بمعنی بہت کم ۔ شاذ و نادر ۔

نمبر شمار	اردو یا ہندی کا لفظ مع معنی	جامع اللغات کا صفحہ نمبر	ملتانی کا لفظ
۲۴-	بڑانا (ہ) گھسیڑنا ۔	۴۶۲۰	وڑاون بمعنی گھسیڑنا ۔
۲۵-	بڑانا بُڑنا (ہ) ڈبونا ۔	۴۶۲	بوڑن بمعنی ڈبونا بڈن بمعنی ڈوبنا ۔
۲۶-	بشیر (ہ) زہریلا ۔	۴۷۳	بشیر بمعنی کالا سانپ ۔
۲۷-	بودلا (ہ) احمق ۔ بیوقوف ۔	۵۱۷	بودلا بمعنی احمق ۔ بے وقوف ۔
۲۸-	بونگا (ہ) بے وقوف ۔	۵۲۴	بونگا بمعنی احمق ۔
۲۹-	بھاجنا (ہ) دوڑنا بھاگنا ۔	۵۲۶	بھجن بمعنی بھاگنا ۔
۳۰-	بھارن (ہ) جھاڑن بھکر (س) جھاڑو ۔	۵۲۸	بھارن بمعنی جھاڑو دینا ۔ بھاری جھاڑو بوھکر بمعنی جھاڑو ۔
۳۱-	بھالنا (ہ) دیکھنا ۔ تلاش کرنا ۔ اردو میں صرف دیکھنا کا تابع ہے ۔	۵۳۱	بھالن ــ انتظار کرنا ۔ کھوج لگانا ۔ ڈھونڈنا ۔
۳۲-	بانجھنا (اردو) توڑنا ۔ پھوڑنا ۔ بٹنا ۔ بل دینا ۔	۵۳۲	بھنن بمعنی توڑنا ۔ بھیجن بمعنی ٹوٹنا ۔ بھنج ڈیون بمعنی بل دینا ۔ بٹنا ۔ بھنج بمعنی بل ۔

۳۳- بھانویں (ھ) چاھے ۔ ۵۳۲ بھانویں بمعنی چاھے ۔

۳۴- بھجانا (ھ) بھگونا ۔ ۵۴۰ بھجن بمعنی تر ھونا ۔

۳۵- بھکت (س) نھات ۔ ۵۵۳ بھت بمعنی بھات ۔

۳۶- بھوپا (ھ) ساحر ۔ ۵۶۴ بھوپا بمعنی آسیب دور کرنے والا ۔

۳۷- بیٹ (ھ) دریا کی چوڑائی ۔ ۵۹۴ بیٹ بمعنی دریا کے کنارے کی نشیبی اراضی ۔

۳۸- بیٹنا (ھ) گرانا ۔ بکھیرنا ۔ ۵۹۵ ویٹن بمعنی گرانا ۔ بکھیرنا ۔

۳۹- بیدن (ھ) تکلیف درد ۔ ۵۹۹ ویدن بمعنی سرگذشت مصائب ۔

۴۰- بیڑھنہ (ھ) محصور کرنا ۔ گھرنا ۔ ۶۰۲ ویڑھن بمعنی لپیٹنا ۔

۴۱- پاتر (س) ظرف برتن ۔ جلد دوم ۴ پاتری بمعنی آٹے گوندھنے کا برتن ۔

۴۲- پتن (س) شہر قصبہ آبادی ۔ ۳۳ پتن بمعنی دریا کی گزر گاہ ۔
(مرکبات میں استعمال ھوتا ھے) (علحدہ بھی استعمال ھوتا ھے)

۴۳- پٹھاونا (ھ) بھیجنا ۔ ۳۱ پٹھن بمعنی بھیجنا ۔

۴۴- پرچک (ھ) طرف داری کرنا ۔ ۶۲ پرچک بمعنی طرف داری ۔
اکسانا ۔

نمبر شمار	اردو یا ہندی کا لفظ مع معنی	جامع اللغات کا صفحہ نمبر	ملتانی لفظ
۴۵-	پردہ (س) دائرہ حلقہ محیط -	۶۵	پڑ بمعنی دائرہ حلقہ محیط -
۴۶-	پھاوڑا (ہ) بیلچہ - کدال - کسی - (س پرش بمعنی کلہاڑی)	۱۲۷	چھوڑا - بیلچہ جس سے گوبر یا لید ہٹاتے ہیں - پاہ ملتانی میں خشک گوبر ہے -
۴۷-	پھرسا (ہ) کدال - کلہاڑی -		
۴۸-	پھڑولنا (ہ) بمعنی اوپر تلے کرنا -	۱۳۳	پھرولن بمعنی کریدنا - اوپر تلے کرنا -
۴۹-	پھڑیا (ہ) خوردہ فروش بساطی -	۱۳۳	پھڑیا بمعنی سبزی فروش -
۵۰-	پینٹھ (ہ) مارکٹ - منڈی -	۱۶۸	پینٹھ بمعنی رونق - سج دھج -
۵۱-	ترکھا (ہ) تیز - تیز رفتار -	۲۰۶	ترکھا - تکھا بمعنی تیز - تیز رفتار -
۵۲-	ترمرا (ہ) چکنائی -	۲۰۷	تروڑا بمعنی چکنائی -
۵۳-	تہت (ہ) دوام ہمیشگی -	۲۶۶	تہت بمعنی عادت - تہیت بمعنی مقررہ عادت -

۵۴- ٹھرنا - رهنا رکھنا پرورش کرنا۔ ۲۶۶ تھرن بمعنی ٹکنا - جمنا -

۵۵- جانگھ (ہ) ران - زانو - ۲۸۰ جنگھ بمعنی ٹانگ -
(س - جانلگک)

۵۶- جھڑپ (ہ) لڑائی - جھگڑا - ۳۰۴ جھیڑا بمعنی لڑائی جھگڑہ -
(س - چور بمعنی گرم ہونا)

۵۷- چر (س) قدیم پرانا مدت دیر ۳۵۰ چرک بمعنی دیر تاخیر -
تاخیر -

۵۸- چری (س) چھوٹا کنواں - ۳۵۶ چری بمعنی کھائی چھوٹی خندق -

۵۹- چُنگی (ہ) ایک محصول جو غلہ ۳۸۱ چُنگی بمعنی محصول -
فروشوں سے لیا جاتا ہے - مٹھی
بھر کر لیتے ہیں -

۶۰- چھدرا (ہ) چھیددار ۵۰۸ چھدرا بمعنی گھنا کا عکس - کہیں کہیں
پتلا (س چھد - کاٹنا) - اگا ہوا -

۶۱- دانر (س) داتری جس سے کاٹتے جلد سوم ۳ ڈاتری بمعنی درانتی -
ہیں -

نمبر شمار	اردو یا ہندی کا لفظ مع معنی	جامع اللغات کا صفحہ نمبر	ملتانی لفظ
٦٢-	دند (س) ڈھول نقارہ - (ہ) شور غل کرنا -	٦٦	ڈنڈ بمعنی شور غل -
٦٣-	دوت (س) مخبر جاسوس - دوتی - شرارتی عورت -	٦٦	دھوتی بمعنی چغلخور -
٦٤-	ڈاڈھا (ہ) آگ - (س - دمبھ بمعنی جلنا) -	١٢٩	ڈھانڈھ بمعنی شعلے بہت بڑی آگ - ڈمبھ -
٦٥-	ڈپٹا (ہ) دوپٹا -	١٣٥	ڈو بمعنی دوپٹ بمعنی چوڑائی - ڈوپٹہ بمعنی دو چوڑائی یا عرض کا کپڑا اوڑھنی -
٦٦-	ڈٹھبند (ہ) نظربندی کرنے والا- ڈٹھنا - دکھائی دینا -	١٣٥	ڈٹھا بمعنی دیکھا ڈٹھ ونڑٹھ بمعنی دیکھا دیکھی -
٦٧-	ڈوپٹہ (دیکھیے نمبر ٦٥)	١٣٢	

۶۸- ڈیوٹ (ہ) پرانے فیشن کا چوبی چراغدان - — ۱۵۵ — ڈبوا بمعنی دیا — چراغ ڈیوٹ بمعنی چراغدان -

۶۹- رتنا - سرخ رنگا جانا - رتوا - ایک سرخ پتھر - — ۱۸۸ — رتا بمعنی سرخ -

۷۰- روک (س) نقد - — ۲۳۱ — روک بمعنی نقد -

۷۱- کُپ (ہ) گھڑھا کنواں - (س - کوپ — کنواں) - — جلد چہارم — کھو بمعنی کنواں -

۷۲- کرودہ (س) غصہ - — ۱۰۰ — کُپ ملتان کے ایک بازار کا نام -

۷۳- کرھا (ہ) اونٹ - — ۱۰۳ — کرودہ بمعنی بغض کینہ (کاوڑ — غصہ)-

۷۴- کھرسیلا (ہ) خارش والا - — ۱۰۵ — کرھون بمعنی اونٹ -

۷۵- لکھ چوری ککھ چوری - — ۲۰۰ — کھرسی خرسی بمعنی خارش کھجلی -

۷۶- لیھہ (س) چاٹنا - — ۳۸۰ — ککھ بمعنی تنکا -

۷۷- نہارنا (ہ) غور سے دیکھنا - نظر ڈالنا - خیال رکھنا - — ۷۵۴ — لیہن بمعنی مویشی کے بچے کا دودھ پینا - نہارن بمعنی راہ دیکھنا - انتظار کرنا -

۷۸- نیت (س) مقررہ دائم اقرار مقرر معین - — ۷۶۰ — نیٹا بمعنی موقع - مقررہ - اقرار -

۷۹- واسک (س) سانپوں کا بادشاہ - — ۷۷۶ — واشک بمعنی بہت بڑا سانپ -

یہ وہ الفاظ ہیں جن کو لغات میں ہندی اور سنسکرت ظاہر کیا گیا ہے۔ بعض صورتوں میں ملتانی الفاظ سنسکرت الفاظ سے زیادہ قریب ہیں اور بعض میں ہندی الفاظ سنسکرت سے زیادہ قریب ہیں۔ اس کے علاوہ جن الفاظ کو ہندی بتایا گیا ہے کہ وہ بعینہ یا تھوڑے سے اختلاف سے ملتانی میں بھی موجود ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض پنجابی لہندا اور دوسری زبانوں میں بھی ہوں۔ مگر جدید ہندی ان سب زبانوں سے بعید کی زبان ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ یہ الفاظ ان معنوں میں ہندی کہلائے جانے کے مستحق نہیں البتہ اگر ہندی زبان سے ملتانی پنجابی لہندا وغیرہ سب زبانوں کا مجموعہ لیا جائے تو پھر ان پر ہندی کا اطلاق ہو سکتا ہے۔

علاوہ ازیں سب سے اہم بات یہ ہے کہ یہ ہندی الفاظ اس وقت اردو کے لغات میں اسی حیثیت سے داخل ہیں جس حیثیت سے عربی فارسی اور انگریزی الفاظ داخل ہیں۔ پس ان کو ہندی کی بجائے اردو کہنا زیادہ موزوں ہے۔ خواہ یہ اپنے ماخذ کے لحاظ سے اردو میں ہندی سے داخل ہوئے ہیں یا سنسکرت کے خزانے سے آئے یا کسی دوسری زبان سے۔

ملتانی کے ذخیرۂ الفاظ کے سرچشمے: پس ملتانی اور اردو کا ایک بہت بڑا تعلق یہ بھی ہے کہ اردو کا ذخیرۂ الفاظ جن چشموں کا مرہون احسان ہے ملتانی زبان کا ذخیرہ الفاظ بھی انہی چشموں سے فیضیاب ہوا ہے۔ اکثر صورتوں میں ملتانی کے الفاظ زیادہ صاف اور سادہ ہیں اور ان کے معنی میں بھی نسبتاً زیادہ وسعت اور لطافت ہے۔

ہ اور س کا بدل : "سنسکرت(۱) اور فارسی زبان میں ہ اور س کا بدل ہو جاتا ہے مثلاً

سپت اور ہفت	سوری اور ہوریا
سندھو اور ہندو	سوما اور ہوما
ماس اور ماہ	دس اور دہ
سوم اور ہوم	

وغیرہ ہم معنی الفاظ میں س والے الفاظ سنسکرت زبان کے اور ہ والے فارسی زبان کے ہیں" یہی صورت ملتانی اور اردو میں ہے ۔ سنسکرت اور ہندی زبانوں سے آئے ہوئے اردو الفاظ کی س ملتانی میں ہ سے بدل جاتی ہے جیسے :

اردو	ملتانی
گھاس	گھاہ
جوانسہ	جوانہہ
کسمی	کہی
جیسا ۔ کیسا	جیہاں ۔ کیہاں
سانس	ساہ وغیرہ

ب اور و کا تبادلہ : اس کے علاوہ اردو کے ب سے شروع ہونے والے الفاظ ملتانی میں واو سے شروع ہوتے ہیں جیسے

۱۔ مقدمہ تاریخ ہند قدیم ۔ جلد اول ۔ مصنفہ اکبر شاہ خان نجیب آبادی مدینہ پریس بجنور ، جولائی ۱۹۳۳ء ص ۸۸

اردو	ملتانی
باٹ	واٹ
بس	وس
بادھا	وادھا
باڑی	واڑی

—وغیرہ—

ر اور ل ج اور گ د اور ڈ : ملتانی اور اردو میں ر اور ل کا، ج اور گ کا، د اور ڈ کا تبادلہ بھی ہوتا ہے۔ ان حروف کی آوازیں اردو کے اپنے الفاظ میں بھی بدلتی رہتی ہیں۔ جیسے بھیگنا اور بھیجنا میں بھاگنا اور بھاجنا میں یا دوپٹہ اور ڈوپٹہ میں۔

اردو کے دو لفظوں میں ڈ کی آواز : ڈوپٹا(۱) یا ڈوپٹہ میں ڈ کی آواز ملتانی لفظ ڈو بمعنی دو کی وجہ سے ہے۔ اسی طرح لفظ ڈیوٹ بمعنی چوبی چراغدان میں ڈ کی آواز ملتانی کے لفظ ڈیوا بمعنی دیا کی وجہ سے ہے۔

اردو اور ملتانی کے ان تعلقات کی وضاحت کے بعد ہم ایک مرتبہ پھر دونوں زبانوں کے ذخیرہ الفاظ کا جائزہ لیتے ہیں اور ذیل میں اردو کے ایسے الفاظ کی فہرست پیش کرتے ہیں جن میں جزوی طور پر ملتانی کے الفاظ ملے ہوئے ہیں :

۱- ملاحظہ ہو جامع اللغات از خواجہ عبدالحمید بی اے شائع کردہ جامع اللغات کمپنی لاہور ص ۱۳۵ و ۱۴۲ جلد سوم ۔ڈوپٹا ۔ ڈوپٹا ۔

اردو کے بعض الفاظ کا لسانی تجزیہ

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
۱-	اترنگ - تلنگ	ملتانی زبان میں تلونگ(۱) لکڑی کے اس گول کڑے یا چکر کو کہتے ہیں جس پر کنوئیں کی دیوار چنی جاتی ہے - یہ لفظ دو لفظوں سے مل کر بنا ہے تل ونگ - تل ملتانی اور اردو دونوں میں نیچے کے معنی دیتا ہے - ونگ ملتانی میں چوڑی یا کڑے کا نام ہے - اترنگ میں "ات" آتاں یا آنے کا مخفف ہے جو ملتانی میں سنسکرت سے آیا ہے - اس کے معنی اوپر کے ہیں - اترنگ وہ لکڑی کا چکر ہے جو کنوئیں کی دیوار کے اوپر رکھا جائے -
۲-	انوکھا	بلوچی زبان میں ایک دوسرے کی خیر خیریت پوچھتے ہوئے کہتے ہیں "نوکھا حال چنے؟" یعنی نیا تازہ حال کیا ہے - ملتانی زبان میں نوکھ اس

۱- ملاحظہ ہو جامع اللغات از خواجہ عبدالحمید بی اے شائع کردہ جامع اللغات کمپنی لاہور صفحہ ۱۲۰ - ان الفاظ کا مطالعہ لغت کی جن کتابوں سے کیا گیا ہے ان کی فہرست کے لیے ملاحظہ ہو کتابیات -

نمبرشمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		زمین کو کہتے ہیں جو بالکل نئی نئی زیر کاشت لائی گئی ہو۔
۳-	ادھر ۔ آدھر	دھر ملتانی زبان میں طرف یا سمت کے معنوں میں ایک علحدہ اور مستقل لفظ ہے جیسے ''میں دھر آ'' یعنی میری طرف آ۔ اردو میں قدیم میں بھی یہ علحدہ استعمال ہوتا تھا جیسے شیخ جنید ؎ کجا رفتند آں خوباں جنہاں کے نین تھے بانکے چناں بگذاشتند خانہ نہ پھر گھربار دھرجانکے ادھر آدھر میں ا اور آ، اِہ(۱) اور آہ یا ایں اور آوں کی مخفف صورت ہے جو اصل میں سنسکرت ہے۔
۴-	آس پاس برسے دلی پڑی ترسے	اس ضرب المثل میں لفظ ترسے قابل غور ہے۔ ترس کے معنی فارسی میں ڈر اور خوف کے ہیں اور اردو میں رحم کے۔ اس ضرب المثل میں اس کے معنی خواہشمند ہونے یا انتظار کرنے کے ہو سکتے ہیں۔ ملتانی زبان میں ترسا یا تسا کے معنی پیاسا ہیں اور تریہہ

۱- ملاحظہ ہو جامع اللغات از خواجہ عبدالحمید بی اے شائع کردہ جامع اللغات کمپنی لاہور صفحہ ۳۳۱۔

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		پیاس کو کہتے ہیں۔ نیز ترسن مصدر محرومی اور انتظار کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ دلی پڑی ترسے میں پڑی ان معنوں میں اردو میں بہت کم استعمال ہوتا ہے۔ ملتانی میں پٹی کے یہی معنی ہیں۔ اور یہ لفظ ان معنوں میں کثیرالاستعمال ہے۔
۵۔	باٹ ــ راستہ	ملتانی زبان میں واٹ راستہ کی بجائے براستہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جیسے میڈی واٹ آنویں یعنی میرے (گھر کے) راستے سے (ہو کر) آنا۔ انگریزی میں (via) کے یہی معنی ہیں۔
۶۔	بچا کُھچا	اس مرکب میں کُھچا قابل غور ہے جو باقی رہ گیا یعنی بچ گیا، وہ بچا ہوگیا اور جو کم ہوگیا اس کے لیے ملتانی میں کُھٹن مصدر ہے۔ جس سے کُھٹیٹا ماضی معطوفہ ہے۔ یہ سارا مرکب ملتانی میں اس طرح ادا ہوگا بچیا کُھٹیا۔ مگر اس کی سادہ اور سہل صورتیں اردو اور ملتانی دونوں میں بچا کُھچا اور بچی کُھچی ہیں۔

نمبرشمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
۷-	بڑے گھر کی جائی	پیدا کرنا یا جنم دینا کے لیے اردو میں مصدر جننا ہے اور ملتانی میں جاون۔ اس جملے میں جائی ملتانی کے جاون سے ہے جننا سے جنی ہوگا نہ کہ جائی۔
۸-	بٹا لگنا	اس محاورے میں بٹا اینٹ کا روڑا یا پتھر نہیں جو لگتا ہے بلکہ یہ ایک ملتانی لفظ ہے اور خاص رسم کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ وٹاون مصدر کے معنی ہیں بدل لینا۔ مبادلہ کرنا وٹا ملتانی زبان میں ایسے رشتہ کو کہتے ہیں جس میں ''عوض معاوضہ'' ہو یعنی دوسرے کی بیٹی یا بہن لے کر اپنی بہن یا بیٹی رشتے میں دینا۔ یہ رسم مفلس لوگوں میں ہوتی ہے کیونکہ یہ بچارے جہیز ادا نہیں کر سکتے۔ اب اگر کوئی امیر یا بزعم خود اونچی ذات کا شخص اپنے سے کمتر گھرانے میں وٹا کرے تو یہ اس کے لیے بہت معیوب اور بدنامی کی بات ہوگی۔ پس بٹا لگنا بمعنی بدنامی ہونا، رسوائی ہونا اسی رسم سے پیدا ہوا ہے۔

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
۹-	بگلا	ایک دریائی پرندے کا نام ہے جو سفید ہوتا ہے ۔ ملتانی زبان میں بگا سفید کو کہتے ہیں۔
۱۰-	بن	بن کے ایک معنی پتبہ یا روئی بھی ہیں ۔ ملتانی میں کپاس کے پودے کو ون واڑ کہتے ہیں۔ واڑ سے واڑی بنا۔ واڑی کے معنی خربوزوں کا کھیت ہے جو اردو میں باڑی ہے ۔ ب اور و کا ادل بدل ہے ۔
۱۱-	بھونچال	اس مرکب لفظ کا دوسرا جزو چال قابل ملاحظہ ہے ۔ یہ لفظ چلنا سے نہیں بلکہ ملتانی کے مصدر چُلن سے ہے جس معنی خفیف سی حرکت کرنا یا ہلنا کے ہیں ۔ یہ لفظ اردو کے ہلچل میں بھی موجود ہے اور وہاں بھی اس کے یہی معنی ہیں ۔ ملتانی میں چلن (حرکت کرنا) سے چولن (حرکت دینا) یا متحرک کرنا کے معنوں میں آتا ہے ۔ جس سے اس کا ایک مفہوم چھیڑنا بھی لیا جاتا ہے جیسے خواجہ فرید ؎ چیکاں مار کے پاون چکوی الڑے زخم نہ چول

نمبرشمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
۱۲-	پُنوایا	اس کے معنی ہیں برا بھلا کہلوانا۔ ملتانی میں برا بھلا کہنا کے معنوں میں پنن کا لفظ مستعمل ہے۔
۱۳-	تھڑا	ملتانی زبان میں ریگستانی علاقے کو تھل کہتے ہیں۔ جو سندھی میں تھر ہے تھل سے تھلا بنا جس کے معنے ٹیلے اور چبوترے کے ہیں یہاں ل اور ڑ کا ادل بدل ہے۔
۱۴-	ٹاپنا	ملتانی میں ٹپن ہے۔ جس کے معنی چھلانگ لگانا، کودنا اور اچھلنا ہیں۔ اردو میں اب صرف ٹاپ مستعمل ہے۔ پرانی اردو میں ٹپنا اور ٹپ جانا بھی استعمال ہونا تھا جیسے سید قریشی بلگرامی عجیب متوفی (۱۱۴۰ھ) اند کے ایڑ گز ز نم بہ سمند ٹیلۂ ہفت آسمان ٹپ جائے
۱۵-	ٹالی	بمعنی گھنٹی ملتانی زبان میں ٹلی ہے۔
۱۶-	ٹامک ٹوئیاں مارنا	بمعنی اندازہ کرنا۔ اٹکل پر چلنا وغیرہ۔ اس محاورے میں ٹامک ٹوئیاں اور مارنا دونوں قابل غور ہیں۔ مارنا ملتانی میں محاورے کے طور پر علحدہ

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		بھی استعمال ہوتا ہے۔ اور اس کے معنی سفر کرنا۔ سفر کی تکلیفیں برداشت کرنا وغیرہ ہیں۔ جیسے اوجھر مریندا آیا ہے۔ یعنی وہ جنگل کی تکلیفیں برداشت کرتا ہوا آیا ہے۔ مریندیں مریندیں کے معنی ہیں راستہ چلتے چلتے یا منزل پر منزل کاٹتے ہوئے۔ ٹوئی ملتانی میں چھوٹے گڑھے کو کہتے ہیں۔ ٹوئیاں اس کی جمع ہے۔ ٹبہ کے معنی ملتانی میں ٹیلہ کے ہیں ناہموار راستے کے لیے ملتانی میں ٹوئے ٹیکڑیں کا لفظ ہے۔ ناہموار راستے پر چلنا ٹوئے ٹیکڑیں مارن ہوگیا۔ ملتانی اور اردو کے ان دونوں محاوروں میں لفظی اور معنوی اشتراک ہے۔
۱۷-	ٹھیلا	ملتانی زبان میں ٹھلان مصدر کے معنی ہیں دریا کے بہاو کے ساتھ ساتھ خود بخود بہے چلے جانا۔ ٹھلان سے ٹھیلن بنا جس کے معنی ہیں دھکا دے کر متحرک کرنا۔
۱۸-	جنگ ٹوٹنا	بمعنی نا اتفاقی ہونا۔ ملتانی زبان میں جنگ بنھن بمعنی اتفاق کرنا بھی ایک محاورہ ہے اور جنگ تروڑن بھی۔

نمبرشمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
۱۹-	جت یا جٹ	اس کا معرب زط کیا گیا ہے اور لغات میں اس کے معنی یہ بتائے گئے ہیں کہ یہ ایک جنگجو قوم ہے جو جٹ کہلاتی ہے حالانکہ اصل یہ ہے - زط جٹ کا معرب نہیں بلکہ جت کا معرب ہے - جت ملتانی زبان میں شتربان کو کہتے ہیں - پرانے زمانے میں فوجی لوگ سب اونٹوں والے ہی تھے - جٹ جنگجو قوم نہیں بلکہ کاشتکار قوم ہے -
۲۰-	جھونپڑی / جھونپڑا	ان میں الف اور ی تذکیر اور تانیث کے ہیں - اصل لفظ جھونپڑ ہے - جو جُوہ پڑ سے مل کر بنا ہے - جوہ ملتانی میں مشترکہ چراگاہ کو کہتے ہیں اور پڑ ملتانی میں اس مدور جگہ کو کہتے ہیں جہاں مویشی کیلے سے بندھے رہتے ہیں پڑ اور بھی بہت سے معنوں میں استعمال ہوتا ہے مثلاً عارضی قیام گاہ دائرہ کھیل کا میدان وغیرہ - جُوہ پڑ وہ جگہ ہوئی جہاں عارضی طور پر رہائش بنا لی جائے یا جو عارضی چراگاہ کا کام دے - ملتانی میں جھونپڑی بغیر اعلان ن یعنی جھڑی ہے - جس

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		کا اسم مکبر جُھپڑ ہے خواجہ فرید کا مصرع ہے :
		جُوھِڑ جُوھِڑ گھُبکن مَیّاں
		یعنی جھونپڑی جھونپڑی سے چھاچھ بلونے کی آواز آ رہی ہے ۔
۲۱-	جولاھا ۔ جلاھا	پارچہ باف کو اردو میں جُلاھا یا جولاھا کہتے ہیں ۔ ملتانی میں اس کے لیے پاولی کا لفظ ہے ۔ پان ملتانی میں آٹے کی اس پتلی سی لئی کو کہتے ہیں جو پارچہ باف سوت کو لگا دیتے ہیں تاکہ تاکا ٹوٹنے نہ پائے ۔ اس سے لفظ پاولی بنا ۔ جنیول ملتانی زبان میں کپڑے کی وہ مقدار ہے جسے کاریگر کھڈی یا کرگھے پر ایک وقت میں بن سکے ۔ لین دین میں کپڑے کی پیمائش جنولوں سے کی جاتی ہے مثلاً جلاھا کہے گا کہ "اتنے سوت کی اتنی جنولیں تیار ہو سکتی ہیں" یا "آپ کو کتنی جنیول کپڑا درکار ہے ؟" وغیرہ ۔
۲۲-	چٹھی	ملتانی زبان میں چیٹھ کرنا کے معنی تاکید کرنا کے ہیں ۔ ممکن ہے چیٹھ کا تعلق چٹھی سے بھی ہو ۔

نمبرشمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
۲۳-	چکی جھونا	اس لفظ میں جھونا بمعنی گھمانا چلانا یا جاری کرنا استعمال ہوا ہے۔ ملتانی میں چکی کے علاوہ کُھو جھونا چرخہ جھونا وغیرہ بھی مستعمل ہیں۔
۲۴-	چنگھاڑنا	ہاتھی کی آواز کے لیے چنگھاڑنا کا لفظ ہے۔ ملتانی میں چنگھن کے معنی بوجھ یا درد کی وجہ سے لمبی آواز میں آونہ کرنا ہیں۔ ان معنوں میں اور ہاتھی کی آواز میں اشتراک ہے۔
۲۵-	چوٹ	بمعنی ضرب قواعد میں حاصل مصدر ہے مگر اس کا مصدر اردو کی بجائے ملتانی میں مستعمل ہے۔ ملتانی میں چُٹن کے معنی نشانہ لگانا کے ہیں اور اس سے کئی اور لفظ مثلاً چُٹیل (زخمی) چُٹک (زخم کا نشان) بھی بنائے گئے ہیں۔
۲۶-	چور لیک	اردو زبان میں خط کے لیے لکیر ہے۔ اور ملتانی میں لیکا اور لیک جو اس لفظ سے زیادہ قریب ہیں لیک لگن ملتانی کا محاورہ ہے جس کے معنی ہیں بدنامی لگنا۔
۲۷-	چُوڑھا	اس لفظ کے معنی ابتداً جلاد کے تھے۔ اب خاکروب ہے۔ ملتانی زبان میں چُڑھن ایک مصدر ہے۔ جس کے معنی

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		ہیں جکھ جکھ مرنا - چُوڑھا (بلاضم) ایسی حالت کو کہتے ہیں جو زندگی اور موت کے درمیان ہو اور زندگی کی کوئی امید باقی نہ ہو - چُوڑھا وہ شخص ہے جو چُڑھن کی کیفیت پیدا کر دے یعنی جلاد -
۲۸-	چھینی	لوہے کی وہ کیل جس سے سوراخ کرتے ہیں - ملتانی میں چھن اور چھنوکا سوراخ کے معنی نہیں آتے ہیں - دونوں کا ماخذ ایک ہی ہے -
۲۹-	دھواں دھار	دھوں (س دھوم) دھواں کا ملتانی تلفظ ہے - اندھیرا کتنا ہی کیوں نہ ہو اس کی دھار نہیں ہوتی - اندھیرے کے لیے ملتانی میں اندھارا اور آندھی کے لیے اندھارا ہے جب سخت آندھی آئے تو ملتانی میں کہتے ہیں دھوں اندھار ہوگیا ہے - یہ دھواں دھار اس دھوں اندھار سے زیادہ قریب معلوم ہوتا ہے -
۳۰-	دنگا فساد	دنگا اور فساد دونوں ہم معنی ہیں ملتانی میں دنگن کے معنی ہیں جوش

نمبرشمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		میں آ کر اچھلنا کودنا ۔ ھڑونگا کے معنی ھیں اونٹ کا اچھلنا کودنا ۔
۳۱-	دھال	ملتانی زبان میں ایک ایسے ناچ کا نام ھے جس میں دونوں پاوں یکے بعد دیگرے بیک وقت اچھالے جاتے ھیں ۔
۳۲-	روڑا	پتھر کا ٹکڑا ۔ اینٹ کا ٹکڑا ۔ ملتانی زبان میں رڑن ایک مصدر ھے جس کے معنی ھیں پک کر سخت ھو جانا ۔ جل جانا یا جھلس جانا ۔ دھوپ سے جلی ھوئی زمین کو رڑھی کہتے ھیں ۔ پتھریلی سخت زمین کو روھڑی کہتے ھیں اور پہاڑ کے لیے روہ کا لفظ ھے ۔ ممکن ھے ان لفظوں کے اشتقاق میں اشتراک ھو ۔
۳۳-	روھیلا ۔ رھیلہ	روہ والا ۔ روہ ملتانی میں پہاڑ کو کہتے ھیں ۔ رھیلا کے معنی ھوئے پہاڑی ۔ اصطلاحاً ظالم کو کہتے ھیں ۔
۳۴-	سیندھ	نقب ۔ ملتانی میں نقب کے لیے سَندھ کا لفظ ھے ۔ س حرف مثبت ھے اور ک حرف نفی ۔ سَندھ کے معنی نقب لگانا یعنی رکاوٹ دور کرنا کے ھیں ۔ اس کا

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		ضد کندھ ہے جس کے معنی دیوار کے ہیں۔ سندھن ایک مصدر بھی ہے جس کے معنی کڑواپن دور کرنا ہیں۔ حنظل کو چونے کے پانی میں سندھا جاتا ہے جس سے اس کا کڑواپن دور ہو جاتا ہے۔
۳۵۔	طویلے کی بلا بندر کے سر	بندر ملتانی زبان میں کھرلی (فارسی آخور) کو کہتے ہیں۔ اس ضرب المثل میں یہی معنی موزوں ہیں کہ بوذ نہ کے۔
۳۶۔	کوڑا کرکٹ	کوڑا کے معنی ملتانی میں جھوٹا کے ہیں۔ ٹوٹی پھوٹی چیز اور ناکارہ یا نکمی اشیا کو کوڑ کباڑ کا نام دیا جاتا ہے۔ کباڑ وہی ہے جو کباڑی کا جزو ہے۔ کیرن مصدر کے معنی ہیں خود بخود گرنا۔ کیرن کے معنی گرانا۔ کیری خاکستر ہے جو انگاروں پر سے خود بخود گرتی رہتی ہے۔ کُٹ ملتانی کے کُٹا کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں خس و خاشاک۔ لکڑی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے وغیرہ۔ اب یہ لفظ

نمبرشمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		۔کر کُٹ ہوگیا۔ یعنی گرا پڑا خس و خاشاک ۔
۳۷-	کاڑھنا	کاڑھن ملتانی میں دودھ کو جوش دینا یا ابالنا ہے کڑھائی ۔ وہ برتن ہے جس میں دودھ کو جوش دیا جاتا ہے ۔
۳۸-	کچکول	کچکول اور کشکول فارسی اور اردو دونوں میں مستعمل ہیں ۔ ککشے سنسکرت میں بغل کے معنی دیتا ہے ملتانی میں بقل کے معنی میں ' کچھ ' کا لفظ استعمال ہوتا ہے ۔ کولی ملتانی میں چھوٹی پیالی ہے اور کول بڑا پیالہ ۔ کچھکول وہ بڑا پیالہ ہوا جو بقل میں(۱) دبایا ہوا ہو ۔
۳۹-	کِلانا	تیز کرنا ۔ ملتانی میں کِلاون ہے ۔ نوک تیز ہوگئی تو یہ کِلی ہن گئی ۔ یا کلا بن گئی جو اردو میں کیلا ہے ۔
۴۰-	کُوچی	وہ چیز ہے جس سے برتن صاف کرتے ہیں یا جس سے دیواروں پر قلعی پھیرتے ہیں ۔ ملتانی میں کُوچن مصدر

۱- نیز ملاحظہ ہو پنجاب میں اردو ۔ حافظ محمود شیرانی شائع کردہ انجمن ترقی اردو لاہور ۔ صفحہ ۲۱۱ ۔

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
		ہے. جس کے معنی ہیں رگڑ رگڑ کر صاف کرنا ۔ سر کنڈے کے سخت پتوں سے ایک کُوچی بنا لیتے ہیں جسے سُروچا کہتے ہیں۔
۴۱۔	کھٹمل	پسو ۔(۱) احمد دین صاحب کہتے ہیں کہ "کھاٹ یا کھٹ کا مُل یعنی پہلوان ہے ۔ اور اس میدان میں اپنی شہ زوریوں سے ہمارے اور تمہارے خون کا پیاسا ہے ۔" ممکن ہے مُل بمعنی پہلوان اس لفظ کا جزو ہو لیکن یہ قرین قیاس نہیں ملتانی میں مَلّن مصدر کے معنی ہیں جگہ گھیرنا ۔ جگہ سے نہ ہلنا ۔ کھٹمل وہ چیز ہوئی جو کھٹ کو نہ چھوڑے کھٹ کو "ملے" رہے ۔
۴۲۔	لکنھجن	ایسا سرمہ جس کے لگانے سے آدمی دوسروں کی نظر سے چھپ جائے چھپنے کے لیے ملتانی میں لُکن ہے اور چھپانے کے لیے لُکاون ۔

۲۔ سرگذشت الفاظ ۔ احمد دین بی ۔ اے ۔ وکیل لاہور ۔ مطبع کریمی واقع لاہور ۔ بار اول ۔ صفحہ ۷۰ ۔

نمبر شمار	اردو کا لفظ یا محاورہ	تشریحی نوٹ
۴۳-	لوڑ	بمعنی ضرورت ملتانی میں لوڑھ ہے۔ مرکب میں یا فعل کی تصریف میں ھ حذف کر دی جاتی ہے جیسے اے شے میکوں لوڑیندی ہے۔ یعنی اس چیز کی مجھے ضرورت ہے۔
۴۴-	مٹھا پن	مٹھا بمعنی سُست ملتانی میں بھی مستعمل ہے۔
۴۵-	مڈھ	ملتانی میں منڈھ ہے۔ بمعنی بنیاد۔ شروع۔ تنا۔
۴۶-	موچی	بمعنی چار۔ اصل میں مو (بال) چی (چیدن سے) چننے والا فارسی لفظ ہے۔
۴۷-	نسوار	وہ چیز جو ناک میں داخل کی جائے۔ ناس ملتانی زبان میں ناک کے دو سوراخوں میں سے ہر ایک کو کہتے ہیں واڑن کے معنی داخل کرنا ہیں۔ نسوار اصل میں ناس واڑ ہے۔
۴۸-	نِکھٹو	نہ کمانے والا۔ کھٹن مصدر کے معنی ملتانی زبان میں کمانا کے ہیں اور گڑھا کھودنا کے بھی۔ کھٹو کماؤ کی فاعلی ترکیب ملتانی میں بھی رائج ہے۔
۴۹-	ہلڑ	ملتانی زبان میں ہُلن مصدر کے معنی ہیں مشہور ہونا۔ عام ہوجانا وغیرہ۔

ان الفاظ کے مطالعہ سے اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ اردو اور ہندی کے الفاظ اور ملتانی کے الفاظ اکثر صورتوں میں ایک ہی ماخذ سے آئے ہیں۔ ہماری لغت کی کتابیں ان الفاظ کو ہندی ظاہر کرتی ہیں۔ علامہ شیرانی کی رائے اس ضمن میں بہت صائب ہے۔

"یہ(۱) امر یاد رہے کہ یہ فرہنگ نگار جس چیز کو ہندی کہتے ہیں وہ نہ برجی ہے نہ پنجابی۔ نہ راجستانی اور نہ بنگالی و گجراتی۔ ہندی سے ان کی مراد یہی اردو ہے جو اس عہد کے مسلمانوں میں بالعموم رائج تھی....."

مشتق اور مرکب الفاظ

ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب نے قواعد اردو میں اس عنوان پر ایک علحدہ فصل قائم کی ہے۔ چونکہ الفاظ سازی میں مشتقات اور مرکبات بہت اہمیت رکھتے ہیں اس لیے ہم بھی ایک جدا باب قائم کر کے اردو اور ملتانی مرکبات کے قواعد کا تقابلی مطالعہ کریں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے جن اصولوں کا ذکر کیا ہے ہم انہیں نمبروار لکھیں گے۔

اسمائے کیفیت کے بنانے کے طریقے

۱۔ اسمائے کیفیت عام طور پر اس طرح بنتے ہیں:

(الف) اکثر افعال کے مادے علامت مصدر کے گر جانے کے بعد اسمائے کیفیت کا کام دیتے ہیں۔ مثلاً ہار جیت، پھیر، بول، روک ٹوک وغیرہ۔ بعض اوقات

۱۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی۔ انجمن ترقی اردو لاہور۔

۲۔ مطبوعہ کریمی پریس لاہور۔ صفحہ ۲۰۹۔

اعراب کو لمبا کر کے حروف علت کی شکل میں لے آتے ہیں جیسے چلنا سے چال ملنا سے میل وغیرہ۔

اس قاعدے میں اکثر جدید ہند آریائی زبانیں مشترک ہیں ملتانی بھی مستثنیٰ نہیں۔ اتنا ضرور ہے کہ ملتانی کہیں کہیں اپنا قاعدہ بھی جاری کر لیتی ہے مثلاً چلنا سے چال کے ساتھ چالا بھی ہے جس کے معنی رویہ لچھن اطوار وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ ٹالنا سے ٹال کے علاوہ ٹالا بھی ہے جس کے معنی در گزر کے ہیں۔

(ب) مادے کے آخر میں الف کے بڑھانے سے جیسے جھگڑا پھیرا چھاپا۔

یہ قاعدہ اردو اور ملتانی دونوں میں مشترک ہے۔

(ج) ن کے بڑھانے سے جیسے چلن مرن اترن کترن سوجن وغیرہ۔

ملتانی زبان میں چونکہ علامت مصدر ہی نون ہے۔ اس لیے یہ قاعدہ مستعمل نہیں اور ان الفاظ پر الف اور ب کے قواعد عائد ہوتے ہیں مثلاً کُترن سے کُتر — یا کُترا — سُجن سے سوج وغیرہ۔ مرن مصدر ہے مگر بطور اسم کیفیت بھی استعمال ہوتا ہے مگر اس سے زیادہ عام مرناں ہے۔

(د) بعض اوقات صفحات کے آگے نون بڑھانے سے اسمائے کیفیت بن جاتے ہیں جیسے اُنچان چوڑان لنبان وغیرہ

یہ قاعدہ ملتانی بھی ہے مگر اونچا سے اُنچان کے بجائے اُچا سے اُچائی ہے۔ لمبا سے لمبان پولھا (فراخ) سے پلھان وغیرہ۔

(ہ) فعل کے آگے ان کے اضافے سے جیسے اٹھان تکان اڑان ڈھلان

ملتانی میں یہ قاعدہ نہیں ہے۔ اٹھن سے اٹھا بمعنی ابھار

تھکن سے تھکیڑا آڈن سے آڈاری ڈھلن سے ڈھالا وغیرہ۔

(و) فعل کے مادے کے آگے نی یا وائی بڑھانے سے لیکن اس میں ہمیشہ اجرت یا مزدوری کے معنی پائے جاتے ہیں جیسے ڈھلائی چرائی پسوائی دھلائی سلائی رنگوائی

ملتانی زبان میں اس قاعدے میں تھوڑا سا اختلاف ہے۔ یہاں نی اور اس کے ساتھ اوی لگاتے ہیں جیسے چرائی ڈھلائی گھڑائی۔ گھڑاوی۔ دھواوی سواوی رنگاونی پھاوی چواوی ڈھاوی وغیرہ۔

(ن) اسم یا صفت کے بعد ائی یا ئی یا ی بڑھانے سے جیسے اچھائی برائی گولائی بڑائی چھوٹائی چوری ٹھگی ڈھٹی وغیرہ۔

ملتانی اور اردو اس قاعدے میں مشترک ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ملتانی میں حرف علت چھوٹا ہو کر اعراب کی شکل اختیار کر لیتا ہے جیسے گولائی کے بجائے گلائی چھوٹائی کے بجائے چھٹائی۔ لہندا اور پنجابی میں ایک ی حرف صحیح کے بعد زائد کر دیتے ہیں جیسے وڈا سے وڈیائی چنگا سے چنگیائی وغیرہ

(ح) ت یا تی بڑھانے سے جیسے بچت کھپت بھرتی بھیتی وغیرہ۔

یہ قاعدہ دونوں زبانوں مشترک ہے۔ فرق اتنا ہے کہ ت والے الفاظ میں حرف ثانی ملتانی میں مشدد ہو جاتا ہے جیسے بچت کھپت لبھت وغیرہ

(ط) ا ت کے جیسے بھلمنسات۔

ملتانی میں یہ قاعدہ نہیں ہے۔ بھلمنسات کے بجائے بھلیمنسائی کہتے ہیں۔

(ی) وٹ ھٹ اٹ بڑھانے سے جیسے گھبراھٹ بناوٹ رکاوٹ لکاوٹ وغیرہ۔

ملتانی زبان میں ٹ کی بجائے ت لاتے ہیں جیسے بناوٹ سناوت اکھاوت وغیرہ

(ک) بعض اوقات صفات کے آگے بھی علامت بڑھانے سے بھی اسمائے کیفیت بنتے ہیں جیسے چکناھٹ کڑواھٹ نیلاھٹ وغیر۔

یہ قاعدہ ملتانی میں نہیں ہے ۔ صفات سے مندرجہ بالا قاعدوں پر اسمائے کیفیت بنانے کے علاوہ پ زائد کرتے ہیں۔ سبیسے چنگا سے چنگپ تھندھا (چکنا) سے تھندھپ سونڑھاں سے سُنڑھپ وڈا سے وڈپ وغیرہ

(ل) آؤ کے اضافہ کرنے سے جیسے بچاؤ ۔ چڑھاؤ ۔ چھڑکاؤ ۔ جھکاؤ ۔ لگاؤ ۔ رکاؤ وغیرہ ۔

ملتانی زبان میں ؤ امر کی علامت ہے اس لیے اسمائے کیفیت الف پر ہی ختم ہوتے ہیں جیسے بچاء ۔ لگاء وغیرہ ۔ ان میں الف کی آواز کو قدرے لمبا کر دیتے ہیں۔ ہم نے الف کے بعد ایک ہمزہ بڑھا دیا ہے ۔ چھڑکاؤ کی بجائے ملتانی میں تُرکاء ہے ۔

(م) پا ۔ پن ۔ پنا اسم کے آگے بڑھانے سے جیسے بڑھاپا چھٹاپا مٹاپا لڑکپن بچپن شہد پن دیوانہ پن گنوار پنا چھٹپنا ۔

ملتانی زبان میں پا اور پنا ہیں پن مستعمل نہیں ۔ پنا کا بھی پنا ہے ۔ پا لگانے سے بعض الفاظ میں تھوڑی سی تبدیلی تلفظ بھی ہوجاتی ہے جیسے بڈھا سے بُڈھیپا ۔ رنڈرے سے رنڈیپا وغیرہ بچپن کی بجائے چُھرکی ہے ۔ پن والے الفاظ ملتانی میں نہیں ہیں بعض لفظوں میں پپ بھی لگاتے جیسے ھنڈن سے ھنڈیپ ۔

(ن) اسم یا فعل کے بعد ک لگانے سے جیسے ٹھنڈک بیٹھک

ملتانی زبان میں یہ قاعدہ مستعمل ہے جیسے آٹھک بیٹھک

لسکہ مُسک وغیرہ مگر ٹھنڈک کی بجائے ملتانی ٹھڈھ ہے۔

(س) کی جیسے چسکی

ملتانی میں بھی مستعمل ہے جیسے ڈسکی (ہچکی رونے کی) ہیڈکی (ہچکی۔ موت کی)

(ع) اس کے اضافے ہے جیسے پیاس کھٹاس وغیرہ

ملتانی زبان میں صرف مٹھاس ہے پیاس کی بجائے تریہہ اور کھٹاس کی جگہ کھٹائی بولتے ہیں۔

(ف) اپ جیسے ملاپ دونوں زبانوں میں مشترک ہے

(ص) پت جیسے سیان پت، کنوار پت، ملتانی زبان میں نہیں ہے صرف ایک لفظ چاپت (اردو اچاپت) مستعمل ہے جو چاون مصدر بمعنی اٹھانا سے ہے۔

(ق) نا جیسے چاندنا۔ ملتانی میں نہیں ہے۔ چاندنا لہندا اور پنجابی دونوں میں ہے ملتانی میں اس کی جگہ چاندنی بولتے ہیں۔ مذکورہ زبانوں میں بھی چاندنا چاند کی روشنی کی بجائے عام روشنی کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔

ملتانی میں نا کی جگہ لا لگاتے ہیں جیسے سوجھلا (روشنی) مگر لا چونکہ اسم فاعل کی علامت بھی ہے اس لیے اسمائے کیفیت بہت کم بنائے گئے ہیں

(ر) واس جیسے بکواس

ملتانی زبان ملتانی واس والا صرف یہی ایک لفظ بکواس ہے۔

(ش) وا جیسے بڑھاوا بلاوا دکھلاوا وغیرہ

اس قاعدے میں دونوں زبانیں مشترک ہیں اگرچہ ملتانی میں مندرجہ بالا الفاظ کی بجائے مختلف الفاظ ہیں جیسے بڑھاوا

کی بجائے وادھا بلاوا کی جگہ سڈا دکھاوا کی بجائے ڈکھاوا اور ڈکھالا وغیرہ وا والے ملتانی الفاظ یہ ہیں

ھلّن سے ھلاوا جُلن سے جُلاوا مِلن سے مِلاوا ورتن سے ورتاوا چُکاون سے چُکارا وغیرہ

(ت) یت جیسے اپنایت

ملتانی میں یت کی بجائے وت لگاتے ہیں جیسے پھسکا سے پھسکاوت ۔ سکا سے سکاوت وغیرہ ۔

ملتانی زبان میں ان کے علاوہ بھی کچھ صورتیں ہیں مثلاً رووَن سے رُواٹ چیکن سے چِکاٹ باکن سے بَکاٹ ہینگن سے ہنگاٹ وغیرہ

اٹ والے ان سب لفظوں میں آواز پائی جاتی ہے ۔ آواز کے مفہوم والے اسمائے کیفیت کار زائد کرنے سے بھی بنتے ہیں جیسے وجن سے وجکار کھسکن سے کھسکار شُوکن سے شکار ہوسکن سے دھرکار وغیرہ ۔

اردو کے للکار پکار ششکار بھی اسی قاعدے کے تحت ہیں ۔ ملتانی زبان کے لفظ سُرکار (کھجلی) میں آواز نہیں حرکت ہے ۔ سٹکار پھڑکار دنڑکار کھڑکار میں آواز اور حرکت دونوں ہیں ۔

ان کے علاوہ فارسی ترکیبیں مثلاً گی کا اضافہ ی یا ش یا یش یا اک وغیرہ بڑھانا دونوں زبانوں میں مشترک ہے ۔

اسم فاعل کی بناوٹ

۲- اسم فاعل مندرجہ ذیل علامات کے اضافے سے بنتا ہے :

الف ۔ والا جیسے رکھوالا گوالا وغیرہ

ب ۔ وال جیسے دوال رکھوال

ملتانی زبان میں یہ دونوں علامتیں مستعمل ہیں جیسے رکھوالا متوالا اور بھڈوال آلھوال گھڑوال وغیرہ

ج۔ ہار۔ ھارا۔ یا ان کی مختصر صورت آرا آر اور یار جیسے بنہار پسنہارا اور چار کمہار بنجارا بھٹیارا سنار لوہار وغیرہ۔

ملتانی اور اردو اس قاعدے میں مشترک ہیں۔ ملتانی کے الفاظ یہ ہیں:

لائی ہار ٹھٹھار سنارا کمہار وبجارا بنجارا بٹھارا لہار وغیرہ

(د) اری یا اڑی کے اضافے سے جیسے پجاری بھکاری کھلاڑی۔

ملتانی میں اڑی سے بہت کم لفظ بنائے گئے ہیں۔ اری زیادہ مستعمل ہے جیسے کھڈاری نلاری وغیرہ۔

(ہ) ایرا جیسے لٹیرا کمیرا سپیرا کسیرا وغیرہ

یہ قاعدہ دونوں زبانوں میں مشترک ہے۔

(و) الف سے جیسے بھڑبھونجا جوتا آچکا۔

اس میں دونوں زبانیں مشترک ہیں۔ اگرچہ بھڑبھونجا کے لیے ملتانی سے بھوگڑی ہے۔

(ز) یا سے جیسے گدریا دیوالیا نچنیا۔

ملتانی میں گدریا اور نچنیا نہیں ہیں۔ گدریا کی بجائے آجڑی (اجڑ بمعنی ریوڑ سے) اور نچنیا کی بجائے ناچاھیں۔ دیوالیہ کی بجائے ڈوالا ہے۔ مگر یا کا اضافہ کر کے اسم فاعل بنائے جاتے ہیں جیسے بکاون سے بکویا۔ گاون سے گویا وغیرہ۔

(ح) ھا سے جیسے چرواھا۔ یہ ملتانی میں مستعمل نہیں ہے۔ چرواھا کی جگہ چارو بولتے ہیں۔

(ط) وا سے جیسے مچھوا بھڑوا پٹوا

اس میں دونوں زبانوں کا اشتراک ہے ملتانی میں کراوں سے کراوا (کاردار) چڑھن یا چاڑھن سے چڑھووا (جو مختصر ہو کر چڑھوآ بمعنی دھوبی ہو گیا ہے) وغیرہ اسمائے فاعل بنائے گئے ہیں۔

(ی) اک سے جیسے لڑاک پیراک تیراک چالاک

ملتانی زبان میں بھی اک لگانے میں جیسے جھیڑا سے جھڑاک مگر حرف علت کی آواز کو چھوٹا کر کے اعراب کی شکل دے دیتے ہیں جیسے چالاک کی بجائے چلاک۔ تیراک اور پیراک ملتانی میں نہیں ہیں۔ ان کی بجائے تارا (تیرنے والا) مستعمل ہے۔

اس کے علاوہ ملتانی میں تذکیر کا الف اور تانیث کی ی بھی بڑھا دیتے ہیں۔ (چالاک مستثنیٰ ہے) نیز ایک اور علامت ھاکا بھی موجود ہے جیسے روون سے روون ھاکا (بمعنی روانسا)۔

(ک) تا سے جیسے داتا۔ یا رشتہ کو ظاہر کرنے کے لیے۔ پتا (یہ سنسکرت علامت ہے)۔

یہ قاعدہ ملتانی میں نہیں ہے۔ پنجابی اور لہندا میں موجود ہے جیسے منگنا یا مانگنا سے منگتا وغیرہ۔

(ل) کڑ جیسے بھلکڑ کودکڑ بھکڑ۔

ڑ ملتانی زبان میں تکبیر کی علامت ہے۔ لہذا کڑ سے اس زبان میں کوئی اسم فاعل نہیں بنتا۔ اس کی بجائے کار استعمال ہوتا ہے جیسے کھیڈن سے کھڈکار (کھلاڑی)۔

(م) و سے جیسے ڈاکو پٹھو۔

یہ حرف ملتانی زبان میں بہت زیادہ مستعمل ہے جب اور کوئی فاعلی علامت نہ ملے تو "و" ہی لگا دیتے ہیں اور اس پر ہمزہ زیادہ کرتے ہیں مثلاً آوں سے آؤ یعنی آنے والا ۔ پیتو ۔ پینے والا ۔ کھاؤ ۔ کھانے والا ۔ وِنجاؤ ۔ ضائع کرنے والا ۔ وِنجو ۔ جانے والا وغیرہ ۔۔

س ۔ رو جیسے لکھیرو (؟) کسیرو ۔

واو ملتانی زبان میں تصغیر کی علامت بھی ہے ۔ فاعلی علامت ایرا ہے جیسے لکھیرا (لکھنے والا) ۔ اس کے آگے الف کو حذف کر کے و زائد کر دی تو لکھیڑو ہوگیا (اسی طرح چھیڑو بجائے چھیڑا) رو ملتانی میں فاعلی علامت نہیں ہے ۔ فارسی علامتیں کار گر کار بر بان وان مند ور آور اور ترکی علامت چی وغیرہ ملتانی اور اردو دونوں میں مشترک ہیں ۔

اسمائے آلہ

۳ ۔ اسمائے آلہ فعل کے بعد ان علامات کے بڑھانے سے بنتے ہیں جیسے :

الف ۔ نی نا ن کے اضافے سے جیسے دھونکنی اوڑنی بیلن چھلنی بالنا ۔

اسم کے بعد ن بڑھانے سے جیسے دتون ۔

ب ۔ الف کے اضافے سے جیسے گھیرا ۔

ج ۔ یل کے اضافے سے جیسے نکیل ۔

د ۔ و کے اضافے سے جیسے جھاڑو ۔

ملتانی زبان میں بھی کم و بیش یہی علامتیں مستعمل ہیں ذیل کے اسمائے آلہ ملاحظہ ہوں :

پھوکنی - ویلن ڈھکن ڈندون - گھیرا چمٹا نکیل نکچونا سرمچو وغیرہ -

فارسی کی علامت ہ دونوں زبانوں میں مستعمل ہے -

اسمائے ظرف

۴- اسمائے ظرف اسم کے بعد ان علامات کے لگانے سے بنتا ہے :

الف - باڑی ، باڑہ ، واڑہ ، واری جیسے سید باڑہ ، امام باڑہ ، رسول باڑی ، پھلواری ، پھواڑہ وغیرہ -

ب - ستان جیسے راجستان ، ہندوستان -

ج - الا یا الی سے جیسے ہمالا ، شوالا وغیرہ -

د - ال یال سے جیسے سسرال ، ننھیال -

ہ - سال سالہ شالا سے ٹکسال ، گھڑ سال ، پاٹ شالا ، دھرم سال یا سالہ -

و - انہ جیسے سمدھیانہ ، سرھانہ -

ز - او جیسے پیاو ڈلاو ، پڑاو -

ح - دوار سے جیسے ہردوار -

ان علامتوں میں سے اکثر ملتانی زبان میں بھی مستعمل ہیں - اگرچہ اس زبان کا اپنا الگ ذخیرۂ علامات بھی ہے جس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے - ذیل کی علامتیں مشترک ہیں :

باڑہ جیسے امام باڑہ ، ستان جیسے راجستان ، واڑی جیسے پھلواڑی -

الا اور الی کی بجائے والا اور والی جیسے کبیر والا ، محمد والی وغیرہ - سال جیسے ٹکسال باقی علامتیں ملتانی میں مستعمل نہیں ہیں -

اسم کی تصغیر کی علامتیں

۵- اسم کی تصغیر ان علامات کے اضافے سے بنتی ہے:-

الف - جیسے ڈبیا ، لٹیا ، پُھڑیا وغیرہ - یہ علامت ملتانی میں نہیں ہے -

ب - ی معروف سے جیسے ٹوکری ، رسی ، شیشی -

ج - یا سے جیسے نبیا ، کھٹیا ، تلیا (تال سے) - یہ علامت ملتانی میں نہیں ہے -

د - وا سے جیسے مردوا ، جوروا ، بٹوا وغیرہ - یہ علامت ملتانی میں نہیں ہے -

ہ - ڑی ، ری اور ڑایا را سے جیسے دمڑی (دام سے) پلنگڑی ، چمڑا ، چمڑی ، گلیاری ، کھلڑی ، لنگر ، ٹکڑا ، ٹھیکر (ٹھیک سے) مکھڑا ، جیوڑا -

و - ایلا اولا سے جیسے ادھیلا ، بھگیلا ، کھٹولا ، نندولا ، سپولیا (ہندی سنپولا) بھنڈیلا ، گدیلا -

ز - ٹا یا وٹا سے جیسے ہرنوٹا ، چوٹا ، بامنٹا -

ح - نا سے جیسے بھتنا ، ڈھولنا -

ط - ک ہندی اور فارسی دونوں میں مشترک ہے جیسے ڈھولک ، مردک ، عینک ، طفلک وغیرہ -

ی - وڑ سے جیسے بندوڑ -

ان علامتوں میں الف وا اور یا کو چھوڑ کر باقی سب علامتیں ملتانی اور اردو میں مشترک ہیں - ملتانی زبان کے اپنے قاعدے بھی ہیں جن کا ذکر پیشتر ازیں کیا جا چکا ہے -

۶- ایسی صفات جو دوسرے الفاظ سے مشتق ہیں - ملتانی اور اردو دونوں میں تقریباً ایک جیسی ہیں جیسے

الف - ی کے اضافے سے شہری ، پہاڑی ، دیسی وغیرہ ۔

ب - الف کے بڑھانے سے جیسے جھوٹا (ملتانی کوڑا) میلا ، نیلا وغیرہ ۔

ج - اک سے جیسے لڑاک ، تیڑاک (ملتانی میں لڑاکا مذکر اور لڑاکل مونث ہے اسی طرح جھڑاکا مذکر اور جھڑاکل مونث ہے) ۔

د - ایلا سے جیسے پتھریلا ، شرمیلا ، رسیلا ، نکیلا ، کسیلا ، سجیلہ ، رنگیلا ، نشیلا، سریلا وغیرہ ۔

ایلا : اکیلا ، سوتیلا ، کسیلا ، غصیلا ۔

ایل ایل ل : دودھیل ، دیبل ، تندیل ، غصیل ، ڈڑھیل ، پائل ، گھائل ، بوجھل ۔

آلا : مٹیالا ، کوڑیالا ۔

ایرا - وڑ : چچیرا ، ممیرا ، کمیہرا ، ہنسوڑ ۔

الو : لجالو ، شرمالو ، جھگڑالو ۔

ان علامات میں سے صرف آخری علامت (الو) ملتانی زبان میں نہیں ہے - باقی سب کی سب مستعمل ہیں جیسے پتھریلا ، شرمیلا وغیرہ اکیلا کی بجائے کلہا سوتیلا کی بجائے مترایا ۔ کسیلا کی بجائے کسالا اور غصیلا کی بجائے غصیل مستعمل ہیں - ایل ایل اور ل والے الفاظ غصیل ڈڑھیل بٹیل (گپتی) ریشل (زخمی) پھٹل (زخمی) کوڑیل (غصے والا) ۔

آلا : مٹیالا ۔

ایرا یا ایر : ملویر (ماموں زاد) پھپھیہر (پھپھی زاد) ۔

وڑ : کڈھوڑ (کام چور) - پھٹوڑ (جس کا رنگ اڑ جائے) - گلھوڑ (باتونی) ۔

ی :- خوبی کے لیے حرف س کا استعمال اور عیب کے لیے ک کا استعمال دونوں زبانوں میں مشترک ہے جیسے

اردو : سڈول سپوت سپھل کپوت کڈھب کراہ۔

ملتانی: سُوہلا ، کُوہلا ، سونڑھاں ، کوڑھا ، سَوَلّا ، کُوڑا وغیرہ۔

مرکب

مرکب الفاظ کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک وہ جہاں ایک خاص حرف یا علامت یا لفظ دوسرے مختلف الفاظ کے ساتھ مل کر خاص معنی پیدا کرتا ہے۔ دوسرے وہ جبکہ دو مختلف اسم یا ایک اسم اور صفت یا اسم و فعل یا صفت و فعل مل کر ایک لفظ بن جاتا ہے۔

منفی معنوں کے سابقے

پہلی قسم میں دو مرکبات ہیں جن کے شروع میں حروف یا علامات آنے سے صفات کی نفی ہو جاتی ہے جیسے

الف سے اٹل اچھوت اچھوتا وغیرہ۔

ان سے ان پڑھ ، انجان ، ان مول ، ان پل وغیرہ۔

ن سے نڈر ، نہتا ، نکما وغیرہ۔

نر سے نراسا نرمل نرپل وغیرہ

بن سے بن سلا بن جتی (زمین)

ک یا کُ سے کڈھب کراہ کپوت وغیرہ۔

پر (بمعنی غیر۔ دوسرا) سے پردیس ، پرسال ، پڑتال ، پرلوک وغیرہ۔

ان علامات میں سے نر ملتانی زبان میں مستعمل نہیں باقی سب ہیں جیسے

الف سے اٹل الونا آسُوندھا وغیرہ ۔

ان سے ان چُک (نہ چوکنے والا) ان ڈٹھا (نہ دیکھا ہوا) ان سلیا (بن سلا) ۔

ن سے نڈر نہتا نکتا وغیرہ ۔

ن سے بن آکھے ، بن ڈٹھا وغیرہ (صرف افعال کے ساتھ لگتا ہے) ۔

ک سے کراہ کڈھنواں (کڈھب) وغیرہ ۔

فارسی اور عربی کے الفاظ کا استعمال دونوں زبانوں میں مشترک ہے ۔ اسی طرح فارسی اور عربی کے لاحقوں اوز سابقوں کا استعمال بھی دونوں زبانوں میں مشترک ہے ۔

اردو زبان میں جب دو مختلف لفظ مل کر ایک بن جاتے ہیں تو اس کی دو حالتیں ہیں ۔ اول بلحاظ ترکیب لفظی دوم بلحاظ معنی ۔ پہلی حالت کے مرکبات یہ ہیں :

مرکبات کی حالت بلحاظ ترکیب لفظی : الف ۔ دو لفظ مل کر اپنی اصلی حالت قائم رکھتے ہیں جیسے بھلا مانس ، ان داتا ، کرن پھول ، کارخانہ ، کار چوب ، گورا شاہی ، باگ ڈور ، دیا سلائی وغیرہ ۔ اس قسم کے ملتانی زبان کے مرکبات یہ ہیں :

بھلے مانس ، کارخانہ ، کرن پھل ، گورا شاہی ، چم چھتچڑ ، وال تروڑ ، منہ پھٹ ، منہ زور ، سینہ زور ، کم چور ، کن کویل ، ہل واہا وغیرہ ۔

ب ۔ الف محدودہ کا مد گر جاتا ہے جیسے ادہ کچرا ، ادہ منوا ، امرس ۔ ملتانی میں ان الفاظ میں مد نہیں ہوتی اس لیے یہ ویسے کے ویسے رہتے ہیں جیسے ادہ سویا ، ادہ گلیا ، ادہ مغزا ، امچور وغیرہ ۔

ج ۔ پہلے لفظ کے آخر کا الف گر جاتا ہے جیسے بڑپن ، بڑ دنتا ، بڑمنھا ، بھتیج بہو ، کپڑچھن ، کچ پیندیا ، کھٹمٹھا ۔

ملتانی زبان کے مرکبات میں بھی یہی اصول کار فرما ہے جیسے

کپڑ چھان ، کھٹمٹھا ، وڈ مونہا وغیرہ ۔

د ۔ بیچ کا حرف علت گر جاتا ہے جیسے پت جھڑ بن چکی پنکھٹ ۔ ہت پھیری ، ہت چھٹ ، مکن ٹوپ ، مچھیل ، پھلجھڑی وغیرہ ۔

ملتانی زبان میں مذکورہ الفاظ میں بیچ کا حرف علت ہوتا ہی نہیں ۔ اس لیے یہ مرکبات دونوں زبانوں میں ایک جیسے ہیں مثلاً :

ہتھکڑی ، کنٹوپ ، کنکوبل ، پھلجھڑی وغیرہ ۔

ہ ۔ بیچ اور آخر کے دونوں حرف علت گر جاتے ہیں جیسے گھڑ دوڑ ، گھڑ چڑھ ، گھڑ ناو ۔

ملتانی زبان اس اصول میں بھی اردو سے متفق ہے اس کے مرکبات یہ ہیں :

لچبال ، پھڈوال ، بکروال ، گوسائیں ، کمنگو ، سیوڑ (رزائی) یہ اصل میں سی ویڑھ ہے ۔ شکوٹ (جو اصل میں شاہ کوٹ ہے) مکوڑا ۔ منہ کوڑھا ، کڑتمان ۔ کوڑاتمہ کڑویلوں وغیرہ ۔

و - دونوں لفظوں میں حرف علت کا گرنا اردو میں بگڑنے اور ملتانی میں سوڑ سے ظاہر ہے۔

ز - جب پہلے لفظ کا حرف آخر اور دوسرے کا حرف اول ایک ہو تو ان میں سے ایک گر جاتا ہے جیسے کچالو جو اصل میں کچا آلو ہے۔

ح - اسم فاعل یا صفت یا اسم بنانے کی غرض سے آخر میں الف یا مونث کے لیے ی بڑھا دیتے ہیں جیسے چوبغلا کن رسیا ، لم ڈڑھیا ، ست لڑا ، ست ماسا ، کن پھٹا ، کن کٹا۔انگر کھا ، بڑمنھوا ، گٹھ کٹا ، بھڑ بھونجا وغیرہ۔

ملتانی کے مرکبات کی بھی یہی صورت ہے جیسے ست ماھا ست لڑا ، ست لڑی ، کن کپیا ، کن پاڑیا ، مرکھٹڑا (مونث مرکھٹڑی) ست بھرائی وغیرہ۔

ط - بعض اوقات دو لفظوں کے بیچ میں الف حرف نسبت زائد کر دیتے ہیں جیسے مٹیا محل ، ھیرا پھیری ، بیچا بیچ ، دھڑا دھڑ۔

ملتانی زبان میں بیچا بیچ نہیں ہے باقی مرکبات موجود ہیں۔ یہ غالباً فارسی کا اصول ہے جو سراسر پیاپے تگاپو وغیرہ میں بھی برتا گیا ہے۔

ی - بعض عجیب مرکبات یہ ہیں :

اردو	ملتانی
پھلیل لوچون بھتیجا بھانجا	پھلیل لوھجون بھتریجا - بھتینجا مسیر (ماسی کا لڑکا) پھپھیر - ملیر چھوڑ ویگل -

ک ۔ آنده کے معنی هندی میں ہو کے هیں ۔ اس سے جو مرکبات بنے هیں مثلاً چراند ، بساند ، سڑاند وغیرہ ۔ وہ ملتانی میں نہیں هیں ۔ ایسے الفاظ ملتانی میں ن پر ختم هوتے هیں جیسے هوان ترکان وغیرہ ۔

مرکبات تابع کی مختلف اقسام : الف ۔ تابع مفعولی : اس میں دوسرا جزو جو اسم فاعل یا فعل هوتا هے اور پہلا حالت مفعول میں دوسرا جزو پہلے کے تابع هوتا هے جیسے

اردو	ملتانی
کٹھ پتی بن گھٹ بن چکی امرس لکھ پتی بن چکی راجپوت کٹھ پتلی راجپوت سوت جلایا ۔	کٹھ پتلی کنٹوپ هتھکڑی بھتیج بہو کنٹوپ پت جھڑ گل پھلا کٹھالا وغیرہ

هتھکڑی وغیرہ

د ۔ تابع ظرفی جس میں پہلے لفظ کا تعلق دوسرے سے بلحاظ مقام کے هو جیسے گھڑ چڑھا سرگ باسی بن باسی بن مانس جل ککڑ اوپر والا وغیرہ (اردو) اور بوادھی بچاوھی تھلوچڑ جل ککڑ انووال جھکوڑی وغیرہ (ملتانی)

مرکبات ربطی مثلاً دھڑ دھڑ شرما شرمی (ملتانی شرمو کشرمی) آب و هوا (یا ملتانی کا زورو زوری) یا ایسے جن میں حرف ربط محذوف هوتا هے مثلاً بول چال دل گردہ جوڑ توڑ توڑ بھن تلپٹ گھر بار دم دلاسا وغیرہ ۔ دونوں زبانوں میں ایک هی قاعدے سے بنتے هیں اور بکثرت هیں ۔ ذیل کی چند مثالیں ملاحظہ هوں :

اردو	ملتانی
۱- دال روٹی - ان جل - خاک دول - جوتی پیزار - دم درود - دم خم	روٹی بھاجی - لون پانی - دال ساگ لڈپلان - دھوڑمٹی - جتی پزار دم درود - دم خم
۲- اجتماع ضدین :	
ہار جیت - کمتی بڑھتی سرپیر - دن رات - جوڑتوڑ برا بھلا	ہار جیت - گھٹ ودھ - سرپیر ڈینہہ رات - کالا بگا - جوڑتوڑ چنگا مندا - اچا جھکا
۳- لفظی مناسبت اور قافیہ کے لحاظ سے :	
دم خم - رونا دھونا - بھولا بسرا - تانا بانا - بھولا بھٹکا پاس پڑوس	دم خم - روون دھوون - بھل چک - جنج برات - توا پتروٹہ لمبا چوڑا - بھن ڈھا - آسیون پاسیون - انوں آنوں - آنیوں جانیوں - آمنے سامنے - منہ محابہ گالھ مہ ڑ - ڈٹھ ونڑٹھ وغیرہ
۴- مذکر کا مونث بنا کر بڑھا دیتے ہیں :	
دیکھا دیکھی	(یہ ملتانی میں نہیں ہے)
۵- مرادف الفاظ جیسے	
رونا جھینکنا - کھینچا تانی بھول چوک - دیکھ بھال چھان بین - سوچ وچار - بھلا چنگا - کاٹ چھانٹ روک ٹوک - بھولا بسرا	روپٹ - بھل چک - چھک چھیڑ ڈیکھ بھال - گولا بھولا - سوچ وچار - چنگا بھلا - کپ تروڑ بھن ڈھا - سکا سوڑا - روک ٹوک عیب ویار - جمیا جایا - سکا سڑیا مارمکا - مار دھاڑ - دھاڑ لوڑھ ڈھول ڈھمک وغیرہ -

توابع مہملہ

"ان الفاظ(۱) کے کچھ معنی نہیں ہوتے۔ لیکن بامعنی الفاظ کے ساتھ آ کر اس کے معنوں میں خاص کیفیت پیدا کر دیتے ہیں۔ بول چال میں ان کا کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ایک معی لفظ کو اس طرح دہرایا جاتا ہے کہ یا تو پہلا حرف گرا دیا جاتا ہے یا پہلے حرف کی بجائے کوئی دوسرا حرف قائم کر دیا جاتا ہے۔ یا درمیانی حرف علت میں کچھ تبدیلی کر دی جاتی ہے۔ اس سے شئے مذکور کے متعلقات و لوازم کا بیان مقصود ہوتا ہے مثلاً روٹی ووٹی یعنی روٹی اور اس کے ساتھ کی دوسری چیزیں یا ڈیرے ویرے وغیرہ۔"

سید انشاء کا اصول : سید انشاء اللہ خان نے مہمل الفاظ کے متعلق یہ اصول قائم کیا ہے کہ(۲) "ہندی کا مہمل ہو

۱۔ قواعد اردو۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق۔ انجمن ترقی اردو۔ اورنگ آباد (دکن) ص ۱۴۲۔

۲۔ دریائے لطافت۔ سید انشاء اللہ خان انشا۔ باہتمام و ترتیب انجمن ترقی اردو الناظر پریس واقع لکھنؤ۔ طبع اول ۱۹۱۶ء ص ۱۲۳۔

اصل عبارت یہ ہے:

"مہمل ہندی بہ تبدیل حرف اول ہر لفظ با معنی با واو باشد۔ مثل گھوڑا ووڑا اور لوٹا ووٹا اور آگ واگ اور گیہوں ویہوں اور چنا وِنا اور پانی وانی۔ و مہمل فارسی بہ تبدیل حرف مذکور در لفظ با معنی با میم ہے باشد مثل اسپ و فیل میل و اشتر مشتر..... و در مہمل پنجابی بجائے حرف اول الف می آید مانند کوٹھا اوٹھا۔ فیل ایل۔"

بامعنی لفظ کے حرف اول کو واو سے بدلنے سے بنتا ہے جیسے گھوڑا ووڑا - اور موٹا ووٹا اور آگ واگ اور گیہوں ویہوں اور چنا ونا اور پانی وانی اور فارسی کا مہمل لفظ بامعنی میں مذکورہ حرف کو میم سے بدلنے سے بنتا ہے جیسے اسپ مسپ و فیل میل و اشتر مشتر ..... اور پنجابی کے مہمل میں پہلے حرف کی بجائے الف آتا ہے جیسے کوٹھا اوٹھا - فیل ایل -،،

ملتانی زبان میں بامعنی لفظ کے حرف اول کو ش سے بدلتے ہیں جیسے

روٹی شوٹی پانی شانی سیر شیر وغیرہ کچھ مرکبات ایسے ہیں کہ ان کے اجزائے ثانی اب عام استعمال میں نہیں رہے - اس لیے غلطی سے ان کو بھی توابع مہملہ میں شمار کر لیا جاتا ہے جیسے روٹی ٹکی - روٹی مانی - پانی کانجی حلوا ماناں (مانہ) دیرہ دمامہ شوم شد وغیرہ - ان مرکبات میں ٹکی کانجی مانہ دمامہ اور شد مہمل نہیں بلکہ بامعنی الفاظ ہیں اور الفاظ ما قبل کے مرادف ہیں - حلوا مانہ میں مانہ اردو کا مانڈا ہے - اردو کے ایسے الفاظ جن کے آخر میں ڈا آتا ہے ملتانی میں ہ سے بولے جاتے ہیں جیسے اردو کا انڈا ملتانی میں آنہ ہے - ڈنڈا ڈنہ ہے سرکنڈا سرکاناں (کانہ) ہے - ڈنڈ (تاوان) ڈن ہے مانڈا مانہ ہے سانڈ سانھ ہے وغیرہ -

بعض اردو مرکبات: اردو مرکبات میں بھی اکثر الفاظ حقیقتاً بامعنی ہیں مگر انہیں غلطی سے مہمل کہا جاتا ہے جیسے مانگ تانگ ، گورا چٹا ، بھلا چنگا، بچا کھچا، میل کچیل، سودا سلف، چپ چپاتا، دن دھاڑے، ہلنا جلنا، برتن بھانڈا، موٹا چھوٹا وغیرہ میں لفظ ثانی ملتانی زبان میں بامعنی الفاظ ہیں اور علحدہ

علحدہ مستعمل ہیں ۔ بچا کھچا میں کھچا ملتانی کا کھٹیا ہے بمعنی کم ہو گا ۔ (کھٹن مصدر سے) کچیل بروزن میل کچن مصدر سے ہے جس کے معنی ہیں صاف کرنا کوچی اور سروچا میں یہی مصدر استعمال ہوا ہے ۔ سودا سلف میں سلفا تمباکو کو کہتے ہیں اور ملتانی زبان میں بکثرت مستعمل ہے ۔ باقی الفاظ کے اجزائے ثانی سے متعلق حافظ محمود شیرانی نے تفصیل سے بحث کی ہے جسے یہاں دہرانا تحصیل حاصل ہے(۱) ۔

۱۔ ملاحظہ ہو پنجاب میں اردو از حافظ محمود شیرانی شائع کردہ انجمن ترقی اردو لاہور ۔ ص ۸۱ تا ۸۳ ۔

پندرھواں باب

ملتانی زبان کی حقیقت

علامہ شیرانی کا نظریہ : ہمارے(۱) مورخ یہ امر فراموش کر جاتے ہیں کہ مسلمانوں کے تعلقات ہندوستان اور اہل ہند کے ساتھ پرتھی راج کی شکست اور فتح دھلی کے زمانہ سے شروع نہیں ہوئے بلکہ ان واقعات سے کئی صدی پیشتر سے ابتدا پاتے ہیں۔ وہ عربوں کی فتح سندھ و ملتان اور غزنوی خاندان کی فتح پنجاب کو مطلق فراموش کر جاتے ہیں۔ سندھ اور ملتان پر مسلمان پہلی صدی (ہجری) سے قابض تھے۔ پنجاب پر ان کا قبضہ معزالدین محمد سام کی آمد سے ایک سو ستر سال پہلے سے تھا۔ سندھ اور پنجاب میں ہندو مسلم اقوام سب سے پہلے ملتی جلتی ہیں اس لیے انہیں اگر ایک عام زبان کی ضرورت ہوئی تو ان ممالک میں پیش آئی ہوگی اور اردو کو ان ممالک میں وجود میں آنا چاہیے۔

"اصل(۲) یہ ہے کہ اردو کی داغ بیل اسی دن سے پڑنی شروع ہوگئی تھی جن دنوں سے مسلمانوں نے ہندوستان میں آ کر بطور وطن رہنا اختیار کر لیا تھا۔ ہمارے مصنفین کا ایک اورمزعومہ خیال یہ ہے کہ اردو برج بھاشا سے نکلی ہے۔ کوئی

۱۔ پنجاب میں اردو۔ حافظ محمود شیرانی۔ انجمن ترقی اردو اسلامیہ کالج لاہور مطبع کریمی لاہور ص ۲۷۔

۲۔ ایضاً ص ۲۶۔

اسے برج کی بیٹی بتاتا ہے اور کوئی اس کے دودھ سے کی اس پرورش کرتا ہے۔"

" واضع(۱) ہوتا ہے کہ ہندی اور ایرانی تمدن کا سنگھم سندھ و ملتان میں غزنوی عہد سے پیشتر ہو چکا تھا۔"

سید سلیمان ندوی کی رائے: " مسلمانوں(۲) کی عربی و فارسی سب سے پہلے ہندوستان کی جس زبان سے مخلوط ہوئی وہ سندھی اور ملتانی ہے۔ پھر پنجابی اور بعد ازیں دھلوی ..... سندھی پنجابی اور ملتانی آپس میں بالکل ملتی جلتی ہیں۔ تینوں میں بہت سے الفاظ کا اشترک ہے۔ تینوں میں عربی و فارسی لفظوں کا میل ہے۔ صرف صیغوں کے طریقے میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے۔ یہاں پر اس تاریخی غلط فہمی کا مٹانا ضروری ہے جس کی رو سے عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بولیاں موجودہ اردو کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ اردو ان ہی بولیوں کی ترقی یافتہ اور اصلاح شدہ شکل ہے یعنی جس کو ہم اردو کہتے ہیں اس کا آغاز ان ہی بولیوں میں عربی و فارسی کے میل سے ہوا۔ اور آگے چل کر دارالسلطنت کی بولی معیاری زبان بن کر تمام صوبوں میں پھیل گئی۔ علامہ بیرونی المتوفی ۴۳۰ھ جس نے ہندوستان میں شاید ملتان اور سندھ میں رہ کر کتاب الہند کا مسالہ تیار کیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں جس لہجہ اور طرز ادا میں ہندی الفاظ لکھے ہیں ان سے ماہرین ادب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ملتانی اور سندھی شکل میں ہیں۔"

---

۱ - پنجاب میں اردو - حافظ محمود شیرانی - انجمن ترقی اردو اسلامیہ کالج لاہور مطبع کریمی لاہور ص ۳۰ -

۲ - نقوش سلیمانی - سید سلیمان ندوی - دارالمصنفین اعظم گڑھ - ص ۳۴ تا ۳۵ -

پیر راشدی صاحب کا خیال : ''ابتدائی(۱) دور میں عراق و عرب سے ہزاروں خاندان سندھ میں آ کر بسے اور دیبل سے ملتان تک ان کی بستیوں، چھاونیاں اور نوابادیاں پھیلتی چلی گئیں۔ پھر ان علاقوں سے جو اب افغانستان اور سیستان میں داخل ہیں کثیر تعداد میں سپاہی اور کوہی شہری اور دیہی گروہوں کے آنے کا تانتا بندھ گیا۔ ان سے بھی بعید اقطاع کے لوگوں کی بڑے پیمانے پر ایک نقل مکانی وہ تھی جو یورش تا تار کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئی۔''

'' قدیم سندھی(۲) اور مغربی ہند کی بولیوں نے اسلامی زبانوں کا سب سے پہلے اثر قبول کیا اور کچھ شک نہیں کہ سندھ اور ملتانی ہی میں اردو زبان کا بیج پڑا ..... تاریخی طور پر بھی ابتدائی اردو کی بول چال کی زبان بن جانے کا سب سے قدیم اور پہلا ثبوت شیخ فریدالدین گنج شکر کا وہ مختصر مکالمہ ہے جو ان کے قریب العصر تذکرہ سیرالاولیا اور دوسری تاریخوں سے ہم تک پہنچا ہے۔ حضرت کی ولادت ۵۶۹ھ (۷۳-۱۱۷۳ء) ہے جب کہ مسلمانوں کا قبضہ سندھ و پنجاب سے آگے نہیں بڑھا تھا۔ ملتان کے ایک گاؤں کھوت وال میں پیدا ہوئے۔ ملتان ہی میں تعلیم و تربیت پائی۔ سندھ کے شہر اچ کی ایک مسجد جامع چاچ میں آپ کے قیام اور سخت مجاہدات کا تذکرہ آتا ہے۔ (اخبار الاخیار ص ۵۳ وغیرہ) خود ملتان جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے خاص ملک سندھ کے

۱۔ رسالہ اردو جلد ۳۰ نمبر ۲ بابت اپریل ۱۹۵۱ء - انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی - ص ۱۰ بحوالہ مضمون اردو زبان کا اصلی مولد سندھ از جناب سید حسام الدین صاحب راشدی۔

۲۔ ایضاً ص ۱۱۔

اسے برج کی بیٹی بتاتا ہے اور کوئی اس کے دودھ سے کی اس پرورش کرتا ہے۔"

" واضع(۱) ہوتا ہے کہ ہندی اور ایرانی تمدن کا سنگھم سندھ و ملتان میں غزنوی عہد سے پیشتر ہو چکا تھا۔"

سید سلیمان ندوی کی رائے: " مسلمانوں(۲) کی عربی و فارسی سب سے پہلے ہندوستان کی جس زبان سے مخلوط ہوئی وہ سندھی اور ملتانی ہے۔ پھر پنجابی اور بعد ازیں دھلوی ..... سندھی پنجابی اور ملتانی آپس میں بالکل ملتی جلتی ہیں۔ تینوں میں بہت سے الفاظ کا اشترک ہے۔ تینوں میں عربی و فارسی لفظوں کا میل ہے۔ صرف صیغوں کے طریقے میں تھوڑا تھوڑا فرق ہے۔ یہاں پر اس تاریخی غلط فہمی کا مٹانا ضروری ہے جس کی رو سے عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ بولیاں موجودہ اردو کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ موجودہ اردو ان ہی بولیوں کی ترقی یافتہ اور اصلاح شدہ شکل ہے یعنی جس کو ہم اردو کہتے ہیں اس کا آغاز ان ہی بولیوں میں عربی و فارسی کے میل سے ہوا۔ اور آگے چل کر دارالسلطنت کی بولی معیاری زبان بن کر تمام صوبوں میں پھیل گئی۔ علامہ بیرونی المتوفی ۴۳۰ھ جس نے ہندوستان میں شاید ملتان اور سندھ میں رہ کر کتاب الہند کا مسالہ تیار کیا ہے۔ اس نے اپنی کتاب میں جس لہجہ اور طرز ادا میں ہندی الفاظ لکھے ہیں ان سے ماہرین ادب نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ وہ ملتانی اور سندھی شکل میں ہیں۔"

---

۱ - پنجاب میں اردو - حافظ محمود شیرانی - انجمن ترقی اردو اسلامیہ کالج لاہور مطبع کریمی لاہور ص ۳۰ -

۲ - نقوش سلیمانی - سید سلیمان ندوی - دارالمصنفین اعظم گڑھ - ص ۳۴ تا ۳۵ -

پیر راشدی صاحب کا خیال : ''ابتدائی(۱) دور میں عراق و عرب سے ہزاروں خاندان سندھ میں آ کر بسے اور دیبل سے ملتان تک ان کی بستیوں، چھاونیاں اور نوابادیاں پھیلتی چلی گئیں۔ پھر ان علاقوں سے جو اب افغانستان اور سیستان میں داخل ہیں کثیر تعداد میں سپاہی اور کوہی شہری اور دیہی گروہوں کے آنے کا تانتا بندھ گیا۔ ان سے بھی بعید قطاع کے لوگوں کی بڑے پیمانے پر ایک نقل مکانی وہ تھی جو یورش تا تار کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوئی۔''

'' قدیم سندھی(۲) اور مغربی ہند کی بولیوں نے اسلامی زبانوں کا سب سے پہلے اثر قبول کیا اور کچھ شک نہیں کہ سندھ اور ملتانی ہی میں اردو زبان کا بیج پڑا ..... تاریخی طور پر بھی ابتدائی اردو کی بول چال کی زبان بن جانے کا سب سے قدیم اور پہلا ثبوت شیخ فریدالدین گنج شکر کا وہ مختصر مکالمہ ہے جو ان کے قریب العصر تذکرہ سیرالاولیا اور دوسری تاریخوں سے ہم تک پہنچا ہے۔ حضرت کی ولادت ۵۶۹ھ (۷۳-۱۱۷۴ء) ہے جب کہ مسلمانوں کا قبضہ سندھ و پنجاب سے آگے نہیں بڑھا تھا۔ ملتان کے ایک گاؤں کھوت وال میں پیدا ہوئے۔ ملتان ہی میں تعلیم و تربیت پائی۔ سندھ کے شہر اچ کی ایک مسجد جامع چاچ میں آپ کے قیام اور سخت مجاہدات کا تذکرہ آتا ہے۔ (اخبار الاخیار ص ۵۳ وغیرہ) خود ملتان جیسا کہ اہل علم کو معلوم ہے خاص ملک سندھ کے

۱ - رسالہ اردو جلد ۳۰ نمبر ۲ بابت اپریل ۱۹۵۱ء - انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی - ص ۱۰ بحوالہ مضمون اردو زبان کا اصلی مولد سندھ از جناب سید حسام الدین صاحب راشدی -

۲ - ایضاً ص ۱۱ -

صدر مقامات میں شامل تھا ۔ پنجاب میں اس کی شمولیت بہت بعد کا حادثہ ہے ۔ گنج شکر کے آخری ایام بھی نواح ملتان میں بسر ہوئے ۶۶۴ھ (تخ ۱۲۶۵ء) میں وفات پائی ۔''

ملتانی اور اچ کی علمی مرکزیت : '' مغربی پنجاب(۱) میں ملتان کے بعد اشاعت اسلام کا دوسرا بڑا مرکز اچ تھا ۔ جو پنجاب کے پانچ دریاؤں کے سنگھم (پنج ند) کے قریب ایک قدیمی قصبہ ہے ۔''

'' ۱۱۷۵ء میں محمد غوری(۲) نے حملہ کر کے ملتان کو قرامطیوں سے نجات دلائی تھی ۔ ان دنوں میں اچ جو اب ریاست بہاولپور میں ہے اسلامی علوم اور تبلیغ کا جنوب مغربی پنجاب میں بہت بڑا مرکز تھا ۔ اسی مقام پر فیروزی کالج تھا جس میں ۱۲۲۷ء میں مشہور مورخ منہاج سراج کا تقرر کیا گیا ۔ جو ناصر الدین قباچہ کے پسر علاوالدین بہرام شاہ کی فوجوں کا قاضی بھی تھا ۔''

'' سندھ(۳) اور ملتان کے بعد شمالی ہندوستان میں ہدایت کا سرچشمہ سب سے پہلے لاہور میں پھوٹا '' اس سے پیشتر لاہور بقول حضرت داتا گنج بخش صاحب یکے از مضافات ملتان تھا ۔ مرکز ثقل ملتان سے دھلی کی طرف منتقل ہوا ۔ تو سینکڑوں ہزاروں قبائل دھلی کی طرف نقل مکانی کر گئے اور

۱۔ آب کوثر ۔ شیخ محمد اکرام ایم اے شائع کردہ فیروز سنز کراچی لاہور پشاور بارسوم ۱۹۵۰ء ص ۳۰۹ ۔

۲۔ ایضاً ص ۸۴ ۔

۳۔ A Glossary of the Iribes and Costes of the Punjab and N.W.F.P. Page 286

اس طرح وادیٔ سندھ میں پیدا ہونے والی نئی زبان دارالسلطنت میں پہنچ گئی - جن قبائل نے دھلی میں یا اس کے گرد و نواح میں جا کر توطن اختیار کیا وہ اسی نئی بولی کے بولنے والے تھے - اور صدیوں سے وادیٔ سندھ میں رہتے چلے آرہے تھے -''

پروفیسر سینتی کمار چٹرجی کا بیان : تزکی (۱) اور ایران فاتحین کے جلو میں جو پنجابی مسلمان دھلی میں آئے ان کو دارالسلطنت میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے - کیونکہ وہ نئے دارالسلطنت میں اپنی بولی لائے اور ان کی بولی نے جو کہ دھلی کے شمالی اور شمال مغربی اضلاع کی بولیوں سے ملتی جلتی تھی یہاں کی زبان کو متاثر کیا اور یہ نئی زبان دارالخلافے کی کاروباری زبان بن گئی -''

ڈاکٹر سید محی الدین زور کی رائے : ''زبان اردو (۲) کا زبان پنجابی سے جتنا قدیم اور جتنا گہرا تعلق ہے اتنا کسی

۱- انڈو ایرین اور ہندی از پروفیسر سینتی کمار چٹرجی شائع کردہ ورنیکولر ریسرچ سوسائٹی گجرات ۱۹۳۲ء ص ۱۶۸ تا ۱۶۹ -
''It is likely that the Punjabi Muhammadans who came to Delhi as followers of the Turki and Persian conquerers had the greatest importance of all the Indian groups in the new capital. They brought their dialect to Delhi; and their dialect which agreed with those of the North and North West-Delhi in some important matters gave the tone and supplied some salient characteristics to the new verkehass prache so business speech came into being in the new capital city.''

۲- ماہنامہ سروش لاہور - شمارہ ۲۳ - ۲۴ مجریہ جولائی ۱۹۵۳ء - بحوالہ مضمون اردو اور پنجابی از ڈاکٹر سید محی الدین زور ایم - اے -

صدر مقامات میں شامل تھا ۔ پنجاب میں اس کی شمولیت بہت بعد کا حادثہ ہے ۔ گنج شکر کے آخری ایام بھی نواح ملتان میں بسر ہوئے ۶۶۴ھ (تخ ۱۲۶۵ء) میں وفات پائی ۔''

ملتانی اور اچ کی علمی مرکزیت : '' مغربی پنجاب(۱) میں ملتان کے بعد اشاعت اسلام کا دوسرا بڑا مرکز اچ تھا ۔ جو پنجاب کے پانچ دریاؤں کے سنگھم (پنج ند) کے قریب ایک قدیمی قصبہ ہے ۔''

'' ۱۱۷۵ء میں محمد غوری(۲) نے حملہ کر کے ملتان کو قرامطیوں سے نجات دلائی تھی ۔ ان دنوں میں اچ جو اب ریاست بہاولپور میں ہے اسلامی علوم اور تبلیغ کا جنوب مغربی پنجاب میں بہت بڑا مرکز تھا ۔ اسی مقام پر فیروزی کالج تھا جس میں ۱۲۲۷ء میں، مشہور مورخ منہاج سراج کا تقرر کیا گیا ۔ جو ناصر الدین قباچہ کے پسر علاوالدین بہرام شاہ کی فوجوں کا قاضی بھی تھا ۔''

'' سندھ(۳) اور ملتان کے بعد شمالی ہندوستان میں ہدایت کا سرچشمہ سب سے پہلے لاہور میں پھوٹا '' اس سے پیشتر لاہور بقول حضرت داتا گنج بخش صاحب یکے از مضافات ملتان تھا ۔ مرکز ثقل ملتان سے دھلی کی طرف منتقل ہوا ۔ تو سینکڑوں ہزاروں قبائل دھلی کی طرف نقل مکانی کر گئے اور

۱۔ آب کوثر ۔ شیخ محمد اکرام ایم اے شائع کردہ فیروز سنز کراچی لاہور پشاور بار سوم ۱۹۵۰ء ص ۳۰۹ ۔

۲۔ ایضاً ص ۸۴ ۔

۳۔ A Glossary of the Iribes and Costes of the Punjab and N.W.F.P. Page 286

اس طرح وادیٔ سندھ میں پیدا ہونے والی نئی زبان دارالسلطنت میں پہنچ گئی - جن قبائل نے دھلی میں یا اس کے گرد و نواح میں جا کر توطن اختیار کیا وہ اسی نئی بولی کے بولنے والے تھے - اور صدیوں سے وادیٔ سندھ میں رہتے چلے آ رہے تھے -''

پروفیسر سینتی کمار چٹرجی کا بیان : ترکی (۱) اور ایران فاتحین کے جلو میں جو پنجابی مسلمان دھلی میں آئے ان کو دارالسلطنت میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے - کیونکہ وہ نئے دارالسلطنت میں اپنی بولی لائے اور ان کی بولی نے جو کہ دھلی کے شمالی اور شمال مغربی اضلاع کی بولیوں سے ملتی جلتی تھی یہاں کی زبان کو متاثر کیا اور یہ نئی زبان دارالخلافے کی کاروباری زبان بن گئی -''

ڈاکٹر سید محی الدین زور کی رائے : ''زبان اردو (۲) کا زبان پنجابی سے جتنا قدیم اور جتنا گہرا تعلق ہے اتنا کسی

۱- انڈو ایرین اور ہندی از پروفیسر سینتی کمار چٹرجی شائع کردہ ورنیکولر ریسرچ سوسائٹی گجرات ۱۹۴۲ء ص ۱۶۸ تا ۱۶۹ -
''It is likely that the Punjabi Muhammadans who came to Delhi as followers of the Turki and Persian conquerers had the greatest importance of all the Indian groups in the new capital. They brought their dialect to Delhi; and their dialect which agreed with those of the North and North West-Delhi in some important matters gave the tone and supplied some salient characteristics to the new verkehass prache so business speech came into being in the new capital city.''

۲- ماہنامہ نقوش لاہور - شمارہ ۲۳ - ۲۴ مجریہ جولائی ۱۹۵۳ء - بحوالہ مضمون اردو اور پنجابی از ڈاکٹر سید محی الدین زور ایم - اے -

اور زبان سے نہیں ہے ۔ اردو دنیا کی ایک ایسی عجیب وغریب زبان ہے جو ہمیشہ غلط فہمیوں میں گھری رہی اور جس کو اپنوں اور بیگانوں نے اس کی بے تعصبی ہمہ گیری اور باہمہ اور بے ہمہ رہنے کے باوجود ہمیشہ نقصان پہنچانے ہی کی کوشش کی ۔ اس کی شکل و صورت ہر دور میں بہت سوں کو دھوکا دیتی رہی ہے ۔ اسی طرح اس کے آغاز و ارتقا کی نسبت بھی بڑے بڑے ادیب اور محقق اکثر بھول بھلیوں میں بھٹکتے رہے ہیں ۔ اور بعض اب تک بھی بھٹک رہے ہیں ۔ اس گمراہی کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی وجہ سے پنجابی زبان کے اس حصے کو ماننے کے لیے تیار نہیں ہوتے جو اس نے اردو کے بننے اور ترقی کرنے میں ادا کیا ..... بعض لوگ غلط فہمی یا مقامی تعصب کی وجہ سے اردو کو ہندی یا سندھی یا برج بھاشا یا کھڑی بولی کی بیٹی سمجھتے ہیں اور دوسروں کو بھی سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ حالانکہ یہ ایسی غلطی ہے کہ اس کو مان لینے کی وجہ سے ہر منزل پر نت نئی غلطیوں کو گوارا کر لینا پڑتا ہے اور یہ سلسلہ نامتناہی بن کر بلند پایہ صاحبان فضل و کمال کو بھی گمراہ کر دیتا ہے ..... جس زمانے میں اردو پنجاب میں بنی اس وقت پنجاب اور دوآبہ گنگ و جمن کی زبان میں بہت کم فرق تھا ۔ برج بھاشا کھڑی بولی اور جدید پنجابی زبانیں بعد کو عالم وجود میں آئیں ۔ چنانچہ میں نے اپنے مقالے میں اس نظریے کو شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا ۔ اس مقالہ کی تکمیل کے بعد راقم الحروف نے صوتیاتی نقطۂ نظر سے اس کی مزید توثیق کی اور اس سلسلے

میں جو علمی تحقیقات کی تھیں ان کو کتابی صورت میں ہندوستانی فونٹکس کے نام سے ۱۹۳۰ء میں پیرس میں شائع کیا۔ بعد میں اس نظریہ کی مزید وضاحت اور اہل اردو میں اشاعت کے لیے ایک اردو کتاب ہندوستانی لسانیات جو ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ غرض ۱۹۲۸ء کے بعد سے اہل اردو اور ماہرین لسانیات کے نقطۂ نظر میں تبدیلی پیدا ہوگئی اور اردو کے سرزمین پنجاب میں پیدا ہونے اور لسانیاتی نشو و نما حاصل کرنے کا نظریہ مستحکم اور مسلم الثبوت بن گیا۔"

چند مشترک امور: مندرجہ بالا اقتباسات اردو کے آغاز و ارتقا پر روشنی ڈالتے ہیں ان میں جو باتیں مشترک ہیں اور قطعی طور پر تسلیم شدہ ہیں یہ ہیں:-

۱- فارسی اور عربی کا اختلاط سب سے پہلے وادیٔ سندھ میں ہوا۔

۲- یہ اختلاط محمود غزنوی کی آمد سے پہلے تین سو سال کے اس عرصے میں ہو چکا تھا جس کی صحیح تاریخ ابھی تک منظر عام پر نہیں آئی اور جو اگر وقت کے لٹریچر کے ناپید ہو جانے کی وجہ سے عہد تاریک کہلانے کا مستحق ہے۔

۳- دہلی میں ایک نئی زبان پہنچی جو غالباً پنجاب میں پیدا ہوئی تھی۔ ان حقائق کے پہلو بہ پہلو ہم نے لسانی اور تاریخی دلائل سے جو بات ثابت کی ہے وہ یہ ہے:

ہمارا نظریہ

۱۰۔ وادیٔ سندھ میں عربی فارسی بلوچی ترکی وغیرہ زبانوں کے اختلاط سے جو نئی زبان پیدا ہوئی وہ یہی زبان تھی

جسے آج ہم ملتانی کہتے ہیں۔

۲- صوبہ ملتان ملک سندھ کا ترقی یافتہ صوبہ تھا۔ ۱۱۱ ہجری سے خود مختار بن گیا تھا اور یہاں کا تمدن ہندو مسلم اتحاد کی بے نظیر مثال تھی جیساً کہ عرب، سیاحوں نے شہادت دی ہے۔

۳- یہ نئی زبان جو وادیٔ سندھ کے شمالی اور ترقی یافتہ حصے میں تیار ہوئی یہاں سے چل کر لاہور پہنچی۔ چنانچہ ۱۰۲۵ ہجری اور اس سے پہلے کے لاہوری زبان کے نمونے ملتانی اثرات کی غمازی کرتے ہیں۔

۴- پنجاب میں اس نئی زبان پر پنجابی نے اثر ڈالا اور اس کی ہیئت اور بدل گئی اور یہ دو آتشہ زبان بن گئی۔

۵- یہ دو آتشہ زبان دھلی اور اس کے نواح میں پہنچی تو وہاں کی زبانوں نے اس پر اتنا اثر ڈالا کہ یہ ان بولیوں میں ضم ہو کر رہ گئی۔ اور ایک نئی زبان اردو کے نام سے عالم وجود میں آ گئی۔

کیا ملتانی محض ایک ملوان زبان ہے: ملتانی زبان سے متعلق ایک غلط فہمی یہ بھی پائی جاتی ہے کہ یہ زبان دوسری سرحدی بولیوں کی طرح محض ایک ملوان زبان ہے۔ اور اسے کوئی انفرادی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ ہم نے گذشتہ اوراق میں بدلائل ثابت کیا ہے کہ یہ زبان ایک مستقل زبان کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کا شمار صف اول کی ترقی پذیر زبانوں میں ہونا چاہیے۔ باقی رہا سوال اس کے مخلوط ہونے کا تو یہ کوئی عیب کی بات نہیں بلکہ ایک خوبی ہے۔ دنیا کی کوئی زبان ایسی نہیں جو بالکل خالص ہونے کا دعویٰ

کر سکتے بلکہ آج زبان کی ترقی کا معیار ہی یہ قرار پایا ہے کہ یہ دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے اندر سمو لینے یا جذب کر لینے کی خاصیت رکھتی ہو - یعنی وہ زبان جس میں لچک نہیں یا جو اپنے مقررہ اور ناقابل شکست اصول و قواعد کی سختی سے پابندی کرتی ہے ہمیشہ جامد و ساکن رہتی ہے اور زندہ زبان کہلانے کی مستحق نہیں -

اس کے برعکس ملتانی زبان کا خمیر ہی اس مہمان نواز مٹی سے اٹھایا گیا جس میں دوسروں کو اپنا لینے کی تاثیر بدرجہ اتم موجود تھی - یہ وہ سرزمین تھی جس نے بطیبخ کو پتی بنا دیا ، ہمدا کو ہمدیوں کر دیا اور ہوشناک کو آشناک بنا ڈالا - اور دوسری زبانوں کے الفاظ کو اپنے مزاج و لہجہ کے مطابق ڈھال کر اپنے سرمایہ علم کو وسیع کر ڈالا -

ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کی رائے ہے کہ

" مخلوط زبان(۱) سے مراد وہ زبان ہے جو دو زبانوں کے آپس میں گھل مل جانے سے ایک نئی صورت اختیار کر لے اور اس کا اطلاق ان دو زبانوں میں سے کسی پر بھی نہ ہو سکے جس سے مل کر وہ بنی ہو - اس کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے دو اجزا کو کیمیائی طور سے اس طرح ترکیب دی جائیں کہ وہ اپنی ہیئت تاثیر اور خاصیت میں ایک نئی چیز بن جائیں - اب اس کا اطلاق ان دو اجزا میں سے کسی پر بھی نہ ہو سکے گا ..... مخلوط زبان میں ہوتا یہ ہے کہ

۱ - خطبات حصہ دوم از ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی نمبر ۲۰۹ - شائع کردہ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی طبع اول ۱۹۴۴ء - صفحہ ۱۵۹ -

غیر زبان جو کسی قوم کو سیکھنی پڑتی ہے مخلوط نہیں ہوتی بلکہ اس کی اپنی زبان غیر زبان کے میل سے مخلوط ہو جاتی ہے۔"

بعینہ یہی حال مسلمانوں کے آنے کے بعد ہوا۔ فارسی زبان اپنے ملک میں تو عربی سے مخلوط ہوگئی مگر یہاں وادیٔ سندھ میں پہنچ کر اس نے مقامی بولیوں کو بالعموم اور ملتانی زبان کو بالخصوص متاثر کیا۔ یعنی صوبہ ملتان کی مقامی بولی عربی زدہ فارسی سے مخلوط ہو کر ایک نئی زبان کی شکل اختیار کر گئی اور کچھ عرصہ بعد ملتانی کے نام سے موسوم ہوئی۔

ملتانی زبان کی حقیقت : ملتانی زبان ہندو مسلم اتحاد کی اولین یادگار ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی قابل التفات ہے کہ یہ اپنے وطن سے چل کر لاہور اور پھر لاہور سے دہلی پہنچی۔ لاہور پہنچ کر اس نے پنجاب کی زبان کو اپنے رنگ میں رنگ دیا۔ (جیسا کہ دسویں صدی ہجری کے پنجابی کے نمونوں سے ظاہر ہے) مگر جب یہاں سے دہلی اور اس کے نواح میں پہنچی تو خود وہاں کی زبانوں کے سانچے میں ڈھل کر رہ گئی اور اردو کہلائی۔ چنانچہ دہلوی اردو اور دکنی اردو کا پنجابی کی نسبت ملتانی سے زیادہ قرب اور اشتراک اس نظریئے کو قطعی طور پر ثابت کرتا ہے۔

۱۱۹۳ء غوری عہد میں فتح ترائن کا سال ہے جو ہجری حساب سے ۵۸۸ ہوتا ہے۔ لاہور کو محمد غوری نے ۵۸۲ میں فتح کر لیا تھا۔ سلطان التمش نے ۶۱۴ ہجری میں ناصر الدین قباچہ کو شکست دے کر پنجاب کو دہلی سے ملا دیا تھا اور اس طرح لاہور اور دہلی کا تعلق قائم ہوگیا۔

مگر زبان نے دھلی کی طرف اس وقت تک کوچ نہیں کیا جب تک پنجاب کے صوبہ دار غازی ملک نے ۷۲۰ھ میں غیاث الدین تغلق کے نام سے دھلی کے تخت پر قبضہ نہ کرلیا یا ۸۱۷ھ میں پنجاب کے حاکم خضر خان نے دولت خان سے دھلی نہ لے لی۔ پس وہ زبان جو صوبہ ملتان اور وادیٔ سندھ میں ۱۱۱ ہجری سے تیار ہونا شروع ہوئی تھی ۸۸۷ ہجری میں لاھور پہنچی۔ اور ۷۲۰ ہجری سے ۸۱۷ ہجری کے درمیان میں دھلی کی طرف کوچ کر گئی۔ منسلکہ نقشے میں اس زبان کے وطن چھوڑنے کو ظاھر کیا گیا ھے :۔

اردو کا پنجابی پن : اردو کے پنجابی پن سے متعلق علامہ شیرانی سے پہلے پنڈت برج موھن کیفی اپنی کتاب کیفیہ میں اور سرخوش صاحب مصنف اعجاز سخن اشارہ کر چکے تھے مگر شیرانی صاحب پہلے مورخ ھیں جنھوں نے زبان کے قواعد اور خصائص کے اشتراک کو سامنے رکھ کر اردو پر پنجاب کے اولین اثرات کا سراغ لگایا ھے ''پنجاب میں اردو''(۱) کا رد عمل ایک دوسری صورت میں بھی ظاھر ھوا۔ مختلف صوبوں میں ایک جوابی عصبیت نمودار ھوئی۔ دکن میں اردو گجرات میں اردو بہار میں اردو کی طرح کے عنوان اس کا پتا دیتے ھیں۔''

شیرانی کا نظریہ یہ ھے کہ(۲) '' عربوں کے بعد شمال کی

۱۔ رسالہ اردو جلد ۲۶ نمبر ۴ ۔ انجمن ترقی اردو (ھند) کا سہ ماھی رسالہ : شائع کردہ انجمن ترقی اردو (ھند) دھلی ۔ بابت اکتوبر ۱۹۴۶ء ۔ صفحہ ۴۲۷ بحوالہ مضمون پروفیسر شیرانی کا علمی اور تحقیقی کام از ڈاکٹر سید محمد عبداللہ صاحب ۔

۲۔ ایضاً ۔ صفحہ ۴۲۶ ۔

جانب سے مسلمان حملہ آوروں نے سب سے پہلے پنجاب کو اپنا مرکز بنایا ۔ اس بنا پر اردو زبان کا پہلا گہوارہ پنجاب ہی ہونا چاہیے اور یہی شیرانی صاحب کی تحقیق ہے ۔ اس کے ابتدائی نقوش پنجاب ہی میں قائم ہوئے ۔ اس کے بعد جب فاتحین کی فوجیں دہلی کی طرف بڑھیں تو وہ اپنے ساتھ پنجاب سے ایک ایسی زبان لے گئیں جو مخلوط قسم کی تھی ۔ یہ زبان دہلی سے ہندوستان کے گوشے گوشے میں پھیلی اور ہر جگہ مختلف ناموں سے پکاری گئی ۔ کہیں دکنی ، کہیں گجراتی ، کہیں دہلوی کہلائی مگر شیرانی صاحب کے بقول یہ یاد رہے کہ

"اردو دہلی کی قدیم زبان نہیں ہے ۔ بلکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ دہلی میں جاتی ہے ..... جس زبان سے اردو ترقی پاتی رہی وہ نہ برج ہے نہ ہریانی نہ قنوجی بلکہ وہ زبان ہے جو صرف دہلی اور میرٹھ کے علاقوں میں بولی جاتی تھی ۔"

شیرانی کے نظریے سے اختلاف اور اتفاق : ہمیں نظریۂ شیرانی سے اختلاف بھی ہے ۔ اور اتفاق بھی ۔ اختلاف اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے 'عربوں کے بعد' شمال کی جانب سے مسلمان حملہ آوروں نے سب سے پہلے پنجاب کو اپنا مرکز بنایا" کی بنا پر تحقیق کی ہے اور اس سے پیشتر کے تین سوا تین سو سال کی تاریخ کو نظر انداز کر دیا ہے ۔ حالانکہ یہی وہ زمانہ ہے جس میں وادیٔ سندھ میں عربوں اور سندھیوں کے اختلاط سے ایک نئی زبان عالم وجود میں آئی ۔ ہمارا آپ کے نظریے سے اتفاق ان امور میں ہے جو آپ نے اپنے مقالے کے

تاریخی اور لسانی پہلو پر بحث کرتے ہوئے بیان فرمائے ہیں حقیقت صرف اس قدر ہے (جیسا کہ پیشتر ازیں عرض کیا جا چکا ہے) کہ اردو زبان کسی زبان کی نہ بگڑی ہوئی صورت ہے اور نہ کسی زبان کی پیداوار ہے۔ اس میں جدید ہند آریائی زبانوں میں سے تقریباً ہر ایک کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہر شخص اس زبان کو اپنی زبان سمجھ رہا ہے۔ ملتانی زبان کے اردو سے تعلق پر ہم نے شرح و بسط سے تفصیل دی ہے اسے ایک بار پھر دہراتے ہیں کہ ہم اس بات کے قائل نہیں کہ ملتانی اردو کی ماں ہے یا اردو ملتانی سے نکلی ہے بلکہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی آمد سے دو قوموں میں سب سے پہلے اختلاط وادیٔ سندھ میں ہوا۔ اور محمود غزنوی کی آمد سے پہلے کے تین سو سالوں میں ملتانی زبان معرض وجود میں آ چکی تھی۔ محمود غزنوی اور مابعد کے فاتحین کے عساکر یہی زبان لے کر لاہور اور پھر لاہور سے دہلی پہنچے چنانچہ دہلی اور اس کے نواح کی زبانوں پر پنجابی کے اور پنجابی پر ملتانی کے اثرات نہایت واضح اور نمایاں ہیں۔

ڈاکٹر سید مسعود حسین خان صاحب(۱) نظریہ شیرانی پر تنقید کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ہندوستان کی جدید آریائی زبانوں کی پیدائش کے سلسلے میں ہر قسم کا مطالعہ اور تنقید

۱۔ رسالہ اردو جلد ۲۶ نمبر ۴ انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی کا سہ ماہی رسالہ شائع کردہ انجمن ترقی اردو ہند (دہلی) بابت اکتوبر ۱۹۴۶ء۔ ص ۴۴ بحوالہ مضمون اردو کی ابتلا سے متعلق پروفیسر محمود شیرانی کے لسانی نظریے پر تنقید از جناب ڈاکٹر مسعود حسین خان صاحب استاد مسلم یونیورسٹی علی گڑھ۔

بے سود ثابت ہو گی جب تک کہ

۱ - ہند آریائی زبان کے ارتقاء کی نشان دہی عہد قدیم سے نہ کی جائے بالخصوص عہد اپ بھرنش کی ادبیات کا لسانی جائزہ از بس ضروری ہے ۔

۲ - جب تک کہ تقابلی مطالعہ تمام ہمسایہ بولیوں سے نہ کیا جائے ؟

ہم نے اس مقالے میں ان دونوں باتوں کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے اور اپنے موضوع کے دونوں حصوں کو مربوط کرنے کی کوشش کی ہے ہمارے موضوع کا پہلا حصہ تھا ملتانی زبان ۔ اس پر ممکن الحصول مسالے کی مدد سے روشنی ڈالی گئی ہے ۔ اور اس کا تقابلی مطالعہ تمام ہمسایہ زبانوں سے کیا گیا ہے ۔ ہمارے موضوع کا دوسرا حصہ تھا ۔ اس کا اردو سے تعلق ۔ اس کو ہم نے حقیقت کے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ اور عصبیت یا غلو سے کام لے کر اردو زبان کی تحقیر اور ملتانی کی توقیر ثابت کرنے کی فضول کوشش نہیں کی ۔ غیرجانب داری سے کام لیا جائے تو یہ صاف ظاہر ہے کہ ملتانی زبان جدید زبانوں میں سب سے قدیم زبان ہے اور مستقل حیثیت کی مالک ہے ۔ اور اردو سے اس کا تعلق اصول و قواعد کے لحاظ سے اور تقدیم اور تاخیر کے لحاظ سے بہت گہرا ہے جو کسی صورت میں بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا ۔

آخر میں ہم " آب کوثر " کی ایک عبارت نقل کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے زمانے میں بھی ملتانی زبان کو کافی اہمیت حاصل تھی اور اس کا سیکھنا ضروری خیال کیا جاتا تھا ۔ ملاحظہ ہو :

"بغداد(۱) ہرات تبریز بلخ سے ہوتے ہوئے حضرت خواجہ غزنی کے راستے ہندوستان آئے اور پہلے لاہور پہنچے۔ مشہور ہے کہ یہاں آپ نے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر چلہ کشی کی۔ لاہور سے (بقول بعض تذکرہ نگاراں) آپ ملتان تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے طویل قیام کر کے ہندوستانی زبان میں مہارت تامہ حاصل کی۔ اس کے بعد آپ دہلی آئے اور تھوڑا عرصہ یہاں قیام کر کے اجمیر کا رخ کیا جو ابتدا میں اجمیر و دہلی کے راجہ کا دارالخلافہ اور دہلی سے بھی زیادہ اہم مقام تھا۔"

یہ "ہندوستانی زبان" جس میں "مہارت تامہ" حاصل کرنے کے لیے "ملتان" میں "طویل قیام" کیا گیا۔ ملتان کی علاقائی زبان ہی ہو سکتی ہے۔ کوئی دوسری بولی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ملتان کسی دوسری ملکی بولی کا کبھی مرکز نہیں رہا۔

۱۔ آب کوثر۔ شیخ محمد اکرام ایم اے۔ فیروز سنز لاہور ۱۹۵۲ء ایڈیشن ص ۲۲۵۔

پئے ابر کرم تحفہ ہے شرم نا رسائی کا!
بخوں غلطیدۂ صد رنگ دعویٰ پارسائی کا!
زکوٰۃ حُسن دے اے جلوۂ بینش! کہ مہر آسا!
چراغ خانہ درویش ہو، کاسہ گدائی کا!!
(غالب)

کتابیات

تاریخ

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
۱	۱	آب کوثر مصنفہ محمد اکرام ایم اے - پبلشرز فیروز سنز لاہور ، بار سوم ۱۹۵۲ء
۲	۲	آئین اکبری - ابوالفضل - مطبع منشی نولکشور (لکھنؤ) جلد اول ، دوم ، سوم اگست ۱۸۶۹ء (ف ت الف ۱ - ۲ - ۳ پبلک لائبریری)
۵	۳	تاریخ اسلام شائع کردہ دارالمصنفین اعظم گڑھ مطبوعہ مطبع معارف اعظم گڑھ -
۶	۴	تاریخ اسلام مصنفہ عبدالرحمن شوق امرتسری شائع کردہ ملک دین محمد اینڈ سنز - اشاعت منزل - لاہور - الہارواں ایڈیشن ، مئی ۱۹۵۳ء
۷	۵	تاریخ بلوچیاں از غلام رسول کرائی ، مطبوعہ روز بازار الیکٹرک پریس گھنٹہ گھر ہال بازار - امرتسر
۸	۶	تاریخ سندھ از ابو ظفر ندوی سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۱۷ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۴۷ء
۹	-	تاریخ فرشتہ (اردو ترجمہ) جلد دوم - مطبع نامی گرامی منشی نولکشور لکھنؤ - ستمبر ۱۹۱۴ء
۱۰	۸	تواریخ ڈیرہ غازی خان - از حکم چند اکسٹرا اسسٹنٹ مہتمم بندوبست - وکٹوریہ پریس - لاہور ۱۸۷۵ء
۱۱	۹	تاریخ فیروز شاہی (فارسی) قاضی منہاج سراج - مطبع منشی نولکشور آگرہ -
۱۲	۱۰	تواریخ ملتان از مہتمم بندوبست - وکٹوریہ پریس لاہور ۱۸۷۶ء

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
۱۳	۱۱	حدیقۃ الاسرار از مولوی امام بخش - دین محمدی الیکٹرک پریس سرکلر روڈ - اکبری دروازہ - لاہور
۱۴	۱۲	سرزمین ملتان از نور احمد فریدی - قصرالادب جگووالا ملتان ۱۹۴۰ء
۱۵	۱۳	صبح صادق - سلسلہ عزیزیہ نمبر ۲۱ از عزیز الرحمن طبع ثانی عزیزالمطابع الیکٹرک پریس بہاولپور ۱۹۴۳ء
۱۶	۱۴	کبیر صاحب از پنڈت موہن لال زتشی ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد یو پی - ۱۹۳۰ء پہلا اڈیشن متروا پریس الہ آباد -
۱۷	۱۵	کشف المحجوب (اردو) داتا گنج بخش - دین محمدی پریس ملک دین محمد اینڈ سنز کشمیری بازار - لاہور
۱۸	۱۶	گورونانک دیوجی کی سوانعمری از لالہ دیا رام ساکن کوٹ پنڈی داس - مطبوعہ پرکاش سٹیم پریس - لاہور ۱۹۰۹ء
۱۹	۱۷	گوسائیں تلسی داس از بابو شیو برت لال ورمن ایم اے بھارت لٹریچر کمپنی لاہور دفعہ اول
۲۰	۱۸	مرأۃ السلاطین ترجمہ سیرالمتاخرین مترجم گوکل پرشاد - مطبوعہ نولکشور پریس - لکھنؤ ۱۸۷۱ء
۲۱	۱۹	مرقع ملتان از سید محمد اولاد علی گیلانی ایم اے
۲۲	۲۰	مقدمہ تاریخ ہند قدیم جلد اول از اکبر شاہ نجیب آبادی - مدینہ پریس بجنور جولائی ۱۹۳۳ء
۲۳	۲۱	ہندوستان کی کہانی - عبدالسلام ندوی مطبوعہ ۱۹۳۸ء ۱۳۵۷ھ

تاریخ ادبیات

۲۴	۱	آب حیات از محمد حسین آزاد - شیخ مبارک علی تاجر کتب اندرون لوہاری دروازہ لاہور - بار سیزدھم
۲۵	۲	ادبیات سرحد جلد سوم (اردو ادب) فارغ بخاری - نیا مکتبہ پشاور محلہ خدا داد - انشا پریس لاہور بار اول

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
۲۶	۳	آریائی زبانیں از سدھیشور ورما ۔ سب رس کتاب گھر خیریت آباد حیدر آباد ۔ مطبوعہ اعظم سٹیم پریس ۔ حیدر آباد دکن ۱۹۳۲ء
۲۷	۴	اردو شہ پارے از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ۔ مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن ۱۹۲۶ء
۲۸	۵	اردو زبان اور اس کا رسم الخط ۔ پبلک لائبریری ملتان نمبر ۱۸ ق الف
۲۹	۶	اردو کے اسالیب بیان از ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور ۔ سب رس کتاب گھر ۔ حیدرآباد دکن ۱۹۴۹ء
۳۰	۷	اردو کی نشو و نما میں صوفیائے کرام کا کام از ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی تیسرا ایڈیشن ۱۹۵۳ء
۳۱	۸	اردوئے قدیم از سید شمس اللہ قادری ۔ مطبوعہ تاج پریس پہلا اڈیشن ۔ مکتبہ معین الادب موہن لال روڈ لاہور
۳۲	۹	اصطلاحات پیشہ وران از مولوی ظفر الرحمن دہلوی انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی ۔ لطیفی پریس دہلی ۱۹۳۹ء
۳۳	۱۰	بلوچی نامہ حصہ اول رائے بہادر منشی ہتو رام ۔ بار دوم ۱۸۹۶ء مطبع مفید عالم ۔ لاہور
۳۴	۱۱	پنجاب میں اردو از حافظ محمود شیرانی شائع کردہ انجمن ترقی اردو اسلامیہ کالج ، لاہور
۳۵	۱۲	تاریخ ادب اردو از رام بابو سکسینہ (ترجمہ از عسکری) مطبع منشی نولکشور لکھنؤ (د ت ا ۔ پبلک لائبریری ملتان)
۳۶	۱۳	تاریخ مثنویات اردو ۔ جلال الدین احمد جعفری ۔ ادارہ شرکت مصنفین لاہور ۔ طبع دوم عالمگیر پریس لاہور
۳۷	۱۴	تاریخ قصائد اردو ۔ جلال الدین احمد جعفری ۔ ادارہ شرکت مصنفین پاکستان چوک کراچی تاج بک ڈپو ۔ اردو بازار لاہور ۔ عباسی پریس کراچی ۔

نمبرسلسلہ	نمبرشمار	نام کتاب مع تفصیل
۳۸	۱۵	تذکرہ شعرائے ہند از میر حسن دہلوی ۔ انجمن ترقی اردو ۔ اورنگ آباد ۔ دکن ۔
۳۹	۱۶	تنقیدات عبدالحق (جامع تراب علیخان باز) ناشر عزیز احمد بک ڈپو ۔ ترقی اردو جامع مسجد دہلی ۔ طبع سوم ۔
۴۰	۱۷	خطبات عبدالحق حصہ دوم از ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب ، سلسلہ مطبوعات انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی نمبر ۲۰۹ طبع اول ۱۹۴۴ء
۴۱	۱۸	داستان اردو از نصیرالدین حسین خان خیال ۔ ادارہ اشاعت اردو ۔ حیدرآباد دکن ۔
۴۲	۱۹	دکن میں اردو از نصیر الدین ہاشمی ۔ تیسرا ایڈیشن ۱۹۳۶ء
۴۳	۲۰	دریائے لطافت ۔ انشاءاللہ خان انشا ۔ انجمن ترقی اردو۔ الناظر پریس لکھنؤ طبع اول ۱۹۱۶ء
۴۴	۲۱	سخندان پارس از محمد حسین آزاد ۔ اگست ۱۸۸۷ء (۹ دس) پبلک لائبریری ملتان ۔
۴۵	۲۲	سرگذشت الفاظ ۔ ۔احمد دین وکیل ۔ در مطبع کریمی لاہور طبع شد باہتمام میر امیر بخش مینجر بار اول
۴۶	۲۳	سندھی ادب ۔ پیر حسام الدین راشدی ۔ پاکستان پبلیکیشنز کراچی ادارہ مطبوعات پاکستان پمفلٹ نمبر
۴۷	۲۴	شعرالہند ۔ عبدالسلام ندوی ۔ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۴۹ء بار چہار ۔
۴۸	۲۵	کیفیہ از پنڈت برجموہن دتا تریہ کیفی ۔ انجمن ترقی اردو کراچی دوسرا ایڈیشن ۱۹۵۰ء مطبع انجمن اردو کراچی ۔
۴۹	۲۶	گل رعنا از سید عبدالحی ۔ سلسلہ دارالمصنفین نمبر ۲۲ مطبع معارف اعظم گڑھ ۔ طبع سوم ۱۳۶۴ ھجری
۵۰	۲۷	مختصر تاریخ ادب اردو اصغر حسین صاحب نظیر دہلوی

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
		عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور - پہلا ایڈیشن ۱۹۵۳ء لاہور آرٹ پریس لاہور
۵۱	۲۸	محاورات نسواں از وزیر بیگم ضیا - فیروز سنز پبلیشرز لاہور ۱۹۳۶ء
۵۲	۲۹	مراۃ الشعرا از محمد یحییٰ تنہا جلد ۱-۲ عالمگیر الیکٹرک پریس - لاہور
۵۳	۳۰	مقدمہ ادب اردو از طالب الہ آبادی ناشر رامدیال اگروالہ مطبوعہ شاہی پریس الہ آباد
۵۴	۳۱	نکات الشعرا - میر تقی میر - مطبوعہ نظامی پریس - بدایوں سلسلہ انجمن ترقی اردو نمبر ۲۸
۵۵	۳۲	نقوش سلیمانی از سید سلیمان ندوی مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ طبع اول ۱۹۲۹ء ۱۳۵۸ھ
۵۶	۳۳	ہندوستانی لسانیات - ڈاکٹر سید محی الدین قادری زور - طبع ثانی ۱۹۵۰ء شائع کردہ مکتبہ معین الادب لاہور
۵۷	۳۴	ہندوستانی لسانیات - کاخاکہ از سید احتشام حسین - دانش محل لکھنؤ - مارچ ۱۹۴۸ء
۵۸	۳۵	ہندی شاعری از ڈاکٹر اعظم کریوی ہندوستانی اکیڈیمی یو پی ۱۹۳۱ء پہلا ایڈیشن گنگا فائن آرٹ پریس لکھنؤ

لغت اور گرائمر

۵۹	۱	ام الالسنہ از خواجہ کمال الدین - مطبع نولکشور ۱۹۱۵ء
۶۰	۲	جامع اللغات جلد اول - (الف تا ب) عبدالحمید جامع اللغات کمپنی لاہور
۶۱	۳	ایضاً جلد دوم (پ تا خ) ایضاً
۶۲	۴	ایضاً جلد سوم (د تا ف) ایضاً

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
۶۳	۵	ایضاً جلد چہارم (ق تا ی) ایضاً
۶۴	۶	خالق باری از امیر خسرو - مطبع احمدی واقع میرٹھ ۱۲۷۶ھ
۶۵	۷	سندھی ریڈر حصہ اول - آغا تاج محمد - مشہور آفسٹ لتھو پریس کراچی نمبر ۱ عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ کراچی نمبر ۲
۶۶	۸	ایضاً - حصہ دوم ——— ایضاً———
۶۷	۹	فیروز اللغات (اردو) مولوی فیروز الدین - فیروز سنز لاہور
۶۸	۱۰	ایضاً (فارسی)——— ایضاً ——— ۱۹۳۱ء طبع اول
۶۹	۱۱	فرہنگ آصفیہ جلد اول مولفہ سید محمد دہلوی کوچہ پنڈت دہلی مئی ۱۹۱۸ء مطبع رفاہ عام لاہور باہتمام سید ممتاز علی صاحب
۷۰	۱۲	ایضاً جلد دوم ———ایضاً———
۷۱	۱۳	ایضاً جلد سوم———ایضاً———
۷۲	۱۴	ایضاً جلد چہارم ———ایضاً———
۷۳	۱۵	قواعد اردو از مولوی عبدالحق - انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
۷۴	۱۶	قرار اللغات یعنی اردو محاورات از سید تصدق حسین قرار شاہجہانپوری جنوری ۱۹۱۹ء مطبع گلشن ابراہیمیہ - لکھنؤ
۷۵	۱۷	لغات فیروزی (اردو) از مولوی فیروز الدین ڈسکوی - مفید عام گزٹ - سیالکوٹ ۱۸۹۷ء
۷۶	۱۸	لغات فیروزی (فارسی) ایضاً ایضاً
۷۷	۱۹	مؤید الفضلا ملکیہ لائبریری گورنمنٹ ہائی سکول جام پور - نام پبلشر وغیرہ معلوم نہ ہو سکا .
۷۸	۲۰	نفائس اللغات از مولوی اوحد الدین بلگرامی مطبع نامی منشی نولکشور کانپور ۱۹۰۵ء
۷۹	۲۱	نکات سخن از حسرت موہانی - انتظامی پریس حیدرآباد

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
		طبع ششم ۱۹۴۴ء
۸۰	۲۲	نصاب ضروری از مولوی خدا بخش - حافظ عبدالسلام تاجر کتب بوہڑ گیٹ - ملتان
۸۱	۲۳	اُم الالسنہ از خواجہ کمال الدین - مطبع نولکشور ۱۹۱۵ء

رسائل

۸۲	۱	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر ۹ حصہ ۳۳ ، جنوری ۱۹۲۹ء انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
۸۳	۲	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر ۹ حصہ ۳۴ ، اپریل ۱۹۲۹ء انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
۸۴	۳	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر۹ حصہ ۳۵ ، جولائی ۱۹۲۹ء انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
۸۵	۴	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر ۹ حصہ ۳۶ ، اکتوبر ۱۹۲۹ء انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
۸۶	۵	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر ۲ حصہ ۱/۳/۶ پنجم جنوری ۱۹۲۲ء انجمن ترقی اردو اورنگ آباد دکن
۸۷	۶	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر ۲۶ حصہ ۴ ، اکتوبر ۱۹۴۶ء انجمن ترقی اردو ہند دہلی
۸۸	۷	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر۲۷ حصہ ۱ ، جنوری ۱۹۴۷ء انجمن ترقی اردو (ہند) دہلی
۸۹	۸	اردو (سہ ماہی رسالہ) جلد نمبر ۳۱ حصہ ۴ ، اکتوبر ۱۹۵۲ء انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی
۹۰	۹	قندیل (لاہور) شمارہ ۲۳—۲۴ مجریہ جولائی ۱۹۵۳ء
۹۱	۱۰۰	نقوش (لاہور) شمارہ ۲۳—۲۴ مجریہ جولائی ۱۹۵۳ء
۹۲	۱۰۱	ہمایوں (لاہور) سالگرہ نمبر ۱۹۵۲ء مضمون چار ہزار سال پہلے کی تہذیب - قلعہ قدیم ملتان کی تاریخ از اختر وحید

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل

دوگڑبن

۹۳	۱	احکام الصلواۃ
۹۴	۲	اخبار آلاخرۃ از فقیر درزی ۱۱۰۴ء مطبع مفید عام لاہور ۱۳۲۸ھ
۹۵	۳	بھگت کبیر کے دوہے عرف کبیر دوہاوی ۔ آرگنگیشور جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز چوک متی لاہور
۹۶	۴	تحفہ از مولوی عبداللہ لاہوری قلمی نسخہ ملکیہ پبلک لائبریری ملتان
۹۷	۵	جذبات بھاشا از نیاز فتح پوری نگار مشین پریس نظیر آباد لکھنؤ ۱۹۱۳ء
۹۸	۶	حصارالایمان از مولوی عبداللہ لاہوری قلمی نسخہ ملکیہ پبلک لائبریری ملتان
۹۹	۷	حفظ الایمان قلمی نسخہ ملکیہ راقم الحروف مصنف نا معلوم
۱۰۰	۸	خلاصہ معاملات از مولوی عبداللہ لاہوری قلمی نسخہ ملکیہ پبلک لائبریری ملتان
۱۰۱	۹	خیرالعاشقین (مورد) ——— ایضاً ———
۱۰۲	۱۰	ایضاً (کلاں) ——— ایضاً ———
۱۰۳	۱۱	دیوان ولی مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ (نمبر ۷ ف ظ د پبلک لائبریری ملتان)
۱۰۴	۱۲	دیوان فرید ترجمہ عزیز الرحمن بہاولپوری عزیزالمطابع الیکٹرک پریس بہاولپور
۱۰۵	۱۳	رشد المجالس ۔ قلمی نسخہ ملکیہ راقم الحروف مصنف نا معلوم
۱۰۶	۱۴	سراجی از مولوی عبداللہ لاہوری قلمی نسخہ ملکیہ پبلک لائبریری ملتان
۱۰۷	۱۵	سیف الملوک از میاں لطف علی جے ایس سنت سنگھ

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
		اینڈ سنز مطبوعہ آفتاب عالم پریس ہسپتال روڈ ۔ لاہور
۱۰۸	۱۶	غرۃ الکمال از امیر خسرو ۔ کتب خانہ نظامیہ ۔ مطبوعہ مطبع قصیر یہ ۔ دھلی :
۱۰۹	۱۷	فقہ ہندی از مولانا عبدی قلمی نسخہ ملکیہ راقم الحروف
۱۱۰	۱۸	قصہ تمیم انصاری بزبان ملتانی ۔ حافظ حمید الدین عزیز الدین تاجران کتب چوک بازار ملتان مطبوعہ محبوب عام پریس ملتان
۱۱۱	۱۹	قطب مشتری از ملاوجہی (۱۰۱۸ھ) شائع کردہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی ۱۹۵۳ء طبع ثانی
۱۱۲	۲۰	کلیات میر جلد اول تا چہارم مطبع نولکشور لکھنؤ
۱۱۳	۲۱	کلیات ولی (دیوان ولی) مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ (نمبر ے ف ظ د پبلک لائبریری ملتان)
۱۱۴	۲۲	گلزار فریدی از مولوی گل محمد چشتی شیروی قلمی نسخہ ملکیہ راقم الحروف
۱۱۵	۲۳	لیلیٰ مجنوں ——— ایضاً ———
۱۱۶	۲۴	معراج نامہ قادر یار ۔ ملک دین محمد اینڈ سنز تاجران کتب لاہور مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس بیرون شیراں والا گیٹ لاہور ۔
۱۱۷	۲۵	معراج نامہ زبان ملتانی ۱۲۹۳ھ ۔ مطبع مہدی واقع لاہور
۱۱۸	۲۶	مکمل ابیات علی حیدر مطبوعہ مشہور عالم پریس لاہور ۔ چہارم اڈیشن ناشرین ملک فضل الدین کشمیری بازار لاہور
۱۱۹	۲۷	میت نامہ از حاجی نور محمد شیر گڑھی (۱۱۴۰ھ) رینگ راجپوت پرنٹنگ ورکس ۔ لاہور
۱۲۰	۲۸	نجات المومنین از مولانا عبدالکریم ۔ قلمی نسخہ ملکیہ راقم الحروف
۱۲۱	۲۹	نص فرائض از مولوی عبداللہ لاہوری قلمی نسخہ ملکیہ پبلک لائبریری ملتان

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل
۱۲۲	۳۰	نور نامہ - ملک دین محمد اینڈ سنز در مطبع دین محمدی الیکٹرک پریس سرکلر روڈ - اکبری دروازہ لاہور
۱۲۳	۳۱	ہیر وارث شاہ - شائع کردہ جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنز لاہور
۱۲۴	۳۲	یوسف زلیخا از عبدالحکیم بہاولپوری - مطبع مصطفائی لاہور ۱۲۱۸ھ

لازیٹیئر

۱۲۵	۱	امپیریل گزیٹیئر آف انڈیا جلد اول از ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر گورنمنٹ آف انڈیا پریس ۱۸۸۶ء
۱۲۶	۲	ایضاً جلد ششم ——— ایضاً ———
۱۲۷	۳	ایضاً جلد دو از دہم — ایضاً ———
۱۲۸	۴	گزیٹیئر آف دی پراونس آف سندھ ای ایچ ایٹکن سالٹ ڈپارٹمنٹ
۱۲۹	۵	گزیٹیئر ضلع مظفر گڑھ ، سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ پرنٹنگ لاہور کمشنرز آفس لائبریری ملتان نمبر L (5) II
۱۳۰	۶	ایضاً ڈیرہ غازی خان ——— ایضاً 1 L (14)
۱۳۱	۷	ایضاً شاہ پور ——— ایضاً 1 L (5)II
۱۳۲	۸	ایضاً ملتان ——— ایضاً 2 L (5)III
۱۳۳	۹	ایضاً میانوالی ——— ایضاً 3 L (5)III
۱۳۴	۱۰	ایضاً ڈیرہ اسمعیل خان ——— ایضاً 2 L (14)
۱۳۵	۱۱	ایضاً ریاست بہاولپور ——— ایضاً 1 L (5) V
۱۳۶	۱۲	ایضاً جہلم ——— ایضاً 1 L (5)III
۱۳۷	۱۳	ایضاً ہزارا کوہاٹ L (5)16 ایضاً 1 L (5) 17
۱۳۸	۱۴	ایضاً بنوں ——— ایضاً 1 L (15)
۱۳۹	۱۵	ایضاً راولپنڈی ——— ایضاً 1 L (5) IV

نمبر سلسلہ	نمبر شمار	نام کتاب مع تفصیل

متفرق

۱۴۰	۱	آثارالکرام حکیم سید شمس اللہ قادری جلد اول بار اول ۱۹۳۸ء انجمن امداد باہمی اسٹیشن روڈ حیدر آباد
۱۴۱	۲	ارباب نثر اردو از سید محمد ۔ مکتبہ ابراہیمیہ انجمن امداد باہمی اسٹیشن روڈ حیدرآباد
۱۴۲	۳	تقویم زبان اردو ۔ از غلام محی الدین ۔ مطبع اکبری آگرہ واقع محلہ نئی بستی ۱۹۱۰ء اول مرتبہ
۱۴۳	۴	در و گوہر ۔ اختر وحید ۔ کاشانہ ادب لوہاری دروازہ ۔ حمام سٹریٹ ملتان یونین پرنٹنگ پریس بوہڑ گیٹ ملتان
۱۴۴	۵	روح تنقید ۔ سید محی الدین قادری زور ۔ مطبع ابراہیمیہ اسٹیشن روڈ ۔ حیدرآباد دکن ۱۹۳۷ء
۱۴۵	۶	سفر نامہ برما از سید ابوظفر ندوی محبوب المطالع دہلی
۱۴۶	۷	سنسکرت زبان کی عظمت از شوبرت لال ورمن ایم اے ستیہ دھرم پرچارک جالندھر مہاشے منشی رام پروپرائٹر۔

ENGLISH BOOKS

Con. No.	Ser. No.	
147	1	Asiatic Researches—Cole Books
148	2	A Comparative Grammer of the Modern Aryan Languages of India—John BEAMS London—1872-79—Volume I
159	3	-Do- Volume II
150	4	-Do- Volume III
151	5	Complete Etymological Dictionary of the Vedic Language—Shastri — 1832 — Emerson College Liabrary Multan
152	6	A Dictionary (Sindhi-English) Captain George Stack— Bombay—1855

153 7 A Dictionary of Jatki or Western Punjabi Language—A. Jukes-Lahore and London 1900.

154 8 Encyclopeadia Brittanica—Volume III—Ninth Edition — Edinburgh — Adam and Charles Black (1875)

155 9 The Etymology of Local Names in Northern India—F.S. Growse—Journel of Asiatic Society of Bangal—Volume XLIII part II.

156 10 Farther Excavations of Mohenjo Daro—E.J.H. Mackay—Printed by Manager of Publications Government of India Press Delhi — 1938—Volume I

157 11 -Do- Volume II (Plates)

158 12 Fallon's New Hindustani—English Dictionary (Name of Publishers, year of edition etc not known, as the book has lost some of its leaves)

169 13 A Glossary of the Multani Language compared with Punjabi and Sindhi —O, Brian — Punjab Government Press Lahore ——1903

160 14 A Grammer of Jatki or Blochi Dialect—R. F. Burton—Journel of the Bombay Branch of the R.A.S.—Volume III (1849-50-51)

161 15 A Grammer of the Sindhi Language compared with the Sanskrit—Prakrit— and the Cognate Indian Vernaculars—Dr. Earnest Trumpp—London 1872

162 16 A Glossary of Tribes and Castes of the Punjabi and N.W.F.P. based on Sir Denzil Ibbetson's Census Report 1883 compiled by H.A. ROSS, I.C.S. 1899.

163 17 Hindustani Philology—Dr. John Gilchrist.

164 18 A History of Hindi Literature—by F. E. Kesy Emerson College Liabrary Multan. No. H.H. 8.

165 19 Indo Aryan and Hindi Dr. Sainti Kumar Chatterji Calcutta University — Vernacular Research Society Gujrat— 1942.

166	20	Inrtoductory Mannual of the Hindi Language with extracts from the prem Sagar by F.P. Luigi Josa—London —,Kagan Pant Frenelt Trubuer and Company Ltd., Dryden House 43, Gerrard Street—1907.
167	21	Journel of R.A.S. of Bengal—Volume XXIII (1854)
168	22	Journel of the R. A. S. (Bombay Branch) Volume XVII (1887-89) Part I.
179	23	-Do- Volume XLIII (1874) part I.
170	24	Journey of the R.A.S. (Bombay) Volume III (1849-50-51)
171	25	Lectures of the Science of Language—Max Muller M.A—IInd Edition—London, Longman Green, Longman and Roberts (1862)
172	26	Linguistic Survey of India—George A Greirson Superintendent Government Printing India—1919 Volume I part I (Introductory)
173	27	-Do- Volume I part II — Comparative Vocabulary
174	28	-Do- Volume I part III—Comparative Dictionary.
175	29	-Do- Volupie VIII part I.
176	30	-Do- Volume IX part I.
177	31	Modern Hindi Literature by I. N. Madan—Emerson College Liabrary Multan No. H.H.40.
178	32	On the origin and structure of Hindustani Tongue Sandfort Arnot and Duncan Forbes—London (1867)
189	33	Outline of Indian philology—John Beames—Calcutta—1867.
180	34	The Prakrits and Apabhramsa Bhandrakar—Sir Ramakrishna Gopal—Journel of the R.A.S. Bombay Branch—Volume XVII (1887-89) Part I.

181 35 Punjabi Dictionary by Parri—Emerson College Multan Liabrary No. R 491-481-11.

182 36 A Sanskrit-English Dictionary Etymologically and philologically arranged with special refrence to Cognate Indo-Europeon Languages by Sir Mouier Monier—Williams and Other Scholars Oxfort Glarenden Press, 1899.

183 37 Urdu Literature — Grahem Balley —. The Heritage of Indian Series Association Press Y.M.C.A. 5 Russel Street Calcutta.

184 38 Wilsonson philological Lectures—Bhandrakar Emerson College Liabrary No. S. Cs II.